

# کلیاتِ غالب

غزلیات فارسی

تحقیقِ ایدیشہ

تدوین: سید وزیر الحسن عابدی

ناشر  
محبت میری ڈائری فائبر

شعریں لائبریری میں ادب و تنقید اور تاریخ و سوانح کے دوسرے کتابچے

بہترین انشائی ادب - مرتب ڈاکٹر وحید قریشی  
جواہر دینے - مولانا غفر علی خاں  
خیابان خاطر - بہ اخاذ شدہات ، اہل کلام آزاد  
تذکرہ - اہل کلام آزاد  
ادب کا تنقیدی مطالعہ - ڈاکٹر مسلم ندوی  
تنقیدی مضامین (اضافہ شہر) خادم علی شاہ  
ملاح ادب - انگریزی  
ادب اور تنقید - بکرم لائی  
ناول نگاری - ڈاکٹر سید بخاری  
بارخ و بہار تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ، مرتب سلیم اختر  
سرخسار کا تنقیدی مطالعہ - مرتب ڈاکٹر امراؤ نقوی  
ولی . . . . .  
بھائی ادب کی مختصر تاریخ - احمد حسین قریشی  
دیوان ولی - مرتب مرزا خان اشرف - سرت مراد فی  
دیوان مصنی - مرتب فراق گورکھ پوری ، . . .  
دیوان آتش - مرتب وحید قریشی ، . . .  
دیوان جرات - مرتب حسن عسکری ، . . .  
انتخاب غالب - مرتب سید اختر حبیب  
دیوان غالب (دوسرا) مقدمہ اور شرح کیساتھ  
۔ . . . .  
ارنٹ سیکرے (تنقیدی مطالعہ) مرتب سلیم الاوان  
ولیم فاخر

دارک فرین (تنقیدی مطالعہ) مرتب سجاد عارف  
آفا سحران کا فن اور ڈرامہ نگاری - سلسلہ فی اثر  
ابو بکر صدیق اکبر رضہ - محمد حسین بیگل  
عمر فاروق جعفری  
دس بڑے مسلمان - محمد اسماعیل ڈانی سنی  
الحسین رضہ - عمر ابو النصر  
الزہراء رضہ . . .  
الصادق رضہ . . .  
خالد سیف اللہ - ابو زید شلبی  
ابو ذر غفاری رضہ - عبد الحمید جودۃ السوار  
امام زین العابدین رضہ - عبدالعزیز سید الدانی  
ولید بصری - دوا دارالکتابین  
عمر بن عبدالعزیز رضہ - احمد ذکی صفرت  
امیر معاویہ رضہ - انیس ڈکریا  
شرح عبدالقادر جیلانی - غلام حیدر سیل  
ایک مفسر قرآن - چودھری محمد یوسف  
سلطان محمد فارخ - محمد مصطفیٰ صفرت  
الکمال - عبد شہید بخاری  
عبداللہ بن عمر - مسلم اللہ صدیقی  
قرطبہ - آرتھر وکیل  
روپ متی - سید نسیم حسن  
ہمارے غازی ہمارے شہید - مرتب آفا اشرف

طابع : دولت اسلام پریس لاہور  
ناشر : بشیر احمد چودھری  
ڈائریکٹر کتبہ میری انبریج  
لاہور  
بارتول : ۱۹۶۹ء

مرثیہ

بنام نانی دانشور دانش پرور

ڈاکٹر جسٹس ایس - اے - رحمان دام الباقہ  
ہلال پاکستان ؛ ہلال قائد اعظم

”نامہ نامی کن گنایان“





[illegible]

غالب کی طبع دور کے اہل نفسی  
الغیر کا ایک مضامین

[illegible]

غالب کے کلمات نظم فارسی (مطبوعہ ۱۹۶۳ء) کا ایک صفحہ،  
 حاشیہ میں سید کی ایک غزل غالب کے شاگرد قاضی  
 میرا علی بھٹو، بریلوی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

غالب کے دیوان فارسی  
(مطبوعہ ۱۳۳۵ء)  
۱۰ غزلیات کا پہلا مجموعہ

[illegible]

دیناں کی عقلی غریبی کا علاج  
لحمہ الحنظل تری ادر، سحر لاجی (اسفند دوم) تری

دہلوانی فارسی غلاب کے تدریج ترین لسانی نسخے (تکمیل۔ شامہ حمزوی ۱۸۲۸ء) میں غزلیات کا پہلا صفحہ۔ وہ غزل جو ہند کا اضافہ ہے۔ اس نسخے کے متن میں تدریج فروریب کے مطابق وہ غزل پہلی ہے جو ہند کے نسخوں میں دوسری ہے۔ دہلوانی کے صفحہ غزلیات کا عنوان بھی تھا۔ جو چنان موجود ہے اور ہند کے لسانی نسخوں میں بھی ہے۔

[illegible]

11

[illegible]

نصف النجف اور و کراچی  
(السنہ اولی) میں دیوان کی پہلی مجلس

## مرتب سوانح

نام : سید وزیر الحسن عابدی

تاریخی نام : محمد خورشید احسان (۱۳۳۲ھ)

ولادت : ۲۵ دسمبر ۱۹۱۳ء ، پیدی ، بجنور ، ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ، بھارت ۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم کے مقامات : بجنور ، بدایوں ۔

اعلیٰ تعلیم اور امتحانات کے مرکز : الہ آباد بورڈ ، بنارس یونیورسٹی ، پنجاب یونیورسٹی (لاہور) ، لکھنؤ یونیورسٹی ، ذیلی یونیورسٹی ، دانشگاه تہران ۔

بعض ممتاز اساتذہ پاک و ہند میں : علامہ سید محمد حسن مراد آبادی مرحوم ، تلمیذ علامہ مفتی محمد عباسؒ (غالب کے مکتوب الیہ) ، پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب ، پروفیسر سید یوسف حسین موسوی ،

ایران میں : استاد علامہ بدیع الزمان فروز انفرؒ ، سعید نقیسیؒ ، ملک الشعراء بہارؒ ، دکتر ذبیح اللہ صفاؒ ، دکتر حسین خطیبیؒ ، استاد ہور داؤدؒ ، دکتر محمد مقدمؒ ، دکتر علی اصغر حکمتؒ ، استاد جلال الدین ہائیؒ ، استاد عبد العظیم قریبؒ ، ڈاکٹر لطف علی سورنگرؒ ، استاد بہمنیار کرمانیؒ ، دکتر صادق کیاؒ ، استاد فاضل تونی ۔

ڈگریاں : بی۔ اے (لکھنؤ) ام۔ اے (دہلی) ، لیسانس ادبیات فارسی ، فوق لیسانس ادبیات فارسی (تہران) ۔

مشاغل : تدریس فارسی : اینگلو عربک کالج اینڈ اسکولز سوسائٹی ، دہلی (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) ، جزوقتی تدریس اردو : آموزشگاہ عالیؒ ، تہرانؒ ایران (۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۲ء) ، تدریس زبان ترکی ایران (بعہدہ ریڈران

اسپوکن ایرانین) شعبہ فارسی ، پنجاب یونیورسٹی اور نیشنل کالج ، لاہور  
(فروری ۱۹۵۲ء تا حال) -

**امتیازات :** میٹرکولیشن کے امتحان میں پوری یونیورسٹی میں اردو میں  
منفرد امتیاز ، انٹر میڈیٹ کے امتحان میں پورے صوبے میں فارسی میں  
منفرد امتیاز ، ام - ے (فارسی) کے امتحان میں یونیورسٹی میں  
درجہ اول ، لیسانس ادبیات (تہران) کے امتحان میں تحقیقی مقالے میں  
درجہ امتیاز ، فوق لیسانس ادبیات (تہران) کے امتحانات میں جودہ  
مضامین میں سے تیسرے میں درجہ امتیاز -

**اعزازات :** نشان سپاس درجہ اول ایران (۱۹۵۹ء) ، رکیت انجمن ادبی  
ایران (۱۹۵۴ء) -

**اہم علمی کام :** تصحیح و ترتیب میں شرکت : ارسفان علمی ، با اشتراک  
پروفیسر ڈاکٹر سید عبد اللہ ، دستور فارسی بہ سبک جدید -

**تصحیح و ترتیب :** مقالات منتخبہ (دو جلد) ، واسق و عذرائی عنصری مرتبہ  
مولوی محمد شفیع مرحوم ، یادداشت ہای مولوی محمد شفیع مرحوم ،  
باغ دو در ، گل رعنا ، کلیات فارسی غالب ، دیوان غزلیات فارسی ،  
پنج آہنگ ، افادات غالب (لطائف غیبی ، سوالات عبدالکریم ،  
تیغ تیز) ، بد چین -

**توجہ :** کوروش اعظم ، فرہنگ شفیع -

**زیر طبع کتابیں :** سعدیؔ و خسروؔ ، فارسی شاہ ، تاریخ فارسی امروزہ  
ایران ، ہنرستان -

## مرتب شخصیت

علامہ پروقیر سید وزیر الحسن عابدی کی محترم شخصیت ہم پاکستانیوں کا سرمایہٴ عز و افتخار ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند ہی میں نہیں بلکہ ایران و افغانستان میں بھی آپ کی بلند پایہ محققانہ ادبی حیثیت کا لوہا مانا جاتا ہے۔ مشرق اوسط، یورپ اور امریکہ کے محقق و مستشرق بلا امتیاز آپ کی علمی، ادبی اور تحقیقی فضیلت و بصیرت کے معترف ہیں اور ملکی و غیر ملکی اہل علم حضرات آپ سے علمی استناد اور مشورے کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔

فارسی میں تبحر کے علاوہ آپ کو اردو، عربی اور انگریزی ادب سے بھی بڑا شغف ہے، کئی دوسری جدید اور قدیم زبانیں بھی جانتے ہیں۔ اردو اور فارسی میں شعر کہنے اور فنِ نارج گوئی میں ماہر و مشاق ہیں۔ لسانیاتی تحقیق میں کسی کو آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں۔ روسی، اقبالؒ اور غالب کے فکر و فن پر آپ کی تحقیق حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ کلاسیکی اور جدید فارسی شعر و ادب کے سلسلے میں آپ کا درس بے حد دلچسپ اور وجد آور ہونے کے ساتھ ساتھ سائنٹیفک بھی ہوتا ہے۔

جناب علامہ موصوف لکھنؤ، دہلی اور تہران جیسے علم و ادب کے عظیم مراکزوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ فارسی زبان و ادب کی محبت آپ کو ایران کھینچ لے گئی۔ ہند و پاکستان کے آپ پہلے فارسی استاد ہیں جنہوں نے حکومت کی طرف سے ایرانی وظیفے پر فارسی علم و ادب کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے لئے منتخب کر کے تہران یونیورسٹی بھیجا گیا، جہاں آپ نے مسلسل پانچ تعلیمی سال اٹھاک سے گزارے اور فارسی زبان و ادب کے امتحانات میں انتہائی امتیاز کے ساتھ کامیابیاں حاصل کیں۔ ایران میں اردو اور پاکستان میں جدید فارسی کو متعارف کرائے میں بھی آپ کو اولیت اور فضیلت حاصل ہے۔ ۱۹۵۹ء میں انہی خدمات کے اعتراف کے

طور پر آپ کو حکومت ایران کی جانب سے 'نشان درجہ اول سپاس' عطا کیا گیا۔

زیر نظر کلیات غالب (فارسی دیوان) کی تحقیقی اشاعت اسی عالم ہے بدل کے برسوں کے ریاض اور غالب شناسی میں آپ کے منفرد شغف اور حیثیت کی آئینہ دار ہونے کے علاوہ ایک 'تحقیقی اعجاز' بھی ہے۔ اگر اس کتاب کی ظاہری خوبصورتی کی کم مائیگی کو بعض ناگزیر عبور یوں پر محمول کیا جائے تو اس کے حقیقی حسن کے احسن و اکمل ہونے میں کسی کو حرف گیری کا موقع نہیں ملے گا اور یہ بات بڑے دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ غالب کی صدی کے موقع پر جو بھی تحقیقی کام پاکستان و بھارت کے تمام اداروں اور سرکاروں کے اشتراک سے ہوا ہے، موصوف کا یہ کام اس سے کہیں زیادہ اور گراں قدر ہی نہیں بلکہ اس پر بھاری بھی ہے۔ — مکتبہ 'میری لائبریری' اس عظیم پیشکش پر مبارک باد کا مستحق ہے۔

کتاب کا پیش لفظ حکیم امت علامہ اقبال مرحوم کا ایک ارشاد ہے، جو انہوں نے غالب کے بارے میں اپنی ریاض میں لکھا تھا۔

ابتدائیہ بھی عابدی صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ اصل مقدمہ کتابی صورت میں علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

خدا عابدی صاحب کو سلامت رکھے گا کہ علم کی دنیا کے تشہ لب ان کے علم و فضل کے بحر بیکراں کی بدولت اپنی پیاس بجھا کر سکون پائیں، آمین اللہم آمین۔

فہرست مضامین

اج - اے (فارسی، اردو)، ام - او - ایل (پنجاب)  
ایف - آر - اے - ایس (لندن)  
ویسج اسکالر پبلیشر لیوڈ، لاہور

لاہور

۱۳ فروری ۱۹۷۰ء



## غالب کی آخری تصویر

اکبر فریدی، ایم۔ اے

عمل :

زندگی کے آخری ایام میں غالب ملتان میں مقیم رہے، جو انہیں لاہور سے بھیجی گئی تھی۔ انکی کلام یا ہج کو کچھ لک گیا تھا۔  
تفصیل کے لئے دیکھیں ضمیمہ کتاب۔۔۔



## پیش لفظ

”جہاں تک میری نظر پاتی ہے، میرزا غالب — فارسی شاعر —  
غالباً ہمارا واحد دوائی سراپا ہے، جس کا ہم صلیب پر منعم نے اسلامی دنیا کے عام  
ادب میں اضافہ کیا ہے۔

درحقیقت اُس کا شمار ان شاعروں میں ہے جو اپنے تخیل اور ادراک میں،  
محدود عقیدوں اور سرحدوں سے ماوراء ہوتے ہیں۔

گو تیا ابھی اُسے پہچانے گی ؟

حکیم مشرق علامہ اقبالؒ

# قلمی اور مطبوعہ نسخے جن عزلیات کی ترتیب میں منظمی گئی

- ۱۔ دیوان فارسی کتبہ شدہ ۱۸۳۵ء بمطبعہ ۱۸۳۲ء
- ۲۔ دیوان فارسی کتابت شدہ جولائی ۱۸۳۸ء
- ۳۔ دیوان فارسی کتابت شدہ ۱۸۳۱ء
- ۴۔ دیوان فارسی (مطبوعہ) ۱۸۴۵ء
- ۵۔ دیوان فارسی کتابت شدہ ۱۸۶۱ء
- ۶۔ کلیات غالب (مطبوعہ) ۱۸۶۳ء
- ۷۔ انتخاب غالب و تالیف غالب و رد ۱۸۶۶ء، مرتبہ مولانا افتخار علی عرسنی (مطبوعہ بمبئی)
- ۸۔ سجد چمن (مطبوعہ) ۱۸۶۷ء
- ۹۔ سجد چمن (قلمی) مکتوبہ فاضل عبدالجلیل جتوئی برطوی شاکر غالب (ملوکہ ترتیب)
- ۱۰۔ مجموعہ کلام غالب مکتوبہ برائے قراب مصطفیٰ خاں شیخ
- ۱۱۔ بیاض فرحت اللہ معاصر غالب (قلمی) - (نسخہ ملوکہ مرتب)
- ۱۲۔ بارغ وودر مرتبہ سید وزیر الحسن عابدی (مطبوعہ جولائی ۱۸۶۸ء)

نوٹ۔ ہم نے ۱۹۴۱ء میں باگی پور اور رام پور جا کر وہاں کے ان نسخوں کا مطبوعہ کلیات سے مقابلہ کیا تھا۔

نشانایم عجب از آسمان نه شرکت جم  
قدح مباحش زیاقوت باوه گزینیت

ترتیب نامه

## ترتیب نامہ

غالب کا کتابت نظر انداز نہیں کرنے دو مقرر میں ترتیب کیا ہے۔ پہلا مقدمہ غزلیات کا ہے۔ دوسری اصناف دوسرے تھے میں آئیں۔ یہ ایڈیشن اس مقصد کو نظر میں رکھ کر ترتیب کیا گیا ہے کہ مطالعے کی عام سطح سے لے کر تحقیق و تحقیق کی سطح تک تاریخی نگاروں کا ساتھ دے سکے۔ میری درخواست کے فائدہ کار نے پکا بشیر احمد جرح دوسری غالب کی حد وسط پر اس کی تقریب کے موافق ہر اس اصناف کو حقیقتاً ایڈیشن کے ہم سے شائع کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیخ محمد کرام صاحب کے غالب نامہ کے بعد سے غالب پر کام کرنے والوں کی ترجیح کوام غالب کی تاریخی تدوین کی طرف تھی ہے ان تحقیق و تحقیق کے کتابوں نے ایک ایسے ایڈیشن کی اشاعت کو ضروری بنا دیا ہے جسے وہ جدید کے اصول پر مرتب کیا گیا ہو۔ سہو و دیوان کے لئے یہ کام جناب امتیاز علی عثمانی کی کوشش و کاوش سے انجام پا چکا ہے۔ کتابت فارسی اس طرح کی کوشش کا منتظر تھا۔ غرض مقصود سے کام لادیں گی نہ ان کی ترتیب کے لئے حاجی احمد داخل اسناد و شواہد پرورد کی پرفہمیت کئی گنا زیادہ موجود ہیں۔ دیوانہ جلد میں ہم نے فارسی غزلیات کو سات ادوار میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل فرست ہند وادی خیال کے حوزہ سے اس مجموعے میں ص ۲۱ تا ص ۲۸ درج ہے۔ ان میں سے پہلا قند تین فراموش ادوار میں تقسیم ہوا ہے جن کی زبانی سوزندگی کے لئے بعض خارجی شواہد کے علاوہ داخل شواہد و قرائن افراد ان موجود ہیں۔ اس ایڈیشن کی تاریخی و جدیدی ادب و غزلیات کے انفرادی زمانی قیمن کے لئے اُنہی کی نشان دہی اور استدلالی ہم نے اپنی کتاب غالب پر خزل سرا میں کی ہیں جو زیر طبع ہے۔

غزلیات کے حاشیوں میں متن کے بعض اہم اختلافات بتائے ہیں اور جہاں ممکن تھا ہے اختلاف خزل کی تاریخ درج کی ہے۔ حاشیوں کے حوالے زیادہ کر دینا چاہئے تھے جس کا تادمت ایک نام لکھا ہے اپنے مضمون در سال شمار جولائی ۱۹۹۰ء میں کر دیا ہے۔ اس میں جناب حکیم محمد جی خان صاحب جمال تریا کے مضمون و نفاذ میں سے لگن دینا کا شوق لیا ہے

دو زبان غزلیات کی روایتی روایت اور ترتیب ہمارے اس ایڈیشن میں زیادہ دویم پر ہم نہیں جاتی اس لئے کہ غالب کی فارسی غزلوں میں سے جن کی کل تعداد تین سو چھیالیس ہے، دوسرے پچتر غزلیں از روایت الف، تادرویت یا پہلے وہ میں آتی ہیں۔ پھر اس قند کی پہلی غزل وہی ہے جو دیوان کی پہلی غزل ہے اور آخری غزل بھی وہی جو دیوان کی آخری غزل ہے

غزلوں میں جیسا اشارہ پر ان کی علامت ہے وہ وہ اسطر میں ہو غالب نے اپنے دیوان علامہ درویش سے منتخب کر کے غالب نامہ پر دیکھ کر ایسے نئے اور اس مجموعے میں شامل ہیں اور غرضی

مہاسب نے انتخاب غائب کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کی علامت اُن اشعار پر ہے، جن پر غائب کے اس قلمی مجموعہ کا نام 'م'، بتا ہوا ہے، جو علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ یہ قلمی مجموعہ غائب مصطفیٰ خان شفیق کے لئے لکھا گیا تھا۔ مہاسب کی علامت سے ان اشعار کی نشاندہی ہوتی ہے، جو غائب نے بیچ آجنگ کی پہلی تدریس میں اشعار مکتوبی کے عنوان سے درس کئے ہیں۔ مہاسب کی علامت ان اشعار پر ہے، جو غائب نے بیچ آجنگ کی دوسری تدریس میں پڑھائے۔ جس عنوان کے تحت بیچ شائے پر پھر لی گئی بنا گیا ہے وہ ان غزلیات میں سے ہے، جو غائب نے اپنے مرتب مجموعہ "مجلہ رمانا" کی کتاب ۸ جلدوں میں درس کی تھیں۔ ان میں غزلوں کا جو شعر غائب نے ہمدردی حضرت کریم اللہ لکھے دیوان فادری میں شامل نہیں کیا اس پر علامت حم بنا دی گئی ہے جو شعر "مجلہ رمانا" میں کسی اور طرح تھا اور بعد میں غائب نے اس میں اصلاح کی ہے۔ اسے ۲ کی علامت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح جو شعر "مجلہ رمانا" کے بعد کا افسانہ سے اس پر حم کی علامت لگائی گئی ہے۔ اس حذف کی اصلاح اور افسانے کی ترمیم حواشی میں کی ہے۔

دیباچہ دیوان قساری جوگزیر ہمارے مرتب کردہ کلیات غائب و فارسی کا پہلا حصہ ہے اس نے ہم نے اس مجموعہ غزلیات کے شروع میں غائب کے دیباچہ دیوان فارسی کو لگا دی ہے۔ غائب کی فکر ادنیٰ کو گننے کے لئے اس دیباچہ میں وہ تمام نکتے اور اشارے ملتے ہیں، جو غائب کی شاعری خاص طور پر غزل گوئی کے ادوار اور عشق کے لئے تنقید عاجز کی مستحکم بنیاد بن سکتے ہیں۔ دیباچہ کے ان جواہر عشق کو نمایاں کرنے کے لئے ہم نے اس اہم نگارشی کی مہارت بندی کی ہے اور نقلی ماحول میں ہر مہارت کو عنوان دیا ہے۔ ہماری نظر میں یہ دیباچہ غائب شاعری کے لئے حقیقی مطالعے کا مفتاح ہے اور حقیقی و تنقید کا ایک مستحق موضوع بن سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انگریزی ادب میں ورلڈز جتھ کے مشہور دیباچے کی حیثیت ہے۔

اضافہ اس مجموعہ غزلیات کو کابل بنانے کے لئے دس سہ چھپوں، اور 'باغ و در' کی غزلیں اور غزلیات بھی شامل کر لی گئی ہیں۔

## ضمیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے

اختلاف نسخ یہ مجموعہ غزلیات غائب کے دیوان فارسی یا کلیات نظر فارسی کے تین قلمی نسخوں، جن میں دو عامر مطبوعہ نسخوں کی حد سے مرتب کیا گیا ہے۔ ان نسخوں کے متن کے اختلافات کی نشاندہی ایک جدول کی صورت میں کی گئی ہے جو اختلاف نسخ کے عنوان سے وضع ہے۔

دسم ۲۹۹ تا ۳۷۹ دیوان فارسی کے ان بنیادی نسخوں کے علاوہ "مجلہ رمانا" اور "انتخاب غائب" کے متن سے بھی جدول لکھی ہے۔ غائب کے اپنے کلیات نظر فارسی کو برسر ۱۵۶۱ میں نقل کر کے نابھک

دام اور کوبھی جاتا اس کے بھی بعض اہم امتلاقات نکال کر لکھے گئے ہیں۔ جملہ کے آخری ستون میں ۱۸۷۵ء کے انگریزی ایڈیشن کے متنی امتلاقات اور غلطوکی نشاندہی اس نے کی گئی ہے کہ یہ ایڈیشن اب تک معاشرے میں زیادہ دستیاب اور رائج رہا ہے۔

اس ٹیمپے میں وہ حواشیات ضروری حوالہ کے ساتھ صحیح ہیں بہن کے تحت غالب اشعار غالب نے اپنے اشعار میں آجنگ، آکے، آجنگ سوم میں دیکھ گئے ہیں۔ یہ غزلیں شکر کے مفہوم تک پہنچنے میں خود شاعر کی طرف سے رجحان کا کام کرتے ہیں۔

شرح غالب کا مفہوم سمجھا رہا ہے۔ ان میں ایک عبارت رشتہ بہیت ۲، انفرزل شمارہ ۷۲ میں ۱۸۷۱ء وہ ہے، جو غالب کے اپنے نظم سے دیوان فارسی کے محسن نے لکھا تھا (۱۸۳۸ء) میں ایک جگہ ملاحظہ ہو رہا ہے۔

تاریخ کلام کی سہولت کے لئے مناسب نظر آگیا کہ اس صدی ایڈیشن میں یادگار غالب شرح حالی سے وہ تشریحات نقل کر دی جائیں جو حالی نے بعض قدسی اشعار پر لکھی ہیں۔ یہ تشریح عبارت کے ساتھ نشان دی کر دی گئی ہے کہ متعلقہ شعر ہائے ایڈیشن میں کس صفحے پر اور کس غزل میں ہے۔

انتخاب مدامحکم حالی نے 'یادگار' میں 'سیرت' کے 'اشعار' میں اور 'باب صدیقی حسن خان' نے 'مجلس النجوم' میں غالب کے جو فارسی اشعار منتخب کر کے دست کئے ہیں، وہ انیسویں صدی کے ان تین عالی دماغوں کے ذہن و ذوق اور فکر و فکر کے آئینہ دار ہیں، ہم نے یہ اشعار ایک جگہ کر کے روایت عوامی کر دی ہے جس میں ہر صفحے میں عبارت لکھا کہ صاحب انتخاب کی نشان دہی کی ہے۔ یہ شعر کہ انتخاب و صرف انیسویں صدی کے جلد ترقی شعور اور لطیف ترقی ذوق کی یادگار ہے بلکہ اچھے غالب کے فارسی کا کام ایک بہترین انتخاب کہنا چاہئے۔ خاص طور پر وہ اشعار جہد اکبر میں ہیں کہ ہمارے میں ہر غالب کے ترقی یافتہ خیالوں میں سے وہ لکھا کہ انتخاب متفق نظر آتی ہے۔

موازا اشعار غالب و نثر غالب اس ٹیمپے میں غالب کے ان فارسی اشعار کی نشان دہی کی گئی ہے جو غالب کے اپنے خطوط میں مختلف مقامات پر آئے ہیں۔ یہ اشعار بھی ہم نے روایت واد مرتب کر کے ان کے ماخذوں کی کامل نشان دہی کر دی ہے۔ یہ اشعار خاص طور پر اس لئے اہم ہیں کہ ان میں شاعر کا نفس اس کی زندگی کے مختلف مرحلوں میں اس کا ترجمان اہم زبان نظر آتا ہے۔ ان اشعار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ غرض ہائے رنگ رنگ میں سے کون سے نقوش شاعر کے حافظے میں ابھرتے رہتے تھے اور اس کی دوزخ کی تقریر یعنی خطوط پر پانا پڑا رہتے تھے۔ یہ اشعار وہ ہیں، جو غالب کی فکر کے دوشی ہدف چلتے ہیں اور اس کی سوانح زندگی کے شریک حال ہیں۔

تعبیر غالب اس عنوان کے نیچے میں غالب کی خادسی نثر کے دو اقتباسات ہیں جن میں اس نے اپنے خادسی  
اشعار اس طرح استعمال کئے ہیں کہ ان کے اصل مغز پر روشنی پڑتی ہے اور چمکتا ہے کہ غالب خود  
اپنے شری تعبیر کس طرح کرتا ہے۔

سبز زمیں سخن گستران ان شراکی نشان وہی کی گئی ہے جن کی زجیروں میں غالب نے غزلیں کہی ہیں۔ اس  
نقطہ نظر سے پورے دیوان کا غزل بہ غزل جائزہ لیا گیا ہے اور اس مطالعہ میں  
غالب کے ذہنی ماحول کے شعرا، نظریہ، فیض، عرفی، نظریہ، مناسب، حزمین اور بیدل کے ہاں غالب کی  
اختیار کردہ زمینوں کا سراغ لگا گیا ہے۔ اسلوب کے قریب و بعد کا تعین کرنے کے لئے اس فہرست میں تقابل  
کی فہرست سے صدی، امیر خسرو اور عارف کی شامل کیا گیا ہے۔ صدی خراسانی اور شیرازی اسلوب کا ساتھ  
عراقی اسلوب کا اور امیر خسرو خراسانی و عراقی عناصر کے مخلوط اسلوب کا فائدہ ہے، جس میں ہندوستانی  
اسلوب ابھرتا ہے۔ تقابل و واقف کی فہرستوں میں بھی غالب کی بعض غزلیں ہیں۔ ایک طرف غالب اور  
دوسری طرف فطرت و واقف کے درمیان فی کے، تطبیق تہ کا پتہ چلانے کے لئے اس فہرست میں یہ دو نام  
بہم بڑھ چکے ہیں جو زمینیں اس دائرے سے ہٹ کر دوسرے

بھی تھیں۔ ان کے حوالے انسانی خانے میں درج کئے گئے ہیں جن دو ادیبانہ تجربہ لانے کے اشعار اور تذکروں  
سے استفادہ کیا گیا ہے جن کے تطبیق یا مطبوعہ نثر کے نام ساتھ میں درج کئے گئے ہیں۔

اس جدول میں قلمی کتاب کا مسو تانے ہوئے جہاں امت لکھا ہے اس سے ملو ورق کا دائرہ فہرست  
کا مسو ہے اور جہاں 'ب' ہے وہاں بائیں ورق کا مسو۔ اس جدول کے مندرجہ بالا کی بنیاد پر ہر مسو کی سائنس  
لئے ہیں اور جن تقابلی پر دلکشی پڑتی ہے ان سے متعلق ہم نے اپنی نثری کتاب، غالب غزل سرا میں  
مبہرہ بحث کی ہے۔

نوادہ سخن گستران چشتین اس نیچے میں نظریہ، فیض، غالب، بیدل اور فطرت کی وہ غزلیں درج  
کی گئی ہیں جن کی زمینوں میں غالب نے غزلیں کہی ہیں لیکن ان سائنس کی وہ  
غزلیں مطبوعہ دو ادیبانہ میں نہیں ہیں، قلمی نثر میں ہیں۔ سب سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ نثری فہرست  
کی مقامات کے ہیئت بدو غالب کا ہیئت ایران سے اور بیدل کا مال کلیات تہا فہرست

سے شائع ہوا ہے۔ اس نیچے میں غالب کی غزل کا مطالعہ کرنے والے کی سہولت کے لئے واقف کی  
ہندو زمین غزلیں بھی جو نثر ادیبانہ دس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ یہ غزلیں مطبوعہ دو ادیبانہ سے لی گئی ہیں۔

غزل غالب و نثر غالب اس نیچے میں سہا عنوان ہے غالب غزل سرا جس کے مختصہ غالب  
کی خادسی اور اردو نثر و اشعار سے وہ اقتباسات بھی کئے گئے ہیں جن  
میں غالب نے اپنی شاعری خاص طور پر غزل سرائی کی طرف اشارے کئے ہیں۔ دوسرا عنوان ہے مغزیات  
خادسی، جس کے تحت غالب کی خادسی اور اردو نثر و اشعار سے وہ اقتباسات بھی کئے گئے ہیں جن میں غالب  
نے اپنی خادسی مغزیات صلی کی ہیں یا مغزیات کا سہا دیا ہے۔

غیر اعران ہے، ابیات غزل ہونے فارسی، جس کے تحت غالب کی تحریروں کو وہ اقتباسات میں لکھے گئے ہیں، میں غالب کی غزلوں کو کن شاعر یا محدث لکھے ہیں۔

**انتقادات غالب** غالب کی تحریروں سے وہ اقتباسات کیا جا کر دیے گئے ہیں، میں غلطی

فرہنگ غالب یہ وہ اقتباسات ہیں جن میں غالب نے کسی ایسے لفظ کے معنی بتائے ہیں جو اس کی فارسی غزلوں میں مستعمل تھا ہے۔

**عرض غزلیات** اس حصے میں غالب کی فارسی غزلیات کی خبروں اور اعران کی نشان دہی کی گئی ہے۔

**مجمع ابیات** غزلوں کی ابیات کی تعداد اور غزلیات کی کل ابیات کی تعداد میں تصدیق و رد کی گئی ہے۔

**واشخاص و اماکن غزلیات** اس اثنا میں اکثر شخصیتیں اور مقامات ملنے پہچانے گئے ہیں۔ البتہ ان میں سے بعض کے بارے میں تقابلی یا دو اشعار کی ضرورت تھی، بہر حال غالب غزلوں میں

مطلوبہ معانی کے ایک خاص تصور کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

**غالب کا نظم خیال** فارسی غزلیات کے تصور میں غالب کی خیالی زندگی یا خیال یا پسیر تراشی کے حقیقی

ماخذ زیادہ تر وہ ہیں جن سے ہم نے اپنے حصے و سرزمین سخن گسترانے میں استفادہ کیا ہے۔ یہ ان کی مصحف سے کنجائے دل و لعل و غنایاں کا بعد مراد ہے۔

**غزلیات غالب کا اطلاق** غزلیات کے متن کو ہم نے عام کنجی کے لئے واضح بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لئے جہاں ضرورت سمجھا ہے پاکستانی لفظ کے لفظ سے یا لے کر

اور یا لے کر معکوس کا التزام رکھا ہے، البتہ ان میں دو درجہ منقطع ہے۔ خاص طور پر قافیہ برآؤں کے ہجائے کے بعد سے غالب بعض فارسی لفظوں کو ’ذمہ‘ کے بجائے ’سزا‘ سے لکھتے تھے، جیسے ’گزشتن‘ بجائے ’گزشتن‘، ’گزشتن‘ بجائے ’گزشتن‘، یعنی لفظوں میں وہ ’ذمہ‘ کے بجائے ’سزا‘ کے فائل تھے، ’آؤ‘ یعنی ’نش کو آؤ‘ لکھتے تھے۔ ایران میں ہم نے اس وقت اطلاق کیا ہے۔ غالب کے لفظوں کی پیرکھ نہیں کی۔ بلکہ ’آؤ‘، ’آؤ‘، ’آؤ‘، ’آؤ‘ کے بارے میں ہندوستانی لفظ نظر اور اطلاق کا ساتھ دیا ہے۔ ایران کی فارسی میں ’شکوڑہ‘ ہے اور ’شگفتن‘ ہے بجائے ’سنگرد‘ اور ’شگفتن‘۔ اس طرح تب ہے بجائے تب۔



# روایت نامہ

رقم اعداد

اردو	-	فارسی
۴	۱	۴
۵	۲	۵
۶	۳	۶

# رویف نامه غزلیات

شماره ترتیب	معرب آواز	سفر	فرز	غزل	معرب آواز	سفر	فرز	غزل
۱	آتش یاز کشه خار دست داسه ما	۸	۱۰	۲۲	مدامه غریب آینه دار خرمی ما	۱۰	۱۲	۱۲
۲	از تست لگرم اختر پیرا خشا	۱۶	۲۳	۲۵	در بجز غریب پیش گفتاب و جهم ما	۱۲	۱۸	۱۸
۳	از درج تو گشت که در غم گیم ما	۱۵	۲۰	۲۶	دل تاب خطبانه خار و خدای ما	۲۵	۲۵	۲۵
۴	ای بخل و ملاخوی تو چنگ مرزا	۴	۱	۲۷	مرا خویش از بیا آمد تو بی جرم ما	۲۱	۲۹	۲۹
۵	ای خواجه ز خود جند جهان دلمردا	۲۵۹	۲۴	۲۸	ز من گشت نمود باعدا شکر پیا	۱۳	۱۷	۱۷
۶	ای مدی تو بجز دور آید شک ما	۱۲	۲۰	۲۹	سپهرم مدح و مدح از خدای بیست ما	۱۹	۲۶	۲۶
۷	ای دل ز عشق گفت پای تو طایق ترا	۲۵	۲۹	۳۰	سوز عشق تو می از سر جان دست ما	۸	۹	۹
۸	پاره مشکبوی ما پدید کار گشت ما	۲۵	۲۲	۳۱	سوز ز یک تاب بجا نش نقب ما	۲۲	۲۱	۲۱
۹	بیایان محبت یا دل آدم تنای ما	۱۷	۲۳	۳۲	شکست رنگت در صفا زدی حیران ما	۱۹	۲۵	۲۵
۱۰	بخت خردم ز تو کی از دست پیورا	۲۲	۳۳	۳۳	خفت در پیش عشق گدا زدی خدای ما	۲۹	۳۰	۳۰
۱۱	برخی آید ز چشم از جوش سرانی ما	۱۵	۱۹	۳۴	تغذای آید دایر جز خواهانده شای ما	۲۷	۳۷	۳۷
۱۲	در عشق بشار خوشای در غم و شیدا	۱۱	۱۳	۳۵	لذت دلمد و غم از صیبت و پیا ما	۲۷	۳۸	۳۸
۱۳	بر گنج شد جیها دیشور عمر غلوطا	۱۹	۲۱	۳۶	گر بانی مست ناگاه از دور لکڑا	۵	۵	۵
۱۴	پس او کشته غمایم بیضایم بگذا	۷	۷	۳۷	سلام عزم صبا بعد پیرا ما	۳۰	۲۷	۲۷
۱۵	پس از عمری که فرودم بهشت پیا	۱۱	۱۱	۳۸	خویش عشق در آن از صفا سیه ما	۷	۸	۸
۱۶	تا دشت چاره گر بگر یا چاره ما	۲۶	۲۶	۳۹	سوی نیم که در گری توای فریفت ما	۱۳	۱۹	۱۹
۱۷	حق بعد بدست شاد کنی پیا	۲	۲	۴۰	عشق ز خود باده کند بست ایم ما	۹	۱۱	۱۱
۱۸	جان بر شکوه ای دل پشنگ حاکم ما	۱۲	۱۵	۴۱	نگویم تازه دلمد شیره چای و پیا ما	۲۹	۳۰	۳۰
۱۹	جود غم نم زیاده خود است کام ما	۲۵۹	۲۲	۴۲	فریختیم در عالم مثال کاسه سارا ما	۷	۷	۷
۲۰	چون خوار خوش دلمد نامش عیال ما	۳	۴	۴۳	نصفت شرفی بی پیرده شود جگش ما	۲۱	۲۸	۲۸
۲۱	چون به تاصد پس پیغام ما	۲۱۵	۲۵	۴۴	فریخت نقب شرق دلمد از بجا جان ما	۲۳	۳۳	۳۳
۲۲	خاموشی داشت بد آمد بیا	۳	۲	۴۵				
۲۳	خوش وقت سیری که بر تند پس ما	۱۸		۴۵	از آینه نایافت عشق سلیم اشپ ما	۲۳	۲۵	۲۵

ب

۲۹	جزای لیل بصرای تیر و نه است شب	۳۲	۳۲
۴۰	خیزد بر پرده داسر پای دیاب	۳۱	۳۱
۴۸	گرچه از جنب انصاف گراید چه جلب	۳۲	۳۲
<b>پ</b>			
۴۹	مهر دیده دل در دیده است شب	۳۲	۳۲
<b>ت</b>			
۵۰	اختری خوشتر از این بجای می یابست	۲۹	۵۰
۵۱	از غزلگانه در شهر فریادی شده است	۲۵۰	۲۵۲
۵۲	اشتباه تشبیه دل گم شده در خفا نیست	۳۲	۶۰
۵۳	افنده جان فانی در سر پر کار فرو نیست	۵۲	۴۲
۵۴	آنکه بی برده بعد از غافلانه نیست	۵۶	۸۰
۵۵	ای که گفتی تم منو کینه جانم نیست	۲۹	۵۳
۵۶	و اینهم از مرگ تا نیست جفاست بدست	۶۱	۸۰
۵۷	بایم که ما ششم نمی از شک نام چیست	۲۲۲	۲۵۶
۵۸	همی که در دل دیو گرایی نگر نیست	۵۲	۷۹
۵۹	بخور دیده نش از نار یک خوار است	۲۰	۵۵
۶۰	یک سیدی حامدی بی اشرافه است	۲۶	۴۸
۶۱	بیک از قلم نگاه تر از احمدی است	۴۰	۶۶
۶۲	بیل دولت جلاله فرخ می به بند نیست	۴۲	۶۲
۶۳	بواد که در خوار صفا نیست	۲۲۲	۲۵۵
۶۴	تا بریم نظر ملت حسن مسماست	۲۲۳	۲۵۰
۶۵	بیم براسد که بگذردش خانه است	۴۲	۷۱
۶۶	عظیم از ادب اشکبار تر است	۶۱	۸۸
۶۷	چو بچسبم بر لب می رانم با شتاب	۲۲۱	۲۵۴
۶۸	چه خنده دگر در خانه دکان تر نیست	۳۸	۵۲
۶۹	حق جلوه گر در حق بایده گداست	۲۴۴	۲۱۰
۷۰	فرست کنار بخند قهر بکوی	۵۳	۷۰
۲۱۰	فرستم که چرخ بکوی تمام بپایان داشت	۲۵۰	۲۱۰
۲۱۱	در بیدار دل در آرام دست گریست	۵۰	۸۱
۲۱۲	در بند تو چشم از دو جهان و صفی نیست	۵۸	۸۲
۲۱۳	در تالم از خیال که دل بطور نگاه نیست	۳۰	۵۰
۲۱۴	در گداز مال وادی در بند نگاه نیست	۳۱	۳۹
۲۱۵	دل در دله از شیره حیانت و خیانت	۵۲	۴۲
۲۱۶	دل در دلی آفت که در تیران نیست	۲۲۰	۲۱۱
۲۱۷	در کسب و در پیوسته مشکافانداست	۶۰	۸۶
۲۱۸	درخت ناماست بجز رنگ و بو که در	۲۱۲	۲۱۶
۲۱۹	درم وادی و ماکان زین سنگ نیست	۴۱	۵۶
۲۲۰	در سینه بکشیدم از غنای دیار آتش است	۳۹	۵۲
۲۲۱	در کوه بکشش نمی را در بصری نیست	۶۲	۸۹
۲۲۲	در طوط حرامم به پنج و ناله نیست	۵۹	۸۴
۲۲۳	در قای که برق قلب از افق نام نیست	۵۰	۷۱
۲۲۴	در کشته مار شک گشته در گداست	۵۲	۷۰
۲۲۵	در گداز نیست سایه خفا ندیده است	۳۸	۶۸
۲۲۶	در گدازه خورشید از غم باندانست	۴۱	۵۰
۲۲۷	در گنم بر در کار خورشید نیست	۵۱	۷۲
۲۲۸	در لاله مرعده رنگ و بو گرفت	۵۸	۸۳
۲۲۹	در لشکر انقادی همه سینه نیست	۳۵	۴۷
۲۳۰	در لب بشیر تو جانی شک است	۲۱۵	۲۵۱
۲۳۱	در لذت عشق ز فتنه بیوانی حاصل	۳۶	۶۲
۲۳۲	در نعل تو خسته از انقادی نیست	۵۶	۷۹
۲۳۳	در غم غم که گر بدار گشت	۳۲	۵۹
۲۳۴	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۳۵	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۳۶	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۳۷	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۳۸	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۳۹	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۰	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۱	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۲	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۳	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۴	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۵	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۶	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۷	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۸	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۴۹	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶
۲۵۰	در صبا چایا در دهن پدماست	۲۵۰	۳۳۶

# روایت نامه غزلیات

شماره	معنی آغاز	مصرع آغاز	مصرع آخر	شماره	معنی آغاز	مصرع آغاز	مصرع آخر
۱	بخت یزد کرد خوار دست داسها	۲۲	۱۰	۱۲	۱۰	۱۲	۱۰
۲	از تست اگر ما خنجر جدا شد	۲۳	۱۶	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۳	از دج نظر گشت که در نور گیم	۲۴	۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۴	ای بخار و ملا خوری تو بخت سرنا	۲۵	۱	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۵	ای خوار و خرد بخت جهان دارد	۲۶	۲۳	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۶	ای روی تو بخت در آینه شکست	۲۷	۲۴	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۷	ای گلزار عشق کف پای تو طایق	۲۸	۲۵	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۸	باده مشکبوی با بیدار گذشت	۲۹	۲۶	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۹	بیایین محبت یاری ای آدم ناز	۳۰	۲۷	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۱۰	بخت خرد و خردی که از دست ببرد	۳۱	۲۸	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۱۱	برخی آید ز چشم از جوش صدف مرا	۳۲	۲۹	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۱۲	بختی بختکار مرشد بدخوش شبها	۳۳	۳۰	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۱۳	برگنج شد جیان دیشم و بخت	۳۴	۳۱	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۱۴	پیران گشته بخت عالم دینانم	۳۵	۳۲	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۱۵	پیران عمری که فرسودم بخت	۳۶	۳۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۶	ساخت پناه که بخت باده را	۳۷	۳۴	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۱۷	تعالی بد بخت شاد که بخت	۳۸	۳۵	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۱۸	جای بخت باده ای دل بخت	۳۹	۳۶	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۱۹	جود خیم نبارد نمود است کام	۴۰	۳۷	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۲۰	چو خوار و خردی ملود ناز	۴۱	۳۸	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۲۱	چو بخت بخت بخت بخت	۴۲	۳۹	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۲۲	خوش بخت بخت بخت بخت	۴۳	۴۰	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۲۳	خوش بخت بخت بخت بخت	۴۴	۴۱	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴

ب

۱۰ از اندام بخت بخت بخت بخت

۲۹	بزن کل بجهرای تیر و انداخت شب	۳۲	۳۲
۳۰	فیروز پیرا هریدی و اسراهای صلیاب	۳۱	۳۱
۳۱	گر پس از توبه نجات گراید چه بلب	۳۲	۳۲
<b>پ</b>			
۳۹	عمر حیدره دلی در دیر دست نپ	۳۴	۳۴
<b>ت</b>			
۵۰	افزای خوشتر از نیم بجای یی بایت	۲۹	۴۰
۵۱	از ترنگ آینه در شرف زاری شده است	۲۹۰	۲۸۳
۵۲	اشتباقش بدلی گرم شد خراش	۳۲	۶۰
۵۳	اندره بیانی در سر پر کلاه فروخت	۵۲	۴۲
۵۴	آنگاه پرده بعد از داغ نایاب فروخت	۵۶	۸۰
۵۵	ایک گفتی غم بدی سینه جان فروخت	۲۹	۵۳
۵۶	ایمنی در مرگ تینست بجا است بخت	۶۱	۸۰
۵۷	باسم که ششم خنک ننگ تمام بخت	۱۱۲	۲۸۹
۵۸	بجی که در دلی جلوه گر برای درگفت	۵۴	۴۶
۵۹	بخود رسید نقی از نازیکه شاد است	۴۰	۵۵
۶۰	بلکه بدی ملای یی اثر افتاد و است	۲۶	۴۸
۶۱	بلکه از تک نگاه قره آمد و رفت	۴۷	۶۶
۶۲	بلبل و است بنالافزونی بیند نیست	۴۴	۶۲
۶۳	برای که مدی خنجر و امدا خفت	۱۱۲	۲۸۵
۶۴	تا بریم نظر ملک مستی تا سواست	۲۱۳	۲۸۷
۶۵	بیب سراسر که بدش خانه است	۴۴	۶۱
۶۶	چشم از ابر استلک تر است	۶۱	۸۸
۶۷	چرخ سحر سیاهی در چشم انداخت	۱۲۱	۲۸۴
۶۸	چه خند که در خانه زنگان تو نیست	۳۸	۵۲
۶۹	حق جلوه گر زلف ز بایه محمد است	۲۱۳	۳۱۰
۷۰	خواست که نام بخند تو بلب بلب	۵۳	۴۵
۴۱	فرستم که چرخ بکوی تمام نه خفت	۴۵	۳۱۴
۴۲	در بدلی لای و درم دست گریست	۵۴	۸۱
۴۳	در بند تو چشم از دو چاهی خفت	۵۸	۸۴
۴۴	در تاج از خیالی که دل جلوه گار نیست	۳۷	۵۰
۴۵	در گداز دلی دلی نه نگاه نیست	۳۶	۴۹
۴۶	دلی بدلی از یی شیره میانست و بخت	۵۲	۴۳
۴۷	دلی بر دوش آفت که طیر تر است	۲۲۵	۳۱۱
۴۸	در گریست و برین مشک و انداخت	۶۰	۸۶
۴۹	درخت نداشت بجز رنگ و رنگی	۱۱۲	۲۸۶
۵۰	مردم وادی را مکاره پس بگفت	۴۱	۵۶
۵۱	سینه بکشیدم و غلغله دید از آفت	۲۹	۵۴
۵۲	نمود بکشش حق را در بر یی بخت	۶۲	۸۹
۵۳	نبار طاعت حرامم چه بخت و کالی بخت	۵۶	۸۴
۵۴	نقش که بر حق قلب از آفت خام فروخت	۵۰	۷۱
۵۵	گشته مادر ملک گشته در گراست	۵۴	۷۷
۵۶	گر بار نیست سایه ز باد بیده است	۳۸	۶۸
۵۷	گوده خورشید از نظم بانداست	۴۱	۵۷
۵۸	گنجم بر در کار خنجر چینی نیست	۵۱	۷۳
۵۹	گلایه از عریضه رنگ و در گرفت	۵۸	۸۳
۶۰	گلشن بقای می سینه بخت	۳۵	۸۷
۶۱	لب بپوشی تو جانی تک است	۲۱۵	۲۸۱
۶۲	لذت عشقم ز دغین میزانی حاصل است	۲۶	۶۴
۶۳	ملق تو خسته اثر اناس نیست	۵۶	۷۹
۶۴	مالا فریم گر کردار باز گشت	۴۲	۵۹
۶۵	من ز صبا چایانه دران پنداست	۲۲۷	۳۱۶
۶۶	منع از باد و عریضه احتیاج نیست	۴۵	۶۲
۶۷	نقاب صوفی از حجاب باز گشت	۲۲۵	۳۱۲

۹۸	فرهنگ چشم نهاده و در هر صبح بیدار است	۳۷	۴۷	۱۲۹	اگر محافظت و جرم داد و کسر نظر گیرد	۱۴۰	۱۰۲
۹۹	نه برهنه و بپوشد از سفرها و تنهایی است	۵۶	۵۷	۱۳۰	باید زنی هر آنچه بپوشد گفت اند	۲۲۸	۲۲۹
۱۰۰	هر چه خلک نخواست بپوشد و خلک	۲۲۹	۲۳۰	۱۳۱	بنا بر شتر ستم پیشه شتر را مانند	۲۳۵	۲۳۶
۱۰۱	به روزه و صوم و خوش بگذارد است	۲۳۰	۲۳۱	۱۳۲	به بند و سستی عالم نمی تواند افتاد	۲۳۶	۲۳۷
۱۰۲	بهم و صوم و سستی پیشه و خلک است	۲۳۱	۲۳۲	۱۳۳	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۳	به نماندگی سخن پیشه و خلک است	۲۳۲	۲۳۳	۱۳۴	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۴	باید از ده نیام و در دست و تن است	۲۳۳	۲۳۴	۱۳۵	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۵	باید در دست و تن است	۲۳۴	۲۳۵	۱۳۶	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۶	فرهنگ است یک در هر صبح و پیشه	۲۳۵	۲۳۶	۱۳۷	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۷	جلوه می نماید از تن و لباس و سنج	۲۳۶	۲۳۷	۱۳۸	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۸	فصلی است که در دست و تن است	۲۳۷	۲۳۸	۱۳۹	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۰۹	ای که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۳۸	۲۳۹	۱۴۰	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۰	مدیده و شکایت از تن و لباس و سنج	۲۳۹	۲۴۰	۱۴۱	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۱	آبی می بیند و تن و لباس و سنج	۲۴۰	۲۴۱	۱۴۲	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۲	باده و تن و لباس و سنج	۲۴۱	۲۴۲	۱۴۳	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۳	ای که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۲	۲۴۳	۱۴۴	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۴	تأیید و تن و لباس و سنج	۲۴۳	۲۴۴	۱۴۵	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۵	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۴	۲۴۵	۱۴۶	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۶	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۵	۲۴۶	۱۴۷	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۷	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۶	۲۴۷	۱۴۸	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۸	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۷	۲۴۸	۱۴۹	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۱۹	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۸	۲۴۹	۱۵۰	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۰	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۴۹	۲۵۰	۱۵۱	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۱	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۰	۲۵۱	۱۵۲	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۲	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۱	۲۵۲	۱۵۳	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۳	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۲	۲۵۳	۱۵۴	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۴	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۳	۲۵۴	۱۵۵	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۵	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۴	۲۵۵	۱۵۶	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۶	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۵	۲۵۶	۱۵۷	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۷	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۶	۲۵۷	۱۵۸	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۸	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۷	۲۵۸	۱۵۹	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۲۹	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۸	۲۵۹	۱۶۰	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۰	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۵۹	۲۶۰	۱۶۱	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۱	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۰	۲۶۱	۱۶۲	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۲	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۱	۲۶۲	۱۶۳	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۳	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۲	۲۶۳	۱۶۴	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۴	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۳	۲۶۴	۱۶۵	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۵	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۴	۲۶۵	۱۶۶	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۶	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۵	۲۶۶	۱۶۷	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۷	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۶	۲۶۷	۱۶۸	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۸	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۷	۲۶۸	۱۶۹	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۳۹	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۸	۲۶۹	۱۷۰	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۰	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۶۹	۲۷۰	۱۷۱	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۱	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۰	۲۷۱	۱۷۲	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۲	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۱	۲۷۲	۱۷۳	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۳	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۲	۲۷۳	۱۷۴	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۴	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۳	۲۷۴	۱۷۵	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۵	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۴	۲۷۵	۱۷۶	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۶	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۵	۲۷۶	۱۷۷	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۷	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۶	۲۷۷	۱۷۸	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۸	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۷	۲۷۸	۱۷۹	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۴۹	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۸	۲۷۹	۱۸۰	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶
۱۵۰	آنگاه که در هر صبح و پیشه و تن است	۲۷۹	۲۸۰	۱۸۱	به زنی در سر دست و تنهایی و در مال	۱۰۵	۱۰۶

۱۴۷	دافست گز شادتم امیر محمد	۱۰۸	۸۱	۱۰۳	گرمست به گریه زلفه با نقش داند	۱۰۵	۸۴
۱۴۸	دافتم از پهل و دل مد جفا ای آید	۱۰۹	۷۶	۱۰۳	گرم سخن گریه شنیدم نشاند	۱۰۷	۷۹
۱۴۹	در کعبه حاد بگره صوفت بود	۱۱۰	۸۸	۱۰۳	همه از نغمه یار تو عاشق شده	۱۰۳	۱۰۳
۱۵۰	درین که کام دل از کاهانه	۱۱۱	۱۰۳	۱۰۳	مژده هیچ کس جز به چشم داند	۱۰۵	۷۷
۱۵۱	درگ فریب به دام سر منجی خد	۱۱۲	۷۳	۱۰۳	منی برافروزم و در قیاس بر رند	۱۰۷	۱۰۷
۱۵۲	دل اسباب طربم که در حدیثم نماند	۱۱۳	۷۵	۱۰۳	نادی منم منم مدتی کاهانه	۱۰۳	۸۹
۱۵۳	دلستان بکند ایچ جفا نر کند	۱۱۴	۲۵۸	۳۱۵	نفس از بیم خوت خست پیچیده	۱۱۳	۸۳
۱۵۴	دل به خند و ناز و توفان ساند	۱۱۵	۹۶	۱۱۳	غلاب دلد که آتش ریزنی دلد	۲۵۳	۲۵۳
۱۵۵	دایح اهل خانه ملا دارد	۱۱۶	۹۹	۱۱۳	دکاهش از سیرت از ونا دیند	۱۰۰	۷۳
۱۵۶	دوش که گزشت بزم تلخ بر روی تو بود	۱۱۷	۸۸	۱۲۱	ننگ فراموشی بزم تلخ داند	۱۳۰	۹۳
۱۵۷	دیگر از گریه جلایم فتنه یا دانه	۱۱۸	۸۷	۱۲۰	فریادی ما گزشتی بام دارد	۱۳۳	۹۷
۱۵۸	دو چشم بر دل گزشتی بزم تلخ بر روی تو بود	۱۱۹	۱۰۱	۱۳۹	نه از شرمست که چشمی اسبی بپای	۱۱۸	۸۶
۱۵۹	در شکست ای که در عشق آندوی تو گم	۱۲۰	۱۰۰	۱۳۷	نغمه جبین به پیش آست و بگره داند	۱۰۱	۱۰۹
۱۶۰	در گزشتی خور و دل بگره داند	۱۲۱	۸۱	۱۴۱	نیست عشق که با کاهش از غم نرسد	۲۹۱	۲۹۱
۱۶۱	دشنام بخیالت که از بزم دانه	۱۲۲	۸۳	۱۴۲	هر زده را غلبه بر هیچ کس می رسد	۱۳۳	۱۰۳
۱۶۲	دشمنی به چشم جیب فتنه ایام شد	۱۲۳	۹۱	۱۴۳	هر دم زلف طم از آنده جند	۱۰۸	۷۹
۱۶۳	دشمنی زیند بر دفری تو شد	۱۲۴	۹۳	۱۴۸	هم آقا الله طریق عشق را بگفتار کند	۳۲۸	۲۵۸
۱۶۴	دشمنیست و دانه دشمنیست	۱۲۵	۱۰۶	۱۴۹	ز بس تاب خام کلک آندیز زده کاهنه	۱۵۳	۱۱۳
۱۶۵	دشمنی خوش بود عشق به چشم تو	۱۲۶	۹۳	۱۵۰			
۱۶۶	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۲۷	۸۰	۱۵۱			
۱۶۷	دشمنی که خنده دانه دانه	۱۲۸	۲۶۳	۲۶۳			
۱۶۸	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۲۹	۷۳	۱۵۱			
۱۶۹	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۰	۱۰۸	۱۵۲			
۱۷۰	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۱	۱۰۶	۱۵۳			
۱۷۱	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۲	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۲	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۳	۹۷	۱۵۴			
۱۷۳	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۴	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۴	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۵	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۵	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۶	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۶	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۷	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۷	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۸	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۸	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۳۹	۲۶۳	۲۶۳			
۱۷۹	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۰	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۰	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۱	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۱	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۲	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۲	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۳	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۳	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۴	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۴	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۵	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۵	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۶	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۶	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۷	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۷	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۸	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۸	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۴۹	۲۶۳	۲۶۳			
۱۸۹	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۰	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۰	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۱	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۱	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۲	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۲	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۳	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۳	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۴	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۴	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۵	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۵	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۶	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۶	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۷	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۷	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۸	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۸	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۵۹	۲۶۳	۲۶۳			
۱۹۹	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۶۰	۲۶۳	۲۶۳			
۲۰۰	دشمنی به چشم تو کردند دل دند	۱۶۱	۲۶۳	۲۶۳			

- ۱۹۸ در گریه از بس ناز که در خانه مانده بر خاک می‌نگرد ۱۹۱ ۱۵۰  
 ۱۹۹ مرده ای عشق خدای که به دست بعد ۱۵۶ ۱۱۴
- ز**
- ۲۰۰ ای شوق باغ و دیار میامند ۱۶۳ ۱۱۹  
 ۲۰۱ با هر گم انگشتی خالی بود جام خنود ۱۶۶ ۱۲۱  
 ۲۰۲ خونی قطره قطره ای چکد در چشم زبند ۱۶۴ ۱۱۹  
 ۲۰۳ یاسب ز بزم طرب نمی در نظم بند ۱۶۲ ۱۵۸  
 ۲۰۴ یقی عشق کی باز سرگشته بر خیز ۱۶۵ ۱۲۰
- س**
- ۲۰۵ تیغ از بام بسود بیرون کرده کس ۱۶۰ ۱۲۴  
 ۲۰۶ مایع تیغ کی بزم لذت سم از سم پس ۱۶۷ ۱۲۴  
 ۲۰۷ کاشانه نقیض عشوه گی ما چه کند کس ۱۶۸ ۱۲۳  
 ۲۰۸ عطش به قنبر بر گم غنچه ششاس ۱۶۹ ۱۲۳  
 ۲۰۹ هر که ایندی زی چیز شادمانی می نویسد ۱۷۱ ۱۲۵
- ش**
- ۲۱۰ بیابان و غناب از درخامی برکش ۲۱۹ ۲۵۰  
 ۲۱۱ خوشامد و شب خلوت در پیش خیرانش ۱۷۸ ۱۳۰  
 ۲۱۲ خوشامد آتش بر سر بتکش ۱۷۲ ۱۲۷  
 ۲۱۳ دود و دمانی تو بهست کس نامیدش ۱۷۵ ۱۲۸  
 ۲۱۴ ده شمع آهنگش بود که قند و گداز ۱۷۹ ۱۳۱  
 ۲۱۵ زکمت می پند خیمه دل لعل گر بدش ۱۷۶ ۱۲۹  
 ۲۱۶ میری حال اسیری که در غم پر کشش ۱۷۳ ۱۲۷  
 ۲۱۷ می و نفاذ دلی که وقت بفرمانش ۱۷۷ ۱۲۹  
 ۲۱۸ نیست صبر و شوق ویناسب از گدازش ۱۷۲ ۱۲۶
- ص**
- ۲۱۹ چو کس را سیر بدو با برقص ۱۷۶ ۱۲۲
- ض**
- ۲۲۰ دل و دوش بسوزد که جان می دم و دوش ۱۷۰ ۱۳۳  
 ۲۲۱ بخیر بر عهد زبان تو قطعه بود قطعه ۱۷۲ ۱۳۵  
 ۲۲۲ گنگ که پای مناک و نایبده است شرط ۱۷۱ ۱۳۴  
 ۲۲۳ تار قنیت دلی نبود از سوز چه خط ۱۷۴ ۱۳۷  
 ۲۲۴ مرا که بداد غلام نفع ندارد چه خط ۱۷۳ ۱۳۶
- ع**
- ۲۲۵ تافت شوق تو از خانه جلا دهی شمع ۱۷۵ ۱۳۸  
 ۲۲۶ شادم که بر کلاه می بیند ز بر کلاهش ۱۷۶ ۱۳۹
- غ**
- ۲۲۷ بخود تیغ بسوزد کند و دوش و دوش ۱۷۷ ۱۴۰  
 ۲۲۸ بجام بوسه برب جانم خرم بدین ۱۷۸ ۱۴۱
- ف**
- ۲۲۹ ای کسده خاتم بی خبر شادی نشان بکتر ۱۷۰ ۱۴۳  
 ۲۳۰ گل و شمع بزم خدا گشت عفت ۱۷۹ ۱۴۲
- ق**
- ۲۳۱ بگرد می ز پند ز پند گر تفریق ۱۷۱ ۱۴۴  
 ۲۳۲ خرم سپاس گزار خود از شکایت شوق ۱۷۲ ۱۴۵
- ک**
- ۲۳۳ برادر بر دشت از غم خفا کایه پاک ۱۷۴ ۱۴۷  
 ۲۳۴ بسکوم بود بار کس اندک ۱۷۵ ۱۴۷  
 ۲۳۵ سر و کلاه بدو کرم قنای شود بلند ۱۷۳ ۱۴۶
- گ**
- ۲۳۶ ای تراد مراد می خیزد ۱۷۶ ۱۴۹
- ل**
- ۲۳۷ تو بر کلاه شایع دل و دیار خاقل ۱۷۰ ۱۵۲



۲۳۸	دارم در سای تو مستی بجوی گی	۱۹۹	۱۵۱	۲۶۵	نیم لکلی زندگش بر انگشتم	۱۵۳	۲۰۱
۲۳۹	دراست که در دل خوار غریب مدد	۱۹۸	۱۵۰	۲۶۵	ز می خندگی گریب می دارم	۱۵۲	۲۰۹
۲۴۰	گفتم بشادی خندم آینه امی بنگ	۱۹۷	۱۴۹	۲۶۵	سخت جگر کار کا چایید و بکیم	۱۵۱	۲۱۵
۲۴۱	دروادست دنیا را مرا بر جیل	۱۹۶	۱۴۸	۲۶۶	شبیای غم که چرخ تو تابش است ایام	۱۵۰	۲۰۶
۲۴۲	آسمان بلند امیر م	۱۹۵	۱۴۷	۲۶۵	محبت خیز تا نفس در دم انگشتم	۱۴۹	۲۱۰
۲۴۳	آتم کلب در خر و زنی خادرم	۱۹۴	۱۴۶	۲۶۵	بیک شاد خیز که مدد اثر بخایم	۱۴۸	۲۰۳
۲۴۴	اگر بخردنی باشد خاست که در بخت	۱۹۳	۱۴۵	۲۶۵	کم گشته بجوی تو خدای بک خبرم	۱۴۷	۲۱۲
۲۴۵	ای چه شاد است که از عشق تو دردم	۱۹۲	۱۴۴	۲۶۵	ی بیایم بر سر و عرض داشت می کنم	۱۴۶	۲۱۴
۲۴۶	بخت در خواست می توام بگردانم	۱۹۱	۱۴۳	۲۶۵	نش طاعتی اندکی تا آتش بریده ام	۱۴۵	۲۲۲
۲۴۷	یارب یا علی سرای باه و مدد تو دارم	۱۹۰	۱۴۲	۲۶۵	نوگر قادر تو در پرت آباد خودم	۱۴۴	۲۰۲
۲۴۸	بسکه بر چه خبر خوش جانده ز کمرایم	۱۸۹	۱۴۱	۲۶۵	دشمنی در سفر از بزرگ سفر داشتیم	۱۴۳	۲۲۲
۲۴۹	بیا که ما را با خود جزایش کرده ام	۱۸۸	۱۴۰	۲۶۵	هم بهایم ز ابله عالم بیک رانده ام	۱۴۲	۲۱۲
۲۵۰	بی خوشی تو جان نگارش گرفته ام	۱۸۷	۱۳۹	۲۶۵	یا بیا و آن مدد گاری که مقید می داشتیم	۱۴۱	۲۰۵

## ن

۲۵۱	بی پدگی عمر رسای خوشم	۱۸۶	۱۳۸	۲۶۶	ای زمانه زنجیر مدد چندی نوگر کن	۱۴۰	۲۱۸
۲۵۲	بیا که تا در آسمان بگردانیم	۱۸۵	۱۳۷	۲۶۵	خونم دست و تیغ آلود جانم	۱۳۹	۲۰۱
۲۵۳	تا بکی صورت و رخساری دل باشم	۱۸۴	۱۳۶	۲۶۵	بک است از اندوه تو سر پای می	۱۳۸	۲۰۴
۲۵۴	تا فصل از حقیقت بش توشت ایام	۱۸۳	۱۳۵	۲۶۶	تا ز دیوانم که سر مست کنی خوار شدی	۱۳۷	۲۲۲
۲۵۵	چون صفی بحجب و بچرخان گویم	۱۸۲	۱۳۴	۲۶۵	خونم شستم بر فضل و برادران تو کن گشته	۱۳۶	۲۲۹
۲۵۶	خود را یکی بر بعضی طرازی هم کنم	۱۸۱	۱۳۳	۲۶۵	چون شمع در دشت بکشتب دستمزد	۱۳۵	۲۰۵
۲۵۷	در دنا ساز است که جان یزیم	۱۸۰	۱۳۲	۲۶۵	چه غم از چه چه گر خنجر زخم از در گدازد	۱۳۴	۲۲۸
۲۵۸	در بر انجام محبت طریق آغاز انگشتم	۱۷۹	۱۳۱	۲۶۵	بیست بلیغ فخر از خراب گشته	۱۳۳	۱۱۶
۲۵۹	در دهن و دانا ای اختیار دادم	۱۷۸	۱۳۰	۲۶۵	بیست فلک ز کشت و کشت خنجر	۱۳۲	۲۰۸
۲۶۰	در نگاه تو راست تا می خواهم	۱۷۷	۱۲۹	۲۶۵	بجلی زندگانی خوشی می توان کردی	۱۳۱	۲۲۹
۲۶۱	در دم آبی به شکار بیا خوشم	۱۷۶	۱۲۸	۲۶۵	خوش بود تا رخ خنده ز دیوانه زبانی	۱۳۰	۲۲۵
۲۶۲	رفت بر آفر خود ما خاستیم	۱۷۵	۱۲۷	۲۶۵	خیر کند مرا هر دم داشتی	۱۲۹	۲۰۶

## ی

۲۸۹	دشک نیم بخت و شکر است ای	۱۸۹	۲۲۲
۲۹۰	زهی باغ و بار جان نشانی	۱۸۳	۲۲۰
۲۹۱	مرنگ افشانی خیم ترش پی	۲۵۱	۲۲۱
۲۹۲	طایق شعلت و خشت بگل غم شاد	۱۵۴	۲۳۱
۲۹۳	پای شیره غزل و درم دم شاه	۲۲۵	۲۰۲
و			
۲۹۴	یالم بزمش بیک به بند کند تو	۱۸۹	۲۲۶
۲۹۵	حق کشت بخت تلای جنر	۱۵۲	۲۲۳
۲۹۶	دولت بنده خود از سر شیل ش	۱۵۷	۲۲۸
۲۹۷	عوض خود بد که درمانی با غیر ماند	۱۵۵	۲۲۴
۲۹۸	گستاخ گشته یام خود بددل که	۱۸۷	۲۲۷
۲۹۹	گونی به می کی کند خشمی و سیک	۱۵۵	۲۲۵
۳۰۰	بدی عاشق ز اتم تر تا ایابر	۲۹۰	۲۲۲
ز			
۳۰۱	تجی نام از اهل دل دم گرفت	۲۲۶	۳۰۶
۳۰۲	بدوست و پای بند گانی نماند	۲۵۲	۲۲۳
۳۰۳	چرخ نهان حال و جان سپرد خرقا کرد	۱۹۱	۲۵۲
۳۰۴	مادم دل ز فضا که آید ببرد	۱۹۰	۲۵۱
۳۰۵	شاد بزم چشم چر شاد شرب خواد	۲۲۷	۳۰۷
۳۰۶	کیستم صفت پیش طغی جان زده	۱۹۲	۲۵۲
۳۰۷	گاری بچشم و چشم و گاری و سایه	۱۹۰	۲۵۰
۳۰۸	مژده خوار و زلف خیره برگ جادو	۱۹۲	۲۵۳
۳۰۹	می دود خنده بسان بختان زده	۱۸۹	۲۲۶
۳۱۰	درد مهر و سینه آسمان گای	۲۵۲	۲۲۲
ح			
۳۱۱	از جسم بجان نقاب سبکی	۳۱۱	۲۲۲
۳۱۲	اگر بشر حق در باری بگردانی	۱۹۹	۲۲۲
۳۱۳	انده پر افشانی از چهره یافتی	۱۹۷	۲۲۰
۳۱۴	ای بخت آبی بدست نهان باری	۱۹۵	۲۵۷
۳۱۵	ای که گفتم ندی داد و دل باری خدای	۲۲۹	۳۰۹
۳۱۶	ای سرخ گل فیه تماشای کیستی	۲۰۰	۲۲۴
۳۱۷	پر دل ز عریه جانی که عاشق دلی	۱۹۹	۲۲۲
۳۱۸	بی خونی فرو گیرد که کام دل نماند	۱۹۶	۲۵۸
۳۱۹	ایم ندل بد که فدای	۱۹۵	۲۲۱
۳۲۰	خشنود خوی چون دل عشق نیاید	۲۰۲	۲۲۹
۳۲۱	در بستی مثال تو میرسد خستی	۱۹۵	۲۵۵
۳۲۲	دل که در سر تر تا فرجام ملک تو بوی	۲۰۵	۲۷۲
۳۲۳	دم صنادید بپزی ماغ سینه آینه	۲۰۷	۲۷۵
۳۲۴	بیده صد آنگ تا بصل بشمارد ببری	۲۰۶	۲۷۲
۳۲۵	رفت آنکه کسب بپزد تو بدو کدی	۳۰۱	۲۶۶
۳۲۶	ناد که مسجد و عراب گمانی	۲۰۲	۲۷۱
۳۲۷	ز بسک با تو بر شیره آشناسی	۲۰۶	۲۷۲
۳۲۸	سر حشمت خورشید دل تا بزدلای	۲۰۳	۲۷۰
۳۲۹	کافرم گردان تو با بسای خوار	۳۰۱	۲۶۷
۳۳۰	گردنم اسیر می چه خستی	۲۳۸	۳۰۸
۳۳۱	خنده خرمی و بی غمی را حافی	۲۰۲	۲۷۷
۳۳۲	نخام از صفت حواری نقد بزرگی	۱۹۷	۲۵۹
۳۳۳	نفس ما بر دای خانه مدخر غافل باری	۱۹۲	۲۵۵
۳۳۴	بختی جان می دوان تو ای انگیزی	۳۰۳	۲۶۸

# هفت وادی خیال

جلد ۱۸۳۸م تا ۱۸۳۹م / ۱۲۲۳ تا ۱۲۲۴ هـ	طوفان آب گوسر
جلد ۱۸۳۹م تا ۱۸۴۰م / ۱۲۵۲ تا ۱۲۵۳ هـ	مدش تانده
جلد ۱۸۴۰م تا ۱۸۴۱م / ۱۲۵۴ تا ۱۲۵۵ هـ	جستجوی طرح فساداد
جلد ۱۸۴۱م تا ۱۸۴۲م / ۱۲۵۶ تا ۱۲۵۷ هـ	انفسی شرایع نشان
جلد ۱۸۴۲م تا ۱۸۴۳م / ۱۲۵۸ تا ۱۲۵۹ هـ	غالب آتش بیان
جلد ۱۸۴۳م تا ۱۸۴۴م / ۱۲۶۰ تا ۱۲۶۱ هـ	چشمه آب حیات
جلد ۱۸۴۴م تا ۱۸۴۵م / ۱۲۶۱ تا ۱۲۶۲ هـ	دایم نما

## ترتیب مندرجات

شماره ترتیب — شماره غزل در دیوانی جعفری: صفحہ دیوان — قافیه ردیف غزل

# طوفان آب گوهر - شیرازه شمردی

از آغاز (۱۳۱۸م) تا (۱۳۲۵م) / (۱۳۲۳-۱۳۲۴) تا ۱۳۳۰-۱۳۳۱

۱- م. م. - آمل ماه	۲۲- ۵۹: ۵۴- ۵۹- پنج وکیل بست	۴۵- ۹۷: ۱۳۴- ۹۷- ایام خدای
۲- ۳: ۳- ۳- ماسا	۴۴- ۵۹: ۵۵- ۵۹- استخراج نهضت	۴۶- ۹۸: ۱۳۵- ۹۸- جان نبرد
۳- ۸: ۹- ۸- عیفت ملا	۲۵- ۶۱: ۸۷- ۶۱- بار بست	۴۷- ۱۰۳: ۱۳۸- ۱۰۳- نظر نبرد
۴- ۹: ۱۱- ۹- گذر بسته ایم ماه	۲۶- ۶۵: ۹۱- ۶۵- نمودن پستیاب	۴۸- ۱۱۰: ۱۴۲- ۱۱۰- رسیدن باد
۵- ۱۰: ۱۲- ۱۰- آینه دار خریدیم ماه	۲۷- ۶۸: ۹۲- ۶۸- تماشا شویج	۴۹- ۱۱۰: ۱۴۳- ۱۱۰- تجارت نبرد
۶- ۱۲: ۱۵- ۱۲- ستم در	۲۸- ۷۰: ۹۳- ۷۰- غیر کیم دریا	۵۰- ۱۱۸: ۱۴۴- ۱۱۸- تقویم بینه
۷- ۱۳: ۱۷- ۱۳- استکار بای	۲۹- ۷۱: ۹۴- ۷۱- تکرار استخ	۵۱- ۱۱۹: ۱۴۴- ۱۱۹- بیدار میارن
۸- ۱۴: ۱۸- ۱۴- تهر را	۳۰- ۷۲: ۹۵- ۷۲- زرخ	۵۲- ۱۱۹: ۱۴۴- ۱۱۹- تر نبرد
۹- ۱۴: ۲۰- ۱۴- تابش را	۳۱- ۷۵: ۱۰۲- ۷۵- علم کای شد	۵۳- ۱۲۸: ۱۴۵- ۱۲۸- آسمان امیدش
۱۰- ۲۷: ۲۷- ۲۷- پایا را	۳۲- ۷۸: ۱۰۵- ۷۸- بیان بر نبرد	۵۴- ۱۲۹: ۱۴۶- ۱۲۹- گر بارش
۱۱- ۲۷: ۳۷- ۲۷- شکاری را	۳۳- ۷۹: ۱۰۶- ۷۹- شتیدن نشاند	۵۵- ۱۳۶: ۱۴۲- ۱۳۶- درگاه چرخ
۱۲- ۲۷: ۳۸- ۲۷- دیار را	۳۴- ۸۰: ۱۰۹- ۸۰- نود و مرد	۵۶- ۱۴۸: ۱۴۸- ۱۴۸- خورشید خندان
۱۳- ۳۴: ۴۶- ۳۴- دریدخت قنبر	۳۵- ۸۳: ۱۱۲- ۸۳- کایم وید آمد	۵۷- ۱۵۲: ۲۰۰- ۱۵۲- در میان خافش
۱۴- ۳۸: ۵۱- ۳۸- آردینیت	۳۶- ۸۵: ۱۱۶- ۸۵- چشما چای آمد	۵۸- ۱۵۴: ۲۰۲- ۱۵۴- دروازه کیم
۱۵- ۳۸: ۵۵- ۳۸- گداز قنیت	۳۷- ۸۶: ۱۱۹- ۸۶- زیر تر شد	۵۹- ۱۶۴: ۲۳۱- ۱۶۴- گداز خورشید
۱۶- ۴۰: ۵۵- ۴۰- دشوار بست	۳۸- ۸۸: ۱۲۰- ۸۸- سدی تهر	۶۰- ۱۶۸: ۲۳۷- ۱۶۸- دردم داشتن
۱۷- ۴۱: ۶۱- ۴۱- بخوش ناز و لاس	۳۹- ۹۰: ۱۲۳- ۹۰- کیم خرد ویز	۶۱- ۱۸۴: ۲۴۳- ۱۸۴- نخلی جشن
۱۸- ۴۳: ۶۳- ۴۳- استای شیرینیت	۴۰- ۹۱: ۱۲۶- ۹۱- ایام شد	۶۲- ۱۸۷: ۲۴۸- ۱۸۷- پشیمان شد
۱۹- ۴۴: ۶۴- ۴۴- حاجت	۴۱- ۹۲: ۱۲۷- ۹۲- صد خدای	۶۳- ۱۹۱: ۲۵۲- ۱۹۱- خفا کرد
۲۰- ۴۸: ۶۸- ۴۸- بیدار بود است	۴۲- ۹۳: ۱۲۸- ۹۳- فریاد میزن	۶۴- ۱۹۲: ۲۵۳- ۱۹۲- جان نبرد
۲۱- ۴۸: ۷۶- ۴۸- برای تو گیت	۴۳- ۹۶: ۱۳۲- ۹۶- سازید	۶۵- ۱۹۷: ۲۵۹- ۱۹۷- جزایم کی
۲۲- ۵۸: ۸۴- ۵۸- در گرفت	۴۴- ۹۷: ۱۳۳- ۹۷- پند پر	۶۶- ۱۹۸: ۲۶۱- ۱۹۸- کافرانان

# طوفان آب گوهر — بانگوری و صائب

از آغاز (۱۸۷۸م) تا ۱۳۲۹م / از (۲۲-۱۳۱۲هـ) تا ۱۳۲۲-۱۳۲۳هـ

۱- ۱۱:۱۵۳ - غزلت شبیه	۸- ۲۰:۲۰۰ - ژنده خوانیست	۱۵- ۱۱۳:۱۵۷ - ویرانه گر
۲- ۱۵:۱۹ - حیرانی مرا	۹- ۱۰۰:۷۴ - وفاداری	۱۶- ۱۱۶:۱۶۲ - جایم خنود
۳- ۱۵:۲۰ - گیم ما	۱۰- ۱۰۳:۷۶ - جفاکاری آید	۱۷- ۱۵۵:۳۸۵ - در سردارم
۴- ۱۶:۲۱ - انتظار دارم	۱۱- ۸۱:۱۱۱ - بجز شکر	۱۸- ۱۵۶:۲۰۶ - غزلت ششام
۵- ۱۷:۲۲ - پروانه شکرما	۱۲- ۸۲:۱۱۲ - بی تیا تریا بدید	۱۹- ۱۶۲:۲۱۵ - چکیدن در هم
۶- ۱۸:۲۳ - صوری ما	۱۳- ۸۳:۱۱۶ - آینه کشته	۲۰- ۱۶۳:۲۲۹ - غزلت در سینه کشته
۷- ۲۲:۲۴ - رانده است آتش	۱۴- ۱۰۶:۱۳۶ - بیایان خوشی کرد	۲۱- ۱۷۷:۲۳۵ - ایامی زیستن
		۲۲- ۲۵۰:۳۱۰ - صابین

## تایرخ نظم غزلیات

۲: بی ۱۳۸۸م / ۱۳۲۲هـ و ۱۳۲۵هـ

۱۹: بی ۱۳۸۸م / ۱۳۲۲هـ و ۱۳۲۵هـ

# طوفان آب گوهر — شیوه نظری و طرز حریزی

از آغاز (۱۸۷۸م) تا ۱۳۲۹م / از (۲۲-۱۳۱۲هـ) تا ۱۳۲۲-۱۳۲۳هـ

۱- ۲:۲ - چینه ای مرا	۸- ۲۱:۲۸ - عشق ما	۱۵- ۲۸:۲۹ - خاماچ ما
۲- ۳:۳ - بانه مرا	۹- ۲۱:۲۹ - بحریم ما	۱۶- ۲۹:۳۰ - خاماچ ما
۳- ۵:۵ - گلزار ما	۱۰- ۲۲:۲۰ - رنگ ما	۱۷- ۳۰:۳۱ - بیاگو ما
۴- ۷:۷ - بگلانی ما	۱۱- ۲۲:۲۲ - جاکو ما	۱۸- ۳۱:۳۲ - نایب حباب
۵- ۷:۸ - سقیه ما	۱۲- ۲۴:۲۴ - پهلوا	۱۹- ۳۲:۳۲ - گدوچ قجب
۶- ۱۱:۱۳ - پارسا نیما	۱۳- ۲۵:۳۵ - خداکی ما	۲۰- ۳۳:۳۵ - قلن میترم آتش
۷- ۱۹:۲۵ - بجز راهی مرا	۱۴- ۲۶:۳۶ - پادشاه ما	۲۱- ۳۵:۳۷ - مایست



۱۰۹-۱۰۸ : ۱۹۳ : ۱۹۳	جزائری گدوم	۱۳۳-۱۳۲ : ۲۳۶ : ۱۳۸	جنگ کشتی	۱۳۵-۱۳۵ : ۲۵۷ : ۱۹۵	نہالچکی
۱۱۰-۱۰۹ : ۲۱۸-۱۹۵	دہا باشم	۱۳۲-۱۳۱ : ۲۳۸-۱۷۹	اسیر زنگی	۱۳۶-۱۳۶ : ۲۵۸-۱۹۶	نہالچکی
۱۱۱-۱۱۰ : ۲۱۹-۱۲۵	تازہ خیرام	۱۳۳-۱۳۲ : ۲۳۹-۱۸۰	نیشتر حاکم	۱۳۷-۱۳۷ : ۲۶۰-۱۹۷	جہانگیر
۱۱۲-۱۱۱ : ۲۲۱-۱۶۷	برشم	۱۳۴-۱۳۳ : ۲۴۰-۱۸۱	لحمہ شہنشاہ	۱۳۸-۱۳۸ : ۲۶۲-۱۹۸	کافر لہائی
۱۱۳-۱۱۲ : ۲۲۲-۱۹۷	سفر شہنشاہ	۱۳۵-۱۳۴ : ۲۴۱-۱۸۱	جہاں	۱۳۹-۱۳۹ : ۲۶۳-۲۰۰	قشائے کشتی
۱۱۴-۱۱۳ : ۲۲۳-۱۶۸	علم گنم	۱۳۶-۱۳۵ : ۲۴۲-۱۸۲	نہالچکی	۱۴۰-۱۴۰ : ۲۶۵-۲۰۱	نہالچکی
۱۱۵-۱۱۴ : ۲۲۴-۱۶۹	بہیدار	۱۳۷-۱۳۶ : ۲۴۳-۱۸۳	سورانی خیرام	۱۴۱-۱۴۱ : ۲۶۶-۲۰۱	بارکوی
۱۱۶-۱۱۵ : ۲۲۵-۱۶۹	فرسای خیرام	۱۳۸-۱۳۷ : ۲۴۴-۱۸۳	کشتی	۱۴۲-۱۴۲ : ۲۶۷-۲۰۲	قشائے کشتی
۱۱۷-۱۱۶ : ۲۲۶-۱۷۱	آقا زنگم	۱۳۹-۱۳۸ : ۲۴۵-۱۸۴	جہاں	۱۴۳-۱۴۳ : ۲۶۸-۲۰۲	انگریزی
۱۱۸-۱۱۷ : ۲۲۷-۱۷۲	فرارگی	۱۴۰-۱۳۹ : ۲۴۶-۱۸۵	جہاں	۱۴۴-۱۴۴ : ۲۶۹-۲۰۳	جہاں
۱۱۹-۱۱۸ : ۲۲۸-۱۷۳	جہاں	۱۴۱-۱۴۰ : ۲۴۷-۱۸۶	سازندہ	۱۴۵-۱۴۵ : ۲۷۰-۲۰۴	جہاں
۱۲۰-۱۱۹ : ۲۲۹-۱۷۴	پرستہ	۱۴۲-۱۴۱ : ۲۴۸-۱۸۷	نہالچکی	۱۴۶-۱۴۶ : ۲۷۱-۲۰۵	نہالچکی
۱۲۱-۱۲۰ : ۲۳۰-۱۷۵	جہاں	۱۴۳-۱۴۲ : ۲۴۹-۱۸۸	رشتی	۱۴۷-۱۴۷ : ۲۷۲-۲۰۶	کشتی
				۱۴۸-۱۴۸ : ۲۷۳-۲۰۷	کشتی

## تاریخ نظم غزلیات

۱	قبل از ۱۸۲۴	۱۸۲۴	جہاں	۱۲۵۰
۲	قبل از ۱۸۲۹	۱۸۲۹	۴۵	۱۲۴۴
۳	قبل از ۱۸۳۲	۱۸۳۲	۶۹	۱۲۳۸
۴	۱۸۳۵	۱۸۳۵	۵۱	۱۲۵۰
۵	۱۸۲۶	۱۸۲۶	۲۲	۱۲۳۱
۶	۱۸۳۵	۱۸۳۵	۵۱	۱۲۵۰
۷	۱۸۲۸	۱۸۲۸	۲۲	۱۲۳۲
۸	قبل از ۱۸۳۵	۱۸۳۵	۵۱	۱۲۵۰

## روش تازه - ۱

روز ۲۲ سپتامبر ۱۳۵۸ تا ۱۴ شهریور ۱۳۵۸ / ۱۸ شهریور ۱۳۵۸ تا ۲۲ شهریور ۱۳۵۸

۱- ۲۵:۲۱ - جنگاوران	۱۲- ۸۹:۶۱ - بی بی سیست	۲۳- ۲۰۱:۱۵۲ - پراگشگر
۲- ۱۷:۱۲ - زمانی را	۱۳- ۹۹:۷۲ - جنتی خنجر	۲۴- ۲۱۰:۱۵۹ - مدرک الکف
۳- ۲۲:۳۱ - کتاب را	۱۴- ۱۵:۷۳ - مراد صید	۲۵- ۲۱۲:۱۲۳ - نواست یکم
۴- ۱۵:۳۳ - گشت ما	۱۵- ۱۰۵:۷۷ - شبانم خانه	۲۶- ۲۲۰:۱۶۶ - آسمان بگردانیم
۵- ۳۹:۵۳ - جانفزمانت است	۱۶- ۱۱:۸۱ - برورد	۲۷- ۲۳۲:۱۷۵ - یکبار کشیدن
۶- ۲۷:۲۴ - بند نیست	۱۷- ۱۳۲:۸۹ - تو بید	۲۸- ۲۳۵:۱۸۵ - رسیدم که
۷- ۷۰:۴۹ - بی بایست	۱۸- ۱۳۹:۱۰۱ - کادبر	۲۹- ۲۵۱:۱۹۰ - گرانبار پرده
۸- ۵۱:۴۳ - بر روی نیست	۱۹- ۱۴۹:۹۸ - بدزد	۳۰- ۲۶۳:۱۹۹ - بر جان بگردان
۹- ۵۳:۷۵ - در خنده غلظت	۲۰- ۱۵۱:۱۰۹ - آستان بگردان	۳۱- ۲۶۹:۲۰۳ - خوشتر و نیانی
۱۰- ۵۵:۷۸ - گنای هست	۲۱- ۱۵۵:۱۰۵ - بسر	۳۲- ۲۷۳:۲۰۶ - بشمار در بری
۱۱- ۶۰:۴۶ - مشکل افتاد است	۲۲- ۱۷۰:۱۲۳ - برون بخور کس	

## روش تازه - ۲

روز ۲۱ شهریور ۱۳۵۸ تا ۲۲ شهریور ۱۳۵۸ / ۲۳ شهریور ۱۳۵۸ تا ۲۴ شهریور ۱۳۵۸

۱- ۸۱:۱۰ - راه ما	۳- ۸۰:۵۶ - ندایم سوخت	۵- ۱۲۱:۱۱۲ - خاکش گر
۲- ۵۴:۱۰ - در خنده غلظت را	۴- ۱۲۲:۸۹ - کانداه	۶- ۲۲۶:۱۷۰ - آینه ندایم

## جستجوی طرح خدا داد

روز ۲۲ شهریور ۱۳۵۸ تا ۲۳ شهریور ۱۳۵۸ / ۲۴ شهریور ۱۳۵۸ تا ۲۵ شهریور ۱۳۵۸

۱- ۲۷۶:۲۲۲ - خنجر گرفت	۳- ۲۷۸:۲۱۲ - چنین باشد	۴- ۲۷۹:۲۱۴ - دین مردم
۲- ۲۷۷:۲۱۳ - کشیر برد		



# فصل شراره فشان

از آغاز سال ۱۸۴۲م تا ۱۸۴۵م / ذی قعد ۱۲۵۷ه تا ۱۲۶۱ه

۱- ۲۱۸: ۲۰۰ - پیام ما	۸- ۲۲۶: ۲۹۰ - یغماخانه	۲۱- ۳۰۰: ۲۳۳ - آسمان در پیش
۲- ۲۱۹: ۱۸۱ - جان نیکست	۱۲- ۲۲۶: ۲۹۱ - علم زرد	۲۲- ۳۰۱: ۲۳۳ - غرامیم
۳- ۲۱۹: ۲۸۴ - فلک نخواست	۱۳- ۲۲۷: ۲۹۲ - پریز گشت اند	۲۳- ۳۰۲: ۲۳۳ - مشرق و ششم
۴- ۲۲۰: ۲۸۳ - فرود آمدن شهاب	۱۴- ۲۲۸: ۲۹۳ - روزی طار	۲۴- ۳۰۳: ۲۳۵ - اثر بنایم
۵- ۲۲۱: ۲۸۴ - ناشناخت	۱۵- ۲۲۸: ۲۹۴ - دریغ گوید	۲۵- ۳۰۴: ۲۳۵ - دم شان
۶- ۲۲۲: ۲۸۵ - صفاختست	۱۶- ۲۲۹: ۲۹۵ - مرماد	۲۶- ۳۰۵: ۲۳۶ - صحران
۷- ۲۲۲: ۲۸۶ - نام نیست	۱۷- ۲۲۹: ۲۹۶ - مکان بجنایت	۲۷- ۳۰۶: ۲۳۶ - دم گزند
۸- ۲۲۳: ۲۸۷ - تاسماست	۱۸- ۲۳۰: ۲۹۷ - دوش نگراند	۲۸- ۳۰۷: ۲۳۷ - خراب خراب
۹- ۲۲۴: ۲۸۸ - تران افتاد	۱۹- ۲۳۱: ۲۹۸ - من یاد آر	۲۹- ۳۰۸: ۲۳۸ - سرمدی و خنقی
۱۰- ۲۲۵: ۲۸۹ - نظم نمی آید	۲۰- ۲۳۱: ۲۹۹ - صد گوش	۳۰- ۳۰۹: ۲۳۹ - آردی ندری

## تأیید نظم غزلیات

- ۲ : قبل از ۲۹ آذر ۱۸۴۳م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹ه  
 ۵ : قبل از ۲۲ شهریور ۱۸۴۳م / ۵ رجب ۱۲۶۰ه  
 ۷ : پیش ۱۸۴۲م و ۱۸۴۳م / ۱۲۵۷ه و ۱۲۵۹ه  
 ۸ : پیش ۱۸۴۳م و ۱۸۴۴م / ۱۲۵۷ه و ۱۲۵۹ه  
 ۱۰ : قبل از ۲۹ آذر ۱۸۴۳م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹ه  
 ۱۲ : ۱۸۴۲م / ۵۹- ۱۲۵۸ه  
 ۲۴ : قبل از ۲۳ مارس ۱۸۴۳م / ۲۲ صفر ۱۲۵۹ه

## غالب آتش بیان

از ۱۸۴۵ تا ۱۸۴۶م / ۱۲۶۱ تا ۱۲۶۲ه

۱- ۳۰۰: ۲۴۴ - بیایه نخواست | ۲- ۳۱۱: ۲۴۵ - دلبر نخواست | ۳- ۳۱۲: ۲۴۵ - شراره نخواست

## روش تازه - ۱

از ۱۰ سپتامبر ۱۳۵۳ تا ۱۸ شهریور ۱۳۵۴ / از ۱۸ شهریور ۱۳۵۳ تا ۲۳ شهریور ۱۳۵۴

۱- ۲۱ : ۲۱ - چکاره‌ها	۱۲- ۲۹ : ۶۱ - بی‌بسیست	۲۳- ۳۱ : ۱۵۳ - برآیند
۲- ۱۴ : ۲۲ - زمانی‌ها	۱۳- ۹۹ : ۷۲ - جنون‌خیز	۲۴- ۳۰ : ۱۵۹ - در کم‌الکس
۳- ۲۲ : ۳۱ - کتاب‌ها	۱۴- ۱۰۳ : ۷۴ - مراد میر	۲۵- ۳۱ : ۱۶۴ - نوبت یکم
۴- ۱۵ : ۲۴ - گشت‌ها	۱۵- ۱۰۵ : ۷۷ - شبانه‌ها	۲۶- ۳۲ : ۱۶۶ - آسمان گردانیم
۵- ۵۳ : ۳۹ - جان‌فرمانت‌ها	۱۶- ۱۱۰ : ۸۱ - برآورد	۲۷- ۲۳۲ : ۱۷۵ - یک‌بارشیدن
۶- ۹۴ : ۶۴ - بندبست	۱۷- ۱۲۲ : ۸۸ - برآورد	۲۸- ۲۴۵ : ۱۸۵ - رسیدن
۷- ۷۰ : ۴۹ - بی‌بسیست	۱۸- ۱۳۹ : ۱۰۱ - کاربرد	۲۹- ۲۵۱ : ۱۹۰ - گردان‌ها
۸- ۷۴ : ۵۱ - برآیند	۱۹- ۱۴۹ : ۱۰۸ - برآورد	۳۰- ۲۶۳ : ۱۹۹ - برآیند
۹- ۷۵ : ۵۳ - درخشان‌ها	۲۰- ۱۵۱ : ۱۰۹ - آستان‌ها	۳۱- ۲۶۹ : ۲۰۴ - خوش‌خودنیا
۱۰- ۷۸ : ۵۵ - گشت‌ها	۲۱- ۱۵۸ : ۱۱۵ - برآورد	۳۲- ۲۷۴ : ۲۰۶ - برآورد
۱۱- ۸۶ : ۶۰ - مشکل‌ها	۲۲- ۱۷۰ : ۱۲۴ - برآورد	

## روش تازه - ۲

از ۱۸ شهریور ۱۳۵۴ تا ۲۳ شهریور ۱۳۵۴ / از ۲۳ شهریور ۱۳۵۴ تا ۲۸ شهریور ۱۳۵۴

۱- ۸۱ : ۷۴ - در کم‌الکس	۳- ۸۰ : ۵۶ - نمایان‌ها	۵- ۱۲۱ : ۱۱۷ - خاکش‌ها
۲- ۸۲ : ۷۵ - درخشان‌ها	۴- ۱۲۳ : ۸۹ - کاربرد	۶- ۲۶۶ : ۱۷۰ - آستان‌ها

## جستجوی طرح خداواد

از ۲۹ شهریور ۱۳۵۴ تا ۲۹ دی ۱۳۵۴ / از ۲۹ دی ۱۳۵۴ تا ۲۹ بهمن ۱۳۵۴

۱- ۲۶۶ : ۲۴۱ - خوش‌خودنیا	۳- ۲۷۸ : ۲۱۴ - چشیدن	۴- ۲۷۹ : ۲۱۴ - دی‌ها
۲- ۲۷۷ : ۲۱۳ - کشیدن		

# نفس شراره نشان

از آغاز سال ۱۸۴۲م تا ۱۸۴۵م / ذی قعدة ۱۲۵۷هـ تا ۱۲۶۱هـ

۱- ۲۱۸: ۲۸۰ - پیغام ما	۸- ۲۲۶: ۲۹۰ - یغماخانه	۲۱- ۳۰۰: ۲۳۳ - آسمان در پیش
۲- ۲۱۹: ۱۸۱ - جان ننگست	۱۳- ۲۲۶: ۲۹۰ - علم دزد	۲۲- ۳۰۰: ۲۳۳ - غرامیم
۳- ۲۱۹: ۲۸۴ - ننگ خواست	۱۴- ۲۲۷: ۲۹۲ - پیکر گشته اند	۲۳- ۳۰۲: ۲۳۴ - محضر هاشم
۴- ۲۲۰: ۲۸۳ - فرموده شده است	۱۵- ۲۲۸: ۲۹۳ - معجزه عابد	۲۴- ۳۰۴: ۲۳۵ - اثر بنایم
۵- ۲۲۱: ۲۸۴ - ناشیاست	۱۵- ۲۲۸: ۲۹۴ - دیه گریه	۲۵- ۳۰۴: ۲۳۵ - دم شان
۶- ۲۲۲: ۲۸۵ - مصافحه است	۱۶- ۲۲۹: ۲۹۵ - محراب	۲۶- ۳۰۵: ۲۳۶ - حرمان
۷- ۲۲۲: ۲۸۶ - نام چیست	۱۷- ۲۲۹: ۲۹۶ - مکان بختیاز	۲۷- ۳۰۶: ۲۳۶ - دم گرفته
۸- ۲۲۳: ۲۸۷ - نامیاست	۱۸- ۲۳۰: ۲۹۷ - دوش نگارند	۲۸- ۳۰۷: ۲۳۷ - خراب خراب
۹- ۲۲۳: ۲۸۸ - تران افکار	۱۹- ۲۳۱: ۲۹۸ - سخن یاد آرد	۲۹- ۳۰۸: ۲۳۸ - سرودی چه غسقی
۱۰- ۲۲۵: ۲۸۹ - غلام نمی آید	۲۰- ۲۳۱: ۲۹۹ - صدگر گشت	۳۰- ۳۰۹: ۲۳۹ - آردی اندگی

## تاریخ نظم غزلیات

- ۲ : قبل از ۲۹ آدیلی ۱۸۴۲م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹هـ  
 ۵ : قبل از ۲۲ شوالیه ۱۸۴۴م / ۵ رجب ۱۲۶۰هـ  
 ۷ : پیچ ۱۸۴۲م و ۱۸۴۳م / ۱۲۵۷هـ و ۱۲۵۹هـ  
 ۸ : پیچ ۱۸۴۲م و ۱۸۴۳م / ۱۲۵۷هـ و ۱۲۵۹هـ  
 ۱۰ : قبل از ۲۹ آدیلی ۱۸۴۳م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹هـ  
 ۱۲ : ۱۸۴۳م / ۵۹- ۱۲۵۸هـ  
 ۲۴ : قبل از ۲۳ مارس ۱۸۴۳م / ۲۲ صفر ۱۲۵۹هـ

## غالب آتش بیان

از ۱۸۴۵ تا ۱۸۶۰م / ۱۲۶۱هـ تا ۱۲۷۷هـ

- ۱- ۳۱۱: ۲۴۴ - بیا، ننگست | ۲- ۳۸: ۲۲۵ - دلبر ننگست | ۳- ۲۲۵: ۲۲۲ - شراره ننگست

۲- ۲۲۷: ۲۱۳ - زبان - سعد	۸- ۲۴۸: ۲۳۷ - نذر گار کرد	۱۲- ۲۵۱: ۲۴۱ - ترش ییج
۵- ۲۴۷: ۲۱۴ - شریار احمد	۹- ۲۴۹: ۲۱۸ - بخردش بآورد	۱۳- ۲۵۲: ۲۴۲ - آسود گای دژ
۶- ۲۴۷: ۲۱۵ - بخاریز دکنده	۱۰- ۲۵۰: ۲۱۹ - بر نقش	۱۴- ۲۵۳: ۲۴۳ - گزافی خادما
۷- ۲۴۸: ۲۱۶ - باستان میرد	۱۱- ۲۵۱: ۲۴۰ - مانعاستیم	

## تاریخ نظم غزلیات

- ۱: قبل از ۱۸۵۰ م / ۲۷ - ۱۲۶۶ هـ
- ۲: قبل از ۱۸۵۲ م / ۲۹: ۳۰ - مجاری اشانی ۱۲۶۹ هـ
- ۳: بعد از ۱۸۵۰ م / ۲۳ شعبان ۱۲۶۶ هـ
- ۴: چادر شنبه، شب ۴ اکبر ۱۸۵۵ م / خب پنجشنبه ۲۲ محرم ۱۲۷۲ هـ

## چشمه آب حیات

- از ۱۸۶۱ م تا اواسط ۱۸۶۷ م / ۱۲۷۷ هـ تا ۱۲۸۳ هـ
- |                             |                           |                                |
|-----------------------------|---------------------------|--------------------------------|
| ۱- ۲۵۶: ۲۴۴ - دای           | ۵- ۲۵۸: ۲۴۸ - بخار گزود   | ۹- ۲۴۲: ۲۴۰ - فاقم تر گای یاسر |
| ۲- ۲۵۶: ۲۱۵ - کام ما        | ۶- ۲۴۹: ۲۵۹ - خدا گزید    | ۱۰- ۲۴۳: ۲۶۱ - قلاب تابی       |
| ۳- ۲۴۴: ۲۵۷ - سلطان پور است | ۷- ۲۴۰: ۲۵۹ - سلطان خیریم |                                |
| ۴- ۲۴۷: ۲۵۷ - پادشاهت       | ۸- ۲۴۱: ۲۶۰ - بلند ماییم  |                                |

## تاریخ نظم غزلیات

- ۱: مارس ۱۸۶۶ م / ۱۲۸۲ خرمال - ۱۳ ذی قعدة ۱۲۸۲ هـ
- ۲: بین ۱۵ اکتبر و ۱۴ نوامبر ۱۸۶۸ م / تاریخ اشانی در مجاری اصل ۱۲۷۸ هـ
- ۳: قبل از ۲۹ آوریل ۱۸۶۵ م / ۲ ذی الحجه ۱۲۸۵ هـ
- ۴: قبل از ۲۹ آوریل ۱۸۶۱ م / قبل از ۲۲ ذی قعدة ۱۲۷۷ هـ

## واپسین نوا

بین اواسط ۱۸۶۷ م و ۱۵ خرداد ۱۸۶۹ م / از انگی اصل ۲۸ هـ و ۲۲ ذی قعدة ۱۲۸۵ هـ

دیا چہ غالب

# دیباچه غالب

۱) یگانا نهدان را بزمایک نشیده است سپاس گزادم و خشتین دیوان

خود مرا چه پایاب سپاسگزاری است که چون منی را که  
حسرت از حسرت نشاسم اینهمه نیرود کاست کرد  
که پندم از سرخ این شام زخاسته که خود خشتین دیوان  
نامم برگزتم و بوی میوه دیگر که هنوز سوز  
از پیش برنگ آید نپذیرفت آئینه زواری از سرگشتم

۲) بار خضیا و دو ناله ای کالای دل را آفتابان بیگانهی مدحید

فروگرفت که حق بر دلی هضم و بدی آلود  
منت بهوشی نفس که یارب پس از من  
چون من بگرد سراپائی گفته گردیده بیازین تا داور  
که دیار کای دلی منی مدح پای بلند است  
و سرشته کنه نیالم در آن نوازستان که این ذره  
بند فرو ذوقیت جوی بختان مجسم ز شک  
خبر دست بپای عوینان خیده باد

و ناله ای که من و چنانی منی شای

۳) بنامینو خشتین نقالی ست از روی شاد هر بهشت که منی شعر طبعی

بیشش نیم برافاوه منی تنگ کش کشی دست  
نکشیده و باز پس چرامیت از گری چراغانی نیم سوزا چو  
رخ با فروختی داده و منی دایره منت شمر تاو  
کس و چنانی جز است سراسر با منی شرفی نفس خاشاک  
حرارم خفا نه در دست به تعین نیانی دل تنگ از ناله  
فرایده و کاندی بر پرتانده چون یک تصویر  
از حسرت و اندوه خاموش و شعل گفت گر شکسته چون

استعاره و اهام از سوزانی

تعبیر یک نفس

تحرک و ناله شای مدحی

آینه از مکرر دل به پیش  
سلام آتش این گرام به گریه می نوازانی باوه

۴) نوازانی مدحی و زیبا شای

دیاب که این خسروی میکند ایست در به روی  
 آنجی باز کرده ، نغمه سنان طرب را بسازی نوید  
 آنجی نغمه سنان که این بارچی پرده ایست  
 از پای سستار ساز کرده ، خسروی چشمانی است  
 بجامه سسنگری ذوقی آنجی آوا آتش نغمه  
 گردیده ، به شکست نشی در خشکی اجزای خاکسری  
 از اندوه سر آمدی بگام پرده کشی ، قیصری شادمانی است  
 بجزیره وسیع ولی کار مستدام از هم پاشیده ، بشهر آنجی  
 تابش دره ای آفتابی از دور پرگشتن بارگاه حاشای بلندی  
 عظیم نغمه چاهت با تال و داغ ، نا رنگی را  
 سرگشت است ، رنگی را رویاد ، عظم  
 قلی و طریقت با جنت و حور ، نا بهش را  
 تهر است ، آرامش را سواد عظم شده و دست  
 باز بسته زردشت خیال ، شطرها و دو چرخ  
 دل لرب عظم و زبان عظم کن ، به گامه ابر و باد است  
 با گشته ماهی نگر ، ابر گهرش و باد ایست  
 اندیشه طراوت رنگ و لب امین خزان ، دو کباب است  
 بنام این دلی که از شط و دول افتاده است  
 برجا تنق بسته ، نعل خزان است بلمان جنبی  
 که در کجگاه روی داده است از هم  
 در جبهه ، بهاسیت در پرده ، بنامین خوش مشاطه  
 حقیقی را شمع نگر ، خالی است در سایه پروندی نغمه  
 نغمه نازل را سبکزار شنوی  
 ای خان بخش آشکار نواز  
 دل بنم جان به تن گرای ساز  
 شادی کز دل و دل شکست  
 بر رخ صل جوده رنگ است  
 ای بایو زمین نشینان را  
 دی شام بخار میان را

۵

توسید

شهر و دل سنگ  
 جبهه رنگ و دل

از دگر ز بهار نازگشای  
 در دم باد صبح غلبه سای  
 ای گلشنه بروی شام ذات  
 عنبرین مژده از نقاب صفات  
 ای ننگها حسابیه خرم تو  
 دی زمین های باد و خیم تو  
 بدوئی شیش خوب و زشت توئی  
 ردیفی کعبه و کشت کرئی  
 وید را جوی خون کشی وقت  
 تالارها بال برق داده است  
 هم به تسلیم جز حق زده ام  
 کرد تو در مدح خویشی زده ام  
 بفرزشت صبیح تالیق جای  
 از بهای سیاه کیمان زای  
 از دجی قوت بهیر سفید  
 های پالای می سبیل نشان  
 ای عزیز نقشه کشیده تر  
 هر که و هر چه آفریده تر  
 ای مرا فرخسروی داده  
 پاری را بسوی نری داده  
 تاتاری قوی اسباب است  
 خود مانی خداست نایب است

خوب و زشت  
 کعبه و کشت

تسلیم جز و صلح خویشی

فرخسروی  
 پاری

تاتاری و قوی اسباب  
 خود مانی و خدا شناسی

خداوند را دعا و دعا گوی

سخن آفرین خدای گیتی آفرای را  
 خدای ز خیم را از فرمودانی دعا رنگ سخن برسل و گوی  
 اپناشت باندیم را قزاقی مرغان سخن

و خدایم را چکار گزیند پاش ارثانی داشت  
 ایست تا بجا و دهنده منت نمانده سخن قرار داد و پیرو نگدا

گمزه بگی بیان

نعلب گواهی بیاور شناخت به نازش و دانی بهین دوش  
 بهین دوش و کشتی ارا



برادرم حسن دریائی گزینی اداگاه از قبول غنم

بی نیازم ساخت . آمنت بشکام آفریده

پاکیزگی گره

مگر بری چغم دشمن برگزیده . خلوت پاکیزگی گره را

درد خود آمانش را رخ بخشی ندید و پیداست که

یکانی جز آردا نرسیده ، لاجرم شرم او را

دردخانه نشانی : زبانم بهمانای کرد .

زهی یگانه عاهد و ملا رحمت حوصله آفرینش را

کعبائی اندوه خنجراری من بخشید و دانست

یکی و خنجراری خود

که بخرد جز به چهار انگشتر هر آنیم دلم را

صدح جانگزان بر من بدو آورد .

هر خان ذات

غنی سرورای خدای آردا بهر پیش سینا الهی تکی نعم

(۷)

آندکار ، بهشتایش صفا از شادانی دلم

بیاد ادا ، شادی در کداز سبقت دوزخ غوطه خوار

سواد از دانهشت گشت پیده گشای .

نوعه عشق خود آشوب

خرد آشوب نخرید که بذوق عشق نشاط ساعش

نبرد از آسمان فرود آید ، بجام دوست

رویش ایمان

هند و دوست و بهش به جیشی که بگرش در پی

اگر بمانش از حواری طری نشین در دوزخ

به بی حکم باز داد او فرو

شعشع کعبه جم سبک از منبر مفا

سیرانی نطق اثر فیض حکیم ست

نعت و شقیبت

مار و بود شریف حقیت ستانم و فرزند قرآن

(۸)

خرد سخن دانی دل بشکرک ندین همی آفرین

کیش و آفرین من طرزی ادای یا اسلحه ای

نقش گنجی من .

وحدت

لای غم سینا سرودی نسبت ناچشیدگان

(۹)

که سپهرانی را این ماه سیرانی نطق از کواست

سبب خیز

خان که نیم خیز یک نیست است که

وحدت و کثرت

سبز ما دیدن و سال را سرکشید

زمنه آفرین آسروخت و سیرده با بیدن و لب را  
 شکر گردگان اندیشند که تیره سرانجامی را  
 آنچه روشنی گفتار چیست و بی نهر که  
 فزونی نیکو است که شمع را بشط  
 خنده را باده و گل را برگ و مدد را  
 بنی برافروخت .

(۱۰) سحر سحر بی نشان را بفرخ شمعهای کافری  
 خادستان کرد و دادی جزین و دوستان را  
 از جرم کرب شب تاب پرواز بر جان بخشید  
 ریشه گل آندو آب از سر سبز برون بخشد  
 بایه داری بینوایان و دیاب و غار  
 در آیدار مل و مگر سرخی تجنید تو گران می بود . فراوانی  
 بشکوه سنی گدایی بگر .

(۱۱) پنج از گل افشانی خنایای دست نشان  
 نشان حالی نیکو کاران خدا پرست است و راز  
 از انبری گران دانه دانی خرد و کارگاه خیال  
 بهر ناکان شام باز . فرد

هر دل شده اندست در آغاز سپاسی ست  
 ناکه نگاه خط انداز خادو  
 بهر آذره پای را سایه خاری نشین پرواز  
 (۱۲) است و در سیخ کشاودن . انگر تافته

گوهر شب چراغ . سلی سرخی که بدی آتبان  
 میرود دانه خم را دهانی فراوان در دست  
 و دهن پرچیده که بدست آناه گان  
 اندست ده گای تهر و خوسدی را قریح .  
 تهر و خوسدی را سرخ برافروختن فرخ سوزید . جان  
 کعبه خورفت که اگر بشیر و دیه گرا  
 گرم از خرو برینیم و اگر رنگ گدای

حسن و عشق

قله وانی آندو

دست صحن نگاری  
 غم و غم و غم و غم

منقوحت

شکستیم .

۱۳) مادام بروی خود آریان را احلس و سحاب اندازی . نوحام

جز آرزوی اندام نیست و ما

بحق از ناقرانی سبب گزافی نداریم

و بدل از ناانگهی ریختگی قبا بهتاییم .

عاطفانه تازه بهار رنگهای شکست و دیانت

نه آهسته هر دیر دور است و به نراکت و بیاه قمارش

کف نایب حجابی ماصیدین نه افلاک هر او است ناس

اگر دانه از برنگی آفتاب پشیمانی

نورین عیسانای خود آری را چه شک و اگر

دیرانه از سحر تخیلی مانتاب آشامی

شستنیان آهسته دردن را چه خبر و ماعلم

از کشته نظر از تنگ چشم که دیدن تازه گل

از گیاه و درخشیدنی برق بهشهای سیاه

شکست نماند و چندین زبانهای گویا

بشهای نثر و شزار اکلاد و

فنی حکم نفس است و باد غایب

مای و گل کشاده روی و بلی زانچ زبان

چه گنه کرده است که سخن سرای

نباشد هر جبهه بهتاج و دانه بیانی

و بحر روانی و نظره مستقیم ، دل را

که گفته است که از شرف ستره آید .

بهان و انست این کرده داده و نماند نوری

بهان قدر بود که حرفین گفته را

تروان ساخته سایا بساط نرج سخن

برچیده ، و جام و سب بر برهم شست

و از ان طعم رائق غنی بر جای نماند

پنابند ، کاش پانین که مس

دور و بی رده بخت ادبش . قدح بیگیم

عرفان مستور و هست

کمال صغیر و دودنه فعال

نظره و طبع و شرف

دوام توفیق

مسبح بیغ

دعای سید عباسی

فرامند تا مادامد که می فراوانست  
و ساقی بیدار بنش . چنانچه در جرده ریز  
است و بها انطش گری شد و درمن تال  
فرد سهند آن ابرو عت و در ثا است  
ی و میخانه با مهر و ثا است .

(۱۲) آری صهبای سخن بروز گارمن از کنگل  
تند پز نور است و شب اندیشه را  
در شعر غالب

بفرسیدن . پیچیده سحری را بهارت فراوانی زده است  
هر آینه رنگین سرخوش خنجره اند  
و من خوابتم . پیشینان چراغان بوده اند  
و من آتی بستم . قطعه

میدان کون شعر غالب  
مدح پیر سخن موایان ابرائی

سج شکر عرقی که بود شیرازی  
مشو امیر زلالی که بود خوافزانی  
برینات خیالم در آری تا مبین  
ردان قرون و شهای زاری

(۱۷) هم که بعد با ناپید کنی یا غیبه را خوار  
و سمت اندیشه و کثرت  
معانی لطیف

آسپاخ آمده است بروز گار گزیده یا بیم  
لا غیر گردانی و صوره است که از بیک  
دنان آمده بان صد نمای گوهر آبستن  
خلیه بنیادی خط شامی جبر است

بنیز شبستان فرو و دیده ورق که سیکه  
سخن را کاشه پاده پائی است بدوای پند پیچیم  
انبار ثانی تمام پشم بانی است که  
از بیک نیم آن قدس ذوال کیفیت نشسته حضری  
بطینتش و آهده گوی چون سراسر ضحیت  
مست و مستر یکان از غوغای برآمده .

معانی دینی

دل جزو دینی از دین و خیر دم  
اگر گرم که که شقی من بیای از گشتگان

(۱۸) جب نیست ، چه جب . سوادش آهسته آهسته در شرم  
فضیلت غلب بر گزشتگان

اگر سنجم که سر آمدن من در مشیهر  
بر بختان کلفت نیست ، چه شکست .

خواهی از دی شاییش به ترقی ستایش خویش  
بشماره بخششای داور افزونی زوقی پاس  
است . بکلفت بر طوت ، سیم در خیم پرتی  
است نه در خود فروشی ز غرور لغت و منفعت  
یکسره یک آهنگ سرودن دلداده نوازی هنر در  
بدن است . تحصیل بکیش عدم در جاده پستی  
است نه در میل پرودی قسط

نه چنانم که بر عقیده غریبش  
از فتنه کسی بر اسب کنم  
مترانم که از نصیحت و خط  
حالی ما خدا شناس کنم  
نه که اخبار پاستانی ما  
در افشاخا خیال کنم  
چون زمین ما قیم نه حقیم  
نه بدینم نه می بکاس کنم  
بر مارا اگر مار خیم  
کارخ الفت قوی اسب کنم  
نعل از دج خود توانم خرد  
گر نه لب را زلات پاس کنم  
میتوان چو از نظای بود  
پاره مجی گر سواکس کنم  
مزدج خویش ما بجاء دور  
تا طح حد صورت داس کنم  
کثر از سراج ما کند آغوش  
اگر افتاد از قاسس کنم  
بدویتی ز گفته ای حسین  
منه ما طره ایاس کنم

ستایش خویش  
سپاس ایند

(۱۹)

کس نایاب مرا نمی فهمد  
 بزمیان چه انگشس کنم  
 ذک ثناء هر چه مشورت  
 اثر آرد اختباس کنم  
 ذک در علم فراخ روی  
 عار از شرف پیکس کنم  
 نه بداجب دسی و امانم  
 نه بر دعا شکس کنم  
 لیک تاج دسی که در گفتار  
 مدحت لاله سوزد کس کنم  
 خوش فرایم مراد که در شک  
 زهر و دحام به زکس کنم  
 زین طبع من به ان اورد  
 که زبال پوی قطاس کنم  
 بگو سرود از غم خزان برسد  
 همچنین را که من مساس کنم  
 چه از پی فرقه ادا نشاس  
 خوشی و یا پاک یاس کنم  
 دلق مدح در زمان چو نیست  
 خویشتن ما بهی سنجاس کنم

عظمت نبوغ

(۲۰) سرود اگر بهای کنایه عطیه نشود و تا  
 بهای ابر سایه و ابی در ادای پاس سرایین  
 مگر به فرقی دریا افتاد و دجه دران  
 شناسد که خیمه گیتی سرود هم از بهی اوست  
 و فراخی دستگاه ابر هم از کهنه دیبای  
 بشاید دران سیل و سیر و نشای سنی بار نیافت و مرا  
 از کوی برداشت یا درازی فرو گذاشت  
 در ترخان نپذیرفت بیکه بافتن و دای گرای  
 چنانکه به نذر حقه و گردن و کما

آیینی بکار بر سر پای چون می گل از بهایت  
 بیانی و هم از خود پرس که  
 روان بشا خنجر و نیز بر گز افش چه مایه دانا  
 و بیان مجز او ب حق هر ضمیمه نگارش چه قدر توان  
 گردد تا ادای سرودوشی و انداز و نیزه خرامشی  
 دست بهم دم و از عالم ناهم براری کیش و آئینی هستی  
 نشان آینه آینه گمان چای در اندیش گدازم تا  
 بر شامتی فرجام در دوشی و درست نقشستی نقی کیت  
 حریفی را و گشتا بخار و دهم پذیرد \*

نکاحی سبک خاص

وحدت و فکر

معرفت مبرور

(۲۱)

بر زبان مرگی که حساب را به پند اندر دست  
 سرگذشت جوش غرضستن پادشاهی که در خلعت خم میزند  
 شفیق نیست و به بکار رگ جیش که به آرا  
 در بالی و پر است برقی ذوقی هستی نشانی  
 که در شایع دل دارد و دینی و چنانکه  
 انتهای آرزوی حقد می و ابتدای آبروی ستا می  
 شیخ علی حزمین سرایه \*  
 فسرده فضا برده ام از صدق بیک که شد  
 تا دل و دیده لغو نام و خشم ماوند

شعر عشقی و شعر مرگ

(۲۲)

انصاف با طاعت است و در هر آن که  
 بل پاد خوانی و دادائی که  
 خود را بگرفتی ستوده نیمه ازان شاه پادشاهیست  
 یعنی هر چه هستی و نیمه دیگر در گشتائی  
 یعنی پاد خوانی \*

غزل سوزی

(۲۳)

بیادین که هر جا بشاد نمی از اذیت  
 مرغ در میان کشته شد با دهن آید  
 تا دل بر سبک آید شکلی بندی و خوار  
 مگر که هرگاه از خود غافل و از خدا  
 نادانی و اندک ببردی که نشیند بر  
 مرا برانگیزد و پیش نبه دارد

مدح و گوئی اهل جاه

راست اشی .

شادم از آناوی که بساختن بهجای خوش باریه  
 جزا بدستم و دانستم از آرزندی که درتی چند  
 کردای و دنیا طلبان در دهر ابله بیا به که دستم  
 در دنیا که عمر بگیرم خفتی بپاس و چنگ  
 سرآمد و پاوه به دروغ و دروغ رفت  
 فراهم گمان خوابی بخت است و آشوب بختی  
 فرو نشست .

(۲۲)

سورتیب و دیوان

هنوز خون را در پوست بهکاشه شورش و ستیز  
 این آرز گرم و واجب بود از غار غار شرق  
 زبان گوازش این آرز و دراز است که هر آینه  
 گفتارهای پریشان بفرام آردی . اورد  
 و غوی خنثای ادواتی پاکند به شیراز و بیستی  
 سزد ، چه بایه شرمندگیست درین جهان باو پیرون  
 و دران بیتی گشت دم بودن .

(۲۵)

حسن و کیفیات آن

حسن با نظر قریب رنگ و روان آسائی بری  
 و فست کشته و الحیرت انیام  
 درازی شرم و کتبی نگاه و راستی باقی و  
 کوی طوی و دم سردی وفا و خوشگرمی جفا و  
 درانی اقتضات و بهکشی کمال و سکیزی مهر و گزافی گمن  
 محبت ندی و خوشگمن و توانایی دل و تازی میان مسلم  
 سخن را و شیرینی نثار و پاکیزگی گوهر و پرشنگی نثار  
 و گزافی نفس و چاشنی سپاس و کجاست  
 و نشاط نثار و اندوه شمع و روان نثار  
 و صافی بار و پرده کشائی ناز و جمله خوشی  
 و سازگاری آفرین و دل خراشی محوسن و  
 هرادی صلا و خوشی و درباش و گزارش و  
 و سازشی پیام و پادشاه دهم و جنگله دهم  
 حاصل ، اما من و ایان من که

(۲۶)



برای دیدن چنان میان من و کیش که سیاه و سپید را وجود و  
چس و درینان را تار و پود نیافتد این  
بجز اغای دل پر دانه و آن به بهار این زیر بالی بلبل  
اند .

(۲۷) اشیاء صور و حسی حق اند و الهی نگار بالی صفاء  
به نقشی از رنگ ملک فرد زنی نقاش را صد رنگ  
پرده دلیت و نرادی از ساز دنیا هست  
مطرب را هزار پرده ناخستگی و هر چه از پرده گفت  
بالی بریدانی اند جنبش سرخ شمال است  
و هر چه از آئینه روی جبهه انگیزد گردش  
فانوس خیال و سبک مغزانی که بباد آویخته اند  
از گفتار بزرگوار چه دریافته و گمراهانی  
که بهستی اشیاء بهتر شده اند از سراد  
بزراد چه داشتند ، چنانکه پرده پنچ این سوز ساز  
خداوند گش را از فرای

هر آئین را که اندر دل شکی نیست  
یقین داند که بهستی جز یکی نیست  
بدان اسد انور چار گره آور نام سیاه ای کیش تیره و  
جانش تباه جبار گز اشتی دل در نیرو گرد کشان  
هر و دامن بدخان گز غنی خرد و دیکار زور آرد این  
هرس نه کم اندوخی و اندک تشریست که  
بخت آتم نشسته این معیبت نشا و کار و گز  
دخود آخیزد و چشم بر پشت پا دخته این غلامت  
سر بر پشت از نافر سنجده .

(۲۸) دمی که اثبات بکار نامرینوست و  
آن رنگ آرزوی هر زدن گشته حق پر دانیست  
که گیتی از سرای کامرانی بی برگ و نا مشق  
بفران تیرستی پا به گل و گودی  
بامید پادش سر برآورده اند و مزد حریفان دشا

خیضان ذات واحد  
حد و متعین  
مخصوصند

حقیقت بهشت  
در نظریه اهل دنیا

عبادت از جنگل عباد است و آن  
 گدگون نقشهای گزاف انگیزه بی خردانی است که  
 سواب را بخیل و بچکا را بهیج برگزیده  
 بی شراره و دغا شک با هم در گرفته اند ، صفی  
 کز تیران خیالی در نظر خون کردن و حکمت را آمیزد  
 غباری از رگزدن و هم برانگیزی و آسان  
 نقش بستن .

(۳۰) از من بصیرت آیم و بفتاق آشکارا پرستان  
 پندش گزار . به باد افروای خود خشنی که  
 بقرون خوشی مدحاسد آناری ویری کرده خوشا  
 دودل و عقده برب بگند اسم سخی را  
 در حق خوشی بهیستی در انگش تا آموذ محارانه  
 فطرت را گزشت آبی دلد باشم .

(۳۱) فتنی خوت ریزه برستان کشیدن و ملک گوی  
 شوار شمردن ، شش فی پاده بدو دم برافروختن و  
 خود را بپریش آذکده پارس داشتی بدیبا یافتن و  
 بی باطلاندی نام بر آردن ، سگب آسیا آژدن و آواره  
 اللاس تراشی در انگندن ، دوا بوده کلام دستور و  
 باز نموده کلام فریبک است ؛ ای آناه آذر گفاری و  
 ای فروغده نشیب لایح پندار ای سلطان زاده کافر بازا  
 و ای شایسته نعت و دریا ، ای زبان جهان جهان  
 شر و خوی و ای دل یک اهرشتان رنگ و برکت  
 از تاپ ناره اندیشه ب خون و زیات بیکف  
 بیزه و گشاد از تقابل بر دین باد فریم دی که چکام را  
 گنهائی خرد انجیدین غیبت و به پستی  
 یاران افق که چکاسه مدانی هرسجیدین نداد و  
 آخر نه از دست در بروی پروس  
 فراد کردن و دیده برانست خوش باز کردن  
 داد و نلق و داد سپردن و روزگار با راستن خود

و سستی آمدند برکردن . با غریب داشت  
و با خلق میادید . کجاستان بخشین و  
از سر این آملی بر خیزد فرد

زاد و دم زین و تسلیم داشت

یو اند و برقی ماسراشت

اندیشه لشکر و گمان لشکر که غالب

از دانش بی بهره . دست یستن این گهای خسر زهره آهنگ خود آملی

و از اندیشه گشت غائی دارد ، بلکه خون

گری ایام والا برادر ، صده از جان گرای تره

بهر ابر گریه باد و چشم آتش بی زمیند ، تقوی

پیش سرودی و نگاه ، راست اندیشه نگاه ، بدست پیشگی

از جنبید و شبی غرق یاب و بیکلگی بدگش

کسره و افراسیاب ، پروین بزم قش رزم و حیرانی شری

مضال بخشی روی بهادران خوی جانگی و فایرند

دست کشای و شمشیر

قشوری جمعی از ناداری جهانی

صفت و زمین و آسمانی

بیا دایان بیادانی نشاند

بیادایان بیادانی فساد

چه نیرو سرکش را بجز تراب

پانق صاحب آمو فراب

نکر پروانه طبع میانش

تاشا بلی باغ طیفش

مکاهش سالک در دل دویک

دش مجوسه بار دل کشیدن

دل و جان تنها جلد کاهش

بجسم آندیدم گرد راهش

خوش هنران مجاور خوریدی

بش فرنگ دایر ندگرت

توضیح و بیان

و

حرکت آن

اصح المذبح اصل خان

(۴۷)

بهست مهر گمش ساز ابری  
 بسطرت سینۀ زور انگن بنری  
 شادش را زده لای نش نما  
 تبارش را زده تانی بیانا  
 غیبان عکفی را نهالی  
 بیابان گهری را غزالی  
 بدیای صبت بی بها در  
 امین الدین احمد خان بسادر

(۳۱) آنکه پارسائی را در سحرش از استواری آفریده  
 که با چون منی عمر از کجائی کیمدی  
 بوده و پیچگاه در حلقه رسوائی سوس و خلوت  
 بر تائی غریب لب بی نیارده . آنکه مهرش  
 از دشتی در خادم چاکای که اگر بشایگی نماند  
 صفت نمائشی جان را حقایق نه پنداشتی .  
 مرا بر این کار داشته و بستم را به پیچۀ دوزی  
 این کس و حق گمشته است و رنگهای از غفلت این خود نمائی  
 به در شکستۀ میدان بر تاپه و رنگهای از قبول  
 این دروائی بزد باز بسته را شفیعان در نیاید . نه  
 جان منی که از سبک باگی کاه خزاری یکشتم بک  
 چون تمام باب این تلوه نیست ، از گمانی غلط  
 احباب شرمساری یکشتم . آری چرا چنین  
 نباشد که شغف استعدا و سرا پیرایۀ نازلی نفس و  
 قشرین و جود مرا سرایۀ بازش کمال نیست .

(۳۲) نه ترا صورت داشت تمام برب است و  
 نه ترا سلب و ایجاب بر زبان . نه خون صراحم نگردون  
 است و نه نسف قاصوم برودش نه  
 آبله پای عباده صنایع و نه گوهر آبی شسته مباحث

هنر و هنر شناسی  
 و محیط  
 و نظریه و اخراجات آن

موقع و هنر خال  
 شعر فارسی

(۳۳) کاسه گرگی آتش بی دود پازیم و خراسانی باوه پر زور  
 صحن آتش کده تا و سیاهی بزم را سلفدم ، صورتی هم از

پس و گوارا قلبند این پارس را . با بلم و شوریس  
 هم ازین جوی سبزه و نافه آبر است  
 و گل نشانه باد چیدن و دست بستی  
 کینه صحت است و یاران پیشه در اند .  
 آری بیکار نشاید زیست . نفس در شراره  
 کاشتن است و زبان در زبان درودن .  
 در رفتن و هم از خود بایر برگشتن شگرت  
 حالت است و ما اندین هنگام اجم  
 یعنی از فوق سیران شود . فرد  
 در تیره حزن غالب چیده ام میخاک  
 تا زدی انم که سرست منی خواهد شد

---

هیجان و خوراک تنه بد  
 طبعی

# طوفان آب گوہر

## غزلیات

از ۱۸۱۸ م تا ۱۸۳۸ م / ۱۲۲۲ هجری تا ۱۲۵۲ هجری



۲

مح تعالی الله برحمت شاد کردن بگنجانان را  
 ن خوی خشم گنه در پیشگاه رحمت عامت  
 زهی دردت که بایک عالم آشوب جگوفانی  
 بحر فی حلقه در گوش افگنی آزار مردان را  
 ز شوقت بیقراری آرزو خارا نهادن را  
 بد لغت شادمان ازین نجات چون برون آیم  
 ن بدلدار بختی یکسر شکستن هم زیزدان آن  
 م بنام زم خوبی خون گرم مجوس به که دوستی  
 بمی آسایش جانها بدان ماند که ناگهان  
 م ز جودش لادری بروم بدیدان بیکین غافل  
 گشت تار و پود پرده ناموس و نادام

نشاط هستی حق دارد از مرگ اینم غالب

چرا غم چون گل آتش بدیم صبحگاهان را

۳

ن خاموشی ما گشت بد آموز زبان را  
 ن منت کش تا شیر و فانییم که آخر  
 در طبع بهار این همه اشتغال از حیات  
 ن مولی که برون زانده باشد چه نماید  
 ن زمین پیش و گریه افری بود فغان را  
 این شیوه عیان ساخت عیان و لزان را  
 گوئی که دل از بیم تو خون گشته خوان را  
 بیوه در اندام تو جستم میان را



طاقت نخواست بهنگام طرف شد  
تا شاید رازت بخوشی شده رسا  
در مشرب بیداد تو خنم می تابست  
بطاعتیان فرخ و بر خستیان سهل  
ایک زده ام بال تقاضا زد و صبح  
زندان که فرو رفته بدل پیر و جوان را  
داداشت سنگی تو زین حد نشامی  
بر تو تم از نخل قدمت جلن فرو بار  
جستیم سر راغ چنین خلد به مستی  
ای خاک کثرت قبله جان دل غالب  
تا نام تو شیرینی جان داده به گفتن

دادیم بدست غمت انزال عثمان را  
چمن پرده بر خسار فرو رشت بیان را  
کز ذوق بخیان و در انگنده کمان را  
نازم شنب آیدینه ماه رمضان را  
تا فرود صحرای دیم سعی بیان را  
مژگان تو جوهر بود آینه جان را  
در پای تو می خواستم نشانم دهان را  
تا خاک کن در بزلان پای نشان را  
در گرد خرام توره افتاد گمان را  
کز فیض تو پیرایه مستیست جهان را  
در خویش فرو برده دل از مهربان را

ن بر امت تو دوزخ جاوید حرامست

حاشا که شفاعت ز کنی سرخشان را

چون عذار خویش دارد نامه اعمال ما  
میل با سوسوی وی و میلش بسوی چون خودست  
حال با از غیر می پرستی و مشت ی بیم  
عیش و غم در دل نمی استد خوشا آزادگی  
نقش باد و خاطر پامان در دم صورت گرفت

ساده پرکار فراوان شرم اندک سال ما  
آرد از خود رفتنش ناگه با استقبال ما  
آگهی باری که آگهی نیستی از حال ما  
باد و دغونا به یکسانست در غزال ما  
بسکه رود در هم کشید آینه از تمثال ما

نیشتر سازید و بگدازید هر جای تشنه است  
 ماهای گرم پروازیم فیض انعامی  
 خضر در سرشته حیوان فرو غلتیدنش  
 خاک را از ابر او در معین داده اند  
 با چنین گنجینه از دوا دارهای بچنین

خون گرم کو بکن دارد و گ قیفل ما  
 سایه همچون دود بالا میرود از بال ما  
 لغزش پائیت کش روداده و دهنال ما  
 بنی می پازینه بر مار آمده اند سال ما  
 حلقه برگرد دل ما زو زبان لال ما

پن جان خالاب تاب گفتاری گمانداری هنوز  
 سخت بید روی که میسر می زنا احوال ما

گر بیانی مست ناگاه از دور گلزار ما  
 وحشی در طالع کاشانه ما دید است  
 گوشه گیرانیم و محبوبان ناموس خدیم  
 خسته عجزیم و از نا جز گنه مقبول نیست  
 سخت جانیم و تماشای خطراتنا ز کست  
 میفراید در سخن رنجی که ببدل میرسد  
 از گدازیک جهان هستی جبرمی کرده ایم  
 سرگزانیم از وفادار سرساییم از جفا  
 پاک اندر گریبان جهات افکنند ایم  
 فقه جز در دهن دیوار کشود مست بار  
 از نیم باران نشاط گل بد آموز تو شد

گل زبالیدن رسد تا گوشه دستار ما  
 می پرد چون رنگ از رخ سالیله دیوان  
 آبروی ما گداز جوهر رختار ما  
 تکبیر دارد بر شکست قریه استغفار ما  
 کارگاه شیشه پنداری بود کسار ما  
 طوطی آینه ما می شود زنگار ما  
 آفتاب صبح محشر ساغر سرشار ما  
 آه از ناکامی سعی تو در آزار ما  
 بی جهت بیرون خرام از پرتو پندار ما  
 جنس بیتابی بندوی برده از بازدار ما  
 گریه ابر بهاری کرده آبی کار ما

## غالب از صباى اخلاق ظهوى سرخوشم پایه بیش است از گفتار ما کردار ما

⑥ \*

خمی بینم در عالم تشاطی کاسمان مارا  
مکن تانوا و چندین دلیستان و جانی هم  
سراب آتش از افسردگی چون شمع تصدق  
من و ذوق تماشاى کسی که کتاب بخارش  
چو لب تشنه است خاکم کاشین گردباد من  
خیاش را بساطی بهر پا اندازه می جستم  
دلی مایوس را تسکین بگردن میتوان داد  
بهار است و خاک از جلوه گل احتلا دارد  
سود کارم بدو یا رفتی که مندی محویش  
خطی بر رستی عالم کشیدیم افزه بستن  
در آغوش تغافل عرض یکرنگی توان دادی  
خمی رنج که در دام تغافل پیچید میش  
زمین گویی است که بمن کن بر کم زید آتش  
ازین بیگا لگیامی تراود آشنایسا  
چو نور از چشم تا بینا ز ساغر رفت صبارا  
و بارغ نازک من بر نیقا بدلقا خدارا  
فریب عشق بازی میدهم اهل تماشا را  
جگر برتاب چپدا آفتاب عالم آمارا  
چو اشک از چهره اندوی زمین بر چید و دیارا  
پسیدم بهستی خلیل خواب زیخارا  
چو امید است آخر خضر دادر یس و میخارا  
برگ نشتر زن از موج خرام ناز محار را  
نفس در سینه سیر نو و صبح با و میسار را  
ز خود رقتیم و هم با غوشتن بروم و دیارا  
تبی تا میکنی پهلوی با بنموده جبارا  
خمی دانه چو پیش آمد نگاه به مجار را  
خبارم در نور خود فرو پیچید محار را  
حیای و زود و در پرده رسامی کندارا

حذر از مرید سینه آسودگان غالب  
چه منتها که بر دل نیست جان، شکیارا

۷

پس از کشتن بخوابم دیدم تا زخم بدگمانی را  
 دلم بر سرخ تابرداری فریاد می سودد  
 در بلخ از حسرت دیدار و روح جای آن وارد  
 سرختم را بیاوردند تا سازه از لایش  
 چون خود دانه گویم رخسار زهره خال  
 پیاپی جهان نشاندن شرمسارم کرده میدم  
 فدایت دیده دل رسم آرایش مهرس از من  
 چه چیز در کربوس تنج امیدم در دل افشاند  
 نشاید لذت آنرا زانام که در مستی  
 مهرس از حشیش نمیری که ندان دل افشاند  
 سر سرفراز بایت لاجوردی بود و من عمری  
 بجز سوزنده اظلمی بجنبه در گریبانم

بخود پیچید که می پی دی غلط کردم فلانی را  
 خداوند بسیار آن شهید استخوانی را  
 کبری روی بدشمن داده با خشم زندگانی را  
 پیرو پروانه و منتقار مرغ بوستانی را  
 ز خود میدادم به مهر نازم مسربانی را  
 که داند از زشی نمود ستارح رایگانی را  
 خراب ذوق گنجینی چه داند باغبانی را  
 درین کشور روانی نیست نقد شادمانی را  
 هلاک فتنه دارد ذوق مرگ ناگمانی را  
 اساس محکمی باشد بهشت جاودانی را  
 به مشوقی پرستیدم بلا می آسمانی را  
 بد آموز عتابم برستایم مهرانی را

دلم معبود زده شست غالب فاش میگرم  
 بهر تی یعنی قلم من داده ام آذر نشانی را

۸

نحو کن نقش روی آذوق سینه ما  
 وقف تاراج غم هست چه پیدای نه  
 چه شامات نخورده خویش بود

ای نگاهت الف صیقل آینه ما  
 بهجورنگ رخ مارت مل آینه ما  
 صورت ما شد عکس خود را آینه ما

عرصه برالفت اعیان چه تنگ آمدست  
خوش فرو رفته بطبع تو خوشا کینه مان  
مقتسم زاوه اطراف بساط عظیم  
گوهر از بیضه عنقا است به گنجینه ما  
نیست آستان تر افتاده بدو بلال  
باده محتاب بود در شب آدینه ما  
غالب شب همه از دیده چکیدن دند  
خون دل بود مگر باده دوشینه ما

سوز عشق تو پس از مرگ میا نیست ما  
رشته شمع مزار از رنگ جانست ما  
می نغمه نظرب در شکن خلوت خویش  
حلقه بزم که چشم نگرانست ما  
هر خراشی که ز شک تم افتد بدل  
در سپاس دم تیغ تو زبانست ما  
دل خود از تست هم از ذوق غریب دار نیست  
این همه بحث کرد و سود زیانست ما  
جونی از باده و جونی ز مصل از دخلد  
لب لعل تو هم این ست هم آنست ما  
چهل پری زاد که در شیشه فرو خور آند  
روی خوبت بدل از دیده نهانست ما  
به تنگ تاز من افزود گستن یکدست  
در رهت رفته امید عنانست ما  
بنجودی کوهه سبکدوش فراخی دارم  
کود اندوه رنگ خواب گرانست ما  
خارها از اثر گری زنتارم سوخت  
مستی بر قدم لاهروانست ما

و هر وقت در رفته به آبکم غالب  
تو رشته بر لب جو مانده نشانست مرا

آشنایان که کشد خار ربهت دامن ما  
گو سیا بود ازین پیش به پیراهن ما

ن بی تو چون باد و دود شیشم از پیشه جدا  
 نبود آیمزش جان و رتن ما با تن ما  
 سایه و چشمه به صحرا دم عطشی دارد  
 اگر اندیشه منزل نه شود بهزن ما  
 تار و دود شکوه تیغ آسمان اندول  
 بنجه بر زخم پریشان فتد از سوزن ما  
 دوست پاکینه ما مهر زمان می دوزد  
 خود ز شکست اگر دل بهد از دشمن ما  
 می پرد مورگر جان بسلامت بهد  
 تا چه بر قست که شد تا مزد خرمن ما  
 دعوی عشق زما کیست که باد نکند  
 می جمد خون دل ما در گ گردن ما  
 سخن ما از لطافت نپذیرد تخریب  
 نشود گردنمایان زرم تو سن ما  
 طوطیان را نموده هرزه جلگر گون منقار  
 خورده خون جگر از شک سخن گفتن ما

ن ما نمودیم بدین مرتبه راضی غالب  
 شعر خود خواهش آن کرد که گردد فن ما

۱۱

نقشی ز خود براه گذر بسته ایم ما  
 بر دوست راه ذوق نظر بسته ایم ما  
 باینده خود این همه سختی نمی کنند  
 خود را به زور بر تو مگر بسته ایم ما  
 دل شکن و دماغ و دل خود نگاه دار  
 کلین خود طلسم دود و شرر بسته ایم ما  
 بر روی حامیان دود و تیغ کشوده رشک  
 از بس بر خویش جنت در بسته ایم ما  
 فرمان دود تا چه روائی گرفته است  
 صد جا چون بناله کمر بسته ایم ما  
 سوزن روان همه در خوشتن گرفت  
 از داغ قهقش به جگر بسته ایم ما  
 گوئی وفا ندارد اثر هم با گرای  
 زمین سادگی که دل به اثر بسته ایم ما  
 تاجر و داغ خویش چه خون در جگر کنیم  
 از کوی دوست رخت سفر بسته ایم ما

هر جاست ناله همت ماست گزاردوست  
 حرزی ببال مرغ سحر بسته ایم ما  
 از خوان نطق غالب شیرین سخن بود  
 کاین مایه زله باز شکر بسته ایم ما

(۱۲)

در گرد غریب آینه دار خودیم ما  
 دیگر ساز ز خودی ماصدا بخوی  
 از بسکه خاطر هوس گل عزیز بود  
 ما جمله وقت خویش فدایا بپرست  
 از خوش قطره مجو شرک آب گشته ایم  
 مشب غبار ماست پراگنده سوسو  
 با چون تویی معامله بر خویش منت است  
 روی سیاه خویش ز خودیم نهفته ایم  
 در کاماست ناله و مادر هوائی او  
 خاک وجود ماست بخون جگر خمر  
 هر کس زهر ز حوصله خویش میدهد  
 تار نگاه پیر و ماسلک گوهر است

ن غالب چون شخص عکس در آینه خیال  
 با خویش تن یک و دو چسار خودیم ما

یعنی ز بیکان دیار خودیم ما  
 آدازی از گشتن تار خودیم ما  
 خون گشته ایم و باغ و بهار خودیم ما  
 گویی هجوم حسرت کار خودیم ما  
 اما همان بحیب و کنتار خودیم ما  
 یارب بد هر دو چشمه خودیم ما  
 از شکوه تو شکر گزار خودیم ما  
 شمع خموش کلمه تار خودیم ما  
 پروانه چرخ مزار خودیم ما  
 رنگینی قشاش غبار خودیم ما  
 بدستی حریف و خمار خودیم ما  
 رفتار پای آبله دار خودیم ما

پ ک

پ

نفس با این ضعیفی بر تمام دشواریها





چه خوش باشد و شاهد یاب بحث نانو سپیدان  
نگد در نکته زاینها نفس در سرمد ساینها  
معنی کوتاه مرا هم دل بر تقوی مانگست اما  
زننگ زاید اقامدم بکا فرما جراینها  
نرخم گر بصورت ازلدایان بوده ام غالب  
بدار الملک معنی می کنم فرمان رواینها

(۱۵)

جان بر تابدای دل هنگامه ستم را  
ازو حشمت بروم بنگر غم دردم  
گویند می نویسد قاتل برات خیری  
بیو جد در همت نیست انپا قنادین کن  
سوگند کشتنم خورد از غصه جان سپردم  
در نامه تا بهشتی بر من نویسد قتلی  
بیدا و گر ندارد سر بایه تواضع  
کاشانه گشت ویران دیرانه دلکشا تر  
مانند خار زاری کاتش زنده مروی  
در مشرب حریفان منعست خورناتی  
زاید مناز چندین ز نام آگستی  
از سینه ریز بیرون مانند تیغ دم ما  
آمیزش غریبی باشد بهوش دم ما  
یارب شکسته باشد بر نام ما قلم را  
برویده می نشانم در هر قدم قدم ما  
کردم ز بی نیازی خون در جگر قسم ما  
در دل چو جوهر تیغ جاداده ام رقم ما  
تیغست بر رسم یغما از مار بوده خرم ما  
دیوار و در نسا دوزخ تلایان غم ما  
سوز دیم خویت اجزای تالابم ما  
بگلر که چون سکنه آینه نیست جم ما  
از جبهه ام تند دود کس سجده مصمم ما  
اشکی خاند بانی از فرط گریه غالب  
سیل رسید و گوی از دیده شست نم را

(۱۶)

ن من آن نیم که دیگر میتوان فریفت مرا  
 ن بحرف ذوق نگه می توان برود مرا  
 ن ز ذکر مل بگمان میتوان گفت مرا  
 ن ز درود دل که با فسانه در میان آید  
 ن ز سوز دل که بواگویه بر زبان گذرد  
 ن من فریفتگی هرگز آن محال اندیش  
 ن خدنگ جز بگرایش کشاد پذیرد  
 ن ز باز نامدن نام بر خشم که بنور  
 ن شب فراق ندارد کهری که بچند  
 ن نشان دست مدغم جز اینکه پرده درست  
 ن گرسنه چشم اثری مستم که در ده دید

مرشت من بود این ورز آن نیم غالب

که از وفا به افریتوان فریفت مرا

(۱۷)

ن من زمین گرت نبود باور انتظار بیا  
 ن بیک دوشویه ستم دل نمیشو خرمند  
 ن بهانه جوست در الزام مدعی شرفت  
 ن هلاک شیوه بنگین خواره گستان را  
 ن بهانه جوی مباحش ستیزه کاریا  
 ن بمرگ من که بسامان رونگاریا  
 ن بکے بر عسم دل نا امید واریا  
 ن عثمان گسته تراز باد نوبه واریا

زما گسستی و با ویران گروستی  
 بیار عهد و وفا نیست استوار بیا  
 و دایع و وصل جدا گانه لذتی دارد  
 هزار بار هر صد هزار بار باریا  
 تو طفل ساده دل و نیشین بد آموز است  
 جنازه گردن تو ان دید بر مزار بیا  
 فریب خورده تازم چنانی خواهم  
 یکے بر پرشش جان اسید باریا  
 زخوی تست نعل نکیب نازک تر  
 بیا که دست و دلم می رود ز کار بیا  
 روان صومعه نیست زینهار مرو  
 متاع میکده نیست بر شیار بیا

حصار عافیتی گر بوس کنی غالب  
 چو ماه حلقه رندان خاکسار بیا

(۱۸)

دور بحر طرب پیش کن کتابت تم را  
 مثنای کف اریا هست شمع را  
 آتش که همین جسم و گردن خوش گل  
 در دامن من ریخته پای ظلم را  
 ساز و قدح و نغمه و صبا چه تش  
 یابی ز سمن در ده بزم طرب را  
 در دل ز تمنای قدیم تر شود نیست  
 شوق چه خاک داده مذاق اویم را  
 از لذت بیداد تو فارغ توان نیست  
 در باب عیار گلخانه بی سببم را  
 ترسم که دهد ناله سگ را بدریدان  
 قطع نظر از جیب بدو زید لبم را  
 از ناله خشم بنده امی دوست سرنگشت  
 مانندی اندر مستخران جوی قلم را  
 ساقی به نمی کز قدح پاد و چکانی  
 بر غلغل غمت دلق لب کوثر ظلم را

و دامن بوس پاد و طبیعت که غالب  
 پیماز به جمشید رسامد لبم را

شد نگ ز تار تسبیح سلیمانی مرا  
و حشمتی کتاب و ن آرد ز عسریانی مرا  
سجدۀ شوقی که می بالد پیشانی مرا  
بد گمان گروم اگر دادم که میدانی مرا  
تا بر اند صید پر ششهای پنهانی مرا  
مروج آب گوهر من کرده طوفانی مرا  
دوزخی گردیده اندوه پیشانی مرا  
دل پرست از ذوق انداز پر افشانی مرا  
گر بوج افتد گمان چنین پیشانی مرا



اما چو دارسیم همان فلزیم ما  
از تو سن اطالب نقش سیم ما  
خوش دستگاه انجمن انجیم ما  
خون می خوردم چون هم ازین کریم ما  
حیران این درازی یال ویریم ما  
آب از لعل نهیب صدای قسیم ما

پنهان به علیم ز بس عین علیم  
چون قطره در روانی دریا گیم ماض  
مارا مدد ز فیض ظهور کیا است سخن  
چون جام باده را تبه خوار غیم ما  
غالب ز هندویت ذاتی گری کشم  
گوئی ز اصفان و هرات و میم ما

(۲۱) \*

به گیتی شد عیان از شیوه عجز اضطرار ما  
ز پشت دست ما باشد قماش روی کار ما  
به بیم افکنده می را چاره رخ خوار ما  
قدح بر خویش می لرزد دست عشق دار ما  
خوشا جانی که اندوهی فرو گیرد سرپایش  
ز نو میدی توان پرسید لطف انتظار ما  
نشستن بر سیر راه تحیر عالمی دارد  
که هر کس میرود از خویش میگردد و دچار ما  
چو بوی گل چون تازیم از سستی چندی پرسی  
گسستن دارد از صد جاعلان اغتیار ما  
فردرد هر قدر رنگ گل افزاید قبح تابش  
کباب آتش خویش است پنداری بدار ما  
حریفان خورش عشق ترابی پرده دیدمدی  
بدانان گوشتی موسیم گل پرده دار ما  
هنوز از سستی چشم قوی باله تساشانی  
بدین شکنین حریف دستبردار توان شد  
خوشا آفرنگی گرد و زور و شوق بر بندد  
عزیزین یکا سمان دور دانه می بینی نمی بینی

نهال شمع را بالیدن از کلاهید نست اینجا

گدا ز جوهر هستی ست غالب آبیار ما

ن بر نمی آید ز چشم از جوشش حیرانی مرا  
وامن افشاندیم ببحیث مانده در بند قلم  
ن ده که پیش از من بپایوس کسی خواهد رسید  
ن همچنین بیگانه‌ای با من دل و جان کسی  
با من با بر سر مندی از وی شکوه دارم و بی  
بر نیایم بار و اینها می طبع خود فاش  
من تا براهست مردم و مکره بخاکم تاندی  
خویش را چون منج گوهر گر چه گرد آورده ام  
ن تشلب بر ساحل دریا ز غیرت جان دهم

باسراج الدین احمد چارہ جزو تسلیم نیست  
دور ذقالب نیست آہنگ غزلخوانی مرا

✱(F)

ن ازو هم قطریست که در خود گیرم  
در خاک از برای گل و شمع فایزیم  
نس تمکین باز چرخ بسکری بدارفت  
لا مردم به یکند تشنه خون بهندیس  
از حد گذشت شعله گریستار و دیش شیخ  
و سقت ز ما بشوی میساکر زرهاک

پنهان به عالیم زبس عین عالم  
چون قطره در روانی دریا گیم ماض  
مارا مدوز فیض الهی است در سخن  
چون جام باده راتبه خوار غیم ما  
غالب ز هندیت توانی که می کشم  
گویی ز اصفهان و هرات و میم ما

\*(۲۱)\*

په گیتی شد عیان از شیوه عجز اضطرار ما  
ز پشت دست ما باشد قماش روی کار ما  
به بیم افکنده می را چاره رنج خار ما  
قدح بر خویش می لرزد دست عشق دار ما  
خوشا جانی که اندوهی فرو گیرد سرپایش  
ز نو میدی توان پرسید لطف انتظار ما  
نشستن بر سیر راه تحیر عالمی دارد  
که هر کس میرود از خویش میگردد و بیچار ما  
چو بوی گل جنون تا زیم از سستی چو می پرسی  
گستن دارد از صد جا عزان اختیار ما  
فروزد هر قدر رنگ گل افزاید تب تابش  
کباب آتش خویش است پنداری بهار ما  
حریفان شودش عشق ترابی پرده دیدن می  
بدانان گر گشتی مکریم گل پرده دار ما  
هنوز از سستی چشم تو می بالدت شاشانی  
بویج باده ماند پر تو شمع مزار ما  
بدین شکنجین حریف و مستقر نال توان شد  
بود سنگ فلاخن مرصدا را کو بهار ما  
خوشا آوازی که گرد و زور و شوق بر بندد  
بست و دامن شیرازه شبت خبار ما  
بدین یک آسمان آوردانه می بینی نمی بینی  
که ماه نو شد از سودن گفت گوهر شمار ما

فمال شمع را بالیدن از کار بیدست اینجا

گدا از جوهر سستی مست غالب آبیار ما





دولت از بند برون تاخته ما



نخستین دی غالب بود زین هر گفتن

یکبار بغرامی گدای بیخس

[illegible]

(۲۵)

شکست رنگ تار سوا نسا زد بقران را  
 ن ز پیکانهای ناوک در دل گرم نشان نبود  
 بود پیر شپشت صبر بر که از گرانجانی  
 ن کعب خاکیم از ما بر غیزد جو غلبه ما سخا  
 به ترک جاو گوتا گردش ایام بر غیزد  
 ن در آینه خود بیازی گاه اهل حسن تا بینی  
 نگشت از سجده حق جبهه نهادن دانی  
 در رخ آگاهی کافر دلی گردد سرود بر گش  
 ز غیرت میگردد در غمالت گاه تا کیرم  
 بر غم غالب از ذوق سخن خوش روی ابروی  
 مرا لختی شکیب و پاره انصاف امان را

(۲۶)

پیرم دوزخ و آن دانه های سیده تابش را  
 ن ز پیدائی حجاب جلوه سامان کرد نش قلام  
 ندانم تا چه برق فتنه خواهد نخت بر غم  
 ن دم صبح بسا این مایه بد جوشی نمی اورد  
 سوادش دغ جیرانی غبارش عرض ویرانی  
 کتاب تشنگی جهان را نوید آبرو بخشم  
 سراسری بود در ده نشسته برقی عتابش را  
 کعب صباست گویی پنبه عینای شمرش را  
 تصور کرده ام گیسوی بنده نقابش را  
 صبا بر خیزد هر افشانه گویی زخمت غوا بش را  
 جهان ما دیدم و گردیدم آباد و خسرا بش را  
 کند جذبه دریا شناسم موج آبش را

زمین کن بخودی در وصل رنگ بوی نشاسم  
 سوار تو سن ناز دست و بر خاکم گنجه دارد  
 شکایت نامر گفتم در نوروم تاروان گردد  
 ندانم تا چسان از عهده دروش برهانم  
 ز خوبان جلوه و نمایم خود این جهان رو نما خواهد  
 خیالش صید دام پنج و تاب شوق بود

بهریک شمع نازش باز می خواهد جوایش را  
 ببال ای آرزو چند کله دریایی رکابش را  
 همان نراره قاصد بخت رشک بیخ و تابش را  
 ز شادی جهان بهما نفهم متاع کم سیایش را  
 خریدار است زانهم تا به نفهم آفتایش را  
 من از مستی غلط کردم بشغی خطرایش را

به نظم و نشر مولانا ظهیری زنده ام خالاب  
 رگ جان کرده ام شیرانه اوراق کدایش را

(۲۰)

دلم محرم صبا بود پیاله ما  
 ز بهی دگر می خوریت نفس گرانایه  
 چمن طراز جنونیم و دشت فکوه از است  
 بدل ز جود تو ندان فشرده ایم و فشریم  
 تو زودستی و ما را زود خودی توایم  
 دوانی شب بجزان زحد گدشت یا  
 بخون بهار پیروز گلستان بخشید  
 ز سحر هرزه بهیجا صلی علم گفتیم  
 چو باد مید پدید آمد از لاله ما پنهان

بگردم بر غنیمت خط باله ما  
 گداز لاله ما آبید ناله ما  
 به هر دو داغ شقایق بود قباله ما  
 ز استخوان آخری میت در لاله ما  
 شراب مد کش و پیاد کن حواله ما  
 فدای روی تو غیر هزار ساله ما  
 سواد دیده آهوست فلخ لاله ما  
 چو باد مید پدید آمد از لاله ما پنهان

ببین گداختت آبروی ما خالاب  
 کمر چه ناز زد شد به پیش ژاله ما

نظرت غالب آشفته گرد آگاه  
بیازما بهر می تند بهوش و بهنگش را



رازِ خیریت از بد آموز تو میجویم ما  
خوشتر شتاقان بهمان بر صفت مژگان بود  
رازِ عاشق از شکستِ یلگِ سروای شود  
ن زمین بهار آئین نگاربان بود که بپذیرد یکی  
آفتاب عالم گرشنگیهای خرمیم  
ن من تا چاهای مجموعه لطف بهاران بود

از تو می گوئیم گریه غم می گوئیم ما  
مرز خاکِ خوشبختی چمن سبز و میر ویم ما  
با وجود سخت جانها تنگ روییم ما  
عمرها شد رخ بخون دیده میفریم ما  
میرسد یوی تو از هر گل که می بوئیم ما  
تا بزانو سوده پای ما و می پوئیم ما

ای روی تو بجلوه درآورد، رنگ را  
از ناله خیزی دل سخت تو در تم  
از عمر نوح عرض برد انتظار تو  
و احم که در دیوای سزا من کیست  
در بزم می بجام زمر و نخورد  
بولی گشاد شست ترا تا نماده آب  
چون آنگیند به جگر در شکسته ایم  
در گوشه خزیده نماندم بیکسی  
شومی که خود ز نام وفا تنگ داشتی

ن خالب ز عاشقی به ندی می رسیده ام  
تا زم شکر نگاری بخت دورنگ را

سود و زیبکتاب جمالش نقاب را  
پیراهن از کتان و دما دم ز سادگی  
تا خود ششی بهدی می نایسرد  
تارفته دم ز وعده باز آخلق زند

والم که در میان نمیند و حجاب را  
نقرین کند سپرده وری ماهتاب را  
در چشم بخت غیر را گرد خواب را  
تا دور وصال یابد و اضطراب را

در دل خرد به لایه داز جان بد کشد  
 جرات نگر که هرزه به پیش آید سوال  
 ن تازم فروغ باوه ز عکس جمال دست  
 سوزد ز گریش می دوا و پنهان به لعل  
 ن آبش دهم بیاوه دوا و هر دم از تیز  
 پ آسوده باد خاطر غالب که خوی اوست  
 آیمختن بباوه صافی گلاب را

(۳۱)

زید انتفات شوق دارم از بلا جان ما  
 پرستارم جگر دواخت یارب دل اندازش  
 ن چنان گریست بزم از جلوه ساقی که پنداری  
 ندارم شکوه از غم با بجوم شوق خرسدم  
 قضا از نامر آهنگ دریدن ریخت در گوشت  
 به تن چسبید بازم از غم خونا به پیراهن  
 بجزرم تاب ضبط ناله با من داور می دارد  
 هنوز آینه می پذیرد عکس صور تما  
 ن تکلف بر طرف لب تشنه بوس کنار تم  
 بهستی گزینجت بگذری ز مناسد تقریبی  
 چمن سامان نمی دارم که داور وقت گل چیدن

کند جذب طوفان شوم سبوح طوفان را  
 زینتانی بزخم سرنگون کردن نمکدان را  
 گدا از جوهر نظاره در جاست مستان را  
 زجا بداشت جوش دل همانا دایخ بجزان را  
 پر پشت ناختم نشود نقش روی عنوان را  
 خراش بیند سطر بچید شد چاک گریبان را  
 ز شوش می شمارد ز پر لب دزدیده افغان را  
 چون صبح خنده زنده دل نشودیم ندان را  
 دراهم باز چین دارم نواز شمای پنهان را  
 سرانی دور هستی تشنه دیدار جهانان را  
 غزای کز ادای خوشش چرخ گل کرده دامان را

باندا از صبحی چون به گلشن ترک از آری  
 کباب نو بهار اندر تنور لاله می سوزد  
 چه دود و دل چه موج رنگ بهر پرده ازستی  
 بشبها پاس ناموست ز غم شوم بدگمان دارد  
 زمستی محو یا کونی بود هر گرد با دای خجاست  
 رسیدنهای منقار بهار استخوان غالب

پس از عمری بیادم دادم در راه پیکان را

(۳۲)

بخلوت خروء نزدیک یار است پهلورا  
 ز محو پرده محفل مگو سر داد ایرم  
 جهان از راه دشا هدایتان ماند که پنداری  
 دمن رنجیده با اختیار در تازست میخوابد  
 بزور تند خونی خستگان را رام نمود کردن  
 نباشد دیده تاحی بین مد و ستوری انگش  
 چون بشنید به محفل بگذرانم درون تنگش  
 اگر داند که در نسبت مرا با کیست هم چشمش  
 بهاران گریه مشاطه کوه و بیابان شد  
 فریب امتحان پاکبازی داده ام اورا  
 که میخواهد بدوق فتنه شاد روانی مشکورا  
 بدنی از پس آدم فرستادند عیندا  
 بجنبشهای ابر و از گره پرواز ابر دروا  
 به آتش بزن ست از موی تاب میچش سورا  
 چو گوهر رخ کوشش از گهر سنجید ترا و را  
 که رنجید غم از و چون بی سبب هم کشد و را  
 کشد و دیده هر گردی که از ده خیزد آه و را  
 گل از تخت دل عشاق زیدکان سر کورا

نشان درست غالب در سخن این شیده بس بنود

بدین تدوین کمان می آید ایم دست مبار و را

(۲۴)

کوثر و سبیل ماطوبی ما بهشت ما  
 نوحه فتنه می بود چرخ ز سر توشت ما  
 ابر اگر بایستد بر لب جوست کشت ما  
 صرفه اقوام دوزخست تا میرد بهشت ما  
 ای پیدی و ناخوشی غمی تو سر توشت ما  
 گریهی ودا آفتاب باوه چکد زخشت ما  
 شیوه گیر و دار نیست در کنش کنشت ما  
 دل نشی بخوب ماطعنه مزین بزشت ما

باده مشکبوی ما بید و کشتار کشت ما  
 لبکه غم تو بوده است تعبیه در سرشت ما  
 حسرت وصل از چه رنجهان بخیال سر غوشیم  
 تو خرد و آگهی خواشش تن پدید کرد  
 این هراز عتاب تو ایمنی عدو چراست  
 برده صد از چنین بسر بر سر صد هزار غم  
 بجنظر از غوی بر آلب به انا الصنم کشت  
 پناه باده اگر بود حرام بذل خلافت شرع نیست

گفت حکیم حسرتی غالب خسته این غزل  
 مشا در هیچ عیش و طبع وفا سرشت ما

(۲۵)

از ماجوی گریه بی های های ما  
 بر هر زمین طرح کنی نقش پای ما  
 از قرب خروده ده نگه نار سایی ما  
 ای شعله مراغ گردد نگه دار جای ما  
 شوق تو جاده گردنکتاب پای ما  
 در ما گشت جلوه بی رهنمای ما  
 انگشت ز شمار شمر هر لورای ما

دل تاب ضبط ناله دایه خدای ما  
 آید بچشم روشنی ذره آفتاب  
 شقایق عرض جلوه خویش ست حسن دوست  
 سرگشتگی بر اوج فنا بال میزنند  
 و اما ندگست پی سپردای خیال  
 سر منزل رسائی آمدیش خدمت  
 از هیچ کتاب آرزو بند سرگشان



حسنِ مِبتان ز جلوه ناز تو رنگ داشت  
گوید نفسِ قل تو که رو کرده توام  
یخود به بوی باوه کشیدیم لای را ن  
از پشت چشمی نگرم پشت پای را  
تنگست دوش فرق بلند گرا سی را ن  
با کیست نمودی دل دروازا سی را  
یارب کجا برم لبِ خنجر ستای را ن  
غالب بیدم از بهر خواهم که فرین پس  
کنی گزینم و پس رستم خطای را

(۳۶)

تا دخت چاره گر جگر چاره دارا  
با اضطراب دل ز بهر اندیشه فارغ  
از خمیه خنده بروم تیغست چاره را ن  
آسایشست جنبش این گاهواره را  
تا کی جناب باوه فریبی نظاره را  
چندان که داغ کرد جبین شاه را ن  
اینها گشته اند عنان شماره را  
جویند در سیاه دریا کناره را  
با جان سرشته حسرت عمر دوباره را ن  
دزد و بخود ز بیم نگاهت اشاره را  
دل را و پایمردی تیغست گذاره را  
چون گل بسر ز دست زمستی نظاره را  
باشیخته دودی پی دادست خار را  
تا دخت چاره گر جگر چاره دارا  
با اضطراب دل ز بهر اندیشه فارغ  
چون شعله هم ندیدی تو پیدا است خوی تو  
سرگرم هر شد دل چرخ ستیزه خو  
دانی که ریگ باویر غم روان چرخ است  
گیتی زگریم تو و بالا است بعد ازین  
ای لذت جفا ی تو در خاک بعد از  
جوهر مید آینه دلمشته تا کجا  
خونم ستاده بود بدو فسر دگی  
شمع از فروغِ چهره ساقی در آئین  
بنگر نخست تا ستم از جانب که بود

و اغم ز بخت گر هم اوج اثر گرفت آه از سپهر بخت بفرم شادمانه را  
 خال لب مرا ز گریه زید شهادتی ست  
 کلین بجز رنگ داد بخون استخاره را

(۳۷)

قصا آئینه دار عجز خواهد نازدشاهی را  
 طبعی نیست هرجا اختلاط از وی حذر خوشتر  
 درخت خوابم آتشاره دارفتست میداند  
 شما نماز کثرت و رخ غمت آتمایه باباتی  
 ششم تاریک منزل دور و نقش جاوید پدید  
 چهره سازی ای آئینه آه از سادگی سبایت  
 ودیعت بلوده است اندر نما و عجز مانا نازی  
 بهمانا کز تو آموزان در کس رحمتی زاهد  
 ن دلاگرداوری داری بچشم سرمه آلودش

پن مرد و خشم گروستی بهمان تو زد خال لب  
 و کیش من نمیداند طریق دادخواهی را

(۳۸)

ن لرنه دارد خطر از سبب ویرانه ما  
 ن نفعی از برق بلا تعبیر دارد و طریش  
 سیل و پای بنگ آمده در خانه ما  
 دهن خاک کند آبله از داد ما  
 در خزان بیش بودستی دیوانه ما  
 چشم بر تارگی خود جزین دوخته است

می با ندازه حرام آمده ساقی برخیز  
 تنگیش نام برآورده تماشاخانه  
 بجزاخی نرسیدیم درین تیرو سرا  
 دم تفت تنگ گردن ما باریک است  
 دو دایه از جگر چاک دمیدن داد  
 خوش فرو میرود افسون قللیت دول  
 مو بر آید زلف دست اگر دهنقان را  
 ن دانه بر تنگی خویش گواهی غالب  
 دهن ما بزبان خط پیاده ما

(۳۹)

ای گل از نقش کف پای تو دامن ترا  
 تا ز خون که ازین پرده شفق بازدهد  
 هر قدر شکوه کرد و حوصله گرد آمده بود  
 جذبه دغیم دلم کار گرفتار بساد  
 ند بلبوی کباب از نفس غیر خوشم  
 راحت دائمی ذوق طلب انازم  
 چشم آغشته بخون بین ز غلوت مای  
 آتی از بزم رقیب و سیرابیت میرم  
 چه غم از سبلی سنگ ستمش کرد کبود  
 محققان کرده قبا سر و خزان ترا ن  
 دوق حج بهارست گریبان ترا ن  
 گوی گردید بستی جسم چوگان ترا ن  
 عطسه غریب کند مغز حنکدن ترا  
 می شناسم اثر گرمی پنهان ترا  
 گردنناک بود سایه سیاهان ترا  
 ایک ابر شفق آلوده گلستان ترا ن  
 تار پایم دل از تاز پشیمان ترا  
 سبزه ناریست خم طریغ خیالان ترا ن

فرست باد که سرور سرکات کنیم      آفتاب لب با میم شبستان ترا  
 هر جهانی که دهد روی بسنگار شوق      پرده ساز بود زمره سبجان ترا  
 قارغش ساخت از حسرت چکان غالب  
 حق بود بر جگر ریش زرد عیان ترا

(۶۰)

ن غمت در لوت و دانش گذارد مغز خلمان را      لب تشنگ شکر سازد دمان تلخکمان را  
 قضا در کار با اندازه هر کس نگذارد      بقطع وادی غم می گسارد تیز گمان را  
 ن زهستی پاکش گر مرور ای کاندین دوی      گرانمایست دخت رهبر و آلوده دامان را  
 دلمغ فتدی تا نزد بسایان رسید نما      طلوع نشه گرد راه باشد غوغا مان را  
 پانی رسائی ارباب تقوی جلوه سرکن      کتاشما هستابی ساز شام نیکسان را  
 بعرض ناز خوبان را از بابیتاب توداد      عنان از برق باشد زشیرین مثلان را  
 خرابیم و رضایش در خرابیهای ماباشد      ز چشم بد نگذارد خفا و دوستکامان را  
 ن بسا افتاده سرست بسا افتاده در طاعت      تو دانی تا بطلعت از خاک بباری کدامان را  
 ز قاتل خرد زخمی گم و جیب جهان ریزد      نشاط انگیز باشد بلخی غول خونین مشان را  
 ن جهان اغاصی نمایست آن مغرور و این طبع  
 بیا غالب نه خامسان بگذرد بگذار علان را

(۶۱)

نگویم تانده مارم شیوه حماد بیانان را      ولی در غیش میم کارگر جادوی آنان را  
 هانا پیشکار بخت تا سازم بر تنهائی      ستاره آورده ام از چایجویی صولیان را

ندارد حاجت نعل و کفش خدا داد است  
 چه بی برگیست جانان در غمی آن خم نغیر  
 عیث دستکش و تشنه با بازو گمان را  
 ملاکستم فراخی های عیش سخت جانان را

سوز دارد گر آزار دلم آزرده میخوام  
 سراغ فتنه های زهره سوز از خوشش گیرم  
 به لفظ عشق صد کوه دور یا در میان گفتن  
 نهی بی برگ رز ز گشت دگر کبریت افروخته شد  
 مرغ از تار وائی بی نیازی عالمی دارد  
 بگرد و گردان را حق بحری کز یکی نباشد  
 به قتل خویش دست مساعد از کس مانا را  
 رگ اندیشه بنفش کار باشد کاروانا را  
 بیا سوزید تا پیشش برید افسانه خوانا را  
 کند پاییز گوئی کیمیا گر باغبانان را  
 حکایتها بود با خوشش تن مربی زبانان را  
 سرت گرم شغلی روز و عشرتستانان را

نداشت در غم تاورد نماند کس بطن غالب  
 مسرت چیز و از تقلید پیران نوجوان را



۴۲

خیز و بیا بر روی را سراهی دریاب  
 ن عالم آئینه را ز دست چه پیدا چرخان  
 شورش افزا نگد حوصله کا بهی دریاب  
 ن گر به سنی زری جلوه صورت چه گشت  
 تابا ندیشد نداری بهنگاهی دریاب  
 غم زلف و شکن طرف کلاهی دریاب  
 نظم اسرگیم سوخت کجائی ای خرق  
 نقسمه ابر پر افشائی آهی دریاب  
 بر توانائی ناز تو گواهم ز عجز  
 تاب بیا داده بجزد پر کاهی دریاب  
 تا چها آئینه حسرت دیدار تو ایم  
 جلوه بر خود کن مارا بهنگاهی دریاب  
 ن تو را خوشی و دست و دلم اذکار شده  
 تشنه بی دل و دهن بر سر چاهی دریاب  
 داغ ناکامی حسرت بود آئینه وصل  
 شب روشن طلبی رو بر سیاهی دریاب  
 فرصت از کف مدد وقت غنیمت بگذار  
 نیست گریج بهادی شباهی دریاب  
 ن غالب و شکش بیم و امیدش بهیات  
 یا به تعنی بکش دیا بهنگاهی دریاب

(۴۲)

گریس از جور یا قضا اگر آید چه عجب  
 بدوش از مشکو نظر در سرمی داشت بن  
 رسم پیمان بستان آمده خود را نادم  
 نشیوه با داد و من معتقد غمی ویم  
 چون کشمی کشم رشک در پرده جا  
 طره در هم و پیر این چاکش نگرید  
 هر زده بزم شمر و زنی تعلیم رقب  
 کار با مسطر به زهره ندای دارم  
 آنکه چون برق بکجای نگیرد و نام  
 با چنین شرم که از هستی خویشش باشد  
 غالب از رخ بر دوست نساید چه عجب

(۴۳)

جنون محل بصحرای تیر برانده است اشب ۲  
 بدوق وعده سالان نشاطی کرده پندارم ۳  
 خیال دشت از صفت بهمن صورت نمی بندد ۴  
 دل از من عاریت جستند اهل لاف و دانستم ۵  
 ز بی آسایش جاوید همچون صورت دریا ۶  
 بقدر شام بجز انش درازی باد عرش را ۷

نگه در چشم و آه و دگر و مانده است اشب ۸  
 ز فرخ گل بر دی آتشم بشانده است اشب ۹  
 بیا بان برنگد امان تا ز افشانده است اشب ۱۰  
 سمنه این غریب تا بدو خوانده است اشب ۱۱  
 تم و تمم تن بیسترم چسبانده است اشب ۱۲  
 فلک نیز از کواکب بجا گرفته است اشب ۱۳

بخوابم میرسد بند قبا و کرده از مستی    نه اندام شوق من رویا چه انسون غم انداست امشب  
 بدست گیت نفست کاین دل شوریده می تابد    نه میرز نجیر همچون را گرمی جنها نداست امشب  
 خوشست انسانه درو جلدانی مختصر غالب  
 به محشر میتوان گفت آنچه در دل نداشت امشب

(۴۵)

از آمده نایافت قلقل می کنم امشب	گر پرده بهسیت که شوق می کنم امشب
ن آن آینه بگذارد مکسم نفری بید	نظاره یکتائی حق می کنم امشب
ن آتش بر نهادم شد آب از لغت مغر	از تب بنود این که عرق می کنم امشب
جان بلم امدازه دریا کشیم غیت	از می طلب سدر رنق می کنم امشب
از هر بن مور چشمه خون باز کشادم	آرایش بستر ز شوق می کنم امشب
می میچکد از لعل لبش در طلب نقل	مستی ز کواکب بر طبق می کنم امشب
ن من نادم سخنش را و نیابم و بهنش را	خوش تفرقه در باطل و حق می کنم امشب
عمر است که قانون طلب رفته زیادم	آموخته را باز سبق می کنم امشب

غالب بنود شیرده من قافیه بندی  
 ظلمی ست که بر کلک ورق می کنم امشب





(۳۱)

سحر میدو گل درو میدست مخپ	جهان جهان گل رفتار چیدست مخپ
مشام را بر شیم گلی نوازش کن	نیم فالیه سادر درو میدست مخپ پ
ز عویش حسن طلب بین در صوبی گوش	بی نشان زلب در چکیدست مخپ
ستاره سحری مژده پنج دیدار نیست	بهین که چشم فلک در پردیست مخپ
تو بخواب و سحر تا سفت از انجم	پشت دست بدندان گزیدست مخپ ن
نفس ز ناله پسنبل درو نیست بخیز	ز خون دل مژه رماله چیدست مخپ ن
نشاط گوش بر آواز قلقلست بیا	پیار چشم بر او کشیدست مخپ ن
نشان زندگی دل دیدست مایست	جلای آینه چشم دیدست مخپ ن
ز دیده سود حریفان کشودست بوند	ز دل مراد عزیزان تمیدست مخپ ن

ن بذر کر مرگ شبی زنده داشتن ذوقیست

گرت نساغ غالب شنیدست مخپ



(۴۷)

گلشن بفضای چمن سینه مانیت      هر دل که در خمی خورد از تیغ تو دانیست  
 یسوزم و می ترسم از آسیب زوالش      آتش که در آتش اثر آب بقایست  
 ن عمریست که می میرم و مرون نتوانم      در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست  
 بهفت اختر و دچرخ خود آخر بچکارند      بر قتل من این عریده بایارو نیست  
 عمری سپری گشت همان بر سر جودست      گویند چنان را که دانیست چرانیست  
 ن چنت نکند چاره انس و دل      تمیسه با عذانه ویرانی مانیت  
 با خصم زبون غیر ترخم چه توان کرد      من قسا بن تاثیر اگر تار رسایست  
 ن فریاد ز زخمی که شک مسود نهانند      هنگام میفرای که پریش بزانیت  
 گر مهره گرگین همدان دوست قبولست      اندیشه جز آئینه تصویر نهانیت  
 مینای می از تندی این می بگذارد      پیغام غمت در خود تحویل صبا نیست  
 هر مرحد اندوهر سر است لبی را      کو نقش کف پای کسی سر بانیست  
 از تار دل بی بوس ناد پسندید      دلشک شد و گفت برین ساز هوا نیست  
 ن بر گشتن مژگان تو از روی عتاب است      کاندو غم از تنگی جایک مرز جانیست

در یوزده سحر است نتوان کرد زمرسم  
 غالب همدن خسته یاست گدانیست

(۴۸)

بسکه درین دودی بی اثر افتاده است  
 عکس تنش را در آب لوله بودیم در موج  
 ناله نماد که من شعله زیان می کنم  
 خاطر ببل بجوی قطره شبنم مگوی  
 هر چه ز سر پای کاست برپوش افزوده ایم  
 از نگه سرخوشت کام قضا کند  
 اودی از ما گذشت این نعت گرم است  
 خون بپوش پیشگان غرضش نبود رفتن  
 رشک بافت گذاشت غنچه گل چون شگفت  
 ده به فردا آمدگی داد فسد و مانگان  
 سستی دل دیده را محرم اسرار کرد  
 اشک تو گری مرا از نظر افتاده است  
 بجم نگاه خودش کارگر افتاده است  
 هر چه ز دل جفاست بهر گرفتار افتاده است  
 گزینی گوشش گل ناله ترافتاده است  
 هر چه ز اندیشه غامت در خطر افتاده است  
 آینه ساد و دل دیده در افتاده است  
 ناله ما از نگاه شوخ ترافتاده است  
 تیغ ادا پاره بد گهر افتاده است  
 دید که از دوی کار پرده بر افتاده است  
 سایه در افتادگی وقت هر افتاد است  
 بخودی پرده دار پرده در افتاده است

ن آن همه آزادگی وین همه دلدادگی

حیف که غالب ز خویش بغیر افتاده است

(۴۹)

در گردن دلدادی دل روزمگاه کیست  
 حسن تو در حجاب ز شرم گناه کیست  
 خونی که میدود بشیرین سپاه کیست  
 جابر که شمر تنگ جوش نگاه کیست  
 خون در دل بهار ز قاشق آه کیست  
 مست و درخ کشاده به گلزار میزد

من مابا تو آشنا تو بیگانه زما  
 من سر برست بدمین همینک خم و شکن  
 ز نفسان که سر بر گل در میان و سلیست  
 من رشک آیدم بر دشتی نید و پای خلق  
 من بامن بخوابان و من از شکست گمان  
 من من خود بوقت فرج پدیدم گناه من  
 آخر تو و خدا که جهانی گواه کیست  
 زلفت تو روز تا ز من بخت ساد کیست  
 طرف چمن خمر و طرف کلاه کیست  
 دانسته ام که از افر گرو راه کیست  
 تا عرصه سخا و حد جلوه گاه کیست  
 دانسته دهنه تیز کردن گناه کیست  
 غالب حساب ز من کی از سر گرفته است

جانا به من بگو که غمت عمر گاه کیست

(۵۰)

و تا بهم از خیال که دل جلوه گاه کیست  
 من از ناله خیزی دل سختش و را تشم  
 چشم پاک آن تن مهری و شیت  
 ظالم تو و شکایت عشق ایچ ساجز است  
 در خود گم است جلوه برقی عتاب تو  
 نیز نگ عشق شکست رعنائی تو برد  
 من گوید عجز چرخ تو خدا تا فتناس جیف  
 یا این هر شکست رستی ادای او ست  
 من با تو به پند حرف به تلمی گناه من  
 داغ من از انتظار که چشمش بر او کیست  
 کاین سنگ پر شمر ز بوم گناه کیست  
 من در گمان که از افرود و آه کیست  
 یاری بمن بگو که دولت داغ و آه کیست  
 این تیرگی به طالع مشیت گیا و کیست  
 در طالع تو گردش چشم سیا و کیست  
 با چمن خمی که دهر رستی گواه کیست  
 رنگ سخت خمر و طرف کلاه کیست  
 بامن به عشق غلبه بدعوی گناه کیست

غالب کنون که قبله او کوی دلبر است

کی میرسد بدین که درش سجده گاه کیست

یا دانه و نثارم و ایتم ز دور سنیت  
 در عالم خرابی از غیسل منام  
 میسم دلی بترسم که فرط بدگمانی  
 در بادیه دیرستم آری ز سخت جانیت  
 من سوی او بیدم و اندر بیجا نیستم  
 ذوقیت و دادایت قاصد تو و خدایت  
 زین خوشچکان نوا تا در یاب ماجرا تا  
 دور شکست دل را دارم صدا خواهم  
 تا زم بزودیابی تا زو بگرش و گردن  
 سوزم دی که یارم یا دانه و نثارم

چرخفته پاک در اندازۀ گمان تو نیست  
 فریب آشنی بهین ظفر مبارک پاو  
 گم ز پاره سنگم که ریزوت دم تیغ  
 و لم بعد وفائی فریفت نامر سبار  
 شکسته رنگ تو از عشق خوش تا نکیت  
 شهابیت مرا آنکه بر نیاده است  
 ز حق منج دور ابرو ز خشم چین منگ  
 عتب و مهر قاشایان تو صد اند  
 سوزن خدای تو نام که برده تا مسح

کانه و نثارم ز غش پادست بهمنشیت  
 سیلم برخت شرفی برقم بخوش سنیت پان  
 دانه که جان سپردن از عافیت گز نیست  
 در غمزه ز دور غمی آری ز تاز نیست  
 او سوی من شنید و اتم ز شرم گز نیست  
 در حبیب من بپشتان خلدی اگر سنیت  
 بهنگار ام اسیری اندر شد ام جز نیست  
 ساز شکایت من تارش ز سوی جلیست  
 چندان که ایمنه سان در گوهر آفر نیست  
 در خاطرش از شستن باغی و آتشیت

قیامت دل در مهربان تو نیست  
 دل ستمزه در بند استخوان تو نیست  
 بکش مترس که در سودی پان تو نیست  
 خوش ست عده تو گر چه از زبان تو نیست  
 بهار و بهر رنگینی خندان تو نیست  
 و گز نه سوی ببار کی میان تو نیست  
 خوش ست رسم و فاکر چه در زبان تو نیست  
 بهج عربه اندیشه را زوان تو نیست  
 ز می لطافت ذوقیکه در میان تو نیست

دل از غموشی لعلت امید وار چو هست  
چو گفته بزبانی که در دهان تو نیست  
لعل گمان نیست به برینت زبید و می  
بدست مرگ ولی بدتر از گمان تو نیست  
عیار آتش سوزان گرفته ام صد بار  
ببیند تابی و بارخ خیم نهان تو نیست  
تغافل تو دلیل تجاوی افتاد است  
تو خود را می تو غالب زبندگان تو نیست ؟

۵۳

ن ای که گفتی غم در دهن سین جانفر است هست  
خاشیم اما اگر دانی که حق با ما است هست  
ن این سخن حق بود و گاهی در زبان ما نرفت  
چون تو خود گفتی که عوام از دل از خار است هست  
و دیده تاول غول شدن که غم وایت می کنی  
گر یکم کاین نخستین موج آن میراست هست  
پ دیدی سخن را خنقاوم خستگان چون می کشند  
آنگهی لطیف با کامروز را فردا است هست  
هم و قاف هم خواهش می پر کشش عیب نیست  
ن باری از خود گو که چونی در زمین پرسی پرس  
ن خوی یارت را تو دانی در زدن از حسن جمال  
ن صبر و انگاه از تو پندارم نه حد و حدیست  
با چنین عشقی که طوفان بلای میخواست  
رنگبازات تاول جان چندان فرشت است مان  
نظم و نثر شورش انگیزی که نیاید بخواه  
بعد ازین گویند آتش را که گویا آتش است  
می بسازد آب حیوان و برینا آتش است  
اشک چشم تو آب و در ولی ما آتش است  
میرشتی از حسن ذوق تماشا آتش است

۵۴

ن سین بگشودیم و طمعی دید که بخا آتش است  
انتظار جلوه ساقی کباب می کند  
گریه است در مشت از تاثیر دود است  
ای که میگفتی تجلی گاه آتش دور نیست

نی محلف در بلبلون بهانیم بلاست  
 پرده از رخ برگرفت و بجا با سوختیم  
 هم بدین نسبت نشستی در دولت جا کردایم  
 گریه وارم که تا تحت اثری آبست و بس  
 پاک خورام روز و روز هزار از بی فرومانه  
 را ز بد خوابان نهفتن بر خا بدیش ازین  
 گشته ام غالب طون با شریعتی گرفت

۵۵

قعر دریا سلبیل روی و دیا آتشست  
 باوه با دست آتش اورا و دیا آتشست  
 فاش گویم از تو سنگت آنچنان آتشست  
 تالا دارم که تا اوج شریا آتشست  
 در شریعت باوه امروا آب فردا آتشست  
 پرده دار سوز و ساز باست چرا آتشست  
 روی دریا سلبیل قعر دریا آتشست

خود رسیدنش از ناز بسکه دشوارست  
 تمام زحمت از ستم چرمی پرستی  
 صلائی قتل ده و ده انقشانی مابین  
 ستم کش سرناموس جوئی خویشتم  
 شب حکایت قلم ز غیر می شنود  
 بقامت من از آوار نیست پیرانی  
 بیا که فصل بسیارست و گل به سخن همین  
 غم شنیدن و لغتی بخود زور قتل  
 قناست هستی من در تصور و کمرش  
 ز آفرینش عالم غرض جز آدم نیست

چرا بدلم تنای خود گرفتارست  
 ز جسم لاغر خوشم پیچش تارست  
 برای کشتن عشاق و دعد بسیارست  
 کنا از جیب برآمد به بند ستارست  
 هنوز فتنه بندی فراد میدارست  
 که غار بگذشت پوزه بازش تارست  
 کشاد روی ترا ز شا بدین بازدارست  
 خوشا فریبی تم چه ساد پرکارست  
 چون غم که هنوزش به خود تارست  
 بگرد نقطه ساد و ریخت پرکارست

نگاه خیره خدا از پر تورش غالب

تو گری آئینه ما سراب دیدارست

۵۶

ن سیم هادی امکان پس جگر تابست  
 ن مرغ از شب تار و بیا بزم نشاط  
 بخوابم آمدش جز ستم ظریفی نیست  
 ن زد صبح روزین دیواری توان داشت  
 ز کار کار با شک و فتاده دل خون باد  
 ز دم نقش خیالی کشیده در ده  
 نگ ز شعله حسنت چه طرف بر بند  
 بعرض دعوی محاط توغبان را  
 زمین ز نقش ستم تو سن تو سافزار  
 ن قوی فتاده چو نسبت ادب بحر غالب

گداز زهره خاکست هر کجا آست  
 که چنبره سیریت ای باد و مهتابست  
 خدا نخواسته باشد بغیر محرابست  
 که چشم نمکده ما بر او سیلابست  
 ز شرم بی افریبا نقان ما آست  
 وجود خلق چو عنقا بدین نایابست  
 چنین که طاقت ما را بتانیه آست  
 نگ در آینه همچون خسی بگرد آست  
 هزار گرو در بهشت شیشری نایست  
 ندیده که سوی قبله پشت محرابست

۵۷

گدازه غولش از نفسم باز ندانست  
 ز انسان غم ما خورد که رسوائی ما را  
 فریاد که تا این همه خون خود بدم از غم  
 ن تا زدم نگه شرم که دلسا از میان برد  
 ن یکپند بهم ساخت نه کام گد شتم  
 از شاخ گل افشاند زخارا گد شگفت  
 ن گریه که برد مویه خون غولش را  
 بدم که ز اقبال تو بدی افرم بد

تنگش ز خرام آمد و پرواز ندانست  
 خصم از اثر غمزه غماز ندانست  
 یکره بدش کرد گذر را ندانست  
 ز انسان که خود آن چشم فرو ساز ندانست  
 من عشو نه پذیرفتم دلاوتا ندانست  
 آینه مادر غور پر واز ندانست  
 در تال مراد دست تو که از ندانست  
 اندوه و غم و غلط اعدا ندانست



محمود مکافات به غلوه سقر اوخت      شتاق عطا شعله محفل باز نداشت  
غالب سخن از هند برون بر کس اینجا  
سنگ از گمرو شنبه ز اعجاز نداشت

(۵۸)

هر ذره محو جلوه حسن بیکاز است      گوئی طلسمش چیست آینه خاد است  
حیرت بد هر بیسرو پاسی بر دما      چون گوهر از وجود خود آب دانه است  
ناچار با تنفس قل صبا ساختم      پنداشتم که حلقه دام آشیانه است  
پابسته نور و خیالی چو داریسی      هر عالمی ز عالم دیگر فساد است  
تو دارم فصل بهاران عنان گشت      گلگون شوق را گلی تا زیاده است  
هر سنگ عین ثابته آگینه      هر برگ تاک قفل در شیر و خاند است  
هر ذره در طریق وفا می تو منزلی      هر قطره از محیط خیالت کزانه است  
در پرده تو چست کشم تا ز عالمی      داغم ز روزگار و فرقت بهانه است  
دشت چو شاهدان بنظر جلوه می کند      گردیده و هوا سر زلفی و شان است

غالب دگر ز نشاء آوارگی می رس  
گفتم که جبهه راهوس آستانه است

(۵۹)

مالا غریم گر کم یار نازک است      فرقیست در میان کرب و نا نازک است  
دارم ولی ز آبله نازک نهاد تو      آهسته پانهم که بر خوار نازک است  
از جنبش نسیم فروری زدی زهم      مار با جو بر گلی در دیوار نازک است

با تارام ز سنگد لیسان خود متاز  
 ز خمت کشید آن خرو برگشت پنهان  
 رسوائی مباد خود آرا فی ترا  
 ترسم پیش ز بسند بدون انگند مرا  
 از جلوه ناگداختن و درون ساختن  
 میر خند از تحمل مابرجای خویش  
 از ناتوانی جگر و مسده پاک نیست  
 غالب دل و دماغ تو بسیار نانگ است

7.

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

41

جیب مراد و زک بودش خوانده است  
سرگرمی خیال تو از ناله بازداشت  
داد از لظلمی که بگرفت نیست  
چون نقطه اختر سیه از سیر بازماند  
مکتوب ما بتار نگاه تو عقده ایست  
دل را بوحده استی میتوان فریفت  
اُنساوگی نماز دل تا توان ماست  
دل جلوه میدهد به هنر خود و در انجمن  
دل در غم تو مایه برهن سپرده است

آن خالِب زبان برید و آگند گوش نیست  
اما دماغ گفت و شنودش نمانده است



جبل است بناله خرمین بر بند نیست  
آسوده زی که پارتو شکل پند نیست

اندازه گیر ذوق غم در مذاقی می  
مخواب گریه را رنگ زهر خند نیست

مسدود کار صبحی توانا استوار بود  
بشکستی و قوا به شکستن گزند نیست

ن. از دوست میل فرستادن لطیف است  
 گر تیغ در کمان به نشاط کند نیست  
 بر یاد تو کدام بر بخوان بحر سوخت  
 کوثر مسافر دعوت شکر مند نیست  
 پنهان من آن لایه ای مهر فزرا محل نمایند  
 به غلغان غودان بیکو که مار اسپند نیست  
 بخود بزرگ سارای سلطان غنچه اند  
 مشبک گیر به روان قفس بلند نیست  
 بهنگام دلکشت لیدم بخله نیست  
 اندیشی غش مست نیازم به بند نیست  
 من می نوشد یکسره بر کرم کردگار کن  
 خط پیاله دارم چون به بند نیست  
 غالب من خدا که سرانجام بر شگال  
 غیر از شربت ابنه و بر قاب قند نیست

۶۳

ن. منع ما از باد و عرض اعتباری بیش نیست  
 محتسب افشرد انگور آبی بیش نیست  
 ن. منع در راحت بر طرف شاهد پرستایم ما  
 دوزخ از سرگرمی نازش عجبانی بیش نیست  
 ن. خار و دوج و کف و گرداب جیونست و بس  
 خارج از بهنگامه سر تا سر به یکای گذشت  
 ن. خویش را صورت پرستان هرزه رسا کرده اند  
 قطره و موج و کف و گرداب جیونست و بس  
 ن. شوخی اندیشه خویشست سر تا پای ما  
 زخم دل لب تشنه شد به جسم های تست  
 ن. پنهان تار بر از پیشگاه تاز مکتوب مرا  
 جلوه کن منت من از ذره کمتر نیست

ن. چند رنگین نکت و دلکش مکلف به طرف  
 دیده ام دیوان غالب انجلی بیش نیست

۶۲

لذتِ حشقر ز فیضِ بیوفائی حاصلست  
 هم بقدرِ خوش طبعی دریا تو من دستِ موج  
 وای لبِ گردل ز تابِ تشنگی ننگد از دم  
 در خمِ بندِ تغافل تا لم از بسید او عمر  
 بسکه ضبطِ مشتق غم فرسودا عضا کثرا  
 شری دل نیست اگر حشر مراد از چو  
 با هر خبری یکی از وی کام دلِ نترن گرفت  
 در نور و گفتگو از آگهی و اما نده ایم  
 عقل در اثبات و حد خیره میگردد چرا

ن ماهمان عینِ خودیم اما خود از دهنم دوتی

دو یار را غالب مادی غالب ما هست

۶۵

هم و غنیمت من بچه بخشش چه حساب است  
 در مرده زجوی حسل و کاخ ز مرو  
 لهراسب کجا رفتی و پروریز کجا فی  
 از جلوه بدنگامه شکیب خندان شد  
 باین همه دشواری پستی چه کند کس  
 دو شینه بستی که کمیدست لبش را  
 همان نیست مگر نترن داد و خرابست من  
 چیزی که پستی از روی تابست ن  
 آتشکده ویران و میخانه خرابست ص  
 لب تشنه ویدار را غلدر سرابست  
 تا پرده برانداخته در بند حجابست ن  
 کامرود به پیاده می در فکر آبست ص

آن قلم و داغیم که بر باز جستم  
چندان که قدمها عقدا را زان آیدست  
برگر می جنگم طامات ندارم  
فیتی که من از دل طلبم بوی کبابست  
بهمیشی آئینه قلند از نظرم  
مادر که ز بیداری دل دیده بخوابست  
تا غالب مسکین چه تنع بر دواز تو  
برداشته آنچه خود از چهره نقابست

۶۶

بسکه از تاب نگاه تو ز آسودن رفت  
باده چون رنگ خود از شیشه بیابون رفت  
این سیفال از کف خاک بگر گرم که بود  
دست ششیم ز صبا که به میوه رفت  
خیز و در دامن باد محسوس آویز بگذر  
گر شبت تیره بدایغ مرده نکشودن رفت  
هر چه از گریه نشاندم به نشودن ریخت  
هر چه از ناله رساندم به نشودن رفت  
نریک در بادیه عشق روانست هنوز  
تا چاه پای و رین راه به فرسودن رفت  
نباخت از بسکه زینما بتاشای تو رنگ  
از حیا برو ز همان بگل اندودن رفت  
بر تنک ماییم رحم که یک عمر گناه  
هم بتاراج سبکدستی بخشودن رفت  
داغ تو دستی اشکم که ز آفسودن دل  
هر چه در گریه فرودیم در آفرودن رفت  
شست و شو مشغله خوشی ابر که مست  
در دم آن خرقة که با داغ نیا نمودن رفت

مدعی خواست رود بر اثر من غالب

هر چه زود بود سودای چمن نمودن رفت

۶۷

من مگر چشم فلان و ز جبهه چین بیداست  
شگرفی تو ز انداز مهر کین پیداست

نظاره عرض جمالت ز تو بهار گرفت  
 رسیده تیغ توام بر سر و زینده کشت  
 بجرم دیده غوغا بر کشته ای مارا  
 زهی لطافت چه داری می ای بهار  
 نقیله رگ جان سر بر سر گرفته شد  
 نفس گداختن جلوه در مهای قدش  
 حیا و فطرت پیشینیان ز ما خیزد  
 زهی شکوه تو کاند و طراز صورت تو  
 شکوه صاحب من غوغا چین پیداست  
 زهی شگفتی دل که از چین پیداست  
 تراز دامن و مار از آستین پیداست  
 که هر چه در دل بادست از زمین پیداست  
 زینج و تاب نفسهای آتشین پیداست  
 زخوی فشانای آن روی نازنین پیداست  
 صفای باده ازین مدره نشین پیداست  
 زخود بر آمدن صورت آفرین پیداست

نهادم ز شیرینی سخن غالب

بسان موم و از زبان انگبین پیداست

گر باریت سایه خود از بید بوده است  
 شادم ز دوری دل که بمغز شکیب ریخت  
 ظالم هم از نهاد خود آزار میکشد  
 قهبا کند ز روی تو در روزنه شب  
 تلخیت تلخ رشک تنای غرضت  
 در راه روزنه طرّه پریشان چه میری  
 از رشک غرضت زانی سازه خیال من  
 برگردن حسرتی که دایام می کشیم  
 باری بگو که از تو چه امید بوده است  
 تو میدی که راحت جاوید بوده است  
 بر فرق ازده آینه تشدید بوده است  
 مه کاسه گدائی خورشید بوده است  
 شادم کردل ز وصل تو تو مید بوده است  
 می خود که در زمانه شب عید بوده است  
 مضراب فی بناغین تابید بوده است  
 فردو چه پیاله امید بوده است

④

فصل دوم: روش تحقیق: این پژوهش به روش توصیفی و پیمایشی انجام شده است. جامعه آماری شامل کلیه معلمان ابتدایی شهرستان خرمین در سال تحصیلی ۱۳۹۴-۱۳۹۵ می باشد. (۱۳۹۵)



به گرایش خوشم اما به نمایش خوارم  
 تابِ مهرم نکند خسته ولی در دوشوق  
 نرسد ظاهر در اندیشه بهیاست بسی  
 هرزه دل بمردود و دیوار حسا دل توان  
 ساز هستی کنم و دل بفسوسم گیرد  
 یا تنهای من از غلد برین نگذشت  
 تا تنگ مایه بدیوزه خود آرا نشود  
 پرستی چند نیارم بزبان میبایست  
 دوی گرمی در فیکان بیان میبایست  
 پرس و جوی زعرم زبان بگمان میبایست  
 سویم از روزنه چشمی نگران میبایست  
 هم در اندیشه خدنگم به نشان میبایست  
 یا خود میدگمی در خود آن میبایست  
 فرخ پیرایه گفت ارکان میبایست

قدرا نفاس گرم در نظرتی غالب  
 در غم و هر دو نیم بلفان میبایست

۷۱

فغان که برقی عذاب تو آتشی نام سوخت  
 بنوق خلوت ناز تو خواب گشت تنم  
 شنیده که با تش نسوخت ابرویم  
 شرار آتش زردشت در نهادم بود  
 عیسای جلوه نازش گرفتن از زانی  
 مراد میدن گل در گمان ننگد امروز  
 ز گل فروش نثارم کز اهل بازار است  
 چه مایه گرم بدون آمدی ز خلوت غیر  
 چو دایره فلک کباب در مقام نیست  
 که راز و دل و مخزن انداخته نام سوخت  
 قضا بجزیده در چشم پاسبانم سوخت  
 بپیم که بی شر و شعل می توانم سوخت  
 که هم بدایغ معان شیوه دبر نام سوخت  
 هزار بار بنفشه رب امتحانم سوخت  
 که باز بر سر شاخ گل آشیانم سوخت  
 چاک گرمی ز نثار باغبانم سوخت  
 که شگوه درویش و پیغام بر زبانم سوخت  
 ز جوش گرمی بازار من دکانم سوخت

نفس گداختگیها سی شوق را تا نام  
 لوبد آمدنت رشک از قفا دارو  
 کسی درین کفن خاکستم بسا دانهاز  
 مگر پیام عتابی رسیده است از دوست  
 خبر دید بقاتل که بجزی کشدم  
 سخن چه عطر شرر بر دماغ زو غالب  
 که تاب عطسه اندیشه مغز جانم سوخت

(۷۲)

۱) گفتم برو زگار سخور چون بیست  
 ۲) معنی عزیز مدعی دختان زباست  
 ۳) شکمین غزاله پاک نبینی هیچ دشت  
 ۴) در صفحہ نمودم همه آنچه در دست  
 ۵) بلی بدشت قیس بیست ناگمان  
 ۶) باید بلم نخوردن عاشق معاف داشت  
 ۷) زو شراب جلوه بست کم شمرده ایم  
 ۸) گودر هوای قرب تو بستم دل مرغ  
 ۹) تاثیر آه و ناله مسلم و لی مترس

تغصن داندین که تو گفتی منی بیست  
 هر جا عقیق تا در دامدین بیست  
 در مرغزار باکی ختا و غن بیست  
 در بزم کمرست گل و در چمن بیست  
 در کاروان جمازه محل فلک بیست  
 آزا کردل ربودن نشناختن بیست  
 اما نظر محصله بر من بیست  
 خود کشوده جای دکان غن بیست  
 ما را هنوز عریده با غن بیست

غالب نخورد چرخ فریب از هزار باد  
 گفتم برو زگار سخور چون بیست

دل مثل ازین شیر عیان و عیان نیست  
در عرض غمت پیکر اندیشه لالم  
فرمان تو بر جان من و کار من از تو  
نازم بغیر پی که دهنی اهل نظر را  
و انیم ز گلشن که بهارست و بقایم  
سرایه هر قطره که گم گشت به دریا  
در هر خرو بر هزون این خلق جدیدست  
در شاخ بود موج گل از جوش بهاران  
تا کس ز نموندی ظا هر نشود کس  
پس بر شگافید و ببینید دلم را

غالب به نظارگی خویش توان بود  
زین پرده بردن اگر چنانست چنان نیست

اندوه بد اخنی دوسه پر کاله فرور بخت  
آتشکده خوی تو نازم که ز طرفش  
بر سازه دلالت بر فنا جلوه همی داد  
گفتم ز که پرسم خبر عمر گذشته  
بے بسی نگه مستی آن چشم نسون گر

دانی که مرا بر تو گماشت و گمان نیست  
پا تا سرم انداز ریاست و بیان نیست  
بے پرده بهر پرده روانست دندان نیست  
کز لاله پیامی بداهت و دهن نیست  
شادیم به گلشن که خزانست مخوان نیست  
سودست که مانا بزیانست زبان نیست  
نظاره نگاه که بهارست و همان نیست  
چون باد بهمین که زمانست و زمان نیست  
چون سنگ سوز که گذرانست و گذران نیست  
تا چند بگویم که چنانست چنان نیست

غالب به نظارگی خویش توان بود  
زین پرده بردن اگر چنانست چنان نیست

چون در گشت شقایق بگذاز ناله فرور بخت  
ز فتم شرو داغ گل و لاله فرور بخت  
بیداد و آب از رخ و لاله فرور بخت  
ساقی بقدرج با ده ساله فرور بخت  
خونم بسید سستی و دنبار فرور بخت

مشاطه به آرایش آن حسن خدا داد  
 با صبح خرامش سخن از بادیه گویند  
 چون آنچم و غور شید ز برق دم گرم  
 ن رشک خط روی تو ز افشرد بدین رنگ  
 در قالب مکتب اثرش پرده کشاشد  
 گل در چمن وقتند به بگلانه فرور یخت  
 کاب رخ این جوهر ساله فرور یخت  
 شیرازه جمیعت تبخاله فرور یخت  
 بینی که مسه از دایره هاله فرور یخت  
 خاک که قضا در قین گز ساله فرور یخت

دزدیده سراپا دل سخن از بیم تو غالب  
 گوئی رنگ ابر قلمت ثوابه فرور یخت

ن خواست که زار بخت تو بپای نهییدن نداشت  
 ن آمد از تنگی جای بهر سپهرین کرد و رفت  
 شد نگاران از کی چند اندک قیاس نماید  
 ن گل فراوان بود می پند و دو شتم به سراط  
 دیر خواندی سوی خوشش زود نهیدم رخ  
 ن جوش حسرت بر سر خاکم ز بس جاتنگ کرد  
 پام ز رنای وصل تا خوش در موافق بحر تلخ  
 برو آوم از امانت هر چه گردون بر حافت  
 گوینم آنداخته و نا در تسلط با خستم

(۷۵)

جزم غیر از دست پدیدیم و پدیدن نداشت  
 بر خود از فوق قدم و دست بالیدن نداشت  
 نازنین پایش بکوی غیر یوسیدن نداشت  
 خود بخود پیان میگردد و یگردد پند نداشت  
 بیش ازین پایم زگریداه همه چیدن نداشت  
 همچو نبض مرده و دو شمع جنبیدن نداشت  
 دیده دایم گردوی نستان دیدن نداشت  
 ریخت می به خاک تو ز جام غنیدن نداشت  
 سود زیر کوه دامانی که بر چیدن نداشت

تا مرادی بود زعی آبرو غالب در رخ  
 در پلاک خوشش کوشیدیم و کوشیدن نداشت

(۷۷)

ببین که در محل دلم جلوه گر برای تو کیست  
 چه تا کسی که ز درد و فراق می تازد  
 کلید بستگی تست غم بجوش ای دل  
 شکایتی نفس در دشتی و عشوه نغزی  
 ترا که موج گل تا کمر بلند و یاب  
 بلا به صورت زلف تو در میا آورد  
 تو است جلوه خردان درین بهماط و لی  
 زوادی شایسته سیدان بهراس یعنی چه  
 با مقدار تو در پاس وقت خوب شستم  
 زلال نطق تو میرانی به سناکان  
 تو ز این بهراس هر کی بجای هست

بهوش دید زح طالع خای تو کیست  
 نمی رسی که درین پرده منوی تو کیست  
 تو گر چنین نگدازی گواشای تو کیست  
 تو استنای لی خواهد آشنای تو کیست  
 که غرق خون بدست انسی تو کیست  
 به بند خصی و دهریم بتلای تو کیست  
 سر لعل داده بخواند آردای تو کیست  
 تو است دست تقدیر آوای تو کیست  
 فریب خورده نیرنگ عذای تو کیست  
 یکی ببین که جگر تشنه جغای تو کیست  
 تو و خدای تو شایم مرا بجای تو کیست

آن فرشته معنی من رنگ نمی فهم

بمن بگری که غالب بگو خدای تو کیست

(۷۷)

کشته را در شک کشته در گریست  
 رد اجسزای روزگار هم  
 سستی انداز غمزدی داد  
 تاله را مالدار کرد اثر

رهن و زخمی که بیدل از جگر است  
 رد و شب و رفتای یکد گریست  
 صفت پائی که آفت ز سر است  
 دل سمنش دکان پیشه گریست

ص دوستان دشمنند و درند دام  
 پرده عیب جو دریده او  
 من عقل و دین بمده دل و جان نیز  
 ن ص شش حسد یرو گدا پلاس برید  
 ص منت از دل نمیتوان برداشت  
 نفس دوام را گناهی نیست  
 ص ریزد آن برگ و این گل افشاند  
 تیغ او تیز و خون ما همدست  
 لک کلمه نوشند تیز تر دست  
 آنچه از ما نبرده خبر دست  
 آنچه من قطع کرده ام نظر دست  
 شکر ایزد که ناله بی اثر دست  
 ریختن در نهال و بال و پر دست  
 هم خزان هم بهار در گذر دست

کم خود گیر و بیش شو غالب  
 قطره از ترک غویشن گهر دست

(۷۸)

هند ما زند سخن پیشه گنای هست  
 خسروی باد و دین دور اگر میخواهی  
 ن نامه از سوز و درونم برقم سوخته شد  
 چندی آزاری جاوید غم را لازم  
 گفته اند از تو که بر ساد و دلان بخشائی  
 ن که رخ آرائی و که زلف سید تاب و بی  
 بی تو گزیده ام سستی این درد بسج  
 کیست در کعبه که رطلی زینیدم بخشد  
 ن می صانی ز فرنگ آید و شاهد دستار  
 اندرین دیر کمن میکند آشی هست  
 پیش ما آی که نه جرحه از جامی هست  
 قاصد ارم و انداز وصله پیامی هست  
 کش بهر سو کششی از تنگ دامی هست  
 پنجه کاریست که ما را طمع خامی هست  
 یاد داری که مرا تیره سر انجامی هست  
 بگذر از مرگ که وابسته بهنگامی هست  
 در گروگان طلبه جامه احرامی هست  
 اندانیم که بعد ادای و بطلای هست

بر دل نازک دلمارگرا فی مکتاد  
خوابش ماک جگر گوشه ابرامی هست ب  
شعر غالب نبود و چی و نگونیم دل  
تو و یزدان نتوان گفت که الهامی هست

(۷۹)

معل تو خسته آخر التماس کیست  
بخت من باز تو شکو گزار پاس کیست  
گیرم ز داغ عشق تو طوفانی بختل  
ایتم نه من بود که بگرود شناس کیست  
لرزم بکوی غیر زینتایی نسیم  
کانه رامید باری باری نباس کیست  
یا او بساز و صلی با من بعزم قتل  
آه از امید غیر که چشم یاس کیست  
از بیکسان شهرم و از ناکسان دهر  
گرگشته سر تو سلاسل طمس کیست  
از پرنیان بعزیده راضی نمی شود  
لطفت بشکوه از پیش پیشمار من  
خارده تو چشم براد پلاس کیست  
گیرم که رسم عشق من آورد هم بدهر  
شوق پناز از ستم بے قیاس کیست  
صحن چمن نموده بزم فسرغ تو  
ظلم آفریده دل حق ناشناس کیست  
باد سحر عساقه ریبط طمس کیست

غالب بت مرا نکه ناز تو خط نیست

تا با نش مضایقه چندین بپاس کیست

(۸۰)

آنکه بی پرده بعد از غنایم سخت  
دیدم پوشیدگان کرد که پنهانم سوخت  
نه بدد بسته شلارود به بمانده و  
سوختم یک اندام بچه عنوانم سوخت  
سینه از آنک جدا فیه جدا می شود  
این گسار خسرو بار پریشانم سوخت

حاجت، افتاد بر دلم زیادهای پیران  
 ن سووم از ارز ختم افزون بود آن غلام  
 کافر عشقم و دودنخ نبود و خندان  
 پایم از گری و فشار نمی سوخت بر آه  
 تاندا نی بفسون تو در آتش رفتم  
 ن کروم از سنگ جگر تا نشوم خسته عشق  
 ن دیگر از خاتم کفر چگیریم غالب  
 من که ز خندانم جدا بر ایستادم سوخت

(۸۱)

ن در بدل نانی در قم دست گرفت  
 ن شرح گفت جمعی چنگ از غمز مغالم  
 ن از نقش لهر اسپ نشان سید پادشاه  
 از حرف من اندیشه گشتان طلیات  
 چشم و نگشت از روش جامی نبید است  
 در حسن مانند تو نظاره زبوست  
 ذوق غلبت جنبش اجزای بر است  
 در نطق یسوا دم از خشم چپا است  
 بنا پرده ستم کنی نخت از باد و دور  
 ن بی فانی کلمه رب مغرکان نیست  
 سیرانی نطقم اثر فیض حکمت  
 سوزی که بخاکم ز آلود غلظت نیست  
 از روی تو آینه گشت دست کلیمت  
 کلک دور قم تاب سیلی بر آید است  
 در داون هستای من اندیشه عقیقت  
 شود نفسم غشای اعضای نیست  
 در ناز ز خود میری از غیر چه نیست  
 بی معرفت بنالم دلم از غم و غم نیست

بختم مدد کام دل غمزه غالب  
 گوی لب یار است که در دلم نیست



در بند تو چشم اند و همان موخته هست  
 افغان مرا بیحشی ساخته نیست  
 در دیده ز رخ پرده برانداخته نیست  
 زانوی بیدان و فغاناخته نیست  
 در ما و توایش قداسراخته نیست  
 در تاب مرو غالب اگر بیده گردد  
 در کوی تو گوی سگ پاسوخسته هست

گل ابحرم عربده رنگی بو گرفت  
 لطف خدای فوق نشاطش نیفت  
 چون اصل کار در نظر بنشین نبود  
 در خلوتی کشت و خبالم ره دعا  
 شرمیده نوازش گردون نماعده ام  
 با غیبتن چه بایه نظر باز بود است  
 گفتم خود از مشایبه بنمایش آورد  
 از یک سبوست با و قیمت جدا جدا  
 فرمان روا گشت مسلمان هیچ قصر  
 ایمان اگر بخون رجا کردم استوار  
 هر فتنه در نشاط و سماع آورد مرا  
 در آن چو شد و شیر به غالب حواله کرد  
 راه سخن به عاشقی آذر م جو گرفت  
 کافر ولی که با ستم دست خو گرفت  
 بیچاره خرد و بر مدش جستجو گرفت  
 کز تنگی بساط نفس در گلو گرفت  
 گر چاک داشت جام بجز در نو گرفت  
 کز من دل مرا به هزار آرزو گرفت  
 خوش باد حال دست که عالم نگر گرفت  
 جمشید جام بر دو قلندر کدو گرفت  
 گرفت مخ از سیکه ترسانو گرفت  
 اخلاص در نمود و فایم دورو گرفت  
 گوئی فلک بحریده به بخارا گرفت  
 بیچاره باز داد و می شک بو گرفت

زبان غبارِ طرفِ مزارم به هیچ دلتابی هست  
 در بیاگِ صورِ سوزِ خاک بر نخی دارم  
 دلی ز سروئی نفس تا بر توان دانست  
 بهره جان به غلط دارم و همدانستم  
 نظر فروزا با بدشمن ارزان  
 ز شوری ملک پر شش نهانی گشت  
 خود اولین قلع می خوش و ساقی شرو  
 مگر دهم جگر تشنه دادی بدروغ  
 ز سر دهم کی ایام نیستیم نژاد

ن بهار هندی بود بر شگال بان غالب  
 درین خزان کده هم موسم شرابی هست

ن نه هرنه همچونی از مغزم استخوان غالیست  
 ن روم به کعبه زکوی تو دحق خجلم  
 هجوم گل بگلستانِ هلاک شوقم کرد  
 گر ایستم نگرستی بخون تپم کامرند  
 نه شاهدی بهماشاد بیدلے خوا  
 کنم به جنبش دل شیشه از پری لبریز  
 که جای تالار زاری درین میان غالیست  
 ز سجده جبهه وار ز پر زخم زبان غالیست  
 که جا خاند و جای تو، همچنان غالیست  
 ز پاره جگرم چشم غمخیزان غالیست  
 ز خنجر گلین و از نیکل آشیان غالیست  
 سرم ز باد فسون نجم زبان غالیست

گرش بدیدن من گریه رونداد چه جرم  
 نهاد آتش شوق من از دخان خالیست  
 پیر از سپاس ادا کنی تو وفتری دارم  
 که یکسر از رقم پرشش نهان خالیست  
 امام شهر به مسجد اگر رسم ندهد  
 نه جانی من به نیایش که سنان خالیست  
 ن خراب ذوق بر دوش کسرم غالب  
 که چون بلال سراپایم از میان خالیست

۸۶

زمین گستی در پیوند شکل افتادست  
 مرا بگیر بخون که در دل افتادست  
 رسد می که خجالت کشم ز گرمی دوست  
 ز نسیم زانم و اندیشه باطل افتادست  
 به قدر ذوق تمیدن بکشت جان بخشند  
 سخن به محک ز کیش قاتل افتادست  
 شکافی از جگر دزه نم برون ندهد  
 بواد می که مرا بارور گل افتادست  
 درین دوش بچه امید دل توان بستن  
 میانه من و او شوق حائل افتادست  
 به ترک گریه برم دہشت اثر ز دلش  
 که خود ز شبروی ناله غافل افتادست  
 به صبر کم نیم اما عیار الوبے  
 بقدر آنکه گرفتند کامل افتادست  
 چرخ ننگ سمندر و آب آتش من  
 تم به قلم و کشتی بساحل افتادست  
 بمرودی صید توان ذوق استخوان تنش  
 همان تیزی پیدا بسمل افتادست  
 چو اندر آئیند با خویش لا به ساد شوی  
 ز خود بجوی که مارا چه دل افتادست

ن حریعت ما هر بی بذری خود غالب  
مگر ز غلوت واعظ به محفل افتادست

(۸۷)

ن ایمنم از مرگ تا تیغ جراح است  
ن ما و خاک ره گور بر فرق مرغان مختلف  
ن پاره امیدوارستم تکلف بر طرف  
ن بر سر کوی تو باهرم بهنگ آرد بوی  
ن در غم شمع تابش روی عرق کش نگر  
ن پیونانی بین که گردد کلبه ام باشد چراغ  
ن دور پرستش سستم دور کا مجوی استوار  
ن راز دیدن مجوی و از شنیدنهای نوی  
ن گر نمودار است نقش سجد و بر سیمای پی  
ن دور باش از ریزه های استخوانم ای همن  
ن گشت غفل تازه از صرصر زپا افتادم  
باد برد آن گنج باد آورده غالب را هنوز  
ناله الماس پاش و چشم گوهر بار هست

(۸۸)

ن چشم از ابراش کبار ترست  
از عرق جبهه بیمار ترست

گریه کرد از فریب دارم گفت  
می برانگیزدش بکشتن من  
و می گریست بوده کامروز  
ای که خوی تو باجوری تو نیست  
تو بدلت رسیده را نگریه  
طفل و پدر می شکن  
همه عجز و نیاز می خواهند  
خسته از راه دور می آیم  
شکوه از خوی دوست نترسان کرد

ریشتن تازو  
خاکسار ترست

29

ظهور بخشش حق را در وجود بی سببیت  
 زگیر و دار چه غم چون بعد ای که منم  
 رموز دین نشانم دوست و معذوم  
 نشاط و جم طلب از آسمان و شوکت جم  
 بافتات خیر دم در آرزو چه نزار  
 بود و طالع ما آفتاب تحت الارض

(۱) نہ ہم پیانگی زادہ ان بلے بود  
 ہر آتچہ در نگری جز بہ جنس نائل نیست  
 خوشست گرمی بنش غلا شروع نیست  
 عیار یکسی ماشراف نیست  
 کسیکہ از تو فریب وفا خود داند  
 کہ ہمو فانی عمل در شمار بلعیت  
 (۲) میان غالب و اعظم نزاع شد ساقی  
 بیاب لابر کہ ہر جان قوت غضبیت



(۹۰)

مژ خودست لیک چون من نرین چه بحث  
 انشاء گوشت غیر چه مسرا انگنی برد  
 همچون وکیل نیست دست از خدا ترس  
 دیواره بین که جهان بشکر خند داده است  
 بنی پرده شوز غصه و الزام ده مرا  
 مزگان بدل نذوق نگر میرود فرد  
 بت ما بجلوه دیده و بر جای مانده است  
 همایه ناخوشست خوشم، خشنین خوش  
 بعد از حشرین که رحمت حق بر دوش با  
 او چون خودی نداشته دشمن درین چه بحث  
 غم بر حساب این همه گفتن درین چه بحث  
 گریست خون دیده بدامن درین چه بحث  
 خورشیدش از روزنه شیون درین چه بحث  
 گفتن کرگل خوشست بگلشن درین چه بحث  
 بنی دشت نیست جنبش سون درین چه بحث  
 گز بحث می کنم به بر من درین چه بحث  
 گز نامرام نهاد برو زن درین چه بحث  
 با کرده ایم پرورش فن درین چه بحث

ل او جسته جسته غالب دمن دسته دستام

عزتی کیست لیک چون من نرین چه بحث



۹۱

ن نقشم گرفته دوست نمون چه احتیاج  
 ن با پیرین ز ناز نسو و میرود بدل  
 ن چون میتران بر بگذرد دوست خاک شد  
 بنگر که شمس از نفسم بال میزند  
 از غم و بدوقی از مزه میتران گذشت  
 پان در دوست دیگر است سفید سیاه ما  
 طالب کشوده مزه در دل و دیده است  
 پت بنگن در آتش و تب و تپام نظاره کن  
 آن کن که در نگاه کسان محشم شوی  
 خواب است و جدیعت آواره بینشان  
 محو رخ ترا به غنودن چه احتیاج

تابِ سموم فتنه گرا نیست غالباً  
 کشت اسید را بدردن چه احتیاج



دستگاه خویش بین و دعا می مانع ن	جلوه میخوابیم آتش شعله ای مانع
ورد نیروی قضا آمده ضای مانع	گر خودت مری بجنبه کام مشتاقان بند
میردی از کاره دبی دوا می مانع ن	همشین دارم و دل مسخدا می پاک بند
رنج و اندوهی که اندوا بر می مانع	مرگ ما را تا که تمهید شکایت کرده هست
دستور واد چه داری خوشبای مانع ن	ای که نعلش مایری پندارم از مابوده
سرگذشت کو بکن با ما بجزای مانع	خویش را شیرین شمردی محرم دایر دیگر
در تلافی پای مسدود قای مانع	آه از شرم تو و نا کامی مازود باش
مردن دشمن ز تاخیر دعی مانع ن	زاری مادر غم دل و پدر شادی مرگ شد
ویده ها کورست جنس نادای مانع	کامها محسوس عیش بی زوال نامیرس

ن در گذرین برده چون ساز غالبی

دعی هنجار خود گیر و لای مانع



۹۳

ن در پرده شکایت ز تو دارم میان یچ  
 ن ای خشن گزاف است زنجی سختی هست  
 در راه تو هر موج غباریست روانی  
 بر گریه میفرودد دل هر چه فرو ریخت  
 تن پروری خلق فردن شد در ریاضت  
 دنیا طلبان عریضه صفت است بجوشید  
 پیمازه رنگیست درین یزم بگوش  
 ن عالم همه مرگت وجودست عدم جیست  
 ن در پرده رسوائی منصور توانیست  
 زخم دل ما جلد و دانست و زبان یچ  
 ناز این همه معنی چه کز یچ و دمان یچ  
 دل تنگ نگردم ز بهر افشایمان یچ  
 در عشق بود تفرقه سود و زیان یچ  
 جز گرمی افکار نثار در مضایح یچ  
 آزادی مانع و گرفتاری تان یچ  
 هستی همه طوفان بهارست خزان یچ  
 تا کار کند چشم محیطست و کران یچ  
 رازت نشنودیم ازین غلو حیان یچ

ن غالب ز گرفتاری او نام بردن آسی  
 باشد جهان یچ و بدو نیک جهان یچ

ای که نبوی هر چه نمود و تماشایش هیچ  
 موجه از دریا شمع از مهر حیرانی چراست  
 آسمان و دست از بر جبین و کیوانش گوی  
 آسخر از مینا بجاد و پایه افزون نیستی  
 صورتی باید که باشد نغز و زیاده و زگار  
 نامر عنواش بنام تست انرو تازه است  
 دل از آن تست و نعمت های الهانش تراست  
 ای هوس کارت ز گستاخی به میر جمی کشید  
 پیش ازین کی بود اینهم اتفاقی بوده است

نیست غیر از سیما عالم بسودایش هیچ  
 محاصل مدعا باش و بر اجزایش هیچ  
 نقش ماهیست بر نهان و پیدایش هیچ  
 بنده ساقی شود گردن زایایش هیچ  
 گویا اکسوش میوش و گویا سیایش هیچ  
 دایغ غم دارد و سوداوش بر سرایش هیچ  
 سخت نرم چون ساطع خون بیخایش هیچ  
 نادگیهای میانش بین بیاایش هیچ  
 اینقدر بر خود ز غمشای و بجایش هیچ

نانش خالب چنین بجا گذار آخرت

خیز دور کملی پرند گوهر آماش هیچ



(۹۵)

باده پر تو خورشید و ایام صبح	مفت آنان که راکند ببلوغ دم صبح
آفتابیم بهم دشمن مهند و ای شمع	ما بپلاک سرشاییم و تو دروغ دم صبح
بعد آنکه قریب اند به انبیاست	آخر گفت خیمه است فراغ دم صبح
زین سپس جلوه نورجای چراغان گیر	شب همیشه نمایافت سراغ دم صبح
ن پیش ازین باد بهار از خمر سرست نبود	خشمه است که تر کرد و ماغ دم صبح
سخن باز لطافت هر سر خوشی است	که فرو ریخته از طوط ایام صبح
ذوق مستی زیم آهنگی ببل خیزد	مفلکن آواز بر آواز کللغ دم صبح
ن حق آن گرمی هنگام که درم بشناس	ای که در بزم تو به پیرغ دم صبح
بوی گل گردن وید کرم است چله	ای بشب کردی فروغش جملغ دم صبح

غالب است امروز بوقتی که صبحی زده ام  
چیده ام این گل اندیشه فراغ دم صبح

آه بی عشق فاتح خیبر کنیم طرح  
 در فصل دی که گشته جهان زهر رازد  
 تا چند تشنوی تو ما حساب حال خویش  
 ما را زبون گیر گرا ز پا در آیدیم  
 همتی بچرخ دادن گردون بگردیم  
 غمخوار باشدی بپوشیم زمین سپس  
 از داغ شوق پرده نشینی نشانیم  
 از تار و پود ناله نقابی دریم ساز  
 برگ حلق ز شعله آذر بزم نسیم  
 از زخم داغ لاله گل در نظر کشیم  
 از سوز و ساز محرم و طرب کنیم جمع

در گنبد سپهر مگرد کنیم طرح  
 بنشین کباب گردش ما غنیم طرح  
 افسانه های غیسر مگرد کنیم طرح پ  
 از ما عجب مدار گرا از سر کنیم طرح  
 عیشی بدایع کردن اختر کنیم طرح  
 در راه عشق جاده دیگر کنیم طرح  
 در زخم رشک دوزخ در کنیم طرح  
 و زود و سینه زلف سحر کنیم طرح  
 پیرایه از شراره و افکار کنیم طرح  
 از کوه و دشت جلد و منظر کنیم طرح  
 از خار و خار و باغ و بوستان کنیم طرح

آئین برهن بهنایت رسامه ایم  
 غالب بیکر شیوه آور کنیم طرح



ن ای جمال تو بتاراج نظر با گستاخ  
 ن داغ شوق تو به آرایش دلماسرگرم  
 مردم از درد تو دور از تو دورا غم از غیر  
 با خبر باش که دردی که زبید روی تست  
 خواہش وصل خود از غیر از غلامسینج  
 شاد گروم که بخلوت زبیدست رقیب  
 گر یہ ارذانی کن دل که بر نیر و باشد  
 پ های این پنجه که با جیب کشاکش دارد  
 ناز دلمای نزارش چه محابا باشد  
 دی خرام تو به نامالی سرا گستاخ  
 زخم تیغ تو به گلشت جگر گستاخ  
 که رساند بتو این گود خبر با گستاخ  
 تال را کرد در طلب را اثر با گستاخ  
 کلین گدائمت بدریوفه در با گستاخ  
 بنیمش چون بتو در راه گذر با گستاخ  
 بشاور ز سیلاب خطر با گستاخ  
 بود با دامن پاکت چسه قدر با گستاخ  
 سر زلفی که به پیچید به کمر با گستاخ

طو طیان در شکر آید به خالیک در است

بسی از نطق بتاراج شکر با گستاخ

گشت گریه ساز از دوزخ	تابش وید نه ساز و سخ
گشته گان ترا چمن برزخ	تاچه بخشند در جهان دگر
بمسره سور نیز بروغ	ده که از گشت زار امیدم
دست افشامس بقدر اسلخ	دلم اجزای تاله را مدفن
از تو گریم برات من برسخ	از دل آورم بساط من آتش
نفس ناودام از یک غنخ	هوس ناودانه از یک دست
بشکایت چه میسر نیم زرخ	برگ درخ بودست فلک مدتها
به سپهان رسید پای سخ	مور چون سازه میزبانی کرد
چه شکسجم بارزش پا سخ	با تو شد هم سخن پیام گزار
قرش گرد قرش نه تنخ تلخ	در سخن کار بر قیاس مکن
همچنان در شعا ره فرسخ پ	قاصد من براه مرده دمن

مرگ غالب دلت بدر و آورد

غوش را گشت و هرزه گشت آورد

49

دیگر فریب بهارم سرچنون ندید  
 گشت تار آمدیم دگر بخلوت انس  
 ز قاتلی بعد ایم که تیغ و خنجر را  
 بدان پریت نیازم که مهر تیغش  
 جنون گوارش نیست بلکه خود داریت  
 کفیل هوش خودم وقت می بزم حبیب  
 بهوی گنج گزیدم خراب و رند جنون  
 شرک کار تیا و روتا ب سختی کار  
 بمن گرامی و وفا بکه ساره بهر خم

ترا بجز یہ چہ حاجت نہ آن بود غالب

کہ جہاں پر لذت آویزش درون تعدد





آنکه بدیدم ز دست تو که سینه غم ز دست  
 شوخی و لکشانمت برگ فبات میدد  
 دست خطای خود کند ساقی باز دست  
 دوست از فتنه بگذرد و یک خیار بگذرد  
 آنچه بدین بنشیند نیست تا نامر برندان  
 میدهم به علقه چارم کجاست ای خدا  
 خوب بفرگرفته را تازه کند خراش دل

توس خلک غالباً مصرع ضعیفیش جزا است

صبح چو ترک مست من شیشه کشاد میدد

(۱۰۲)

دل اسباب طلب گم کرد و در بند غم نان شد  
 گرفتیم که تغافل طاعت ما باج می گیرد  
 تو گشودی بصر اوام و از رشک گرفتاری  
 جنون کردیم و بمنون شمره کشیم که خود مندی  
 بدین رنگت که کیفیت مردن خوشا حسرت  
 سراپا رحمت خویشم از هستی چه می پردی  
 فراغت بر نتابد هست مشکل پسند من  
 چه پر کسی دهی بیانی که بهنگام حساسیت  
 زما گشت این بهنگام بگر شور هستی را

در دستگاه و بهقان بیشتر چون بارغ ویران شد  
 حریف یک نگاه بهیما با من تو خواران شد  
 گفت خاکم بهنگام قمری بسمل پرافشان شد  
 برون دادیم را در غم معنوی که چنان شد  
 لب ذوق گفت پای تو عشرتخانه جسان شد  
 نفس برونم خم شیر دل در سینه پیکان شد  
 زو شواری بهمان می افتد مکاری که آسان شد  
 نگاه از بخودی پاک و دپاکم کرد و مودکان شد  
 قیامت میدد از بوده خالی که انسان شد





خوش است آنکه با غرضش بجز غم ندارد  
قوی کرده پیوسته تا سوره پشتش  
سراپی که رخشد بویواند خوشتر  
بجوش عرق رنگ باخت دوست  
گلت زانرا نگست راقشا  
چه ناکس شمرد آنکه خون بخین مارا  
ز نام نباشد سیه پوش زلفت  
نگدار خود را در آئینه بگذرد

سخن عیست در لطف این قطره خال لب  
بهشتی بود هند کادم نداد و

ن مژده صبح درین تیر و شیا هم دادند  
ی رخ کشودند و لب هرزه سر نهم بستند  
سوغت آنگده ز آتش نفسم بنخستند  
گه از رایت شاهان عجم برچیدند  
انسر از تارک ترکان پشنگ کردند  
شمن گشتند و ز غرر شید نشانم دادند  
دل ربلوند و دو چشم نگرام دادند  
ریخت بخاخ زنا قوس فغانم دادند  
بعوض خاخر گنجینه نشانم دادند  
به سخن ناصیه فرکیانم دادند

هم ز آغاز بخوت و خطر ستم غالب  
طالع از قوس و شمار از سر طافم داند



گردد هم شرح شمای عزیزان غایب  
رسم آید همانا ترحمان برخیزد

(۱۰۷)

ن گرم خنجر که چه شنیدن نشاند  
 از بند چه بکشايد و از دام چه خيزد  
 گوهر چه شکایت کند از بی سوزانی  
 ساقی چه شگرتی کند یا ده چه تندي  
 با مالذت ویدار ز پنبه ام گرفتیم  
 ن بی پرده شوازا تا زویندیش کرمارا  
 بنیم چه بلا بر سر حبيب و کفن آرد  
 ن پیوسته روان از مژه خون جگرستم  
 شوقم می گلگون بسوی میز عداشب

بالذت امدود تو در ساخته غالب  
 گوئی همه دل گشت و طلبیدن نشاند

(۱۰۸)

ن هر دم ز نشاطم دل آزاد بجیند  
 بر هم زدن کار من آسان تر از نیست  
 خواهم ز تو آزردگی غیر چه بینم  
 مرسوم به دم روانم از آن صید که در ام  
 بان شمع پر بخوان می گلگون سحر ریز  
 برقی بفتار آرام و انگی شراوش

تا کیست این پرواک بی باد بجیند  
 کز باد سحر طره شمشاد بجیند  
 عرق حسد خاطر ناشاد بجیند  
 لحنی پی مشغولی صیاد بجیند  
 تا در نظرت بال پر ریز او بجیند  
 زان دشنه که اندک گفت بملأ بجیند

از رشک بخون غلظت از ذوق برصم  
زان تیشه که در بخت فریاد بجنبه  
ای آنکه در اصلاح تو برگزیند بدو  
چون طبع کجاست را رنگ بیداد بجنبه  
هر رویه که گرد دل آگاه بگرد  
هر چاره که در خاطر استاد بجنبه  
وصل تو به نیوی معانیست ازین بعد  
خون باد زبانی که با و داد بجنبه

غالب قلمت پرده کشای دم غصبت

چون بر روش طرح خدا داد بجنبه

(۱۰۹)

عاشق چه گفتیش که بروزد و میرود  
ناز و بجزا بگی غضب آلود میرود  
اشب بزم دوست کسی نام نبرد  
گویی سخن و طالع مسعود میرود  
از تلامذی مرغ که آخر شد دست کار  
شع خورشید و سرمه دود میرود  
شادم بزم و حفظ که آتش اگر چه نیست  
باری حدیث چنگونی و عود میرود  
فردوس جوی عمر بوسه داد و را  
سرمایه نیز در بوسه سود میرود  
نخوت فکر که می خلد اندر دل رشک  
حرفی که در پرستش مبعود میرود  
ماهیم به لایق و لایق تسلی تویم کاش  
نادان ز بزم دوست چه خوشنود میرود  
رشک و فاکر که بدعوی که رضا  
هر کس چگونگی در بی مقصود میرود  
فردم زیر تیغ پدری نهد گلو  
ق گر خود پدر و آتش نمرود میرود

غالب خجسته فرست بهم و فکر عیش

تاری که نیست در سر این پلود میرود







ز جوش دل بنورش ایشه و آبست چندان  
 ز بس کز لاله گل حسرت ناز تو می جوشد  
 خوشا و لعلاده چشم خودش بمون در آینه  
 غبار از جاده تا اوج سپر ساده میراند  
 بهر جای خرامی جلوه است کد است پنداری  
 چه غم زانقا و گیسو چون ان پالاست آمدت  
 بهار از رنگ بود میشکاه جلوه نازش  
 پل بر قیض برده از ماه و دو قاطر که در چشم

همان دودیت از سوز که میگرددش غالب

ترکونی گنبد گردون سرشودیده راناند

(۱۱۴)

شادم خیمات که ز تابم بد آورد  
 فریاد که شوق تو بکاشان ز فاکش  
 رسوائی غم است مگر کاینه سرست  
 افکنده ببحون فلک وادی شادم  
 پند جان بر سر مکتوب تو از شوق نشان  
 نازم به نگاهت که در سستی انداز  
 ساقی لنگی تا بشناسم ز چه جا است  
 نازم به گرامیگی سبی خیمه

از کشمش حسرت خوابم بد آورد  
 و انگاه پنی بمون آیم بد آورد  
 دور فلک از نزم شرابم بد آورد  
 کند فک و غم صبح شرابم بد آورد  
 از حسد و تحریه حرامم بد آورد  
 از نفس رفته مهر ختام بد آورد  
 آن باوه که از بند حجامم بد آورد  
 که سر صد این دیر خرابم بد آورد

آن کشتی شکسته ز موج که تباپی افکنند در آتش گراز آیم بد آورد  
 غالب ز عزیزان وطن بیده ام اما  
 آوارگی از نبرد حسابم بد آورد

۱۱۵

گر ستم بر که بر آید ز فاقه جانفش دلزد  
 نفس بگرد دل از مهری تپه فرقت  
 منم بوصل به گنجینه راه یافته دلدی  
 و گر بکام خود امی دل چه بهر بر توانی  
 نترسد از زگسستن خدا نخواسته باشد  
 ز شور تاله دل دارد اضطراب و غم  
 ز جنبش مژده مانی دم نگاه به سستی  
 ز شبح دهم بند قی لشاطعه نغمه نیانی  
 نغان ز غفلت صراکم عیار که تلک  
 از آینه در آینه جان شور نیست سر غالب

چرا به سجده خمد سر بر آستانش دلزد

۱۱۶

آنانکه وصل یار همی آرند و کنند  
 وقتت گزروانی می ساقیان بزم  
 میثالی از شی که به ناخن شکسته اند  
 باید که خویش را بگذازند و او کنند  
 پیما نه را حساب لب آب جو کنند  
 ای وای ناخنی بدلت گرفت و کنند

دیوانه وجه رسته ندارد مگر همان  
خون هزار ساره بگردن گرفته اند  
لب تشنه حوی آب شام و سراب  
از بس بشوق روی تو مست گشته  
پیان را به با تم صبا نشاندست  
ای وای گرد خاک وجودم بسو کنند

ن آلوده ریانتوان بود غالب  
پاکست خرقه که بی شست و شر کنند

۱۱۷

دلان چون گویم از تو بر دل شیدا چه میرود  
خوابید است تا که بگویت سیده است  
ن گوئی مباد و دشمن طره خون شود  
پیدا است بی نیازی عشق از فغانا  
آئینه خانه ایست خیارم ز انتظار  
من گر جلوه رخ تو بسا غرن دیده ایم  
پایه باماکه محو لذت بیدار گشته ایم  
یک ره اگر بودی بخون کند گذار  
ای شرم باز داشته از جلوه ساربت

ن هفت آسمان بگوش و ماهد میان ایم  
غالب دگر پرس که بر ما چه میرود

(۱۱۸)

ناز شرمست که چشم کسی آسان بر نمی آید  
 ازین شرمندگی که بنده سلمان بر نمی آید  
 گراز و سائ ناز تو پروا نیست عاشق را  
 بهرم سوختن دود از چراغان بر نمی خیزد  
 سرت گروم بزن تیغ و دردی ببرد دل بکشا  
 شگفتی عرض بیجا نیست همان ای خنجر میدانم  
 همان خونی کردن از وید پیژن بکشتن دارد  
 مگر آتش نفس دیوانه مرد از اسیرانت  
 چه گیر نیست کاین تار ز مو بار بکتر دارد  
 جفا آسودگی گر مرد را هی کاندیدین دوی  
 برم پیش که یارب شکوه اندوه و تنگی  
 بدوش خلق نعمت عبرت صاحبان باشد

بر آراز بزم بحث اسی جذبه تو عذاب  
 که ترک ساده ما با فقیهان بر نمی آید

(۱۱۹)

چون پوئی بزمی تجمیع زمین تو شود  
 بزم از نام تو آن مایه پرستی که اگر  
 چون بسنجد که آلت بکا بلا شرم  
 خوش بهشتی ست که کس نشین تو شود  
 بد سر بر غنچه زخم غنچه گلین تو شود  
 ماه یک چند ببالد که بهین تو شود

صد قیامت بگدازند و هم میروند  
 با تاب هنگام در دام دگریم میرات  
 به سخن تنییم و آمده گسارش گردیم  
 جلوه جز در دل آگاه سرایت نکند  
 چشم دل باخته ام و او نیز خواهد  
 کفرورین چیست جز آلائش پندارند  
 تا خیر دل هنگامه گزین تو شود  
 چه کنم تا غم حجب تو یقین تو شود  
 برم از خیر و لی را که جزین تو شود  
 من در آتش فتم از هر که فرین تو شود  
 آنکه چون من نبردان هم بین تو شود  
 پاک شپاک که هم کفر تو دین تو شود

دو رخ تافته هست نهادت غالب  
 آه ازان دم کردم باز پسین تو شود

(۱۲۰)

در گدازگری بدل رسم فغان یاد آمد  
 دل در افروختن منت دامن نکشید  
 ساندانی جگر سنگ کشودن بدست  
 داغم از گرمی شوق تو که صدها بدلم  
 نیز زور ماتم با سر سه فرو شوی ز چشم  
 رفته بودی و گداز جا به سخن سازی غیر  
 خشک و تر سوزی این شعله تماشا داد  
 دیدم به ریخته و از قفسم کرد آواز  
 بر دریا و چه غوغاست عنایتان بر وید

رگ پیان ز دم شیشه بفریاد آمد  
 شادم از آه که هم آتش و هم باد آمد  
 تیشه دانه که چسب بر سر فریاد آمد  
 همچنان بر اثر شکوه بیداد آمد  
 وقت مشا علی حسین خدا داد آمد  
 منت از سخت که خاموشی مایاد آمد  
 عشق یکرنگ کن بنده و آزاد آمد  
 رحم در طینت عظام ستم ایجاد آمد  
 خونها مزد سبک دستی جلا داد آمد

واده خونین نفسی در سخیام غالب  
زنگ بر روی من از سیل استاواند

(۱۲۱)

دوش کز گردش بختم گله بر روی تو بود  
اسیخه شب شمع گمان کردی و رفتی بقاب  
چرخ کج باخت بمن در غم دام تو فکند  
دوست دارم گر بهی را که بکارم ندهاند  
چه عجب صاحب اگر نقش و هانت گم کرد  
خشب دانی ز تو در بزم بخوبان پرگشت  
مردن و جان بختای شهادت دادن  
خلد را از نفس شعله نشان میوزم  
دوش باد بهاری به گم نام انگشت  
بکفت باد سباد ای همه رسوائی دل  
هم از آن پیش که مشاطه با خود خود

ن لاله گل ددا از طوت مزارش بر میگ

تا چهار دول غالب بر روی تو بود

(۱۲۲)

در کلبه ماز بگر سوخته بود  
خواهم که برود ناله غیام نزل دست  
با ناگه بنیاد شمانت بعد بود  
چون گر به تن زار از آن سر کوبد

همه رودش کوشد و حلقان که دم مرگ  
 بستند ره جره آبی به سکنند  
 دی رند بهنگار به نخل کرد عس را  
 بر باغ سم تیمار ولی زار سزاند  
 مارا بنود هستی داد و انجود مهر  
 دلدار تو هم چو تو فریبند نگار است  
 پ ن یک گریس از ضبط نوصد گریشت  
 ن تازد به نگیان دگر تارای غالب  
 گوی بگر و بر دلی را که از و برود

۱۲۳

ن تادان صنم من روش کار نداند  
 ن بی دشنه و خنجر نبود مستفید زخم  
 ن بر تشنه لب یادی سوز و دلش از مهر  
 گویم سخن از رخ و بر اوست کنش طبع  
 ن دل را بنسم آن تشنه را ز لبخند  
 عنوان هرا واری احباب نبیند  
 ن دشوار بود مردن و دشوار تر از مرگ  
 و انهم که ندانست و ندانم که غم من  
 از تا کسی غمیش چه مقدار عزیزم  
 بر هر که گشتد رحم سرا از بار نداند  
 و لهای عزیزان بنم افکار نداند  
 اندوه جگر تشنه دیدار نداند  
 روز سیاه سایه دیوار نداند  
 دم راه بقا ناله شرر بار نداند  
 پایان بهر سنا کی اختیار نداند  
 آنست که من میرم و دشوار نداند  
 خود کمتر از آنست که بسیار نداند  
 در عریبه خوارم کند و خوار نداند



گرم سزاوارده آذادگی خویش      صد ره نهدم بند و گرفتار نداند  
 فصلی ز دل آشوبی برمان بسریند      تا چند بخود میبم و غمخوار نداند  
 پیان بر آن رند حرامست که غالب  
 در بخودی اندازه گفتار نداند

(۱۳۳)

خوشم که گنبد چرخ کن فروریزد      اگر چه خود هستم فرق من فروریزد  
 بریده ام ره دوری که گریختانم      بجای گرد روان از بدن فروریزد  
 ز جوش شکوه بیداد دست می ترکم      سباده سرسکوت از دهن فروریزد  
 و دهر به مجلسیان باد و بنزیت من      بمن نماید و در انجمن فروریزد  
 مرا چه قدر بگوئی که نازنینان ما      غبار بادی از پیرهن فروریزد  
 ز خار خار چنین کسج نالمی که خشک      بخت خواب گل و یا سمن فروریزد  
 ترا که عالم نازی بنمزه بتاید      کسی که گل بکسار چمن فروریزد  
 مکن پسر شرم از شکوه منع کاین نعمت      که خود ز غم دیم دو غمت فروریزد  
 بمن بساز و بدان غمزه می بجام یزد      که هر ششم از سر و تا بم زتن فروریزد  
 بدوق باده ز بس آب دهن گردد      می نخورده مرا از دهن فروریزد  
 بترس از آنکه به محشر ز طره طرار      دل شکسته ام از هر شکن فروریزد  
 رواست غالب اگر در قاتلش مرنی  
 که از لبش زروانی سخن فروریزد

(۱۲۵)

زهی روانی عسری که در سفر گزند  
 که مرگ تشنه بود آب چون دسر گزند  
 دود بعر پده چند آنکه ادا نکرند  
 بهردی که رسد راست از جگر گزند  
 چنانکه پشت در آلودن از گهر گزند  
 که آن برون جمد این زخاره و گزند  
 مرا خود از دل و او را هم از نظر گزند  
 که برق مرغ همارا ز بال و پر گزند  
 بصورت سیر زلفی که از کمر گزند  
 دیدن شاخ و ازین بزرگای بگزند  
 چنانکه بر سیر خارا ز شیشه گر گزند

حریف منت احباب نیستم غالب

خوشم که کار من از سنی چاره گر گزند

اگر بدل نخلد هر چه از نظر گزند  
 ن برصل بطلت با ندادن تحمل کن  
 هلاک ناله غریبم که در دل مشبها  
 ازین آریب بنگاهان مذر که تاو گشان  
 نفس ز آبله های دلم بر آرد سر  
 حریف شوخی اجزای ناله نیست شمر  
 کند خدنگ تو قطع خصوصت من و غیر  
 ز شعله خیزی دل بر مزار ما چه عجب  
 شکست ما بعدم نیز همچنان پدید است  
 خورشاک که بفرق بلند بالا نیست  
 دماغ محرمی دل رساندن آسان نیست

(۱۲۶)

قسمت بخت قیاس دیش صد جام شد  
 کعبه ز فرش سیاه مرنگ احرام شد  
 ریشه چو آمد برون دانه مادام شد  
 لفت دیگر و پدر و سر چو شام شد

شونجی چشم حبیب فتنه نایام شد  
 ساق به عزم حرم ناله نغمه ای برا  
 بیج و غم دستگاه که در خون حرم جا  
 هست تفاوت بسی هم ز طب تانید

اینی که ترا خواستم لب بکشد  
خود بجم اندر طلب نخست ابرام شد  
گنجد مهری بر دور خم خشی خمب  
صبح امید مرا در ز سیه شام شد  
ساده دلم در امید خشم تو گیرم بهر  
بوسه شود در نیم هر چه ز پیغام شد  
پوشی کش شرر چهره کشائی کند  
صورت آغاز ما معنی انجام شد پ  
و گیرم از روزگار شکوه چه زخوب  
تار شر تاب شد اشک بگر نام شد  
۱۰۰ شده غالب ستای دشمنی بخت بین  
خود صفت و شفت آنچه مرا نام شد

(۱۲۷)

آزاد گیت سازی اما صد ندارد  
از هر چه در گز شقیم آواز پانداون  
عشقت ممانتوانی حنفت مسرانی  
جو روح جفا تمام هست و فاما دارد  
فارغ کسی که دل را باورده اندازد  
کشت جهان سرا سوار و گویا ندارد  
در هم فشار خود را تا در رسد ماعنی  
در بزم باز تشنگی چیدان جفا ندارد  
ای سبزه سیرد از جود پاچه نالی  
در کیش روزگار ان گل شمن همانداون  
صدر دژین کش کش بگذر خنده و خیرش  
رنجور عشق گوئی آه رسا ندارد  
هر طلعی که ریزد از خامه فغانیست  
جز نفه محبت سازم نوا ندارد  
جان درخت نشامدن مرگ از فغانداون  
تن در بلا فگندن بیم بلا ندارد  
برخیزستن بجشا گفتیم در تو توانی  
دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد و پشان  
گشتن چنانکه گوئی نشا خلعت ماما  
هی نا حسام لطفی که شکو و اندازد  
مهرش ز بید ماعنی ماناست بقتافل  
یارب ستم مبادا بر ما روا ندارد

چشمی سیاه دارد یعنی برآید  
دو فی چو ماه دارد و آب ساء دارد  
چون بل تست فنج ما سخن نمائند  
چون چشم تست ز گس آتایان دارد  
آبش گداز خاکي بادش تفت بجای می  
دلی بمرگ غالب آب دهلوان دارد

(۱۲۸)

ن شوقم ز پند برور فریاد میزند  
تا آنگهی چه دلوله اندر نسا دما  
از جوی غیر عشرت خسرو نشان نمائند  
هرگز مذاق درد و اسیری نبوده است  
پان منون کاوش مرثه و نیشتر نیم  
خونی که دی به جلیم از و خار خار بود  
اندر همای شمع همانا زبال و پر  
زین پیش نیست قافله رنگ و رنگ  
ذوقم بهر شمراده که الاغ می جمد  
چون دید که ز شکایت بیداد فارغم  
تا دستبر و آتش سوزان دهد بیاو

بر آتش من آب دم از باد میزند  
کاینکه از تو موج به ریزد میزند  
غیرت هنوز طعن به فرهاد میزند  
باناک که مرغ نفس را میزند  
دل موج خون نهد خدا داد میزند  
امروز گل بدامن جلا داد میزند  
پروانه و شش در جگر باد میزند  
گل یک قدح بسایه خمشاد میزند  
دل را زوای دیر سنا داد میزند  
برزخم سینه ام نمک داد میزند  
سنگ از شرار خنده به پله داد میزند

غالب سرشک چشم تو عالم فرو گرفت  
موجیست دجله را که به بنداد میزند

[illegible]

ان چون بگوید کام تافتی پرستاری کنم  
 ان وقت کار این جنبش غفلت کند راساق تست  
 اگر قضا سازد تلافی در خود محسرت کند  
 اگر مسلمانی یکی بین آرد دشت است آنکه آید  
 خورش را بر رخت خوب از ناز و مجور افکند  
 حلقه رخت بگوش خورن منصرف افکند  
 آه از آن خوانا به کاندرا جام فغفور افکند  
 اختلافی در میان ظلمت و نور افکند  
 آدم بر راه غالب گردد و میگردد  
 لغزش پائی که باز از جا دام دور افکند

(۱۳۱)

ان بره بانقش پای خورشید از غیرت سری باشد  
 نمی گیری بخون خسلت نمی پروا افکند  
 ان چه گویم سوز دل با چه تا غم ناوید بدستی  
 رسد هر روزم از غلبه برین ناخوانده مهمانی  
 ان نخواهد بود رسم آنجا بدیوان داوری بودن  
 توان میقتل بهای تیغ قاتل هم ادا کردن  
 ان مکیدم آن قدر که بوسه دشنام خالی شد  
 بذوق لذتی که خاره و خار است پهلورا  
 بجای آن که خود را که هست و درمی روزه اندازد  
 ستایم حق شناسیهای مجربی که در محفل  
 نبود از تشنه پیدا سر بلنگی میزدن لیکن  
 که ترسم دوست جویان آبگوش دسری باشد  
 تواند بود یارب بعد محشر محسری باشد  
 مثالی و نمایم گر کباب و انگری باشد  
 بحجیم من گراز وایغ بهشتی پیکری باشد  
 گر نم کشور مسدود و نارا دادوی باشد  
 اگر فضا و راد و هر مز و نشتری باشد  
 لب یار است و حریفی چند گویا دیگری باشد  
 بی نام بچنین گر هم ز نسوین بستی باشد  
 بچشمی گر خود از سیاست گردی لشکری باشد  
 دلش با چشم پر خون و لبش با ساغری باشد  
 ستم باشد که در سیوه نیری همسری باشد

بیاد هم ز من آنچه از طوبی یافتم غالب  
اگر جادو بیاتان را ز من پستی باشد

(۱۳۲)

دل در تنه از فراق تو فغان سازد	رفتن عکس تو از آینه آواز دهد
مغز جان سخت نسود و بکام تو نشود	زهر و سوائی ما چاشنی را زود
خاک خون باد که در معرض آثار وجود	زلفت رخ در کشد و بیل و گل باز دهد
داغم از پرورش حبیبی که در بزم امید	سرشمی که فسر و زهر بهم گاز دهد
دل چو میند ستم از دوست نشا از	شیشه را زیت کتابش کند آواز دهد
بانی پرکاری ساقی که بار باب نظر	می باند از و پیمانه بانداز دهد
ظواهرات مشک به امان نسیم افشاند	جلوه ات محل بکف آینه پر از دهد
سسی زمین ببال فشانی بگرم غلظت و ریخ	کاش آبی ز تم خجالت پرواز دهد
ای که بر خزان مه سال تو قناعت کفر	هان صلابی که مرا حوصله آزار دهد
من سر از پا نشام بره سسی و سپهر	هر دم انجام مرا جلوه آغاز دهد
پرده دامان بر فی و ساز نشانش آید	تار یخراست که شرح ستم ناز دهد
هر نسیمی که ز کوی تو خجاکم گذرد	یادم از اول و آخر یک تار زود

چو نتواند سخن از مرمت و بهر نجهش  
که برو عرنی و غالب بعوض باز دهد

(۳۳)

از صور جسلوه و آتائیه زنگار برود  
 کو بد آموز که پیکاره بدلدار برود  
 غیر خواست مرا بی تو به گزار برود  
 مرگ مشکل که ز مالذت گفتار برود  
 یوسف از چاه برآمد که ببادار برود  
 بان ادائی که دل دوست من کار برود  
 کیست کز سنی نظری بی دربار برود  
 دیده فزونی نگار دوزخ دیوار برود  
 جزا از جانب مآخذه دیدار برود  
 کز خمیرم گلزارش خار برود  
 تاز دل حسرت آرایش دستار برود

من میزنم ز فغان غالب تسکینش نیست  
 بو که تو فزونی گفتار به کردار برود

(۳۴)

روزی که سیه شد سحر و شام ندارد  
 فرست دلم حوصله کام ندارد  
 کز نکبت گل جامه احرام ندارد  
 دیوانگی شوق سر انجام ندارد

ن کوفتا تا همه آلائش پندار برود  
 من شب ز خود رفتم و بر شعله کشوم آغوش  
 ن من گفته باشی که بهر حیل و راکش گفتش  
 من باز چسپیده لب از جوش حلاوت با هم  
 عشوه مرحمت چرخ مخراکین غیسار  
 شوق مشتاق و سر مست بدان رسوائی  
 ن خود چکانست نیم از اثر ناله من  
 تو نیای بلبل بام بکوی تو مدام  
 ناز را آتینه ماییم بلبابنا حقوق  
 من خروات سفت دل و رفت نگاه تو فرو  
 خاک از ره گذر دوست بغرقم ریزید

پان تو میدمی ما گردش ایام ندارد  
 من بوسم لب و لعل از گزیدن نوازم  
 مفرست بطوف حرم دوست نسبی  
 هر ذره خاکم ز تور قصان بهر نیت



روتن به بلاده که دگر بیم بلا نیست  
 قاصد خبر آورد و همان خشک باغم  
 بی نقش وجود تو سراپای سن از  
 گردید نشانها بد تیر بلا با  
 ببل چمن بگرو پروانه به محفل  
 تلخت رنگ فدق کبابی که بسوزد  
 آید ابدت و لول که ب هوائ نیست  
 بوسی که ربایند بستی زلب یار  
 هر رخشه با ندانه هر حوصله ریزند  
 غالب که با ستاد غزل مصرع آستاد  
 بادام صفای گل بادام ندارد

(۱۳۵)

چه خیزد از سخن کز درون جهان نبود  
 حکیم ساقی دمی تند و من ز بد خوئی  
 نغمه امستم از جانب خداست مثل  
 و نازکی نتواند نهفت راز مرا  
 چو عشرتی که کند قاسم تنگدایه  
 ز خویش رفته ام و فرصتی طبع دارم  
 ز نام ناته بدست تصرف شوقست  
 بریده با وزبانی که خورشیدگان نبود  
 زوطل باد و بخشیم آیم ارگران نبود  
 خدا به عهد تو بر خلق مهربان نبود  
 خیال بوسه بران پای بی نشان نبود  
 دوزخم خون بزیان لیسیم اردوان نبود  
 که بازگردم و جز دوست ارمغان نبود  
 بسوی قیاس گرایش ز ساربان نبود

ن فرو برد نفس سر و من جهنم را  
 من مرا که لب بطلب آشنا نخواسته  
 ازین نوید که آمده جادوان نبود  
 دعا کنید که زعی ز امتحان نبود  
 من صوب بود سر به خوابی کسی غالب  
 مرا که باش و بستر ز پریشان نبود

(۱۳۶)

ن دماغ اهل فتنه بلامداد  
 بود غده گاه خرابم تو کرد مناکم  
 ن کشاد شست ادا تو نشین منیت  
 من در من مترس که با پیش قاضی حشر  
 دلم فشر بیفزاید و فدی مصالح  
 بهم ز رنگ همانا بجوی کیست  
 من چای عتاب همانا بهانه می طلبد  
 غرض است دعوی آرایش سر و ست  
 من ز جود دست حق تبار از نادم حبت  
 ز سادگی مداد حرف عشق من بگلان  
 بخون تمیدن گلها نشان بیک رنگ است  
 بفرق آره طلوع پر هما داد  
 بیا که شوقم از آوارگی حیا دارد  
 اگر خدنگ تو در دل نشست جاداد  
 هجوم ناله لبم را ز ناله وا دارد  
 چراغ کشته همان شعله خرمیها دارد  
 که خور ز تاب خود آتش بر زیر پا دارد  
 شکایتی که ز ما نیست هم بها دارد  
 ز جلوه کعب خاکی که نقش پا دارد  
 نیی که برگ ندارد جهان تو دارد  
 که دوست تجربه دارد از کجا دارد  
 چمن عزای شهیدان گریهها دارد

ن فغان که رحم بدآموز یار شد غالب  
روا داشت که بر ما ستم روا دارد

۱۳۷

ن	تو جهان عالمی جیفت گر جان در تنم باشد	ز شکست اینک در عشق آرزوی مرونم باشد
	اگر خود جزوی از گردون بکام دشمنم باشد	ز بهی قسمت که ساز طالع سیتم کنند آنرا
	که از خود نیز در کشتن حق بر گردنم باشد	بیا سا ساعتی تا بروم تیغت لگنم سایم
	بلرزم بر گلستان گرگی در دامنم باشد	شناسم سحری بخت خویش در نامهربانها
ن	چو شود گوشه راهی چو باک از بهر نم باشد	تو داری دین ایمانی ترس از دیو دیز گمش
	خلد در پای من غاری که در برانم باشد	بدوق عافیت یاران بعد از خویش چون کنم
	دل با دوستی آما زبان با گلشنم باشد	بدان تابا من آویزد چو حرف رنگت بگوید
	مگر صور قیامت ساز شور شیونم باشد	بدین آهنگهای پست نتوان غم برون آون
	اگر چون ناله زنجیر بند از آهnm باشد	بسودایت همان انداز از خود رفتنی دارم

بزر همدوش قارون مخفون از دون همی شینو

بیا تا در سخن بهیم که غالب همفتم باشد

۱۳۸

ن	کوفته تا بداور می هم علم کشد	تا چند بلهوس می و عاشق ستم کشد
ن	یعنی بخویش هم کند از تو هم کشد	دل را بکار ناز چه سرگرم کرده
	بگذارد لم مره چندان که نم کشد	ز شکست دفع دخل مقد حجابیت
	تا داشت از شوق مرا غوش ردم کشد	صیدت زیم جان نرمد بلکه میرود

می دشواریست چاره عیش گریز پای  
 آنی که تاب بند بر ذوق نگاه تو  
 شو تو که روشناس دل تازنین هست  
 زشت آنکه تا زحمت پشت و شکم ربد  
 آن صبا حلال زاهد شب زند دارا  
 آتا بشرط آنکه همان صبحم کشد  
 دور قدح چو سلسله گر سرزم کشد  
 رنگ انگلی وی از زوید محرم کشد  
 فی منت زوشتن و ناز قلم کشد  
 هم ریخ کار سازی پشت و شکم کشد  
 از تازگی بدهر مکرر نمی شود

نقشید کلب غالب غنیم رقم کشد

(۱۳۹)

زوقش بوصل گر چه زیانم ز کاربرد  
 من تا خود پیروده ره ندید کاجوی را  
 آن من گفتند عود و کوش و دادند ذوق کار  
 آن نقش مرا بسوز کم از بر من نیم  
 گل چهره بر فروخت بد انسان که یاردا  
 دادم بهر سر جان خوشم کان بشا جوی  
 می داد و بذل رحمت مگر ابر و قلزمیم  
 من تا قننه را ز گردش چشم سیاه گفت  
 همان من پیشم ارکان پیرس که پرستی اهل کوی  
 لب در هجوم بوسه ز پایش نگاربرد  
 در پرده رخ نمود دل از پرده ابرید  
 منت نام شاید می آشکاربرد  
 تنگ نسوختن نتوان در طرب برد  
 پروانه را بوس بسر شاخسار برد  
 ز رخ دو چند کرد و شگرتی بکار برد  
 کاورد قطره و گهر شاخسار برد  
 کین که داشتیم بدل از روزگار برد  
 گویند خسته زحمت بخور زمین دیار برد

نازدم فریب صلح که غالب دگویی تو  
ناکام رفت خاطر امیدوار بود

۱۳۸

اگر داغخت و هجوم را دورا کسیر نظر گیرد  
بعضی هستن کن نفس باله ذیبتابی  
دل از سوزی مشرکان که خون گردید کز سستی  
بچشم مدعی همچون چراغ روزی نورم  
رمش نظاره را از رقص بسل و همچین پیچید  
گرم دودی نزدیکست اینکه غمخواری نمی خواهم  
سرت گرم اگر پای نواکت در میان نبود  
نوردم نامر دل بار بار از بدگمانی  
خوشم که استواری نیست همچون موج کارم با  
محبت هر دلی را که نواکت سرگران یابد  
خوشامد و زیاده چون از مستی آویزم بپاداش  
ز فیض نطق خوشم با نظیری بزبان غالب  
چراغی را که دودی هست در سوزش و در گیرد

۱۳۹

تنگست دلم حوصله را ندارد  
بر چند جلد در غم عشق تو بساز  
آه از فی تیر که آواز ندارد من  
وانی که چو طالع ناما ندارد من

من دیگر من دانده نگاهی که گفت شد  
 در حسن بیک گشته احوال نتوان  
 گشتلخ زند غیر سخن با تو شادم  
 من نمکین بر من دلم از کفر بگردانم  
 با ذره او هر همان جلوه همان دید  
 ن هر دانه از دوست انداز پیشت  
 من بی حیل ز خوبان توان چشم داشت  
 در عریده چشمک زند لب گدازان  
 با خورش بهر شیوه جدا گانه و چهار  
 پردای حریفان نظر باز ندارد

کیفیت عرفی طلب طینت غالب

جام و گران باده خیر از ندارد

(۱۱۶)

من لبم از زمزم یاد تو خاموش مباد  
 نگهی کش هزار آب نشویند ز اشک  
 هوس چادر گل گشته خاکم باشد  
 من وعده گردیده و فاطمه پریشانی را  
 من غیر گردیده بیدار تو محرم دارد  
 گهری کش نظر از همت پاکان نبود  
 من هرگز رخت نمازی نبود از من می  
 غیر تشال تو نقش و درق هوش مباد  
 محرم جلوه آن صبح بنا گوش مباد  
 خاکم از نقش کف پای تو گپوش مباد  
 یارب مشب بدمازی غفل از دوش مباد  
 فارغ از دانه محرومی آغوش مباد  
 صرف پیرایه آن گردن و آن گوش مباد  
 جای در حلقه دندان قدح نوش مباد

رهرو بادیه شوق بسکیرانند  
 بار سر نیز درین مرحد بر دوش مباد  
 مفتیان بادیه عزیزست مرزید بنجاک  
 جوشد از پیوه دگر خون سیاهش مباد  
 همه گرمیوه فردوس بخوانت باشد  
 غالب آن انبیه بنگاله فراموش مباد

(۱۴۳)

هر ذره را فلک زین بوس میرسد  
 گر خاک است دعوی ناموس میرسد  
 فان می کشا آن بر بتان قف کرده  
 در دوش پیا لب طائوس میرسد  
 زینسان که خو گرفته عاشق کشیت  
 مرشح را شکایت فالوس میرسد  
 خود پیش خود کفیل گرفتاری منست  
 هر دم پرشش دل یایوس میرسد  
 بیرون میاز خانه به بنگام میرو  
 رشک آیدم که سایه بیا یوس میرسد  
 ارباب جاه را از رحمت گریز نیست  
 کاین نشه از شراب خم کوس میرسد  
 گفتیم بوسیم پرشش عبرت را کی چه  
 گفتا ز طوف دهنه کاوس میرسد  
 سجاده رهن می پذیرفت میفرودش  
 کاین را نسب بخزیه سالوس میرسد  
 خون موجب زن ز مغز رگ جان میدهد  
 دانی که از تراوش کیوس میرسد

خشک است گوه مرغ در غابا چه بیم

که ذوق سودن گفت افسوس میرسد

(۱۴۴)

در دنیا که کام و آب از کار ماند  
 سخنامی ناگفته بسیار ماند  
 گدایم نهانخانه ناک در وی  
 در ادبستگی با بدیوار ماند

جنون پرده دارست مارا که مارا  
 نگه راسبه خال طرف عذارش  
 ادایت اودا که از دلربائی  
 چه جویم مراد از شگرفی که اودا  
 در آئینه ما که ناساز بنشینم  
 گرد پیست در دهر هستی که آفا  
 بجز عقده غم چه بد دل شادو  
 ز قیط سخن ماندم خامه غالب  
 به غنجل کز آوردن بار ماند

۱۳۰

ن بدوئی سوز مستی در قفای ره روان اود  
 تتم ساز تنایت کز هر زخمه درو کی  
 هدرای ساقی دارم کتاب فوقی رفتارش  
 بنایم سادگی غفلت است دهر زنی نمیداند  
 دل از هم ریزد و حسرت اساس حکمی خواهد  
 بدو دل بر دم بگیرم از موج دامن زیر کو اند  
 بر نجد از دم چرخ تو صید و در رسید هما  
 دلم در حلقه دایم بلا میرقصه از شادی  
 بگماهی بهشتم خنده توان اود در آهش  
 که پنداری کند یار همچون مار جان دارد  
 هماراست آواز شکست بخوان دارد  
 صراحی را چو طایرسان بسمل پریشان دارد  
 به گلچیدن همان ذوق شمار شکلات دارد  
 غم آذر بیز و طاقات تماشا پریشان دارد  
 نم گرداب طوفان تاجه رخم راگران دارد  
 به امید تلافی چشم بر پشت گمان دارد  
 همانا خوشیستن را در غم زلفش گمان دارد  
 من خاکی که از نقش کب پائی نشان دارد



بشرع آویز و حق میجو کم از مجنون باری  
 دلش با محبت اهل زبان با سایر بان دارد  
 ریم زان ترک صید قلل که خواهم شرمی گردد  
 گسسته های بی اندازه کانه عیان دارد  
 خدا را وقت پریش نیست گفتیم بگذر از غلب  
 که هم جان بطلب و هم دستها بر زبان دارد

\* (۱۳۶)

صاحب دست نامور عشقم به امان خوش نکرد  
 آشوب جهان جنگ او اهدا و پنهان خوش نکرد  
 دانست چنین ناخن الماس ز بردش من  
 سنجید شست خود قوی و تیر بیان خوش نکرد  
 آن خود بازی می برد وین او و جوی نشود  
 بنمودش دین خند زو و روش جان خوش نکرد  
 در نامه تا بر فتنش که شهر پنهان میروم  
 دل بست در ضمن دلی تمام بعنوان خوش نکرد  
 دارم همای آن پری کو بسکه لغز و گسست  
 زافسون سخن شد دل زهد پر بخوان خوش نکرد  
 فریاد زان شرمندگی کارند چون در محرم  
 گویند اینک خیره سر که دست فرمان خوش نکرد  
 عامت لطفت و لبران جرم نام نهد دل بران  
 عاشق ز غما شش آن نزل بحرین خوش نکرد  
 شمع از سلامت چنگی عشق مجازی بیستافت  
 ز این گنج مومند طرغای سلطان خوش نکرد  
 با من میا ویدای پدر فرزند آذر را نگر  
 هرگز شد صاحب نگر دین بدگان خوش نکرد  
 گویند صغان تو به کرد از کفر نادان بنده  
 که خود فردیسمای دین بخشش زیدان خوش نکرد

غالب برین گفتگو تا دویدین رزش کراو  
 تروشت در دیوان غزل تا مسطیغ نمان خوش نکرد

(۱۳۷)

قد شستا کان چه دادند و ما چندش بود  
 آنکه دایم کار باد لاسای خرمندش بود

ن شاهد ما بهشتین آری در نگین صفت  
 در نگارین روضه فردوس نکشاید دلش  
 آنکه از شکی بخاموشی دل از مای بود  
 در ستم حق تا شناسش گفتن از انصاف  
 هیچ دانی اینده شود عتاب بهر چیست  
 تا زم آن خردین که تاید غیر خویشش در نظر  
 آنکه خواهد و صف مردان بقای نام خویش  
 با خرد گفتن نشان اهل معنی بازگویی

لاجرم در بند خویش است آنکه در بندش بود  
 آنکه در بند و دروغ راست مانندش بود  
 دای گر چون باز بان نکسته پیوندش بود  
 آنکه چندین یکس بر علم خداوندش بود  
 تا جگر با تشنه موج شکر خندش بود  
 گر بخاک ریزد از دست سرگندش بود  
 خون دشمن سرخ قرا از خون فرزندش بود  
 گفت گفتاری که با گردار پیوندش بود

ن غالباً ز نزار بعد از ما بخون مانگیر  
 قاتل مارا که حاکم آرد و مندش بود

(۱۳۸)

بهر خجاری بسکه سرگرم تلاشم کرده اند  
 ترسم از رسوائیم آخر پشیمانی کشند  
 ن چرخ هر روزم غم فردا بخوردن میدهد  
 غیر گفتن روشنائی چشم گوهر بار هست  
 هر چه از بیطاعتی مزد ثبات داده اند  
 از لقب و اخت بدل نونخ شرم خوانده اند  
 هم بصوای جنون بمنون خطاب داده اند  
 چشم نوم از چه رو خوارم بچپ داده اند

پاربا نزدیک و دور با شرم کرده اند  
 رازم و این شاهان مست فاشم کرده اند  
 تا قیامت فارغ از فکر معاشم کرده اند  
 رازدان تاز الساس پا شرم کرده اند  
 هر چه از اندوه صرف انعام کرده اند  
 و زدم قینت بتن مینو تمام کرده اند  
 هم بکوه بی ستون غار ترا شرم کرده اند  
 دل نه شرم تا چرا زرقی خرا شرم کرده اند

119

من بوخا مردم در قیاب پدر زد  
در نمکش بین و اعتماد نفوذش  
کیست درین نماز که خطوط شعاعی  
دعوی او را بود دلیل بر یبوی  
غیرت پروانه هم بروز مبارک  
لشکر مهرم بزد رمی نقشستی  
زان بت نازک چه جای دعوی خونت  
برگ طرب ساختیم و باد گرفتیم  
شاخ چه باله گرامغان گل آرد

کلام بخشیدہ گنہ چہ شمار  
غالب مسکین بالنفقات نیرند

غم من از نفس پند گو چه کم گردد  
بر آتشم چو گل لاله با دم گردد  
بدان معالما و بیدای غم من بیدل  
خوش آنکه معذرتی صرف هر تنم گردد  
ترا نیست که بر دی سمن خشک باشد  
مرا نیست که در وی نشاط غم گردد  
نمانده تاب غمش خاطر رقیب محوی  
کسی چه در نی صید گسته دم گردد

ز ذوق گریه پرستم دل و دلی بگری  
 بدین قدر که لبی تر کنی دمن بکرم  
 بنصرت راضیم اما بدشمنه دریایی  
 رسیده ایم بکوی تو جای آن داد  
 تو پا پرستش من کرده خاک و ترسم  
 بسکریست بدریوز طرب فتن  
 رخی که در نظرستم بجلوه گل باشد  
 گرفته خاطر غالب دهند و امیانش  
 بران سرست که آواره عجم گردد

۱۵۱

خیم جبین بدوش آستان بگرداند  
 پ اگر شفاعت من در تصورش گذرد  
 بزم باد و بسایه بگری از چه عجب  
 اگر نه ایل لب خودست چرا  
 به بند دام بلای تو صحرای گردون  
 چو غمزه تو فسون اثر فرد خواهد  
 بهار را زخمت تا پر رنگ در نظرست  
 توانی از غله خار زنگری که سپهر  
 برو بشادی و اندوه دل من که قضا  
 نشینش بسره عنان بگرداند  
 بزم انس رخ از همدان بگرداند  
 که هر صومعه را در میان بگرداند  
 بلب چو تشنه و مادام زبان بگرداند  
 هما بگرد سر آشیان بگرداند  
 بلای را بزم از کاروان بگرداند  
 که دمی دم و درق از خوان بگرداند  
 سر حسین علی بر سنان بگرداند  
 چو کس بر خطب امتحان بگرداند

یزید ماب بساط خلیفه نشاند  
 کلیم را به لباس شبان بگرداند  
 اگر بارغ و کلیم سخن رود غالب  
 نسیم روی گل از باغبان بگرداند

۱۵۲

تینت ز فرق تا بکلیم رسیده باد  
 شوخی ز حد گذشت ز بانم بریده باد  
 گرفتارم ز کوی تو آسان نرفتم  
 این قصه از زبان عزیزان شنیده باد  
 لغزی و خود پسند بستم چه میکنی  
 یارب بد هر بهیجی توئی آفریده باد  
 مردن تر از داری شوقم نجات داد  
 صد رنگ لاله زار ز خاکم دیده باد  
 بر روی و روی پر تو بیش تافت  
 در غرض شوق دیده طلبکار دیده باد  
 آتش بخانمان زده خواست مروری  
 گفتم نسیم گفت بگش و زیده باد  
 مرگم همان دباد که از خوق برخورم  
 این خط بهیج خون برگ خس دیده باد  
 ذوقیست همدی بغضان بگردم زرد  
 ظاهر است بپای عزیزان خلیفه باد  
 چنان دیده پاشی تا بسرم تشنه کیست  
 دل خون شود و ازین پر مو چکیده باد

غالب شراب قندی بندم کباب کرد  
 زمین بعد باره بامی گوارا کشیده باد

۱۵۳

تا جر شوق بدان ره تجارت نرود  
 که ره انجمد و سرمایہ بغارت نرود  
 چه نویسم بخود نام که ز انجوهی غم  
 نیست مکن که روانی ز عبارت نرود  
 از جی گیرش از جود گر آن مایه ناز  
 کشته تیغ ستم را بویارت نرود

وصل دلداره غلغله است همان به همدم  
 که نگوئی سخن در عرض بشارت نرود  
 دل بدان گونه بیالای که در خواہش دید  
 دیده خون گریه و از دید بشارت نرود  
 قصر و مہمان کدہ حاتم و کسری بگذار  
 تا نام از رفتن آثار مہارت نرود  
 حج درویش طمع پیشہ نیرزد بقبول  
 تا کہ اندوختہ گدایہ بشارت نرود  
 تو بیک قطره خون ترک رضوگیری و ما  
 سیل خون از مژہ زانیم و طہارت نرود  
 رمز بشارت کہ ہر نکتہ ادائی وارد  
 محرم آنست کہ رہ جز بشارت نرود  
 تراہد از حمد بہشتی بخزان نشاند  
 کہ شود دست لہ شوق بشارت نرود

پ ن غالب خستہ بکوی تو رہین پیشی است

کہ بہ شاہی نشینند بہ وزارت نرود

مدا دادند و زم اندود و یک هردم خیزد و از کاغذ  
رم کلکم که در جنبش غیب را انگیزد و از کاغذ  
آوگونی سوش لعل و گهر میریزد و از کاغذ  
که هر جا بنگرم ذوقی نگاهم خیزد و از کاغذ  
رمد حوت از قلم رغد قلم نگرید و از کاغذ  
که کس گلدسته پیش قفس آویزد و از کاغذ  
نگر بر آتشم بید رود امن میزد و از کاغذ  
بعنوانی که دانی دو بر میخیزد و از کاغذ  
صبر خامه شور و سحر انگیزد و از کاغذ

تھورا آمد تنزل ابن مجسم کم ہین غالب  
پیدائی ز خاکستم چو نام ایزد از کاغذ



۱۰۵

ن جی دارم ز تنگی روزگار ان خوباران بر  
 نمی ازی به با بفرست دانگ هر قدر خواهی  
 مرا گئی که تقوی و دقربانت شوم خود را  
 چه پرسی کا چنین رخ اذ کد این تخم می خیزد  
 درین بیوده میری آنچه با من در میان داری  
 ن نداد و خیر و خرمادوق صبر و رسم می آید  
 بیار رضوان مگر چه جرمه بخشیدت از سفر  
 پشیمان میشوی از ناز بگذازدین گرانجامان  
 نمک کم نیست آن هست بیاد او خوشی و  
 هر س این قاصد طلع از من که من چونم  
 به مستی خوشش بگر و آرد گوی از هر خیاران بر  
 روان کن جوی از شیر و دل از پر بهر نگاران بر  
 پیار ای بخلر تخم از تقوی شمع دان بر  
 دلم از سین بیرون آرد پیش لاله کاران بر  
 بگو بخشی و از من زحمت آمده گساران بر  
 نشاط عید از ماهی سوسوی روزه داران بر  
 گل از گلبن بیفشان و بهرم شاد خواران بر  
 دل از دلدادگان جوی و قرار میقراران بر  
 غرور تنگ ز نهرا دادند و دو لنگاران بر  
 سپارش نامسا از غیار گریابی بیساران بر

فکست مابود آرایش خویشان باغالب

دند از خیشه ما گل بفرقی که بهاران بر





ن و میدواند و باید و آشیان گز شد  
 نیازمند می حسرت کشان خیزدانی  
 اگر بوی تماشا می گلستان داری  
 بجای شاد که تازی گشته زان لبت  
 بهار من شود گل گل غنم در باب  
 بداد من فرسیدی زور و جان دادم  
 ن تو غنم کفتم بی تو غنم غالب<sup>۲</sup>  
 بسای غنم شیفش خیدم بگر

(۱۸۸)

ن بی دوست ز بس غلک فشا می بسود  
 ن غلطانی اشکم بود از حسرت دیدار  
 از گریه من تا چه سزایند ظریفان  
 ن امید که خال لبخ شیرین شود آخر  
 پ از غلده و سفر تا چه بدست که دارم  
 ن پالده بخود آن مایه که در باغ گنجید  
 عمری که بسودای تو گنجینه غم بود  
 جان میدهم از شک ششیر چه حاجت

ن سرب بغز خوانی و غالب بهامت  
 ساقی می و آلات می از حلقه پدر بر

ای دل از محبت امید نشانی بمن آر  
تا در غم بن سوز تو انگر گردد  
هم روزگاری سبک از جابر خیز  
دل ای شوق را خوب غمی نکشاید  
گیرم ای بخت بد نیم آخر گامه  
ای نیامده بکفت نام شوقی نکف  
ای در آمده تو جان داده بملی از رنگ  
ای ز تار دم خمیر تو ام بستر خواب  
یار باین مایه وجود از دم آورده تست  
نیم گریه تان گل بگ خزانے بمن آر  
بدی از کف الناس نشانی بمن آر  
جان گرد جگر گرد ظل گرانے بمن آر  
فکرت چند ز هنگام سستای بمن آر  
غلط انداز خدائی ز کسانے بمن آر  
بزبان مژده وصلی ز زبانے بمن آر  
مکش از رشک دامده جمانے بمن آر  
شع بالین زور خشنده سنانے بمن آر  
بوسه چند هم از کج دهانے بمن آر

سین سادہ دلم را نفرید غالب

نکته چند زه حیدر بیلے بمن آر

بر دل نفس غم سر آمد  
یا پایہ آرزو بغضای  
عمرے ز ہلاک تنگرفت  
دودی بشکست مایہ انگیز  
بیکاری ماگدازش بامست  
وانگاہ ز مابعد حشر  
چون ناله مرا ز من بر آورد  
یا خواہش ما دور و آورد  
مرگے ز حیات خوشتر آورد  
نی فی علیہ یہ خبر آورد  
دخمے بتر او ش اندا آورد  
چسبده حتی بہ بستر آورد

دردِ فکِ بیخ می نیرزم      مارا بر بای و در گراور  
 رنگین چنے ز شعله آرای      ابراہیمے لا آذر آور  
 آثار سیل از بین جوی      خورشید ز طوفانِ خاور آور  
 بسای بشکر و نشان را      دلسای بنم تو انگر آور  
 جان بای براحت آشارا      طری بنشان و کوثر آور  
 ای ساختہ غالب از نظری  
 یا قطرہ ربای گہر آور

(۱۹۱)

ن در گریہ از بس تازی رخ مانده بر خاکش نگر  
 ن برقی که جانشنا سوختی دل از جفا سرش بین  
 آن کو بخلوت با خدا هرگز نکردی اتجا  
 تا نام غم بودی زبان بیگفت در یاد میان  
 ن آن سینه کو چشم جهان مانند جان بودی زنا  
 بر مقدم صید افکنی گوفی بر آوازش بین  
 ن بر آستان دیگرے در شکر و در بارش بین  
 تا گشت خود نفرین شنو تخت بر لبش آتش  
 باغبانی چشم و دلش با گرمی آب گلش

ن خواند با سید اثر اشعار غالب بر سحر  
 از مکتب چینی در گذر فرنگ و اورکش نگر



(۱۹۲)

یارب زجنون طرح غمی در نظرم ریز  
 صد بادیه در قالب دیوار و درم ریز  
 این تشت پر از آتش سوزان بسم ریز  
 اجزای جگر حل کن و در چشمم ریز  
 بگذارد به پیما ذوق نظرم ریز  
 دین خیشہ دل بشکن و در گدوم ریز  
 هر برق که بصرفه جسد بر اثرم ریز  
 از قلم و جیون کف خاک بسم ریز  
 باری گل پیما بجیب سحر ریز  
 مشتی شک سوده بزخم جگرم ریز  
 صد شعله بیفشارد به مغز شرم ریز  
 خارم کن و در ره گذر چاه گرم ریز  
 آبم کن و اندر قدم نام برم ریز

دارم سر به طرخی غالب چه جنون است

یارب زجنون طرح غمی در نظرم ریز



100

دیدار جوت دید و دارد نعل مرا  
 از جوش دل نه بستن را و نظر نوز  
 شد روز رخیز و بیا و شب سال  
 محوم همان بلذت بجم مهر نوز  
 ای سنگ بر تو دومی طاقت مست  
 خود را حدیده بکفت شیشه گری نوز  
 پرور زنت تار کم از دغم خار پا  
 از سر برون ز رفتن بلای سفر نوز  
 بیل سوز غیرت پروا دشمن  
 رنگین به شعله نیست ترابال پر نوز  
 غالب نگشته خاک بر همت تو و خدا  
 گردیست پر نشان بسره گذر نوز

یقین عشق کن و از سر گمان برخیز  
 بر آشتی بنشین یا با استخوان برخیز  
 گل از تراش بنم بخت چشک زن  
 درخت خواب بله ای می چکان برخیز  
 بزم غیر چه جوئی لب کرم ستای  
 بدو در باش تقاضای الامان برخیز  
 چرا رنگ و گیا پیچی ای زبانه طوط  
 زده دیده بدل در دودمان برخیز  
 تو دودی ای مگر کام و زبان در غرقت  
 بدل فرو شو از خسرو ستوان برخیز  
 گراز کشاکش جارفه بخودی باقیست  
 گراز کشاکش جارفه بخودی باقیست  
 فناست آنکه بدان کین زود کار کشی  
 فناست آنکه بدان کین زود کار کشی  
 رقیب یافته تقریب رخ بپاسودن  
 رقیب یافته تقریب رخ بپاسودن  
 عیادت مست در پر خاش تند خوبی حیات  
 عیادت مست در پر خاش تند خوبی حیات

ن بدو چه دجست هر سحر می غالب

خدای را ز سر کوه منان برخیز

گاه گاهی در خیال خویش می آیم هنوز  
 کز بجوم شوق می خامد کعب پایم هنوز  
 همچنان گویی در انگورست صبا بایم هنوز  
 بیقراری میزند صبح از سرا پایم هنوز  
 میتران افشرد می از لای پالایم هنوز  
 همچنان در حلقه دایم قشایم هنوز  
 من زخای در فشار بیم فردایم هنوز  
 لاله بیدلخ از زمین و دید بصیرایم هنوز  
 در تنهای نگاه بی محاسبایم هنوز





۱۶۷

دارغ تلخ گویانم لذت سم ازم پُرس	موجند غویانم حیرت رم ازم پُرس
موجی اذ شرب استم غنّه از کبب استم	شورین هم ازم جو کسوزم هم ازم پُرس
نیست با غنودنما برگ پر کشودنما	نزد هم بدون آمد سخی آدم ازم پُرس
نفس چون زبون گردود یور بغویان گیر	محرم سلیمانم نقشش خاتم ازم پُرس
ای کرد دل آذاری بیش را کم انگاری	در شمار غنوداری بیشی کم ازم پُرس
یوسر از لبانم ده عمر خضر ازم خواه	چام می به بشیم ز مشرت جم ازم پُرس
تیج غنزه با اغیار آنچه کرد میدانی	نختر تنف غل رایتزی دم ازم پُرس
خلد با نهادم من لطف کو خرا ازم جوی	کعبه را سودم من شور ز زمزم ازم پُرس

و دمن بود غالب یا علی بر طاب

میت بخل یا طالب هم اعظم ازم پُرس

(۱۶۸)

ن کاشد نشین عشوه گری را چه کند کس  
 بگداخت دل از ناله گریه بر بس نیست  
 کیسوس میبایم در اخطا طفرای  
 در هدیه دل و دین بصدایم پذیرد  
 انصاف و بهم چون نگراید بمن از مهر  
 با خوشی از رشک مداماتقان کرد  
 ن گرسخوشی از باد مرادست بیا شام  
 ن نایافته بارم بر زامن چه شکیم  
 آن نیست که سحرای سخن جاده ندارد  
 بی فتنه سرده گذری را چه کند کس  
 بیموده امید اثری را چه کند کس  
 تا دشنه نباشد جگری را چه کند کس  
 منت در سرماییه بری را چه کند کس  
 دلدادۀ آشفته سری را چه کند کس  
 در راهو محبت خضری را چه کند کس  
 و اعطای تو روزان خبری را چه کند کس  
 گیرم که خود اوست دری را چه کند کس  
 فاژون روش کج نگری را چه کند کس

غالب بهمان بادشمان از پی دادند

فرمان ده بید او گری را چه کند کس

(۱۶۹)

ملطفی بهجت هرگز خشکین شناس  
 باز آنکه کار خود به گاهت سپرده ایم  
 ن بی پرده تاب محرمی را ز ما بجوی  
 و اعظم که وحشت تو بیفزود و انتظار  
 میخوابد انتقام ز بهران کشیدنی  
 آرایش زمانه زبید او کرده اند  
 آرایش جبین شکران زمین شناس  
 مارا غلب ز تفرقه مهر و کین شناس  
 ن غولی گشته دل از مژده آتین شناس  
 جز صید ام دید نباشد کین شناس  
 غم نگری دل از نفس آتشین شناس  
 بهر خان که بخت قازده روزین شناس



هر کرا بینی ز می نه خود شنایش مینویس  
 ای دقم پنج یمین دوست میکاری چرا  
 آنچه بدم بر شب غم بر سرم می بگذرد  
 گر همین ریزد غم و رنگ نیز گشت دمس  
 خوار می کاند و طوبی دوست داری رو دهد  
 میفرستی نامه وین را چشم زخمی در پیت  
 هر که بعد از مرگ عاشق بر مزارش گل بدم  
 ن دمی از معشوق هر جا در کتابی بنگری  
 ای که بایادم خرامی گردل دوستیت هست  
 هر کجا غالب تخلص در غزل بینی مرا  
 می حراش آزاد مغلوبی بجایش مینویس



(۱۷۲)

نیست مبعوض حریت تاب ناز آوردنش  
 مرغفلت را سنگسار قلقل میناکند  
 تا خود از بهر نثار کیست می میرم ز رشک  
 رحمت حق باد بر هدم که نماندست مست  
 شوق گشت مست من لرزه کاخر مسل نیست  
 وای با گر غیر اندر خاطرش جا کرده است  
 امتحان طاقت خویشست از بیداد نیست  
 چون نیز قاصد اندر که رشکم بر تافت  
 مفت یاران وطن کز سادگیهای مفت  
 پیش آتش دیده ام روزی نیاز آوردنش  
 از ره گوشم بدل یکره فراز آوردنش  
 خضر و چندین کوشش عمر دراز آوردنش  
 بر سر نیشم بتقریب نماز آوردنش  
 مبدوم در دل بچشم نیباز آوردنش  
 رفتن و پیرایه و پیرایه ساز آوردنش  
 خلق را در ناله های جانگداز آوردنش  
 از زیانت نکت بای و لنواز آوردنش  
 در غریبی مرون و از جو باز آوردنش

بزم باینمای غالب را چه آسان دیده  
 ای تو تا بنجیده تاب ضبط را تا آوردنش

(۱۷۳)

پیرس حال اسیری که در خم پشش  
ن بمرض شهرت غمخیز احتیاج ما دارد  
بقد کسب هیرانیت بودن نقش  
صفا نیافته قلب الغش مرا عریست  
چه شعله که نیاز از افند غاروش  
ریاس گشته سنگ نفس در تلاش دلیر  
که خط میسد هم اندر گداز پشش  
ن ز رنگ بومی گل و خنجر در نظر دارم  
مگر ز رفته طول امل کنم مرشش  
مرا به غیر ز یک جنس در شمار آورد  
غبار قافله عمر و ناله چرخش  
جگر زگری این جور و تشنه تر گردید  
فغان کنست بهر دانه فرق تا کش  
ن خوشم که دوست خود آساید به یو فاباشد  
فغان زطر ز فریب نگاه نیمر شش  
که در گمان نگاه امیدگاه کش  
بهار پیشه جوانی که غالبش نامند  
کنون بیدین که چه خون میچکد ز پشش

(۱۷۴)

ن خوش حال من آتش بستر آتش  
ن ز رنگ سینه گریه که دارم  
سپندی کو که افشانم بر آتش  
به خلد از سردی بهنگامه خرازم  
کشد از شعله بر خود خنجر آتش  
خنک شو قیقه در دوزخ بغلتد  
برافس روزم بگردو کوثر آتش  
ولی دارم که در بهنگامه شوق  
می آتش شیشا آتش ساغر آتش  
بسان موج میبالم بطوفان  
سرشش دوزخ ست دگر هر آتش  
بدان ماند ز شا بهد دعوی مهر  
برنگ شعله میرقصم در آتش  
که ریزد از دم افسون مگر آتش

دلم رادارغ سوز رشک چمند  
مزن یارب بجان کافراش  
چهارست آنکه هر یک ما از ان چهار  
بود از تا غوشی آبشخور آتش  
نمود مقرب و غالب بدلی  
سند در خط و راهی در آتش

(۱۷۵)

دو دوسو دانی تنق لبست کسان نامیدش  
دیده بر خواب پریشان زو همان نامیدش  
و هم غاکی ریخت و چشم بیابان نمیدش  
قطره بگذاخت بحر بیکران نامیدش  
یا دوا من بود آتش تو بهاران خوابیدش  
دارغ گشت آن شعله از سستی خزان نامیدش  
قطره غمی گره گردید دل داشتش  
سوز زهر آبی بطونان زردبان نامیدش  
غر حتم ناسازگار آمد وطن نمیدش  
کرد تنگی حلقه دام آسختیان نامیدش  
بودد پس بر بختی کرد دل می گفتش  
هر چه از جهان کاست بسوی من نمودش  
رفت از شرفی به آئینی که جهان نامیدش  
تا ز من بگست عمری خوشدش پنداشتم  
چون بمن پرست خلق بد گسان نامیدش  
او به فکر کشتن من بود آه از من که من  
لا ابالی خواندش تا مهربان نامیدش  
تا نهم بر دی سپاس خدمتی از خود کشتن  
بود صانعانه اما میسان نامیدش  
دل ز بارها از دوان آشناینها خواست  
گاه بهمان گفتش گاه بی فلان نامیدش  
هم نگر جان می ستانم هم تغافل می کشد  
آن دم شمشیر این پشت گران نامیدش  
در سلوک از هر چه پیش آمد گذشتن داشت  
کم بدیدم نقش پای رهروان نامیدش  
بر امید شیوه صبر زمانی زبتم  
تو بریدی از من دمن امتحان نامیدش

بود غالب عندی لیس از گلستان محرم  
من ز غفلت طوطی بندستان نایدش

(۱۷۶)

پان ز کلفت می چند بغض رگ بس گریارش  
ن ادا می لایالی شیوه سستی در نظر دارم  
نماد نم ما ز دایه کیست مل کز ناشکیبانی  
بدین سوزم رود ای نیست ہی فرهاد و تارم  
چو بنم زلف خم در خم بهارض هشت گرم  
ز هم پاشیدن گل افکند و تباب بلبل را  
ن حتی دارم که گری گری بوی سبزه بخزند  
بد اگر دوست نه ندان مر تار یک بگذارد  
بنای خادام ذوق خرابی داشت پنداری  
غم افکند دوستی که غم شدید دشمنان را  
ن و کالت کردوایم روزی مشرکشانش را

شید با انتظار جلوه عیشت گفتارش  
سر پر شورم از آشنگی ما بعد ستارش  
کشم تا یک نفس لرزه خود صده زنجارش  
که از تاب شرار تیشه گزست بازارش  
که اینک حلقه دو گوش کند عنبرین تارارش  
اگر خود پاره ای دل فروز روز منقارش  
زمین چون طوطی بسل تپدا از ذوق رفتارارش  
بدین حسنی که در گیر چراغ آفتاب خسارش  
کز آمد آمد سیلاب رقصت دیوارش  
گداوند هر وقت جذب شبنم از سرفارش  
نهاشد تا در آن هنگام جز با من سر کارش

پان داز مهرست که غالب محرم نیستی راضی  
سرت گروم تو میدانی که مردن نیست شوارش

(۱۷۷)

ن من نظاره رویی که وقت جلوه آفتابش  
ن بدوق پاره دلخ آن حرین دلخ آشام

همی برخویشتن لرزد پس آینه سیمایش  
که هر جا بنگرد آتش بگردد در دهن آیش



زینجا چرو با یعقوب شد تا زم بحبت را  
 یگیتی ترک ذوق کا بجز مشکست اما  
 بر بعضی شمع بر نفس مز قریا فتم دستی  
 بهستی چتر بستن پای طاقوس است پنداری  
 خرابی چون پدید آمد بطاعت داد و تن ناهد  
 بساطی نیست بزم عشرت قربانی مارا  
 و تاو شمع تیز آهنگ ذوق ناز میباید  
 منادای منعم و دی ماه گفن تاب با بگر

ن ازین دخت شراب کور مات تنگ آیدم خال  
 غمدا را یا بغریا بنگن اند راه سیلابش

(۱۷۸)

خوشا روز و شب کلکت و عیش مقیانش  
 سکندر با همه گردن کشی چاوش درگاهش  
 کند گردن شیران دم جملان شهیدش  
 با تمام دست خانبان راول گرفتارش  
 تن سرب در دم و مشه دار از نیم شمشیرش  
 ز بانها ساکنین گردان پر شهای پیدایش  
 بدو قی لطف عاجز پروی ز کونخانش  
 شایو جهر اسرار دانا فی زایسایش

گود زهر و مکنان یساور ماه تابانش  
 اسطر با همه دانشوری طفل بتانش  
 جواهر سر سر چشم عزالان گوییدانش  
 بهنگام تشاشا حاضرین اویده حیرانش  
 سرا سکر و دوار انگار از چوب در باناش  
 نفسا با ده پیمای نواشهای پنهانش  
 بشکر فیض نصفت گسری بهاشا خوانش  
 فرود بخ جبهه مشوره غافقانی دهنانش

هم از خوبی بزم اندول افروزست گفتارش  
 هم از مروی بزم اندول افروزست گفتارش  
 اگر گویی مروت گویم آن دلی دگر ازارش  
 اگر گویی مروت گویم آن دلی دگر ازارش  
 بدوش گر چه کم گفتیم ولی زان گونه در سفرم  
 که در ملک نزل جا داده ام غالب یوانش



چون عکس پل نیل بدوق بلا برقص  
 نبودنای عمدی خوش غنیمت است  
 ذوقیست جبهتو چه زنی دم ز قطع را  
 سر سبز بوده ز پیکشنا چمیده ایم  
 هم بر نوا ای چند طوق سماع گیر  
 در عشق انبساط بیایان نرسد  
 فرسوده رسم باسی عزیزان فرو گزار  
 چون خشم صاحبان دولای منافقان  
 از سوختن الم ز شگفتن طرب بجوی

جداره نگاه خار و هم از خود جدا برقص  
 از شاهان بنازش عمدنا برقص  
 رفتار گم کن و بصدای دیا برقص  
 اسی شعله در گذرخس رخا را برقص  
 هم در جای جنبش بالی بسیار برقص  
 چون گرد باد خاک شود در هم برقص  
 در شور نوحه خوان و بهر هم عزرا برقص  
 در نفس خود مباحش صلی بر ملا برقص  
 بیسوده در کنار رسوم و مبار برقص

ن غالب بدینی نشاط که وابسته که

بر خویشتن بسال و بر بند بلا برقص



۱۸۰

ن دل در غش بسوز که جان میدهد عوض  
 فاسخ مشوید دوست بی دریا مض غلظ  
 و انهم اهلن حریف که چون خامان بسوز  
 سرمای خرد بخون ده که این کریم  
 بنودخی سراج ما را یگان که دوست  
 ن او هر چه نقش دهم دگناست در گند  
 آن را که نیستی نظر از ماه و مشتری  
 نازم بدست بر شمار یک عاقبت  
 آه از غش که چون دل آرام می برد

ن پاداش هر دو قابض می و گر کند

غالب بین که دست چسان میدهد عوض



۱۸۱

گویی که هانی خاک و فابود است شرط  
 ای بی نیاید داشت نختین شرط بود  
 بس نیست ای یکی گنود و خیال ما  
 لب لبست نمودن جان دان آردست  
 میرم ز رشک اگر بودیت بن سد  
 گودریان نیامده باشد ملی بدهر  
 گرمست دم بناله سرشکی فرو بار  
 همدم نمک خم دلم مشت مشت ریز  
 تا نگذرم ز کعبه چه بیمم که خوندید  
 آری همین نه جانب ما بوده است شرط  
 گفتی زیاده رفت چه بوده است شرط  
 گفتی بر عشق او ما بوده است شرط  
 در عرض شوق حسن او بوده است شرط  
 کایزیش شمال مصبا بوده است شرط  
 اندازد ز بهر جفا بوده است شرط  
 پاکی پی بساطه ما بوده است شرط  
 آخر نه پرستی بنز بوده است شرط  
 رفتن بر کعبه و تقا بوده است شرط

ن غالب بسالمی که تویی غول مل بنوش

از بهر باده برگ تو آمده است شرط

ن حکیم بر عسد زبان تو غلط بود غلط  
 ن اینک گفت از من نخست به پیش تو رقب  
 غنچه را نیک نظر کردم ادائی دارد  
 دل نهادن به پیام تو خطا بود خطا  
 ن این مسلم که لب یخ کوئی داری  
 هر جفا ی تو بیاداش فانیست بهنو  
 ن آخرای بوقلمون جلوه کجائی کاخجا  
 شوق میثافت سر رشته دهی دره  
 آن تو باشی که لظیر تو عدم بود عدم  
 کاین خود از طر زبان تو غلط بود غلط  
 که غلط بود بهمان تو غلط بود غلط  
 دین که مانند بهمان تو غلط بود غلط  
 کام جستن زبان تو غلط بود غلط  
 خاطر بر بهمان تو غلط بود غلط  
 دعوی ما به گمان تو غلط بود غلط  
 هر چه دهنده نشان تو غلط بود غلط  
 هستی ما و میان تو غلط بود غلط  
 سایه در سرور ان تو غلط بود غلط

می پسندی که بدین زمزمه میر و غالب  
 حکیم بر عسد زبان تو غلط بود غلط



۱۸۳

مرا که باوه ندارم ز رودگار چه حظ  
خوشست کوثر و پاکست باوه که صد  
چمن پراز گل نسوختن و دلربائی نی  
بدوق بنی خیر از دور آمدن محوم  
در آنچه من نتوانم ز احتیاط چه سود  
چنین که غل بلندست و سنگ ناپیدا  
نه هر که غمی در هزن بپاید منصورست  
به بند رحمت فرزند دزدن چه کی کشیم  
تو آئی آنکه نشانی بجای رضوانم

ترا که هست دنیا شامی از بهار چه حظ  
از ان رحیق مقدس ترین خمار چه حظ  
بدشت فتنه ازین گرد بی سوار چه حظ  
بوعده ام چه نیاید ز انتظار چه حظ  
بدانچه دوست نخواهد ز اختیار چه حظ  
ز سیوه تانفتد خود ز شاخسار چه حظ  
بدین حسیض طبعی زایج دار چه حظ  
ازین خواسته غمهای ناگوار چه حظ  
مرا که موخیمالم ز کار و بار چه حظ

بمرض خصم نظیری وکیل غالب بس

اگر تو نشنوی از ناله های تار چه حظ

ن تار غیت وطن نبود از سفر چه حظ  
 از تالاست ز مر مرام هفت سین برود  
 در بزم گفتار می دل دیده را از رشک  
 دلمای مرده دا پر نشاط نفس چکار  
 ن تا فتند در نظر شنی باز نظر چه سود  
 زان سوی کلخ روزین دیوار بسته اند  
 لرزد بجان دوست دل ساه ام زهر  
 چون پرده مخافه ببالا نیزند  
 ن باید بخت نکند غالب بر آب زرد  
 بی آنکه وجه می شود از سم و زهر چه حظ  
 آنرا که نیست خانه به شهر از خبر چه حظ  
 چون نیست مطلبی ز لوبه اثر چه حظ  
 چون جنگ خود ترغ و ظفر چه حظ  
 گلگای چیده را از نسیم سحر چه حظ  
 تا دشنه بر جگر خوری از جگر چه حظ  
 بی دوست از مشاهد بام و در چه حظ  
 بیچاره را ز غمزه تاب کمر چه حظ  
 از دی بد اعیان سیر و بجزر چه حظ





۱۸۵

شمر از رفته غریب شست بر پیراهن شمع	تا قف شوق تو انداخته جان در تن شمع
در ز خود با تو چه بودست رگ گردن شمع	جان بناموس و بی چند فراهم شده اند
توده از پروالت بر پیراهن شمع	بمی از دل میبایست برگرد و دوست
که شب تار بهنگام فسر و مردن شمع	روزم از تیرگی آن دوسه ریزد و بنظر
پرده گوش گل افکار شد از شیون شمع	بی تو از غوغای چه گویم که بزم طسیرم
خاطر آشوب گل و قاعده برهن شمع	نازم آن حسن که در جلوه ز شهرت باشد
میج را کرده جدا داری گل و دشمن شمع	بر نهاد زبجان جلوه گرفتار کسی
داغ آن سوز نهام که نباشد فن شمع	می گدازم نفسی بی شر و شعله و درد
کوه از جوش گل و لاله بود معدن شمع	وقت آرایش ایوان بهارست که باز

غالب از هستی غریب شست عذابانی که مرا  
هم ز خود خار غم آلوده در دامن شمع

ن شادم که بر انکار من خج دوری گشته جمع  
مقتول غرضان خودم جوید خون یزد مرا  
دور گریه تار فتم ز خود اندوهم از سزای شد  
رفتم بدقت لای او چنان یزیم اندر کی او  
ن ای آنکه برخاکش تنهای بجان دیده  
تا زدم او ای پر فتنش کز کشکان در غرض  
عطش بتاراج دلم کار تبسم میکند  
ای عاشق بیچاره داد کرده و محرابه سر  
هی بی چه غرض باشد بدی آنکس پیش روی  
کز استکلات کفر و دین خود غلام

زینان که بر نفس منند بهر شیون گشته جمع  
بر بهیت دل لختها باز مپایان گشته جمع  
هم رفته نفت بود با هم سنگ آهن گشته جمع  
بر گشته باش نگر جانهای بی تن گشته جمع  
کنجی ز منفر گشته پرنجی ز بوشن گشته جمع  
بر برق چشمک یزیم موم بحر من گشته جمع  
فوی ز غرضانش نگر در روی نردن گشته جمع  
از بند سنجان چند کس دیک نشین گشته جمع

ن صفت مژگانان از غالب چه خبی بی خبر  
نیکان بمسجد رفته در رعدان بگشتن گشته جمع



۱۸۷

نشان و بهم برست صیقل خط دروغ دروغ ن	بخون تپم بسره گذر و بلوغ دروغ
من و زنا را تلاش اثر دروغ دروغ	مرد بگفت بد آموز و میناک باش
و بمن دروغ دروغ و کمر دروغ دروغ	فریب و عده بوس و کنار یعنی چه
زنم دوم مزین آنکار بر دروغ دروغ ن	طراوت شکین جیب و آستینت کو
تو در مهر بخاکم گذر و دروغ دروغ	من بدوق قدم ترک سرور در دست
من و بر بند گیت اینقدر دروغ دروغ	تو روز یکسرم اینهمه شگفت شگفت
نه هر چه و عده کنی سر سر دروغ دروغ	اگر مهر نخواندی بنام خواهی گشت
تو در عذر بدو قطع نظر دروغ دروغ	و گر کرشمه در ایجا ذخیره نگه نیست

درین سینه زلفه کی گواه غالب بس  
من و زکوی تو عزیزم سفر و دروغ

۱۸۸

ن هنگام بوسه بر لب جانان خورم درین  
 ص آن ساده روستائی شهر محترم  
 در شکم از صلا و ملوم زدور باش  
 خواهم ز بهر لذت آزار زندگی  
 رفتار گرم و پیشه تیزم سپرده اند  
 من از خود بدون نرفته و در بهم فتاده تنگ  
 ن زمین و درو زمین همراه کرده غمت  
 دل زان تست هدیه تن کن کنار و بوس  
 کاری ندیده آنکه توان در من آفرید

در تنگی بچشمه حیوان خورم درین  
 کونج و غم بزلت پریشان خورم درین  
 برخوان وصل و نعمت الوان خورم درین  
 ببدل بلا فشانم و بر جان خورم درین  
 از خوشی تن بکوه و بیابان خورم درین  
 در راه حق بگرو مسلمان خورم درین  
 سازم پسر گرد بسامان خورم درین  
 چند از تو بر نوازش پنهان خورم درین  
 در شوره نار خوشی بیاران خورم درین

غالب شنیده ام و نظیری که گفته است  
 نالم ز چرخ گرد به افغان غم درین



۱۸۹

گل و شمع همزار شد آگشت تلف  
 سسی در مرگ رقیبان گرانجان کردی  
 با غمت مرگ پدر بنجم و گویم هیسات  
 آمدی ویر پرشش چه نشارت آرم  
 رنگ و بود و ترا برگ و فو بود مرا  
 گل و دل باید و وا غم که درین رنج و راز  
 مال پرشاید و سیرم که درین بندگران  
 لطف یک روزه تلانی نکند عمری را  
 گیرم امروز دبی کام دل کن حسن کجا  
 نشدی راضی و محرم بدعا گشت تلف ن  
 پشنام که چه از ناز و ادا گشت تلف  
 ناز چند کرد و کار قضا گشت تلف  
 من و عمری که با ندوده و نا گشت تلف ن  
 رنگ بو گشت کمن برگ و نا گشت تلف  
 هر چه بود از زور و سکیم بدعا گشت تلف  
 تاب طاق و پنجم دام بدعا گشت تلف  
 که بد و دیزه اقبال جفا گشت تلف  
 اجر ناکامی سسی ساز ما گشت تلف ن  
 کاش پامی فلک از سیرماندی غالب  
 روزگاری که تلف گشت چرا گشت تلف

ن ای کرده غرقم بجز شوزین نشانما یکطرف  
 ن از عشق و حسن ما و تو پدید گرد گفتگر  
 تا دل بدینا داده ام و در شکش افتاده ام  
 اے بسته در بزم اثر بر غارت هو شکر  
 خارا گلستان در راه کن سالن برق آه من  
 و اما نمده در راه و خا از بخودی با جا بجا  
 با ویده و دل از دو سو اندم به بند غم فرو  
 هم هر داده هم حیا بر نعشم آیدش چرا  
 ن ای آینه پیش نظر مستاد بر خود جلوه گر

و ختم بر ساحل یکطرف شستم بدینا یکطرف  
 غصه بجنون یکطرف شیرین به یط یکطرف  
 اندوه فرصت یکطرف ذوق تماشا یکطرف  
 مطرب الناحیه یکطرف ساقی به سبای یکطرف  
 طفلان نادان یکطرف پیران وانا یکطرف  
 نقد هم منزل یکطرف و ختم بصحرای یکطرف  
 اندوه پنهان یکطرف آشوب پدید یکطرف  
 خوشایان بشیون یکطرف خصمان لغوفا یکطرف  
 رحمی بجان غولیش کن غمخواری ما یکطرف

غالب چه کیغم دی در بجز آن سرودی  
 رشک رفیم میکشد فرط تناسل یکطرف



۱۹۱

بگوئی می نشیند و زهد گر تفریق  
 براه شوق بر آن آغوش می گریم  
 بجزومی ننگد خست ام چو سنگ آب  
 بیج پایه ننگشت اضطار ما را نعل  
 بهانه جوست کرم دان که در گزاش کار  
 مرا که ذره لقب داده همیبر قسم  
 حدیث تشنگی لب به پیوره گفتم  
 براه کعبه هلاکم نمی کنی باور  
 ندیده بهر بیابان بزرخا بهیچ

تجلی تو به دل بهیچ می بجام عقیق  
 که قطره قطره چو ابرم چکید اذاب ریق  
 هجوم ریزش غنهای سخت قلب ترق  
 بود ستاره عاشق در امیج دست خرق  
 بنموده حسن عسل بے علاقه توفیق  
 که نسبتی بزبان تو کرده ام تحقیق  
 ز پاره جلگرم در دهن نهاد عقیق  
 توای که بید باز آمدی نهیت عقیق  
 شکسته مشرب آب پاره زسویق

ن ترا به پهلوی میخان جاد هم غالب  
 بشرط آنکه قناعت کنی بهی ریح

شدم سپاس گزار خود از شکایت شوق  
 نام من بزم باده گریبان نشوید نگرید  
 هر آن غزل که مرا خود بخاطرست هنوز  
 من دغان را آتش یافت گرد مجبست  
 من غلط گشته و آید به کلبه ام ناگاه  
 من متاع کاسد اهل بوس هم بر زن  
 بخود منازوبه آموزگاریم بپذیر  
 مکن بودش این شغل بسد میزرم  
 ترا پرسش احباب بی نیاز کند  
 رهی زمین بدلی بنفش سرایت شوق  
 خوشا بهانه مستی خوشا رعایت شوق  
 بیانم جنگ ادای کند رعایت شوق  
 مجبست ازین برایش حکایت شوق  
 صنف فریب بود شیوه هدایت شوق  
 کنون که خود شده شوم ولایت شوق  
 من و نهایت عشق و تو و هدایت شوق  
 که چون رسی بخط خطره نهایت شوق  
 غزدر یکدلی و نازش حمایت شوق

سر تو بزم ترا ز حرف غالب است بدهر  
 نغمه باد بفرق تو غل رعایت شوق





۱۹۳

مرد آنکه در هجوم تماشا شود بپلاک	از رشک تشنه که بدریا شود بپلاک
گرم بپلاک فرة فرجام ره برے	کانه در تلاش منزل عینقا شود بپلاک
نازم به کشته که چو یا بدو بپلاک	در عذر التفات میجا شود بپلاک
دارم به کج غمکده رشک گسیکاو	در جلوه نگاه دوست بنقا شود بپلاک
ستای رخ بسا که بدعوی نشسته ام	در خلوتی که فوق تماشا شود بپلاک
با عاشق امتیاز تغافل نشان دهد	تا خود ز شرم شکوة بیجا شود بپلاک
تا مرد را بملفوظ آسایش شام	مرد از لطف سموم بصحر شود بپلاک
با خضر گریه دم از بهیم نکسیت	ترسم رنگ همزی ما شود بپلاک
غم لذت نیست خام که طالب ثوق آن	پنهان نشاط و زویداشود بپلاک

غالب ستم نگر که چو ولیم فرید ز رے  
زینسان پیچره دستی اعدا شود بپلاک

ن بجز اگر موج زنت از خم و شاکی پاک  
م فیض سرگرمی دور قدح می دریا ب  
ن وحشی نیست اگر خانه چراغی دارد  
حاش الله که درین سرکه رسوا گردی  
خاف این بقی برای جزای دجود زده است  
بارضای تو ز تاسازی ایام چه بیم  
بان بگر تا نیم زلفت لغشاید دل را  
در دم از چاره گری بانه پذیرد تسکین  
کلک تا آب کف ملت ندشن چه هراس

طبعم از دغل خسان باز استند سخن  
شعله را غالب آری زش خاشاک پاک

یا تو را ندیشد چناندیشد و از پاک چه پاک  
برگزینست به وی ماه اگر تاک چه پاک  
بادل از تیرگی زار و خاک چه پاک  
با چنین خستگیم از جگر چاک چه پاک  
مرقا از نفس اگر مر اثر تاک چه پاک  
با وفا می تو ز بی مهربی خلداک چه پاک  
خون صیدار چکد از مقلقه خراک چه پاک  
با چنین زهر زدم سوزی تریاک چه پاک  
چون فریاد من ظلم آراست از خاک چه پاک

ن بگردم، بود بار من اندک  
تم فرسود در بند تو بسیار  
ن ازین پیش که بسیار است از تو  
همانا زان حکایت ما که دارم  
ز خاصات گرامی تو گهری هست  
سر کوچک ولیمای تو گرم

چرا شماری آزار من اندک  
دلت بخشود بر کار من اندک  
شد اندوه دل زار من اندک  
مشنیدستی ز غمخوار من اندک  
که میداند ز اسرار من اندک  
که آسان کرده دشوار من اندک

بر آئی از نورد موج تشویر      نهی گردل بفتار من اندک  
 ن بدان کز دستبردت گرمست      متاع صبر در بار من اندک  
 ن وجودم خوانینسا بود غم را      تو هم بردی ز بسیار من اندک  
     نگویم تانبا شد نفس ز غالب  
     چه غم گرمست اشعار من اندک



(۱۹۶)

دین و چشم دست و دل همه رنگ	ن اے ترا و مراد دین نیرنگ
ای برخ ماه وای بخوی پنگ	هم تو خود در کین غویشتی
می سرائی غزل بنار چنگ	بان منق کد در هوا ی شراب
نفسه می پنج هم بدین آهنگ	دخسه می ریز هم بدین انداز
ای بدخ غم ایزد سهرنگ	فرست باد ساقی چالاک
تا آنکه دیرین میانه درنگ	خیش بشکن قدح به خم درزن
گرد آمده نشاط کو آن رنگ	شود انبسان ارم کو آن فیض
بادء تاب در دیار فرنگ	پر تو خاص در نهاد سیل

ن شکوه و شکر هرزه و باطل  
غالب و دوست آگینه و سنگ



(۱۹۷)

نه مرا دولت دنیا نه مرا اجر جیل  
 با رقیبان گفت ساقی می تاب کزیم  
 بنه و باره بگیسر در افکنده براه  
 بان و بان ای گهرن یاره یسین ساهه  
 بس کن از عربده تا چند ربانی بغسوس  
 تو نباشی دگر می کوی تو نبود چمنی  
 ترس موقت پر شد رشک نبینی کردگر  
 ای به مسافر قضا دوخته چشم ابلیس  
 با تو ام خرم می خاطر بسوس بر طور  
 بر کمال تو در اندازه کمال تو محیط  
 نه کنی چاره لب خشک مسلمان را  
 نه جو فروز توانا نه شکیبای غلیل  
 با غریبان لب جیون بدی آب بنیل  
 آنکه دانست سراسیگی صبح رحیل  
 کز دم تنج به لیسسی بزبان خون قلیل  
 از گدایان سر دراز تارک شایان اکلیل  
 کی شد ستیم به دلشگی جاوید کفیل  
 دارم آهنگ نیایشگر می رب جلیل  
 بدم گرم روان سوخته بال جبریل  
 با خردم خشکی لشکر فرعون بر خیل  
 بر دجود تو در اندیشه و حمد تو بیل  
 انی به ترسا بچکان کرده می تاب بیل

غالب سوخته جان را چه بفتار آری  
 بدیاری که ندانند نظیری ز قلیل

ن راهبست که در دل قندار خون سودا ز دل  
 آتش بدی آب تسلی شود و من  
 خواهم که غم از کلبه من گردد برآرد  
 سیل آمد و جوشی زد و در بحر فرو شد  
 ن با من سخن از سستی او هام مراید  
 ن شخصش بخالم نژند پایچه بالا  
 در طبع دگر ره ندادم هیچ بوس را  
 پ گیرم ز تو شرمسده آرزوم شب خیم  
 ن زان شعر که در شکوه غری تو سراپم

غالب نبود گشت مرا پاره ای

جز دود فانی که بگردون رود از دل

داریم و دهرای تو مستی بوی گل  
 اندازه پنج رشک و ترسم ز انتقام  
 برگوشه بساط غریب است چنانست  
 اندیشه را بر نیم ادای توان فریفت  
 ن تا گل برنگد بوی که مانند در چین  
 جوش بسیار بسکه مهاش گسست است  
 مازست باده که تو نوشی بروی گل  
 پوشم ز شمع چشم و بنیم پرسی گل  
 طعین دیار گل بود و شمع کوی گل  
 خون کن دلی که از تو کند آلودگی گل  
 گل در پس گل آمد و در جوی گل  
 تا نو بدشت تا نو میرا پوی گل

هی نوود گیر زود گسل ہی بجگی گل  
 زانکه که عند لیب لقب داده مرا  
 در خشم خوی شعله دور خوی گل  
 افزوده اسید من و آبزی گل  
 در موسم تموز گلایه به قن بریز  
 تا آب رفته باز بیاید بجوی گل  
 غالب زد معطایم آید حیا که داشت  
 چشمنی بسوی بلبل و چشمنی بسوی گل

(۲۰)

قن بر کرد ضائع دل در میانه خفا  
 داغم بشعله زانک ای اعاذ برق خفا  
 چون غرقه که ماند در خفا  
 سیم پش رسانی پرواز مرغ بسلا  
 سیر سادتم ما پای ستاره در گل  
 نظاره داد مادام بر قیست در مقابل  
 آشفته شد داغم زانک ای اعاذ برق خفا  
 هم در بهای صبا رختم گرو بمنزل  
 چنگ زبیزوائی تنگ بساط مفضل  
 تیر نوودر گذشتن پیکان گذاشت دودل  
 اندیشه با بلایت باروت و چاه بابل  
 بر تو نشاند بسیل زبور ز طوفان  
 غالب بقصد شادم مرگم بخوش آسان  
 در چاره نامرادم کارم زودست مشکل



(۳۱)

ن رفتم که کشتی ز شمشاد برافکنم  
 در و جدا بل صومعه فوق نثار نیست  
 معشوقه را ز ناله بد انسان کنم حزین  
 ن بهنگامه را بهجم جنون بر مگر زخم  
 ن تخلم که هم بجای رطب طوطی آورم  
 با غازیان ز شرح غم کار زار نفس  
 باویریان ز شکوه بیدار اهل دین  
 ن ضغنم به کعبه مرتبه قرب غاص او  
 تا باده تلخ تر شود و سیند ریش تر  
 راهی ز کج در بر به جینو کشوده ام  
 منصور و سرقه علی الدیان غم  
 از زنده گوهری چون اندر زمانه نیست

در بزم غمک و دل نمایی دیگر افکنم  
 تا بید را بزم مرا از منظر افکنم  
 کز لافری ز ساعد او ز لطف افکنم  
 اندیشه را بپوای فسون در سر افکنم  
 ابرم که هم بروی زمین گوهر افکنم  
 شمشیر را بر شمشه ز تن جوهر افکنم  
 مری ز خوشی شدن بدل کافر افکنم  
 سجاد گسری تو دمن بستر افکنم  
 بگذازم آگینه و در ساغر افکنم  
 از خم کشم پیال و در کوثر افکنم  
 آواز انا اسد الله در افکنم  
 خود را به خاک ره گذر حیدر افکنم

غالب به طرح منقبت ماست  
 رفتم که کشتی ز شمشاد برافکنم



(۲۰۲)

بر لب یا علی سرای باد و داد کرده ایم  
 در دشت از چکه روان پیشتریم یکقدم  
 بود که پیشو بشتوی قصه ما و مدعی  
 زعم رقیب یکطرف کردی چشم خویشتن  
 باد و بلام محمده و زر بقار باخت  
 تالار لب شکست ایم داغ بدل نهفت ایم  
 تا بچه مایه سر کنیم تالار بعدی بی غمی  
 خار ز جاده باز چین سنگ بگرش در فلک  
 تا نحن غصه نیز شد دل بقیه ز غم گرفت  
 غن غالب از که خیر و شر جز بقضا نبوده است

کار جهان ز پر دلی بے خبر اند کرده ایم

(۲۰۳)

تو گرفتار تو در سینه آزاد نمودم  
 معنی بیگانه خویشم محکمت بر طون  
 جوهر اندیشه دل خون گشتنی در کار داشت  
 از بهار رفته درس رنگ در بادام بنزد  
 گرفتار منی بغیر آدم رسد وقت وقت  
 گرم استغناست با من که مهرش بدست  
 ده چه خوش بودی که بعدی فوق بسیار نمودم  
 چون سه نو مصرع تاریخ ایجاد نمودم  
 غازه و خساره من خسار داد نمودم  
 در غمت خاطر فریب جان تا شاد نمودم  
 رفته ام از خوشی چند آنکه دیوانه نمودم  
 تا نماند دعوی تأثیر نفس بر یاد نمودم

هر قدم لختی ز خود رفتن بعد و باری من  
تا چو غوغا غوغه ام شمر منده از دوی دلم  
بمیدم دل داز بیدادت فریب بافتات  
عالم تو فنی را غالب سواد اعظم  
همو طمع بزم در راو فتان را دهم  
منجذ آسایش طندار بیداد دهم  
سادگی بشکر که در دام تو میسار دهم  
هر چند پیشه دام میسار آباد دهم

(۲۰۴)

ن یاد باد آن روزگار آن اعتباری داشتم  
ن آفتاب روز رستاخیز یاد میداد  
ن تا که این جلوه زان کافرا و میخواستم  
ترکت از صرصر شوق تو ام از جبار بود  
خون شد اجزای زمانی در فشار بیهوشی  
من چون سر آمد پایه از لمر قاضی غم گرفت  
آهنم اندر کار دل کردم فراغت آن گشت  
ن خوی تو دانستم اکنون بر من زحمت کش  
ن دیگر از دهم خبر نمید حکمت بر طرف  
این قدر دادم که غالب نام یاری داشتم

(۲۰۵)

ن این چرخه است که از شوق تو در دهم  
آبم از پرده دل بی تو شرو می بزد  
دل پروانه و کلین مستدر دادم  
شیشه لبریزی و دین پر آرد دادم

ای متاع دوجہان نگہ بفر آید  
ہاں صلائی گرا زین جہاد ملی بردارم

من و شجی که بخیر شد قیامت گشت      تنگه پروا ددی عرصه محشر دارم

آن چرا در طرب این شهر دور تعبیت ۲ خنده بر غفلت درویش تو نگردام

بگفت تا خانه خست از رفتنش رسید ۲ و در شب سر آرایش بسر دارم

پرتو مهر سیاهی ز گنیم خبرد  
سایه ام سایه شبی روز مرا بردارد

سوغت دل بی تو زو مسلم چشاید نکلون  
حسرت بیشتر و ذوق تو کمتر دارم

کهنه تاریخی و نظم نظم شعرا راست + شرح کثافات عبدالتکلیف از بزرگوارم

هم ز شادابی تاز تو بخور می بالم : در نشسته در آب نثارم خمیسم دارم

ما زود ارتود بدنام کن گردش چرخ است هم پاسبان از خود هم شکوه ز اختر دارم

اسم تین و جان بخش آتش غالب (۲۰۷) خند بر گری خضر و سکندر

ی غم که همه بخار شستام از دهنم و سر من غارت

از شعله تو دور بهفت آتش

ہشت صحت از آل کرم رزق کلام خرق بار بار ہر ناب شہ

حساب رشتہ زیرہ عمار سے شک

از آنجا که این کتاب گزیده ای از کافران را در اختیار شما قرار می دهد

نقط وحدت مضمون و نظر از روح محمد مراد و گوار شد

تو باره تو کار رفتی که

کے لیے چاہیے کہ وہ اپنے

کتابخانه عمومی و اطلاع رسانی

وہی کہ جس نے اس کو پہچان لیا اس نے کہا کہ یہ ایک بڑا بڑا آدمی ہے جس نے اس کو پہچان لیا اس نے کہا کہ یہ ایک بڑا بڑا آدمی ہے

پیشینه: کهنه سال ۱۳۸۳/۴ تا ۱۳۸۴/۵ و مجری: د. حسن پورمحمدی (معاون مدیرکل)، د. حسن پورمحمدی (معاون مدیرکل)

در سیل و قازحیا آب گشته ایم ۲ خون از جبین دست ز قصاب گشته ایم

غالب رسیده ایم به کلکت و بهی

از سینہ دلخ دوری احباب گشته ایم ۳

(۲۰۷)

ن بخت در خوابت بخوابم که بیدارش کنم  
ن باز عرض موده ات حاشا که از ابرام نیست  
جهان بهایش گفتم و اعداد ایش کا بهلم  
بر لب جوش خزان کرده خرقم و در غیبت  
مردم در من نبخشود و کنون بالا از بوس  
راحت خود ختم و در رخ فساد ان یافتم  
در غش عمری بسر بدم زد عمری شرم غیبت  
اختلاط شبهنم و خود شبید تا بان و دیده ام  
تا بیاگا بانست از نالو انیسای خوش

پاره غوغای محشر کو که در کارش کنم  
هر چه بیگونی همی خواهم که عکراش کنم  
تا دگر و لیسوزین شسته خریدارش کنم  
کز هنر چمن خود اسیر دام رقتااش کنم  
استحان تان می خواهم که در کارش کنم  
مژده دشمن را اگر جمدی در آزارش کنم  
فرستی کو کز وفای خود خبردارش کنم  
جراتی باید که عرض شوق دیدارش کنم  
طاقت یک خلق باید صرف اعذارش کنم

مکتبمایش بی دهن میریزد از لب غالب  
بیزبان مردم که شرح لطیف گفتارش کنم

(۲۰۸)

بی خوشن عثمان نگاهش گرفته ایم  
ن دل با حریت ساخته و باز سادگی  
از خود گذشته و سروايش گرفته ایم  
ن دل با حریت ساخته و باز سادگی  
بر مدعای خوش گوايش گرفته ایم  
ن دل با حریت ساخته و باز سادگی  
ما بجهت زگر سپاهش گرفته ایم  
ن دل با حریت ساخته و باز سادگی

آن چشم ما خیال تو بیرون نبرد  
در هر نودوش از دل اغیار محضیت  
و در عرض شوق صرفه نبردیم در وصال  
با حسن خویش را چه قدر میتوان شکست  
و دیگر ز دام ذوق تشاشا نبرد  
و لشکی پریرغ کنعان در شکست  
گویی بدام تارنگه هوش گرفته ایم  
صد خنده در دلف سیاهش گرفته ایم  
در شکوه پای خواه خواه هوش گرفته ایم  
عبرت ز حال طرف کلاهش گرفته ایم  
در حلقه کشاکش آتش گرفته ایم  
و انیم ماکه در بن چاهش گرفته ایم  
حرفی مزن ز غالب در رخ گران او  
کوسه سارخس پر کاهش گرفته ایم

(۲۰۹)

تا فصلی از حقیقت اشیا نوشته ایم  
ایمان بغیب تفرقه یافت از ضمیر  
عنوان را از نامه اندوده ساده بود  
قلزم فشان خرو از پهلوی دست  
خاکی بروی نامه بنفشانده ایم  
در هیچ نسخه معنی لفظ امید نیست  
آینده و گذشته تمنا و حسرتست  
دارد رخت بخون تماشا خلی حسن  
رنگ شکست عرض سپاس بگذاشت  
آغشته ایم هر سرخاری بخون دل  
آفاق و مملکت عنقا نوشته ایم  
ز اسانگه رشته ایم و سس نوشته ایم  
سفر شکست رنگ بیما نوشته ایم  
این آبرو را برات بدیا نوشته ایم  
خصت بدن حریف خود را نوشته ایم  
فرهنگ نامه های تشا نوشته ایم  
یک کاشکی بود که بعد جا نوشته ایم  
روشن سواد این درق تا نوشته ایم  
پنهان سپرد غم و پیدا نوشته ایم  
قانون باغبانی صحرا نوشته ایم





همنانه من از شوق تو در خاک پام  
نشر برگ سنگ مزارست مسموم  
آن خاد برآمد بدل پرده نشیست  
ای دیده تو تا محرمی و حلقه در هم  
تا بند نقاب که کشودست که غالب  
رخساره بناخن مسدود ایم و جلگرم

(۱۱۲)

جلوه سستی بجیب هم چنان کرده ایم  
پشت بر کوهست طاقست یکبار بر محنت  
ن رنگا چون شد فراهم مصرفی دیگر نهشت  
تار را از شعله آتین چراغان بسته ایم  
از شمر گل و رگریان نشاط افکنده اند  
میگاران قحط و بالی مرغ عشق مفت  
ن زاهد از ما خوشه تاکی چشمم کم مبین  
داد ما از پرده چاک گریبان بازجوی  
حیف باشد غار باد را و همان یختن  
حق شناس صحبت بیابانی پر عاذ ایم  
می دهد چشمش بیک پیاده بر سوار را  
یوسفی در چار سوی دهر نقصان کرده ایم  
کار دشوارست تدبیر خویش آسان کرده ایم  
خله بر نقش و نگار طاق نیان کرده ایم  
گریه را از جوش خون تسبیح مرغان کرده ایم  
خنده با فرصت عشرت چران کرده ایم  
باد و مانا کن گردیداران کرده ایم  
هی نمیدانی که یک کلاه نقصان کرده ایم  
نامر شوق قیام از نظر هنوان کرده ایم  
با خیالش شکو از بیداد شرکان کرده ایم  
گرچه مشق تله با میخ سحر خوان کرده ایم  
عشوه ساقی بکار کفر و ایمان کرده ایم

غالب از جوش دم ماتریش گلپوش باد  
پرده ساقی چو می را گل افشان کرده ایم



هم بعالم زابل عالم برکنار افتاده ام  
 ریوم از وصف دشت گل را شمر در پیرین  
 میفشام بال و در سندان نی نیستم  
 کار و بار هیچ با بخت غم داری مجوی  
 سر بسریناست اجزایم چو کوه اما هنوز  
 بر شکست استخوانم خنده دندان نداشت  
 هم زمین طرز آشنای عشق ازان گشته  
 تا دستی میزنی بر تربت اغیار گل  
 یکمان معنی ترمندست از پهلوی من  
 جان بنم می بادم وینالم از جور پسر  
 کشتی بے ناخدایم سرگذشت من پسر  
 تا توانی محو غم کردست اجزای مرا  
 رفته از خیاره ام برباد ناموس چمن  
 از روانیهای طبعم نشسته غنچه دهر  
 این جوابی که غلبه غالب صاحب گفته است  
 در نمودن فتنه بانی اختیار افتاده ام

سرخت جگر تا کجا سنج چکبدن حایم  
 رنگ شمای خون گرم تا پیریدن دایم

عمره شوق تراشت عجبسایم ما  
 ن جلوه غلط کرده اند سرخ بکشتا زهر  
 بزه ماد و عدم تشنه برقی بیلاست  
 بویکه بهستی زخم بر سر و دستار گل  
 براثر کوهکن ناله فرستاده ایم  
 شیوه تسلیم مابوده تواضع طلب  
 ن دامن از آلودگی سخت گران گشته است  
 خیز که راز درون در جگر نهییم

غالب از اوراق با نقش فلک بوی دیدم

مرسه جبر کشیم دیده بدیدن دیم

(۲۱۶)

ن بود بدگر ساده یا خود همز باش کرده ام  
 ن بر آسید آنکه اختر دو گنده باشد مگر  
 ن گوشه چشمش بزم دلربایان بافت  
 جان بتاراج عکاهی دادن از عجزم شمرد  
 دل جوش گریه گیر غوغا شدن بالعدا است  
 در حقیقت ناله از سفر جان مویذایست  
 بدگمان و نکته چین عیب جوش دیده ام  
 در تلاش منصب گل چنینم دارد هنوز

از وفا آذر و دشت خاطر نشان کرده ام  
 هرزه میگویم که بر خود مهر بانس کرده ام  
 دقت من خوش باد که خود بدگانش کرده ام  
 آنکه منع ربط دامن با میانش کرده ام  
 قطره بود دست و بحر بیکرانش کرده ام  
 کز برای عذر جیبانی در بانس کرده ام  
 امتحانی چند صرف امتحانش کرده ام  
 آنکه ساقی را بهستی باغبانش کرده ام

جوہر ہر ذرہ از خاک خمیدہ شدہ است  
تانیہ رو خودہ بر بدستی و دشمن گرفت  
و رطل نام تقاضا ہیکہ گونی در خیال

دای من کز غموشمار گفتنانش کرده ام  
 بوسه رادر گفتگو میده باش کرده ام  
 بوسه تحویل لب بشکر فشانش کرده ام  
 و کی زنده گشت  
 میانش کرده ام



میرایم بوسه عرض نداست میکنم  
تا تو نام بر تمام صدر یک از فرط آرز  
گویی از دشواری غم اندکی داشت  
در پیش هر فتنه از خاک سیدای دولت  
غافل از آن هیچ کتاب غنچه کو غم دولت  
سنگ نشت از مسجد ویرانه می آرم بشهر  
کرده ام ایمان خود را دستمزد خیریشتن  
چشم بد دور التفات و خیال آورده ام  
دستگاه گلفشا نیهای رحمت دیده ام  
زنگ غم را نغمه دل جن می نتوان زدود

اختر اعی چند در آداب صحبت میکنم  
تا در آید و بنظر اطهار طاعت میکنم  
میگشاید بجزم و میداند مروت میکنم  
هر چه از من رفت هم بر خویش قسمت میکنم  
دل شکانت آهی بایسد فراغت میکنم  
خاصه در که می ترسایان عمارت میکنم  
می تراخم پیکر از ملک و عبادت میکنم  
هر چه دشمن میکند با دوست نسبت میکنم  
غمخوار بر بی برائی توفیق طاعت میکنم  
در دم ادوهرت با ساقی شکایت میکنم

قالیم غالب ہم آئین بر ستابم در سخن  
بزم بزم میز خم چن آنگه خلعت میکنم

تابکی صربت رضا جوئی و لسا باشم  
 ن گاه گاه از نظرم مست مغز تو جان بگذر  
 سخت جاناتان تو دس پاس غم استاد خوانند  
 ن بادل چمن کوتم پیشه داد زشتناس  
 حسرت روی ترا حمر تلافی نکند  
 هوش پرکار کشای ورق بخیر نیست  
 با چنین طاقتم آیا که برین داشت کن  
 دو کنارم خزود الایش دامن مهرس  
 ن همچو آن قطره که بر خاک نشاند ساقی

قبله گم شدگان ره شوقم غالب  
 لاجرم منصب من نیست که یکجا باشم

ن اگر محله تراست نازی خواهم  
 وفا خوشست اگر دماغ همغنی نبود  
 ن گدشتم از گد در وصل فرستم با دا  
 گرفته خاطر از اسباب سرخوشی باقیست  
 دلی نامه و شن که بزم نیست خلقت  
 بر من میا که هم از منظر کناره با هم  
 حساب فتنه و ایام باز میخواهم  
 ز باد های سستد گداز میخواهم  
 زبان کوتاه دست دراز میخواهم  
 ترا که گنجید بساز میخواهم  
 میانه تو و خویش اتیسا ز میخواهم  
 قطره زور میباز میخواهم



رحیم من و تو زما عجب نبود گزانتاب سوی خاوران بگردانیم  
 بمن وصال تو باور نمی کند غالب  
 بیا که قاعده آسمان بگردانیم



اگر بر خود نعیب بالد ز غارت کردن پر خشم  
نیم در بند آزادی طاعت فیض با دارد  
نیرزم پنج چون لفظ مکر ضائق ضائع  
خدا یا ز مدتی تخت گر خود نقل دی خود  
مرغ از دهنه وصلی که با من رُبیان آری  
گراشب میرم در در هفت نرغ سرنگون غلغ  
بخندم بر بهار و روستائی خیره خشاوش  
بسای کلشن کوی توام سپاسد و خاکم  
ادای می بساگر کدورت نازم نهی ساقی

مریخ از من اگر نبود کلام باسقا غالب  
خستاین غبارم سر بسوزد و لیت سرخو خم



و خوشی در سفر از برگ سفر داشتیم تو شش راه دلی بود که برداشتیم  
 لغو از تاب بناگوش زمستانه ما حکیمه بر پا کی دانان گهر داشتیم  
 ز غم ناخنده مار و زری اختیار کن کالان بآرایش دانان نظر داشتیم

نالہ تا گم نکند راه لب ظلمت غم  
تو داغ از منی پر زور رسانیده و ما  
جا گرفتار بدل دوست اندامه است  
خرو تا خون دل افشانده زینش استاد  
داغ احسان قیدی زلیخا نشو محبت  
پیش ازین مشرب مایه سخن سازی بود

جان چرا غیبت کرد بر او بکن داشتیم  
برود نمکده نخسته دسرداشتیم  
تو همان گیر که آهیم و اثر داشتیم  
ما تم طالع اجزای جگر داشتیم  
تا ز بر خرمی بخت هنر داشتیم  
نتی از خوشدلی غیر خبر داشتیم

و رسیدیم که غالب بمان بود نقاب  
لاش دانیم که از رویی که برو داشتیم

(۳۳۳)

خود را می به نقش طرازی علم کنم  
خواهی فراغ خویش بیغزای برسم  
قاتل بهار بجوی و دعا بی اثر بیا  
ملفت تند خوی سلیم چو می کند  
گردون دبال گردن من سخت بدیت  
یارب بشو و طعنه اختیار بخش  
تا دهن من بوشن فزون تر بود ز مرج  
غلطدم به شک فیض برای زلف  
خشکت گشت شیوه تحویر رنگان  
غالب به اختیار ریاست ذن خرا

تا با تو خوش نشینم و نظاره هم کنم  
تا در عوض همان قدر از شکن کم کنم  
کز گریه آگیری تیج مستم کنم  
راحم ولی بفریده دانستم کنم  
کو دست تا به گردن دلدارم کنم  
چند آنکه دفع لذت و جذبالم کنم  
خواهم که از تو بیش کشم تا زو کم کنم  
قالین من غالبه سانی رقم کنم  
سیرایش از نیم رگ ابر قلم کنم  
کو فتنه که سیر بلاد عجم کنم

(۲۲۳)

گلم برگوشه دستار زندان رسیدن هم  
 محل از شلغ گشتی بجزا گشتی از دیدن هم  
 مشوا نسوده غافل عالمی دار و یکیدن هم  
 همان از نکته پنهانی غیر دوش خدق شنیدن هم  
 همین پوشیدنی چون ست گری کیدن هم  
 فدایت یکدمم عمر گرامی دار رسیدن هم  
 بهر بندم ربای من بقدر یک کیدن هم  
 که حشر غرق لذت ادم از لب گزیدن هم  
 نخست از جانب حق برده انداز غیدن هم  
 که می بینم نقاب عارضی یارستیدن هم  
 به تو بخشید این دوشیوه تا آفریدن هم

نشاط آرد با آدای نادانیش رسیدن هم  
 بیاطاعت هوا بگلر که چون صبح می از بینا  
 دلا خون گشتی و گشتی که بی گردید کار آخر  
 ن د از مهرست گرد است از می هند گشتی  
 ن ص چه پری کوبست قوت قدح لوشی چه بخورم  
 بهالینم رسیدنی ز بهی بیکس لوازی  
 ن سرت گروم شکسته زه گره دم جوس اوی  
 زینت منت زخمی ندادم خویش را تا زرم  
 ادب آموزیش در پرده محراب می بینم  
 چه خیزد اگر نقابی از میان برخاست که تسکین  
 نخواهد بود ز حشر دادخواه خویش عالم را

دل از تمکین گرفت و تاب حشت نبودم غالب

تنبه در گریبان من از تنگی دریدن هم

(۲۲۴)

در حلقه سوزان نفسان جای ندادم  
 سرخوش گدا ز نفسم لای ندادم  
 جز ز حشر بدست گهر کای ندادم  
 آن نیست که حرفی بجزا لای ندادم

ن آنم که لب زمزمه فرمای ندادم  
 خاموشم و در دل نه ظلم اثری نیست  
 ن خود رفته ز ندوم گهر گرچمن اکنون  
 لرزد ز دروغ بخشش خامه در انشا



ناز تو فراوان بود و صبر من اندک  
 بگذرد که از راه نشینان تو باشم  
 خفاشاک مرا تاب شرور چه فروست  
 بی باده خجالت کشم از باد بهاری  
 و اعظم گیرای خود آرد بهمانم  
 گوئی دل خود کاره غمدرای تمام  
 غالب سر و کارم بگدائی بر گزیت  
 گر دایه من دیر رسد دای تمام

(۲۲۹)

در وصل دل آزاری غیا ندام  
 طعم نسو مرگ ز بهر آن نشام  
 پرسد سبب یغودی از مهر من انیم  
 بوسم بخیالش لب چون تازه کند جور  
 هر خون که نشاند مرده در دل فتنم  
 آویزش بعد از تپ چادر بزم دل  
 بوی جگر می دهد از خون سر هر خار  
 زخم جگر من بخینه و مرهم نپسندم  
 نقد خردم سکه سلطان پذیرم  
 دانند که من دیده ز دیدار ندانم  
 رشکم نگر ز غوغا نشین از یار ندانم  
 در عذر بخون غنیم و گفتار ندانم  
 از سادگیش بی سبب آزار ندانم  
 خود را بنم دوست ز یا کار ندانم  
 آشفتگی طره بدستار ندانم  
 شد پای که در راه وی انگار ندانم  
 موج گرم جنبش در رفتار ندانم  
 جنس هنرم گرمی باز ندانم

ن غالب نبود کوتاهی از دوست همار  
 ز انسان دهم کام که بسیار ندانم

در هرا خجام محبت طرح آغاز انگتم  
 در هوا ی قتل سر بر آستانش می خنم  
 لاف پر کاویت مبرده ستانی شیوه را  
 صعوۀ من هر زده پندارست بگو کز قهر طهر  
 بی زبانم کرده ذوق التفات تازه  
 هر قدر که حسرت آیم دود من گردد بوی  
 مردم از افسردگی هنگام آن آمد که باز  
 همزمانم با طهر می مطلق کوتا در شوق  
 نامم بر گم شده در آتش نامم را باز انگتم  
 از نمک جان در قن طرز گویان کرده ام  
 رنجم دارد صورت اندیشه یاران مرا  
 ترک صحبت کردم دور بند تکمیل خودم  
 تاز و دو اهل نظر چشمی توانند آب داد  
 با بگسلم بند و هم اوراق دیوان را بباد

مسدود دارم از دواتم بره باز انگتم  
 تا بلورج مدعا نقش خداساز انگتم  
 خواهمش کاندرا سواد اعظم ناز انگتم  
 بخودش در آشیان چنگل باز انگتم  
 لاجرم شغل و کالت را به غماز انگتم  
 هم زاستفا بروی بخت ناساز انگتم  
 رنجیزی در دل از خون کرده بگداز انگتم  
 با جرم در ناله آوازی بر آواز انگتم  
 چون کبوتر نیست طاووسی به پرواز انگتم  
 زمین پس در مغز دعوی خود را بجایز انگتم  
 مفت من کاینکه خود را ز پرواز انگتم  
 نغمه ام جان گشت خواهم در قن ساز انگتم  
 رشنه دود یوار آتش خانه ساز انگتم  
 خیل طوطی باند برین گلشن به پرواز انگتم

غالب آب هوا ی هند بسل گشت تلق  
 خیز تا خود را به اصفایان و خیر از انگتم



۲۲۸

ای ز سار زنجیرم در سجن نگر کن  
 فیض عیش نوروزی جادوان خوش باشد  
 زانچه دل زهم باشد لعل طرب بر بند  
 در ساقی سیم عقد با پیای زن  
 ای که از تومی آید شش شروشان کردن  
 خوی سر کشم وادی عجز و شک نپندم  
 کن بهار سی گفتی ساز مدعا کردم  
 زمین در و نه کا دیها گوهرم بکفت نامد  
 از درون روانم را در سپاس خویش آورد  
 بخشش خداوندی گرفتار خود نظر است  
 بند گردیدین ذوق است پاره گزن تر کن  
 روز من ز تاریکی باشم برابر کن  
 یا مجال گفتن ده یا نه گفته باد کن  
 در دوائی کارم فتنه با شناسا در کن  
 زخم را ز غنا بش بخیه با پر آذر کن  
 سینه من از گرمی تابا سندر کن  
 هم بخویش در تازی گفته را مکر کن  
 خدمتی معین شد ابر قتی مقرر کن  
 و ز بدون زبانم را شکوه سخاظر کن  
 هم بهوش میشی ده هم بی توانگر کن

بهر خیشتن غالب هستی ترا شید ست

قهرمان وحدت را در میان عاود کن

FF9

جنون مستم به فصل نو بهارم میتوان کشتن  
گر فتم کی بشرع ناز زارم میتوان کشتن  
بجرم اینکو درستی بپایان برده ام عمری  
بجهان زیستن کفرست خونم را دیت نبود  
تفاقلهای یارم زنده دارد ورنه در بزمش  
بخا بر چون منی کم کن که اگر کشتن بهوس باشد  
بیابر خاک من گر خود گل افشانی روانم  
منت معذرو دارم لیکن ای نامهربان نخر  
بخون من اگر تلگت دست و نخر آکودن  
خدا یا از عزیزان منت شیون که بر تابد  
پس از مردن اگر بر من آسایش گمان داری

صراحی بر کف و گل در کنارم میتوان کشتن  
به فتوای دل ایسودارم میتوان کشتن  
بکوی میفر و شان در خوارم میتوان کشتن  
چسراغ بمحاکم آشکارم میتوان کشتن  
بجرم گریه بی اعتیاد میتوان کشتن  
بذوق مرقه بوس و کنارم میتوان کشتن  
بسادا منی شمع مزارم میتوان کشتن  
بدین جان و دل امید دارم میتوان کشتن  
نویده و دعه کز انتقام میتوان کشتن  
جدا از خندان و دود از دیارم میتوان کشتن  
سرت گرم تمسک خسارم میتوان کشتن

گرفتم یا ریاضدنی نیاز از کشتن غالب  
بدو بی نیازیمای یادمیخوان کشتن



نزهی باغ و بهار جان فشانان  
بصورت استاد و لفر بیان  
چمن کوی ترا از دشتینان  
بلایت چرو با شکیزه میان

غمت چشم چراغ راز دانان  
بمعنی قبله تا مهر بانان  
غلقن موسی ترا از باغ و تانان  
ادایت چرو بر نازک میانان

گفت راعند لیبان بید خوانان	غمت را بختیان زنار بندان
خیالت خاطر آشوب جوانان	وصالت جان توانا ساز پیران
وبال رونق جادو بیستان	دل دانش فریبت را بگردن
گداز دهر آتش زبانان	غم دوزخ نیست را بدامن
دمانت چشم بند کت و اتان	میانت پای لغز مویشگان
تن از زحمت روای باغبانان	دل از دانت بساط کفرشان
لب پر دعوی شیرین دهبانان	سگ کوی ترا در کاسه لیبی
نیم پرچم گیتی سستانان	سیر راه ترا در خاک روی
قوی همچون نهاده سخت جانان	به پشتی بانی لطف تو امید
ز بون همچون نشست ناتوانان	ببالا دستی عفو تو عصیان

ز ناحق کشتگان راضی بجات

که غالب هم یکی باشد از آنان

(۲۳۱)

مهران شور من بر خود مهربان	طاق شطاعت عشقت بر گران
مردم از ذوق بست چنداگر جان	خار و خس هرگز را تش سخت تش میشود
خوش بیا کاشب بهشت دشمنان	در تب اند از تاب شک طاعت نظاره ام
گر بچشم جادوی خواب گران	محو گشتم در تغافل بر تمام التفات
تا نه پنداری که از کیت دان	آهیم از شرم و فدا از خودم پادور گشت
تا کجا صرب گداز متعین	پیش خود بیارم و بسیار مشتاقی توام

گرم باد از نغمه بزم دعوت بال هما      ساز آواز شکست استخوان غوام شدن  
 یا بهوس غویشست بمن از وفا بیگانه است      مهر کم کن ورنه بر خود بدگمان خواهم شدن  
 ن بسکه فکر معنی نازک همی کا بهد مرا      شاید اندیشه راموی میان غوام شدن  
 لذت ز غم چون غالب اعضای بود      رنج اگر نیست احتیاضان خواهم شدن

(۲۳۲)

ن دل زان مژه تیز بیکت کشیدن      دامن بدر شتی بود از خار کشیدن  
 ان دارم سر این رشته بد انسان که زویرم      تا کعبه توان برده بر ناک کشیدن  
 در غلد ز شادی چه رود بر سرم آیا      چون کم نشود یاده ز بسیار کشیدن  
 ن حق گویم و نادان بزبانم مده آزار      یارب چه شد آن فتوی بزدار کشیدن  
 گنجینه حسرت طلسمی که کس از وی      چون عقده نیار و گهر از تار کشیدن  
 ز آسایش دل گر چه مراوی و گرم عیت      باری نفسی چند به بهنجا کشیدن  
 از بس که دلاویز بود جاده راهش      ز صمت و دهم پای ز در خار کشیدن  
 از مطلع تا بند نه خیم پار و نعلی      در رشته دم گوهر شوا را کشیدن  
 دریاب که با این همه آزار کشیدن      لب میگزم از کار بز همار کشیدن  
 جان وادم و دغم کس نمی که غواهی      غفلت ز گرانجانی اغیار کشیدن  
 خستاق قبولم من دل تاب نیابد      آری ذلپ نازک دلهار کشیدن  
 ن منی کافر ز نهاری شاید بمن از دو      می در وصفان بر سر باز را کشیدن

۱. کافیه با نازک بکسی چه در دانا (دانا) ۲. لذت ز غم چون غالب اعضای بود (دانا)

مهر کم کن ورنه بر خود بدگمان خواهم شدن (دانا) ۳. شاید اندیشه راموی میان غوام شدن (دانا)

فرجام سخن گوئی غالب بتو گویم  
خوبی بگرسنت از درگ گفتار کشیدن

(۲۳۳)

رنگ بخت چیت نه شد بهیست این  
ای ناله جگر در شکن دام میشتان  
ستم بکنارم خزد و تن زن کورین وقت  
واعظ سخن از تو به مگر اینکه پس از می  
تقوی اثری چند بعد و گرسنتش  
با غیر نشانی و بسایز میزری  
لب برب و بر نعم و جان بسپارم  
شوریت ز غریبانان جماده بمنزل

تلخابه سر جوش گداز نفست این  
سرمایه آرایش خاک قفست این  
هرگز نشا تم که چه بود و چه گسست این  
دست موی آبی آب کشیدیم بخت این  
ناز موی میفش چه بلانده بخت این  
لیک آن گل رخسار آمد نسیم بخت این  
ترکیب یکی کردن صد غنست این  
امان بد مسازی با ننگ بخت این

دایخ دل غالب بد و چاره پذیرست  
این رایچه کتم چاره که مشکین نفست این

(۲۳۴)

بسکه لبریزست زانده تو ستر پای من  
ست و دردم ساند بگ انتا ختم نالاست  
نصای اهاب شکست رنگ انشا کرده ام  
رفتم از کار دهان در فکر محسوسا گدیم  
دانش در انتظار غیر و نالم دار دار

ناله میروید چو غار ماهی از اعضای من  
بی شکستن بر نیاید باوه از مینای من  
میتوان ما در دردم خواند از مینای من  
جوهر آینه زانو است غار پای من  
وای من گر دفتر باشد خوابش از غوغای من





غالب ان هندوستان بگریز فرست مفت گشت  
در نجف مردن خوشست مود صفایان نیستن

(۲۳۶)

چیت بلب غنچه از عتاب شکستن  
گردن ورق راست از انتخاب شکستن  
غازه بران روی تابناک فردون  
شان بران طره سیاه کشیدن  
جوشش سرستیم ز برق پسند  
نیک بود گر حکم حوصله باشد  
شغل مدار و فراق ساقی و مطرب  
قسط می است آشب از کجا که خواهم  
تیج تو نازد بسرفشانی عاشق  
چیت دم وصل جان ذوق سپردن  
از گل روی تو باغ بدخ شکستن

ن طره میسار ابر غم خواش غالب  
چیت دلش راز هیچ کتاب شکستن

(۲۳۷)

ن خیره کند مرد را مرد دم داشتن  
ن دای زول مردگی محمی بد انگشتن  
حیف از چون خودی چشم گرم داشتن  
ص آه زان سر و گی روی دژم داشتن ص

من ماز بمانداختن از روش ساختن  
 جوهر ایمان زول پاک فرادختن  
 تازگی شوق محبت بکمر بستن  
 من با همه اشکلی دم زدرستی کردن  
 در غم دایم بلایال نشان زیستن  
 دل چو بجوش آیدی عذیر بلا داشتن  
 ن بهر فریب از ریای دایم قناعت چمن  
 نقش بی رنگان جان بود در جهان  
 با نگر غریختن چهره زیارت شد  
 ن اشک چنان بی افتاد چنین تار سا  
 غفلت کرد از دست گشت به واسی پشت  
 پ من گریه ام از یکسیت بگره درین پیچ و تاب  
 دیده دل باغتن پشت تو کم داشتن  
 گریه از آن مدنیال بهر قسم داشتن  
 چهره ز غناب چشم رشک ارم داشتن  
 با همه و لعلی تاب ستم داشتن  
 با سر زلف و دوتا عریده هم داشتن  
 جان چو بیا سایدی مشک دلم داشتن  
 دل نر بایده می تنج ز خشم داشتن  
 هر که رود بایدهش پاس قدم داشتن  
 عشوه دهد گریاست نایبم داشتن  
 دیده دل را سزد دایم هم داشتن  
 باج ز کوفت گرفت چسب نم داشتن  
 تن بر دانی دهد ناسه زخم داشتن

غالب آواره نیست گرچه پنجهش سزا  
 غرض بود از چون قوی چشم کرم داشتن

۲۳۸

ن چه غم ارب چه گرفتاری زمین استرازد کردن  
 ن ننگست بهوشگانی ز فریب رم غم کردن  
 تو دور کنار شوقم گره از جبین کشودن  
 مژه ماز غوغاشانی بدست همزبانی  
 ن توان گرفت از من بگذرشته ناز کردن  
 نفسم بدام بافی ز سنن دراز کردن  
 من و بر ریخ دو عالم در دل فرار کردن  
 که شمار دم بدامن سستم گدا ز کردن

به نورد پاس رازت نخل از خبار خوشم  
 زخم تو باد شرمم که چه مایه شوق چشیت  
 نفسم گداخت شوق مست گر تو دانی  
 بفشار رشک مست چنان گداخت گلشن  
 درخ گل ز غازه کاری به نگاه بند آستین  
 همدن ز شوق چشمم که چو دل فشانده گره  
 بد تا زه غشته غالب روش نظیر می از تو  
 سزد اینچنین غزل را به سینه ناز کردن

(۲۳۹)

نخل ز راستی خویش میتوان کردن  
 چو مزد سی و هم مشرد سکون خواهد  
 و گر به پیش دی ای گل چه بدی غلاهی  
 تو جمع باش که مارا درین پریشانی  
 من سراز حجاب قصین اگر مدون آید  
 بهر که تو بیت را غر نیرسد ساقی  
 خرام تا ز تو با صحن گلستان دارو  
 اگر بقدر وفا میکنی جفا صفت است  
 ستم بجان کج اندیش میتوان کردن  
 ز بهر سپا بدرت درش میتوان کردن  
 مگر به گدایه کفنی پیش میتوان کردن  
 شکایتیست که با خویش میتوان کردن  
 چه جلوه با هر کیش میتوان کردن  
 خراب گردش چشیش میتوان کردن  
 رعایتی که بدویش میتوان کردن  
 بزرگ من که ازین بیش میتوان کردن

کسی بگو که مرا درین سفر غالب  
 گواه یکی عمرش میتوان کردن

لی حیفاست قتلگر ز گلستان ششاهن  
 من لب و دهنم ز شکوه زخود فارغ شمرود  
 از غصه دایمی خاطر مشکل پند کیست  
 از پیکرت بساط صفای خیال یافت  
 من نازم و داغ ناز بدانی ز سادگیست  
 یاد آیدم بوسل تو در صحن گلستان  
 خاک بر روی نامر نشان دیدم مفت تست  
 ماییم و ذوق سجده چه سجد چه بنکده  
 میناشکسته و می گلغام ریخته  
 من نخت دلم بدامن و چاک کرم بحیب  
 بگداخت بسکه از اثر تاب روی قر

شاخ از خدنگ و غنچه ز پیکان شناختن  
شناخت قد پرستش پنهان شناختن  
کشتن بجرم در درون زمان شناختن  
وصل تو از سراق تو توان شناختن  
کشتن به ظلم و کشته احسان شناختن  
آن جلوه گل آتش سوزان شناختن  
تا خزانده صفوح حال ز عنوان شناختن  
در عشق نیست کفرزایان شناختن  
محوم هنوز در گل و ریحان شناختن  
اینگ سزای جیب نظامان شناختن  
هر از شفق بگری تو توان شناختن

غالب بقدر حوصله باشد کلام مرد  
باید ز حرف نبض حریفان شناختن



ان بخونم دست و تنج آلود جانان  
ان چگویم در سپاس یکسیا  
گر از خود خوشتری بنجیده باشد  
ان فغانا میگویم در دله ترشان

بدآموزان وکیل بزمیانان  
 زهی نامهربانان مهریانیان  
 نوازخاست باین بدگمانان  
 دریغاساقیان قلندر دلمان

بسار آید ببحر نگاه نازش  
 دم مردن بر شکم تنگ گیرد  
 گلی بر گوشه دستار داری  
 منت خو بخوار و دلای بی بضاعت  
 گذشت ازل بی نگذشت ازل  
 نوای شوق خراوا از بینوایان  
 بر غم تا فرود آرد به من سر  
 زبوی گل نفس برده نشانان  
 فراخسای عیش سخت همانان  
 خوشبخت بلند باغبانان بی  
 درغیا آبروی بیخیزانان  
 خدنگ غمزه زورین کمانان بی  
 نشان دوست همی بی نشانان  
 بخواری بنگرم در ناتوانان  
 بک بر خیز زین هنگام مغالب  
 چه آریزی بدین مشتی گرانان

(۲۴۲)

تا دیوانم که سر مست سخن خواهد شدن  
 کو کیم را در عدم اندی قبولی بوده است  
 هم سواد صفا مشک سوده خواهد بنفخن  
 مطرب از شعرم بهر بزمی که خواهد زدوا  
 حرف حرفم در مذاق فتنه جا خواهد گرفت  
 بی چه میگویم اگر اینست وضع روزگار  
 آنکه صور تال از شور نفس موزون رسد  
 کاش سنجیدی که بهر قتل معنی یک قلم  
 چشم کور آینه دعوی بکفت خواهد گرفت  
 این می از قسط خریداری کنن خواهد شدن  
 شهرت شعرم به گیتی بعد من خواهد شدن  
 هم دو اتم ناف آبروی غنن خواهد شدن  
 چاکس ایشار حبیب پیر این خواهد شدن  
 دستگاه تازش و بر همین خواهد شدن  
 دفتر اشعار باب سوغتن خواهد شدن  
 کاش ییدی کاین نشید شوق فن خواهد شدن  
 جلوه کلک رقم دار و رس خواهد شدن  
 دست شل مشاطه زلف سخن خواهد شدن

شاهد مضمون که اینک شری جان دوست  
 زارغ رانغ اندر هوای نغمه بال پر زنان  
 شاد با خشن ای دل برین محفل که هر جا نغمه است  
 هم فریغ شمع هستی تیرگی خواهد گزید  
 از تب تاب فتا کیبار و چمن شتی سپند  
 حسن را از جلوه ناز خشن نفس خواهد گدشت  
 و بهر بی پروا حیا و شیوه با خواهد گرفت  
 پرده با از روی کار و همدگر خواهد فتاد  
 هم بغرض خاک حرمیان با بدخواهند سخت  
 گرد پندار و جود از رگبذر خواهد نشست

روستا آواره کام و دهن خواهد شدن  
 همسرای پرده سخنان چمن خواهد شدن  
 شیون بیخ فراق جان و تن خواهد شدن  
 هم بساط یزیم مستی پر شکن خواهد شدن  
 هوکی گرم و دواع خورشتن خواهد شدن  
 نغمه را از پرده سازش کفن خواهد شدن  
 داوری غم در نهاد مادرش خواهد شدن  
 خلوت گبر و مسلمان انجمن خواهد شدن  
 مرگ عام این بیستون را کو کهن خواهد شدن  
 بحر و حید میان میانی مرزین خواهد شدن

در دهر حزن غالب چیدام میخاد  
 تاز و یوازم که سر مست سخن خواهد شدن



۲۳۲

حق که هست سمیت فلانی بشنو      بشنوگر تو خداوند جهان بشنو  
 لن حراتی بجوای آرانی چند چرا      من نه اینم بشناس تو آنی بشنو  
 سوس خود خوان بخکوت گر غاصم جاو      آنچه دانی بر شما آنچه جان بشنو  
 پرده چند به آهنگ نکیسا بسوی      عزلی چند به بیخافشانی بشنو  
 لقی آینه برآورد و صورت بنگر      پاره گوش یمن دارد معانی بشنو  
 هر چه بنم بتوز اندیشه پیری پذیر      هر چه گویم ترا از پیش برآنی بشنو  
 داستان من و بیداری شمای فراق      تاز خسیس و پاسبان نشانی بشنو  
 چاره جویتسم و نیز فتنه لی مکنم      من اندوه تو چند انگه تو آنی بشنو  
 زیکه دیدی به چیم طلب هم خطاست      سختی چند ز غمهای من آنی بشنو

ن نامه در فیموده بود که غالب جان داد  
 ورق از هم درو این مرده زبانی بشنو





کس دادری نبرده زجورت بدادگاه  
 گوئی به شمنه گوی که کس را نکشته ایم  
 آن بی گنه که شاه زبانش بریده گو  
 آن نقش نیمه شسته ز آتش کشیده گو  
 آن دل که جز بناله هیچ آرسیده گو  
 آن مایه خون که سرد هم از دل بریده گو  
 بشنو که غالب تو رسیده به کعبه رخت  
 گفتی شگفتی که بود تا شنیده گو

(۳۳۶)

بالم بخویش بسکه بر بند کند تو  
 آزادیم خواهی و ترسم کزین نشاط  
 مردم گمان کنند که تنگم به بند تو  
 تو خویش ناسپاسی و نرسمایه در هر کس  
 بالم بخود چنانکه نغمم به بند تو  
 رخ قضاست همت آسان گذار ما  
 گوئی رسیده ام بدل زو مند تو  
 از ما چه دیده که بها از گداز دل  
 قهر خداست خاطر مشکل پسند تو  
 ای مرگ مرصا چه گرانمایه دلمبری  
 همچون شکر در آب بود تو خند تو  
 ای کعبه چون بن ادول را و خلوه است  
 چشم بداز تو دور نکویان پسند تو  
 در رهگذر پرشش ما گشتی چه باک  
 این بت که او تقاده ز طاعتی بلند تو  
 آن کو تو دل بودم ندانم که بوده است  
 آخر شراب عیبت عنان پسند تو  
 هر گونه رخ کز تو در اندیشه دافتم  
 یارب که دور باد ز جانش گزند تو  
 هم با تو در سباحت گفتم به پسند تو

غالب پاس گوی که ما از زبان دوست  
 می بشنوم شکوه بخت تو

(۲۴۷)

ن گشته گشته ایم غرور جمال کو  
ن تا کی فریب علم خدا را خدایه  
بر گشته ام ز مرد نمی گیرم به تهر  
یامی گسست بخت یامیغز و دبط  
خواهی که بر فزونی نسبی رنگ عیبت  
گر گفته ایم کشتن و بستن با خند  
ن داغ ز رشک کت منان لی چر سود  
من بر سر جوی و تو بر سخن دارم نگاه  
دل فتنه جوی و فرحت تکسیرش نیست  
لب تابگر ز تشنگیم سوخت و دمنزد  
ن در هاده طور غم محسب کجا

غالب بشکر کم خطی می نیم ولی  
عادل شده سخن رس در یاد ازل کو

(۲۴۸)

ن دولت به غلط نمود از سی پیشیمان شر  
ن از هر لره روان گشتن قلام نثران گشتن  
هم خانه بسامان به هم جلوه فراوان به  
ن آوازه سنی را بر ساز دبستان زن

کافر نترانی شد تا چار سلمان شر  
جونی بخیا بان رویی به بیابان شر  
در کعبه اقامت کن در بستکه همان شر  
هنگامه صورت را با دجچه طفلان شر

افساد شادی را یکسر خط بطلان کش  
 غنایم را آرایش عنوان شو  
 گر چرخ فلک گردی سر بر خط فرمان نه  
 در گوی زمین باشی و قعب خیم چو گان شو  
 آورده غم عشقم در بندگی ایزد  
 ای داغ بدل در روز جبهه نمایان شو  
 در بندگی کیبانی مردم ز جگر خانی  
 ای حوصله تنگی کن ای غصه فراوان شو  
 سر پای کرامت کن و انگاه بغاوت بر  
 بر خرمن مابرتی بر مزرعه باران شو  
 ان جان دامنم غالب تو شنودی روحش را  
 در بزم عزایم کش در زخم غزلخوان شو

ن میرو خنده بسامان بهاران زده  
 ن شور سودای تو نازم که بگل می بخشد  
 آه از یزم وصال ترک هر سودا رو  
 شور اشکی بر فشار بین مرغان ارم  
 اندرین تیو شیب پرده برون تاخت  
 فرستم باد که مرسم زخم جگرست  
 خوش بسر میداد از ضربت آهیم هر  
 ن خوش نوا بلبل پر دانه خراوی دارم  
 آه از ان تار که تاشب اثری بازند  
 چمن از حسرتیان اثر جلوه تست  
 ن خاک در چشم همس ریز چرمی از دونه  
 گلستان زده  
 چاک از پسته دل سر بگریبان زده  
 نشتر از ریزه یینا برگ جان زده  
 طعنه بر بی سروملانی طوفان زده  
 می روشن بطرب گاه حریفان زده  
 خنده بر بی اثری های نمکدان زده  
 چرخ سرگشته ترا دگمی چو گان زده  
 شعله زخوش ز گلبانگ پریشان زده  
 بهم آهنگی مرغان بحر خوان زده  
 گل جشم زده با شلب پیمان زده  
 بارگاه بی بغرا ز سر کیوان زده

بنگر موج غباری در طالع بگیر

اینک آن دم ز بهر اداری غمیان زده



بادین و دانش چو منی تا چاکند  
سجاده و عمامه ز صنعان دلبوده  
من بادستان مباحثه دارم ز مادی  
در باب آشنائی تا آرموده  
ن غفلت مگر که در خستائی افتد  
جز روزه درست بعهها کشوده  
در بزم غالب آی و بشو سخن گرای  
خواهی که بشنوی سخن تا شنوده

۲۵۲

پان چون زبانه لال و جانه پزغوغا کرده  
بایدت از خویش پرسید آنچه بانا کرده  
گردشاق عرض دستگاه حسن خویش  
جان قدایت دیده را بهر چه بینا کرده  
هفت تنوع در نهاد و سرساری مضمرست  
استقامت اینک با مجرم مدارا کرده  
صد کشاد آرا که هم امروز رخ نموده  
مژده باد آرا که محقوق فردا کرده  
خوهدیان چون مذاق غری ترکان افتد  
آفرینش را برایشان خوان یثا کرده  
خستگان را دل پرستشهای پنهان برده  
بادستان گرو از شهای پیدا کرده  
چشم زوشت از هر کتاب کلام جان  
تلفی می در مذاق ناگوارا کرده  
ذره رای و شناس صد سیابان گفته  
قطره را آشنای هفت دریا کرده  
ن و جله بچو شده همانا دید با جویای تست  
شعله میباید مگر در سینه با جا کرده  
جلوه نظاره پنداری که از یک گوهرست  
عوبش را در پرده خلقی تشاکروده  
چاره در سنگ گیاه و رخ با جاندار بود  
پیش ازان کاین در رسد آنرا میا کرده

دیده میگردد زبان مینالد دل می چند  
عقده با از کار غالب سرسبزدا کرده

مرزفتا فراغ را خردۀ برگ و سازه  
 طره جیب و زچاک خاشاک التفات کش  
 داغ بسین ز یورست دل بچقا سمال کن  
 از نم دیده و دیده مار و نبق جو یبار بخش  
 شرم کن آخوای حیا اینمه گیر و دار حلیت  
 ای گل ترهنگ بوا اینمه تازش از چه رو  
 یاب بساط دلبری عام کن ادای لطف  
 ای تکر خنجر ترا بحث گفتن از برست  
 گریه نمی کنور دام خصب مشک آه نیست

سایه به مهر و گذار قطره ببحر بازده  
 عارض خویش را ز مشک خانه امتیازده  
 می زخرو گرانی ترست سنگ خیشه سازه  
 و زلف تار تار را چاشنی گمانده  
 خاطر غمزه باز جو خصب حرکت اندوه  
 منت ابریک طرت مز و چمن طرازده  
 یاز نگاه چشمگین مرده امتیازده  
 سر و کمر ششم باز دادس خرام تازده  
 هم بدلی که برده طاقت ضبط رازده

ایکه بحکم تا کسی تیره ز عیش غالی  
 غیز و ز راه و ادوی بال هما به گانه

کیستم دست بشاطلی جان زده  
 پاس رسدائی مشوق همین ست اگر  
 شوق را عریض با حسن خود آرا باقیست  
 دل صد چاک نگار بجایش بفرست  
 بوکه در خواب خود آئی و بحر برینیزی  
 بهر سرگرمی ما خانه خسرا بان باید

گوهر آبی نفس اندول دندان زده  
 دای تا کامی دست بگیران زده  
 من صد پاره لی جوی خزان زده  
 شاد و غم آن زلف پریشان زده  
 ساعرا از باوه نظاره پنهان زده  
 حسنی از شب و آتش بر خیمستان زده

فارغ از کشکش عشوه جنونی دارم  
 پست پائی بس کرده و بیابان زده  
 حسن در جلوه گری انگشت منت غیر  
 هر گل از غویشنت آتش دمان زده  
 تا چها مشوه خوشگرمی قاتل دارد  
 تاوک در ره دل قطره نریکان زده  
 خواستم شکوه بیداد تو انشا کردن  
 قلم از جوش رقم شد غس طوقان زده  
 پدای بر من که رقیب از تو بر من بنماید  
 تاسه داشته مهر بعنوان زده  
 بدیه آلوده از بزم حریفان مارا  
 رخ خوی کرده شرم و لب دکان زده  
 برود را بنم شمس ز خانم غالب  
 ذوق پرداخت بر روی چراغان زده





۲۰۰

نفس را بر دلا این غاصد غمناست پنداری  
 حباب فرق عشاقست مسج از تیغ خوابش  
 بگو خشم میرسد از دور آواز را امشب  
 از دوا و رعدا و دعوی ذوق خسارت را  
 در دویا و را در زور گرفت آو خسر بارم  
 فدایش جان که بهر کشتنم تدبیر با دارد  
 گر سقیم آنقدر که خون بیابان لالزاری شد  
 جنون الف همچون خودی دارد تماشا کن

ن نوید و عده قتلی بگو خشم میرسد غالب  
 ب نعلش بکام بیدلان گویاست پنداری

دلی دارم که سرکار قضا است پنداری  
 شهادتگاه ابدی فادریاست پنداری  
 دل گم گشته دارم که در محراب است پنداری  
 نگاهش رقیب خاطرش بلاست پنداری  
 شب آتش نریمان آفتاب اند است پنداری  
 حساب من بخت خوشن بجا است پنداری  
 خزان ما بهار دامن صحر است پنداری  
 شکست مدخل از نگار بخشید است پنداری

(۲۵۶)

ن در بسن تمثال تو حیرت قلمتے  
ن غم را بر تو مندی سہراب گرفتے  
بیداد بود یکسر و مشتق بکمر بر  
خوسندی دل پرده کشای اثری نیست  
ن گفتن زمین رفتہ و دامن کندانی  
این ابر کہ شویہ رخ گھمای بیماری  
در باد یہ از ریش خونا بہ ترکان  
زانسانکہ نظر خیرہ کند بر تن جہانوں  
در عمد تو نگام تماشا ی گل از شرم

بیش کہ بہر کار کشائی طلتے  
خود موج می از دشتہ رستم چکتے  
ز لعلی کہ ز انجروی دل غم بہ خستے  
شادم کہ مرا اینخہ شادی بنستے  
بامن کہ برگم ز تو پر سش ستے  
از دامن پا پرورش آموز نستے  
رو واد مرا ہر رگ غاری قلمتے  
با حریف تمنای تو گفتن دقتے  
نظارہ دگل غرقہ رخ تاب بہستے

زمین نقش تو آئین کہ بر انگشتہ غالب  
کاغذ ہمہ تن وقف سپاس قلمتے

(۲۵۷)

ن ای بر صدمہ آہی بر دولت زما باری  
دہ کہ با چنین طاقت راہ بر دم تیغست  
در جنون بکن ماناست گرز بحر خون گرد  
غم چہ دہ بود زمانیکہ آنچہ بود ادا  
ن ای قتادری بکشایو کہ در تو بگریزد  
بہر از وجود نیست زمین کشش کشودم نیست

اینقدر رگران بخود نالہ ز بیماری  
پای برنی تا بد رنج کاوش غاری  
نالہ کہ بر خیسند از دل گرفتاری  
سیدہ داند وہی خاطر ی دا زاری  
ہم ز خلق تو میدی ہم ز خویش پیواری  
پادواغ رفتاری دست محسرت کاری

ناز مرمن و کافر چه دستگاه آخر  
سجده مسواکی تشنه سوزناری  
بر جزین ملائی زن عقل راققائی زن  
عاده ز نامروی سر به بند دستاری  
شوغی فیض بین جنبش نبیش بین  
غنچه راست آهنگی سر راست انتاری  
کاش کلان بت کاشی در پذیرم غالب  
بنده توام گویم گویدم ز ناتواری

۲۵۸

بدین خوبی خود گوید که کام دل خواہ ازوی  
نگارم ساده دمن رند رنگ آیزر رسوایم  
سمیع ناله سیر ویم غبار از دامن زلفش  
جنون شک تا زوم که چون قاصد دوان گردد  
چه بنم داری با سامری سراپه مجربی  
دریم دوریم با اینجایه نسبت تا مراوی بین  
شکستن اخلا یا هم بدین اندازه قیمت کن  
بتان راجعۀ نازش بوجہ آرد سگنی بین  
خدم غرق شط نقاره و با غیر در تابم  
حاجه بش شمر گمین باشد چه در گن کمر کشی کردی  
ن به غالب آشتی کردیم دیگر داری نمود  
گذاشت دانی از ما غلب کاه گاه ازوی

(۲۵۹)

ن خواہم از صفت حوران نمیدہنم  
 ن سرخ صحبت فاش توان کثرت جیت  
 کیکہ مدعی کستی اس مفاست  
 پ چ گویم انول جان کنر بلطفست  
 دوبرق فتنہ نمفتند در کف خاکے  
 دلاستال کہ گورند در صفت عشاق  
 ز تالام بدلت میرسد ہزار آسب  
 ن مرو ز آینه خاد کہ خوش تماشا نیست  
 زہی نگاہ بسکیر شرم دور اندیش  
 قماش بہتی من بیکر شستہ تش  
 پر شکریعت نہان بگ صد ہزار سخن  
 مرا بست خربان بوزگار کی  
 کہ سارست در اعداد و شمار کی  
 نشان و ہر زبانای استوار کی  
 ستم رسیدہ کیے تا امیدوار کی  
 بلای جبر کیے رنج اختیار کی  
 سترو آمدہ از جو خوی یار کی  
 نشد کہ سنگ بزدن دہ شمار کی  
 کیے تو جو خوی و چو تو ہزار کی  
 کیے ہندی دل انت ہر دہ دار کی  
 مرا چو شعلہ بود شستہ مردی کار کی  
 بخون سرشت توانی زول برآر کی

دم از دیاست مہلی نیست نم غالب  
 ستم ز خاک نشینان آن دیار کی

(۲۶۰)

ن امدہ پر افشانی از چہرہ عیاستی  
 غم دست بدسوزی سعی ادب آموزی  
 صدہ بہوس خود را با وصل تو بنجیدم  
 ن ذوق دل خود کا ش فریب ز فرجامش  
 خون تا شد رنگ کنون از دیدہ روانستی  
 انداختہ کاش را اندازہ نشانستی  
 یک مرحلتی و لگ صد قافلہ جانستی  
 ہر علقہ گدازش چشمے نگرانستی

روتن بخرابی ده تا کار روان گردد  
 چشمی که بماند هم رو بقضا دارد  
 جان باغ و بهار مادریش تو خاکستی  
 رازی تو شهیدان را در سینہ نمی گنجد  
 ساقی بزر افشانی دانم ز کربانی  
 فیض از لی نبود مخصوص کز دوی را  
 هم جلوه دیدارش در دیده نگا هستی

غالب سر خم بکشا پیمانہ ہی در زن  
 آخر شب ما هست گیرم و معانستی

(۱۴۱)

تا بم نزل برو کار دادای  
 از غوی ناخوش دو پنج نصیب  
 در دیرگیری غافل نوازے  
 ز درشت گیشے آتش پرستے  
 چون مرگ ناگه بسیار تنگی  
 در کام بخشی مسکامیرے  
 گستاخ سازی پوزش پسندے  
 در کینه درزی تغذیہ دشتے  
 از زلف پر خم شکین نقابے  
 بالا بلندے کوته قباٹے ن  
 وز روی دلکش مینو نقابے  
 در زود میری عاشق ستاے ن  
 برسم گزارے ز مزم سراے  
 چون جان شیرین اندک نقابے  
 در دوستانی مبرم گداے ن  
 طاقت گداے مبر آناے  
 در مهربانی بیستاسراے  
 از تابش تن زین سواے

F4F

ن بدل زمرده جانئی که داشتی داری  
 بر لاج خیز و از انگیز و عده های وفا  
 پنا تو کی ز جور پشیمان شدی چه یگونی  
 بسینه چون ل و درون همچنان غزیدی باز  
 ن عتاب و مهر تو از هم شناختن نتوان  
 خراب باد و دوشینه سرت گرم  
 ن بر کردگار نگر ویدی بهمان بغسوس  
 کز شمر باز نهالی که بوده هستی  
 هنوز تازی غمزه گم نماند کرد

جس نیاں ز تو برگشتہ اندر غالب

ترا چہ پاک خدائی کہ دافتی داری



ن اگر بشرع سخن در میان بگردانی  
ن بر نیم تاز که طرح جهان نو فکری  
بیک گزیده که بر کلین خزان ییزی  
بخطری که در آئی بجمله آرائی

به گلشنی که خرامی باده آشامی  
 قدح ز جوش گل مرغان بگردانی  
 بکوی غیردی چون مراد نگری  
 بهجسین گلشنی و نسان بگردانی  
 وفاتای شوی چون بلیا فانی  
 بخویش طعنه زنی و زبان بگردانی  
 بر سیم خوی خودم در عدم بخوابانی  
 بندوق روی خودم مهران بگردانی  
 به بدله خاطر اسلا میان بیازاری  
 بهجده قبله زردشتیان بگردانی

اجازتی که کنم ناله تا کجا غالب  
 ز لب بید تنگم فغان بگردانی

(۲۶۳)

ای موج گل نوید تماشای کیستی  
 انگاره مشال سراپای کیستی  
 پیسوده نیست سبی صبا و دیار ما  
 ای بوی گل پیام ترنای کیستی  
 خون گشتم از تو باغ و بهار کرده  
 کشتی سراپا سوز سیمای کیستی  
 یادش بخیر تا چه قدر سزایوده  
 ای طرب جو خنجرین جای کیستی  
 از خاک عرقه کف خوئی ریسده  
 نشیده لذت تو فرد میر و بدل  
 ای داغ لاله نقش سیدای کیستی  
 بانو بهار این همه سالان ناز نیست  
 در خوشی تو چاشنی پر نشا نیست  
 از هیچ نقش غیر نکوئی ندیده  
 ای پده صید ام تپشای کیستی  
 بایج کافر این سر سختی نمی رود  
 ای دیده محو چهره زیبای کیستی  
 ای شب گمنام تو فرمای کیستی

غالب دلی کلک قلم دل می ہمدردست  
تا پردہ پنج شیدہ انشای کبیتی

(۲۶۵)

کافر مگر از تو باور باشدم غمخوارے  
ن از کنار دجلہ آتشخان چندان دور نیست  
ن شاد باش ای غم زبیم مرگم این ساختی  
ن دشمن خود گر خدنگت جانب دشمن گرفت  
برق از قوت کباب بیجا با سوزی  
ن با خرد گفتم چه باشد مرگ بعد از زندگی  
لے دل بر مطلب گذشتم دستگاہست او شد  
دارد انداز تسلسل در خمیرم شوق دوست  
دل نفس و نسوید و خون گردید بخت چشم بین

زادہ بردار طوطی کی باش غالب بخت پیست

در سخن درودیشی باید شد و گاہی دارے

(۲۶۶)

ن رفت آنکہ کب بوی تو از یاد کرد می  
ن رفت آنکہ گر براء تو جانی دی نزد تو  
ن رفت آنکہ گریست ز بغیرین تو اہتی  
ن رفت آنکہ قیس را بستر تو سنو می  
گل میدمی و دی تو یا در کرد می  
از موج کرد و نفس ایجاد کرد می  
رنجید می و عریہ بنیاد کرد می  
در چاہی ستایش فریاد کرد می



رفت آنکه جانب رخ و قدت گرفت  
رفت آنکه در ادای سپاس بیام نو  
اکنون خود از وقای تو آداری کشم  
بندم منه ز طره که تابم نمائده است  
آخر بدادگاه دگر او فتاد کار  
رفت آنکه از تو شکوه بیداد کردی

ن غالب جوای کعبه بسرا گرفته است

رفت آنکه عزم غلغ و نو شاد کردی

(۴۶۷)

مژده خرمی و بی خلی رامانی  
بسکه همواره ولادیزی و شیرین حرکت  
جلوه فرمائی و جاوید نمائی کبسی  
بستم معنی پیچیده نازک باشی  
به توانائی که شش نتوان یافت ترا  
جز چشم و دل والا گمنان جاز کنی  
بدل هر که چشم تو در آید ناگاه  
ای که در طالع ما نقش تو هرگز نشست

اهدی جنت و فیض ازلی رامانی  
سایه طوبی و جوی عسل رامانی  
سیائی و بهشت عسل رامانی  
ای که در لطف تو ای جلی رامانی  
سرخوشیهای قبول ازلی رامانی  
جلوه نقش کف پای علی رامانی  
داری آن مایه تصرف کمال رامانی  
زهره حوتی و شمس عسل رامانی

اندرون شیوه گفتار که داری غالب

گر ترقی نکنم بشیخ علی رامانی



در بادۀ اندیشه ما درود بینی  
در آتش مشکا سۀ مادود نیایی  
چون آخر حسنت بسا ساز که دیگر  
با هم کششی مانع مقصود نیایی  
آن شرم که در پرده گری بودنداری  
آن شوق که در پرده دری بود نیایی  
غالب به دکانی که با سید کشودم  
سرمایه ماجز هوس سود نیایی

(۲۷۰)

سر چشمه غولست ز دل تاب زبان های  
دارم سخنی با تو و گفتن نتوان های  
سیرم نتوان کرد ز دیدار نکویان  
تظاره بوفتنم دل بیک ان های  
ذوقیت درین مویه که بر نقش منستش  
با دلشده هیچ مگوی همه ان های  
در غلوت تلاوت ز رفتن نه ادم  
بر تخته در دوخته چشم نگران های  
ای فتوی ناکامی سستان که تو باشی  
متاب شب جمعه ماه رمضان های  
با و او بر ناگفته شنو رفت حوالت  
دردی که به گفتن پیرفت گران های  
از جنت و سر چشمه کوثر چه کشاید  
خون گشته دل دیده خناب نشان های  
در زمزمه اله پرده و بخار گدشتیم  
رامشگری شوق باهنگ فتان های  
سیماب تنی کزیم بر قست نهادش  
گردیده مرایه آراش جان های

غالب بدل آریز که در کار گیر شوق  
نقش است درین پرده بجهت ده نشان های

(۲۷۱)

زاهد که مسجد چه و محراب کجائی  
عیدست و دیم می ناب کجائی

دریا از حجاب آبل پای طلب تست  
 ن بوی گل و شب بزم نسزد کلبه مارا  
 نور نظرای گوهر تایاب کجائی  
 ای شکوفه بی مری احباب کجائی  
 سر سر تو کجا رفتی ویلاب کجائی  
 ای قندیل غرقه بخواب کجائی  
 آتش بهشتان دم ای آب کجائی  
 کای روشنی دیده بخواب کجائی  
 از دل عدمی دیاغ جگر تاب کجائی  
 پیدایه ای جنبش مغرب کجائی

بنمای به گوساله پرستان بدر بیضا  
 غالب به سخن صاحب تاب کجائی

(۲۷۲)

ن دل کز من مرزا فرجام تنگ آرد ای  
 ن پنجه نازک ادایش را نگاری دیگرست  
 ن بوسه ز خوابی بدین تنگی به بچه تنگ تنگ  
 آنکه جوید از تو شرم و آنکه خواهد از تو مهر  
 بازوی قبح آزمائی داشتی انصاف نیست  
 گزیده در تنگی و بان دوست چشم دشمنست  
 تا دوران گیتی شوم پیش شهیدان شرمسار  
 خواهیم در بند خویش اما بفکر جام بلا  
 بر سر راه تو با خود ششم بجنگ آردی  
 خون کند دل را نخت آنکه بجنگ آردی  
 عذر را اگر بایدستی رنگ رنگ آردی  
 تقوی از میخانه دادا از فرنگ آردی  
 کز تو ختم مژده از خیم خدنگ آردی  
 از چه رد بر کاجویان کار تنگ آردی  
 رخسار سیه در قسطنطنیه درنگ آردی  
 حلقه وایم من از کام تنگ آردی

همچنان درین سالان مرادش سنجی  
گر کجای شیشه بخت از دوست سنگ آمدی ن  
چشم غفلتی سر سر جدی دردی غالب در میان  
در رهش اندیشه پایادم بجنگ آمدی

(۲۷۳)

دیده در آنکه تانهد دل بشما یزید ببری  
فیض نتیجه درخ ازی و فخر یا فقیم  
تا نبود به لطف و قهر هیچ بهانه در میان  
ای تو که هیچ ذره عاجز به تو روی نیست  
در دل سنگ بجز در قفس بتان آذری ن  
زهره ما برین افق داده فروغ مشتری ن  
شکر گرفت نار سا شکوه شمر و سر سری  
در طلبت توان گرفت باو را بهر ببری ن  
تا چوید گیری دهد باز بری پاودی ن  
با تو غشم که جز تو نیست روی بهر که آودی  
بیده در هوا ای قومی برود از بکسری ن  
اشک بیدید به شمری تاله به سینه بگری ن  
طوبی اگر زمین خود میر کشم ز بی بری  
فکر مرا بیز رنگ آینه سکندری

بینیم از گماز دل در جگر آتش چو میل  
غالب اگر دم سخی ره به خیر من بری

(۲۷۴)

ز بسکه با تو بهر خیره آفتابستی  
به خشن مرکز پر کار فتنه با سستی  
امید گاه من و همچون بزرگ کیست  
ز رشک در صدد ترک عا سستی ن

ن سخن زد سخن نمهای ناگوارش نیست  
 ن دیت گوی ملامت منج و فتنه گیر  
 بسر مرده غوطه دیدم که در میستی  
 ستم نگر که بدین بخت تیره که مراست  
 چگونگی تنگ توام کشیدنت بکنار  
 نکرده و دعه که بر عاجزان بخشاش  
 بهاده داغ خودی از روان فرو  
 ز دوست داغ ستمهای ناراستی  
 چه شد که اینچکرم بند خداستی  
 ز شمر گیتی چشم سخن سراستی  
 ز بهر فرق عدد و سایه هماستی  
 که با تو در گداز تنگی قیاسستی  
 ایستخ فغانهای ناراستی  
 هلاک مشرب رندان پاراستی

بهرزه ذوق طلب میفرایم غالب  
 که باد در کف و آتش بر زیر پاستی

۲۷۵

دلم در تالار از پهلوی داغ سینه تابستی  
 ن بهارم دیدن و سازم شنیدن بر نمی تابدی  
 ن هجوم جلوه گل کاروانم را غبارستی  
 ن فغانم را قوای صور حشر همنانستی  
 ز خاکم تار میروید ز داغم شعله میبالد  
 خطائی سر زدا میگیری و شرمنده از دام  
 ن دلم میج شیب وصل تو بر کاشانی لرزد  
 زهی جان تو لم کز هفت مونیخ یادگارستی  
 دلم بجزئی قادر ملک می میرم که درستی  
 بر آتشپاره چسبیده نختی از کبابستی  
 نگه تا دیده غرستی و دل تا دهر آبتی  
 طلوع نشسته می مشرقم را آفتابستی  
 بیانم را رویج شور طوفان در کبابستی  
 رسیدی گردوا هستی و دیدی خطر آبتی  
 بحسرت مرون استغنائی قاتل باجوابستی  
 در دلم بازم بود از ذوق بوی نعت خداستی  
 خوشایان سرت کز پشت کشن انتخابستی  
 چرازان گوشه ابرو اشارت کلیابستی

محبت در بلا انداز می جوید مقابل را  
 گلویم تشنه و جان و دم افسرده بی ساقی  
 سپاس از جاگی خواران استغفای طازستی  
 بگویم خالمی آنا تو در دل بجمده و انگه  
 سنال از عمر و ساز عیش کن کنز باد نوروزی  
 کستان هوش بر جلوه نعل ماهتابستی  
 بده نوشینه دارونی که هم آتش هم آبستی  
 شکایت از دعا گوینان انداز عتابستی  
 دلی دارم که همچو خنجر خالم خرابستی  
 به گلشن جلوه رنگینی عمید شهابستی

طیفیل اوست عالم غالباً دیگر نمیدانم  
 گراز خاکست آدم پای نام بو تر استی

# جستجوی طریق خدا واد

غزلیات

از ربیع دوم ۱۸۳۸م / ۱۲۵۴ هجری تا ۱۸۴۱م / اوجشده ۱۲۵۷ هجری



۲۳۶

سآخت ز راستی بغیر ترک فسونگری گرفت  
 شه به گدا کجارسد ناکه چو فتنه روی داد  
 ترک مرا از گیر و دار شغل غرض بود نه سود  
 آمد و از ره غرور بوسه بخشوتم نداد  
 ای که دلت غصه سوخت شکونه در غرور و فاسد  
 جاده شناس کی خصم بودم و دوست راه  
 مستی مرغ محبدم بر رخ گل بوی تست  
 رای زدم که بار غم هم به رقم زول بود  
 زهره بطالع عدد شیشه مشتری گرفت  
 خاتم دست دیو بر دوش مول پی گرفت  
 فر به آگزیاف صید خود به بلاغی گرفت  
 رفت و در انجمن ز خیر مزد و لاکری گرفت  
 در سزد آنکه سر کنی گیر که سر سری گرفت  
 منکر و فوق هموای خورده به بیری گرفت  
 هرزه ز شرم باغبان جهنگل تری گرفت  
 نامه چو پستش بیال مرغ سبک کی گرفت  
 غالب اگر بزم شعر در بر میدو نیست  
 کش بفراق حسرتی دل ز مخنوری گرفت

ن سوز بهشتی زیاده آن بت کشمیر بود  
 ن شیردی غمزه صبر دول و دین بلود  
 ناله در آید شوق توشه راهی نداشت  
 شوق بلندی گرای پایه منقطع است  
 زو نگشت بر دلم عزرا اسرار دید  
 جنبش ابرو نمود از پی قسطن ضرور  
 روشنی داشت عشق چاشنی داشت  
 خانه ز نور شد کلبه ام از دست چرخ  
 سردی هر کسی آب یخ شعله ریخت  
 عشق ز خاک رت سر مر بنفش گرفت  
 با خودش افتاده کار باک نه غالب مدد  
 ذوق نقاش ز دل در زش تا شیر بود

ترا گویند عاشق دشمنی آری چنین باشد  
 ن ازان سر پای خود بی بومسلم کام دل جستن  
 محبت هر چه با آن تیشه زن کرد از ستم نمود  
 بروزی کش خشی با بدی باید بسوزد دل  
 ن نسوزد در غم دل گو سوزد برق طرمین را  
 ن به پیروان قدردان و روضه کجا خوش توان بود  
 ز شک غیر باید مرد گر تر کین باشد  
 بدان مانند که سوری خرمی تا کین باشد  
 چنین افتد جو عاشق سخت مضطربان باشد  
 بن ضائع کند گرسنه نگاه خشک کین باشد  
 که دلم انچه از من رفت حق خوشتر چین باشد  
 بشرط که انا با به دزخ انگبین باشد

جفا با سی ترا آخر وفا می هست پندام  
 بری از خود دل تا خون بریزی بی گناهی را  
 درین میخانه صاف می بچام و کسین باشد  
 نترسی از خدا آئین میبایکی داین باشد  
 تو مریم باشی و کار تو بار حق الامین باشد  
 ن ازان گروی که در راهش نشیند بر خیم غالب  
 چه خینو چمن هم از من بخ ام از منی نین باشد

(۲۷۹)

زمن محذور کنی اگر با من زمین دارم  
 زمرودین خود خاتم گدا در باب  
 اگر بطایع من سوخت خر خیم چه عجب  
 نشست ام بگدا ای بشا همراه و هموز  
 زود عذوب و زخیان را فنون نیانارند  
 ترا نه گفتم از جهان و عمر محذورم  
 بمطلع بود و استنگ نر بندی مدح  
 طلوع قافیه در مطلع از جبین دارم  
 علی عالی اعلی که در طواف درش  
 از آنچه بر لب آورفته در شفاعت من  
 بدخمنان ز خلایق بدوستان ز حمد  
 بگو ترا تو که اظرف بیش قیمت جش  
 نشت کافر من دارم  
 که خود چه زهر بود کال خنکین دارم  
 عجب قسمت یک شهر خوشترین دارم  
 هزار دوزو بهر گوشه در کین دارم  
 تو قعی عجب از آه آتشین دارم  
 کین میخای تو با خوشی یقین دارم  
 ز قحط ذوق غزل غرض برین دارم  
 بد که سده خد حروف و نشین دارم  
 خوام بر فلک پای بر زمین دارم  
 ساز بلب جوی انگبین دارم  
 بحکم مهر تو با روزگار کین دارم  
 بیاده خوبی کنم عقل مورین دارم

جواب خواجہ نظیری ز شته ام غالب  
 خطا نموده ام و چشم آخرین دارم

# نفسِ شمراره فسان

غزلیات

از ۱۸۴۲م/ ۱۲۵۶هـ تا ۱۸۴۵م/ ۱۲۶۱هـ

۲۸۰

چون بر قاصد پیرم پیغام را	رشک نگذارم که گویم نام را ن
گشت در تارکی روزم نسان	گو چسراخی تا بجوم شام را ن
آن سیم باید که چون ریزم بجام	ز دوری در گردش آرد جام را ن
بیگنا هم پیر ویر از من مرغی	من بستی بسته ام احرام را
از دل تست آنچه بر من میرود	می شناسم سخنی ایام را
تا نیفتد هر که تن پیرد بحد	خوش بود گردانم بنود دام را ن
بسکه ایرانم بغیب است استقام	از دایان دوست خواهم کام را
ما کجا او کوچه سودا در سرست	فردای آفتاب آشام را
ز صمت عالم است دامن خاص را	عشرتی خاص است هر دم عام را ن

دستان در خشم غالب بر سر جوی

شوق نشناسد همی هنگام را

لب شیرین تو جان نمکت	دین که گفتم بزبان نمکت
در نهاد نمک از رشک بیت	هست شوری که فغان نمکت
ای خنده لطف عتابت هر تاز	تا ز در عهد تو کان نمکت
تا ز سر مایه دیگر تو یافت	نمک خوان تو خوان نمکت
خورده صرف فغانم کردند	نمک از حسرتیان نمکت
زخم ما پنبه مرهم داد	زین سفیدی که نشان نمکت
گر نمک سود کنی زخم دلم	سود ز خست و زیان نمکت
گفتی الماس نشاندم تو و حق	تا زش من برگمان نمکت

نطق من مایه من بس غالب  
خود نمک گر هر کان نمکت

ن هر چه فلک خواستت بچاکس از فلک خواست  
ظرف فقیه می نجت باده ما زک خواست  
ن غرق بموج تاب خور و تشنه ز جلد آب خورد  
ز خست بچیک نداد راحت بچیک خواست  
بماه ز مسلم بخبر مسلم ز جاه بی نیاز  
هم ملک تو زردید هم زدن ملک خواست  
شسته دهر بر طایه هر چه گرفت پس نداد  
کاتب بخت در غفا هر چه نوشت ملک خواست

خون جگر بهای می مستی ما قدح عداشت  
 تاز دل تو ای فی راض ما چنگ خواست  
 زاپد و در زشس سجود آه ز دعوی وجود  
 تا نزد اهر من راض بدرق ملک خواست  
 بحث و جدل بهای مان میکند جوی کاندان  
 کس نفس از جمل نزد کس سخن از فلک خواست  
 گشته در انتظار پور دیده پیر ره سفید  
 در ره شوق همسری دید ز مردک خواست  
 حسن چه کام دل دهد چون طلب از حریف نیست  
 غمت نگاه گر بگر خست ز لب تنگ خواست  
 خرقه خوش است در برم پوده چنین خشن خوش است  
 عشق به غار غار غم پیر منم تنگ خواست  
 زنده هزار شیوه را طاعت حق گران نبود  
 لپک صنم بسجده در تاصید مشترک خواست  
 ن سسل شمر دو سر سری تا تو ز عجز نشمری  
 غالب اگر بدادری داد خود از فلک خواست

(۲۸۳)

از فرنگ آمده در شهر فراوان شده است  
 چشم بدو در چه خوشی چشم اشب که بود  
 بر مرد این عوض آری می ارزان شده است  
 نفس سوخته در پیت پریشان شده است

ن در دوش جوی و در دروغم نشناسی  
 لب گزین خود و با خود شکر آبی دارد  
 و اغم از مورد نظر بازی شوقش به شکر  
 ن گفتم البته زمین شاد برون گروی  
 ن در دوش بچرخ و کدوی بایلخ  
 ن شاهد می زیان رفت و شام بسخن  
 شهر تم گر به مثل مایه گردد بسنی  
 ن تا چه رود او که در زانو پنهان شده است  
 تا چه گفتست که از گفت پنهان شده است  
 کش بود پیر بلان پای که خزان شده است  
 گفت و شوار که مرون بر آسان شده است  
 تا خود از شب چه بجا مانده همان شده است  
 کشته ام بید درین بارغ که دیران شده است  
 که بر آن مایه خورد شید نکلان شده است

غالب آندوه شریست که از مستی قرب  
 هم بدان می که آورده خزان شده است

(۲۸۴)

ن چو صبح من زیبا می بشام ما دست  
 ن به سبب از پی راحت نگاه داشته اند  
 و داد دوستی من چاک او گفتند چه عیب  
 نه گفته که به تلخی بسازد پند پذیر  
 و هرد او هر حسنت و استیم همه عشق  
 نگاه مهر بدل سر داده چشمه نوش  
 ن ندیم آن که بسا نا بیرم از شادی  
 شعاع کج روی دوست در نظر دارم  
 ن اگر نه بهر من از بهر خود صمیم دار  
 چگونگی که شب چند رفت یا چند دست  
 ز حکمت که پای شکسته در بند دست  
 ز چشمی دل و درع با هزار پند دست  
 برو که باوه ماتخ ترا زین پند دست  
 بهخت دشمن اقبال دوست سوگند دست  
 هنوز عیش با نداده شکر خند دست  
 نگویدار چه برگ من آرد و نند دست  
 درین نود و ندام که آسان چند دست  
 که بنده خوبی او خوبی خداوند دست



ن دکان بود که وقایع اهل جهان غالب  
بدی که پرسد و گزند هست خردمندست

۲۸۵

لوا دخی که در آن خضر را عصا خفتست  
بدین نیاید که باقت نازیر سدم  
گدا بسایه دیوار پادشاه خفتست  
که در شکایت دروغم دو اخفتست  
که سرخزانی زاهد بهو را خفتست  
گست لنگر کشی و نا خدا خفتست  
عس بخانه و شه در حرم مرا خفتست  
که دزد مر حله بیدار و پارا خفتست  
ز بخت من خبر آید تا کجا خفتست  
در بچه بازو بدر دانه از ده خفتست  
که سیر قانده در کار و ناسر خفتست  
مرا که ناکه ز رفتار نامد و پا خفتست

ن بخوب چون خود آسوده دل بدان غالب  
گرفته فرق بخون خفته است تا خفتست

۲۸۶

با من که عاشقم سخن از تنگ نام حیثیت  
در امر خاص حجت دستور عام حیثیت

ن مستم زخون دل که دهنم از آن پرست  
 بادوست هر که باوه بخسوت خودم  
 ن دهنم غم و بود می دوی ما  
 در روز تیره از شب تارم نماندیم  
 باخیل سوری سزی از ده خوش است قال  
 گفنی نفس خوش است توان بال پر کشود  
 ن از کاسه کرام نصیب است خاک را  
 ن نیکی رقت از تو غوا، ایسم مزدکار  
 ن غالب گرد خرقه و صفت بهم فروخت  
 پرسد چرا که نرخ می مسلم نام چیت

۲۸۷

تا بسویم نظر لطف جس تا من است  
 ایکه تا نام تو آرایش عنوان بخشید  
 کلکم از تازگی مدح تو دیان خوش  
 گهر افشانی مدح تو بجهش آردو  
 هر دم از رای منیر تو کند کسب ضیا  
 به خیال تو به منساب شکیم که مگر  
 راست گفتارم میزدان نپند و جز راست  
 آچنان گشته یکی دل بزبانم کمره  
 سبز ام گلین خام گل و خاکم چمن است  
 صفوحه نامه بشا وانی برگ سمن است  
 شارح انبیه الله منبأ حسن است  
 خامه ام را که کلید در گنج سخن است  
 مهر تابان که فرو زند این انجمن است  
 عکس روی تو دین آینه پر تو فلک است  
 حرف نارا است سرین روشا هرن است  
 میتوان گفت که لغتی نعل اندر کهن است

راستی اینکه دم مسرور دقای تویدل  
 دوری اندویده اگر دوری دهد دور ده  
 وادر اگر چه همایم به همایون سخنی  
 جز بامدود دل در غی تم نفسزاید  
 سینه می سوزد از آن اشک دردوا من نیست  
 بیکسی های من از صورت عالم در باب  
 حیف باشد که دلم مرده و پرشش تخمینی  
 چشم دارم که فرستی بجواب عزم  
 با هم آمیخته مانند روان بادن است  
 زانکه پیوسته تمام در دل نام وطن است  
 لیک در هر مراطالع ز رخ و زغن است  
 ناله هر چند فغانه دل مرغی تن است  
 به جگر می خسلد آن خار که در پیران است  
 مرده ام بر سر راه و کف خاکم کفن است  
 بهمان پرشش با تیره رجم کس است  
 آن رضانا که از لطف تو مطلب من است

غالب خسته بجان جایی بر آن در داد  
 گر به تن مستکف گوشه بیت الحزن است

(۲۸۸)

به بند پرشش عالم نمی توان افتاد  
 فغان من دلی خلق آب کرد و دردهنود  
 من آن نیم که بتام گفتند در محو  
 در شک غیر بدل خون قتا و ناگزوم  
 هم از تصرف بیجانی نه بخاورد  
 حدیث می پند و چنگ مسیان فریم  
 فرو نیادم از بسکه بخودم بطلب  
 بکوی یار ز پا افتم و کنم فریاد  
 توان شناخت ز بندی که بر زبان افتاد  
 نگفتم که مرا کار با سلطان افتاد  
 خوشم ز بخت که دلداد بدگان افتاد  
 بخون پیم که چه افتاد تا چنان افتاد  
 پناه یوسف اگر راه کاروان افتاد  
 کنون که کار به شیخ منفردان افتاد  
 هزار بار گذارم بر آشیان افتاد  
 بدان دروغ که دانند ناگهان افتاد

شب چه با تو بدخوی خانانی داشت  
بر روز طشت مر از بام آسمان افتاد  
نفس شراره فشانست و نطق خلود  
ز حرف نوی که باز آتشم بجان افتاد

غریبم و تو زبان دانی من در غالب  
به بند پریش عالم نمی توان افتاد

(۱۸۹)

ن چه پیش از عهد چون باور ز عواظم نمی آید  
بوی رانی خوشم لیکن جهان چون می تو ویراست  
ن گذشتم ز آنکه بر زخم دل صد پاره خون گریه  
روش نگست و در سایه دیوار نشسته  
دهای خیر شد و رقی من نفعی بجان کردن  
از آن بدخو دادم چون دبد و لاله در پیدا  
ن براه کعبه اوم نیست شادم کز سبکباری  
دش خواهد که تنها سوختن روی آوند لیکن

بنوعی گفت می آیم که میدادم نمی آید  
اگر باشم به چنین یاد از لب بام نمی آید  
خود او را خنده بر چاک گریه بام نمی آید  
بکوشش رشک بر مهر و خشم نمی آید  
ز نفوس بسکه میرنجد به لب بام نمی آید  
نویدی کز نوازشهای پنهان نمی آید  
بر فتن پانی بر خار و شیشه نمی آید  
فریب همران دادم نهادم نمی آید

لی دبیرم شاعرم ندیدم ندیم شیدا دارم  
شود بر بزم دلی نزهت مهر نپارود که در خواهم  
گر نفتم رحم بر فریاد و فغان نمی آید  
شی کاو از تالیدن زدند نمی آید  
ندارم باره غالب گر سحرگاهش سیرابی  
ببینی مست دانی که شبتانم نمی آید

گر چنین ناز تو آماده یغما ماند  
دل و دینی به بهای تو فرستم حاشا  
هم بسودای تو خد شید پرستم آنکی  
با وجود تو دم از جلوه گری نتوان زد  
شکوه و دوست زدشمن توانم پوشید  
ساز آوازه بدنامی به سز نشاند  
بنده سا که بفرمان خدا راه رود  
به بیاض از افق سر دشی کرد طلوع  
بعد صد شکوه بیک عذر تسلی نشوم

ن در بغل دشنه نهان ساخته غالب اموز

مگز اید که ماتمزه تنه اماند

نیست متقی که با کاهشی از غم نرسد  
دوری درد زودان نشناسی هشداد  
می به زباد کن عرض کاین جو بهر ناب  
خواجده فردوس بمراث تننا دارد  
صله و مزو بسندیش که در پزیش عام  
به زارم خورشیم نیست نامغم عالیت  
نوبت سوختن مایه جهنم نرسد ن  
کز پیدان دل افکار بمرسم نرسد  
پیش این قوم بشورایه زمزم نرسد  
وای گرد و روش نسل به آدم نرسد ن  
لاله از داغ گل از چاک بپشیم نرسد  
باد و گر خود بود از میکرده جم نرسد

هر چه بینی بجهان حلقه زنجیری است  
 هر چه جانیست گر این دانه با هم نرسد  
 فرخالتت بیداد کزین را بگذر  
 بکسان میرسد آنکس که بخود هم نرسد  
 هر کجا دشت شوق تو جرات بارد  
 جز خراشی بجلو گوشه ادم نرسد  
 طوبی فیض تو هر جا گل بار افشاند  
 جز نیسے پیرستش که مریم نرسد  
 سوزد از تاب سویم دم گرم غالب  
 دل گرش تازگی از اشک صادم نرسد

۲۹۲

ن باید ز می هر آینه پر سبز گفته اند  
 آری دروغ مصلحت آمیز گفته اند  
 فصل هم از حکایت شیرین شمر دایم  
 آن قصه شکر که به پرویز گفته اند  
 ن خون ریختن بکوی تو که جاشم است  
 مردم ترا برای چه خونریز گفته اند  
 گویم ز سوز سینم و گوید که این همه  
 تا خود نگشته آتش دل تیز گفته اند  
 نشکفت دل ز باد تو گوئی دروغ بود  
 از نو بهار آنچه به پاییز گفته اند  
 انداخت خار در دهانم از خوانده اند  
 انگشت گرد و فتنه و انگیز گفته اند  
 گفتن سخن ز میسر سامان زیر کیت  
 یاقیس ره زور دی شهید گفته اند  
 تازی بصدر صفایه عجزی بصد شمشیر  
 گراز تو گفته اند زمانیز گفته اند  
 غالب ترا بدیر مسلمان شمرده اند  
 آری دروغ مصلحت آمیز گفته اند

(۲۹۳)

لقاب دارد که آئین رهزنی دارد  
 وفای غیر گش و دشمنیست چه غم  
 چه فوق رهبری آنرا که غار خاریست  
 بدلقربی من گرم بحث سودست  
 بهاده گردوم سیل شاعرم ز فقیه  
 خوشم بزم ناگرم خوش زین غافل  
 نهاشدش سختی کش توان بکاغذ برد  
 بیاورید گرا اینجا بود زباندانے

سبارکست رفیق از چنین یوز غالب  
 ضیای نیر ما چشم روشنی دارد

(۲۹۴)

کسی با من چه در ستور پرستی حرف مین گوید  
 دلم در کعبه از تنگی گرفت آواره خواهم  
 بخشم ناسزا میگوید و از لطف گفتارش  
 شناسد جای غم دل را و خود را در باداند  
 چه خواهم داد از غم در جوابم لب فرو بندد  
 بهم اقتاده هر داند سوی دام صیادی  
 ز بیانی برون اندازد از خوش آستین دورش  
 ز آرزو گفت دامنم گرد صورت آفرین گوید  
 که با من مسعت بجا نهایی همدستین گوید  
 گمان دادم که حرف و دشمنی بعد ازین گوید  
 عجب دارد اگر دلداده خود را چنین گوید  
 دیگر گویم که جان خواهم بدم داد آفرین گوید  
 که حرف ذبح با همراز خوش اندر کین گوید  
 گر جان آنچه دید از دست گریا آستین گوید

دل از پهلویرون آرم جوش جام خود انگارد  
 و گر نختی بر افشانم سیلماش نکلین گوید  
 ن گذارد آنچه برق از خرمن اندوست بگذارد  
 که ترسم چون بچشم کس بطشزم غرشته چین گوید  
 چرا را ندند غالب ازان نکرده روی بلبه  
 که را نر غلبت شده با لگدای را نشین گوید

(۲۹۵)

ن بیدل نشمار دل به بت غالب بوداد  
 گویی مگر آن دل که در زمین بر دیا بوداد  
 ن سختست دل غیر و گراز جنگ نگوئی  
 برگشتن مرغان تو گوید که چه رواداد  
 شامته بین ما تو بودیم که تقدیر  
 ما را سخن غصه و ترا صدی نگویداد  
 ساقی دگرم بود به پیشانه ز مسجد  
 می یک دو قدح بود و فزونی هم بوداد  
 بر خیز که دگر بوی من بر تو حرامست  
 ای آنکه ندانی خبرم زان سر کبوداد  
 ن زمین ساده دلی داد که چنان دیدم خوابم  
 ترسید خود و مشرد مرگم بعد و داد  
 حسن تو ساقی گری آئین نشناسد  
 مست آمد و یکبار دو ساغر زد و سوداد  
 در گلشنم و آرم ازان روی نگویداد  
 در روز غم و خوابم ازان تنهی نخواداد  
 گفتن سخن از بایه غالب ز هر پشت  
 امروز که مستم خبری خوابم از داداد

(۲۹۶)

ن چو زه بقصد نشان بر کمان بجنباند  
 تپد ز رشک و لم تانسان بجنباند  
 دعا کلام و چه دشنام تشنه سخنیتم  
 بجام ماست زبان چنان زبان بجنباند



ز قتل غیر چه خواهد گشت غرض شگفت  
 ز غیر نیست ز حسنست کش چنان بداد  
 بنابر ذوق سماع از تو پیشتر خوانی داشت  
 که رفته از دور زده ان که بیقراری من  
 بخانقچه چه کند تا پریشانی که بباغ  
 سپهر از رخ ناشسته تو خمرش باد  
 هنوز خنجر بی زانکه چهره بود تو  
 نشسته ام بره دوست بجز ز دوست میاد  
 خبر ز حال اسیران بارغ چون نمود  
 هنوز ساخته دادم چه خوش بود غالب  
 که دوست سلسله امتحان بجنباند

(۲۹۷)

پروا اگر از عریده دوش نکردند  
 در تیغ زدن منت بسیار نهانند  
 از تیرگی طسره شیرنگ نظر با  
 دایره دلی با شعله نشان مانند پیری  
 روزی که به می زور و به بی شود خفته  
 گرداغ نهادند و گردو فرو دند  
 غول بخورم از حسن که این گنج روان را  
 اکنون خطری نیست که تا بر نشاند اول  
 امشب چه خطر بود که می نوش نکردند  
 بروند سر از دوش و بکدوش نکردند  
 پروا از دایه صبح بنا گوش نکردند  
 این شمع شب آخر شد خاموش نکردند  
 اندیشه بکار حسود و هوش نکردند  
 نازم که به هنگامه فراموش نکردند  
 در کار نهیدستی آغوش نکردند  
 خود چاه ز خندان ترش پوش نکردند

ن گر خود بقلائی خنذیر تلکلباش  
بر در بزنی آن حلقه که در گوش نکرند  
غالب از تو آن یاده که خود گفت نظیری  
در کاسه مایه سر جوش نکرند

(۲۹۸)

ن بمرگ من کس از من بمرگ من یاد آر  
ن من آن نیم که زمرگم جهان بهم نخورد  
ن بهام دور ز بجوم جهان و پیر بگو  
بسان تار گروسی ز ابل دل در یاب  
طلال خلق و نشاط رقیب در هر حال  
بخود شمار وفاها کی من ز مردم پارس  
چه دید جان من از چشم پد خمار بگو  
ن خودش و ناری من در سیاه شب لغت  
نخ تا ز تو بر من بدان عمل چه گذشت  
ز من پس از دوسه تسلیم یک نگه وانگ  
ن بگری خویشتن آن نقش بی کفن یاد آر  
نشان زاهد و فسر یاد بر همین یاد آر  
بکوی ویرزن از انده مرد و زن یاد آر  
به بند مرثیه جمعی ز ابل فن یاد آر  
غریب خویش پنهان تن یاد آر  
بن حساب جفاها کی خویشتن یاد آر  
چه رفت بر رسم از لطف پر شکن یاد آر  
دم خندان دل در چه ذقن یاد آر  
نخوانده آمدن من در انجمن یاد آر  
ز خود پس از دوسه دشنام یک سخن یاد آر

ن هزار خسته و رنجور در جهان ناری  
یکی ز غالب رنجور خسته تن یاد آر

(۲۹۹)

ن دوشم آهنگ حشاید که آمد در گوش  
ن کاکای خص شعله آواز مؤذن ز نهاد  
ناله از تار روانی که مرا بود بدوش  
از پی گری بهنگامه منه دل بخودش

نمک بر عالم و عابد نتوان کرد که هست  
 نیست جز خوف در آن فرقه اندرز سری  
 جاه نگار و پریشان رود در راه روی  
 بوسه گر خود بود آسان مبر از شاد مست  
 این نشیمن است که طاعت مکن و زهد مورد  
 حاصل آنست ازین جمله نمودن که بهاش  
 من که بودی کف از مزد عبادت خالی  
 گفتم از رنگ به بیرنگی اگر آرام روی  
 جستم از جای ولی هوش و خرد پیشاپیش  
 تا بیزی که بیک دقت در آنجا دیدم  
 خانقاه از درش زهد و ورع قلزم فرد  
 شاید بزم در آن بزم که خلوت گراست  
 بهم خورشید که دوزخ و درخشان گردد  
 رنگها بسته ز بیرنگی و عیدن نه چشم  
 قطره نارینخته از طرب غم و رنگ هزار  
 ن همه محسوس بود ایزد و عالم مقول  
 غالب این زمره آواز نخواهد شنوش

آن یکی بید و تو این دگری بید کوش  
 نیست جز رنگ مرین طائفه ازرق پوش  
 بغریب می و مشوق مشهور هزل هوش  
 پاد و گر خود بود از آن نخر پاد و فردش  
 این نیست است که رسوا شود پاد و سنوش  
 مانده افسان سرایم و توانا ده توش  
 چو درلم گشت توانگر به ره آورد سوش  
 ره و گر چون پیرم گشت ز خود دیده بهوش  
 رفتم از غویش ولی علم و عمل و شادوش  
 پاد و پیوندن امروز و سخن خفتن دوش  
 بزنگاه از آخر بوسه و می چشمه نوش  
 فتنه بر خویش و بر آفاق کشوده افشوش  
 خورده ساقی می و گردیده جهانی مدوش  
 راز با گفته غموشی و شنیدن زنگوش  
 یک غم رنگ سرش بسته و بیست بوش

ن گفتم و شادی نبودم گفیدند آسان درین  
 ن نازم خطر دیدنش آن بهره دل نوزیدنش  
 آه از تنگ پیراهنی کافرون شدنش توامنی  
 ن دانش بی درباخته خود را ز من نشناخته  
 تا پاس از خودیش دمی در گریبان ریختی  
 ن گاهم به پهلوفضه خوشستی لب از حرفت سخن  
 تا خوانده آمد بجهلک بند قیایش بی گره  
 بارش سرنگی دلان کش غمخوژ و بین بکفت  
 می خورده در رستاخیز استاده گشتی سو بسو  
 چون غمخو دیدی در بین گفتی به گلین کت نم

محکم کشید از سادگی مر و صل جهان درین  
 چینی بازی بر حسین دستی بدستان درین  
 تا غوی بودن داد از حیا گریه بران درین  
 رخ در کنارم ساخته از شرم پنهان درین  
 خستی چو رفتی زان پیش گل از گریبان درین  
 گاهم باز و مانده سر سویی از نهدان درین  
 داند و طلب نشو و شر نکشوده عنوان درین  
 وز پس جلوه آری توان کش گمی می چونان درین  
 خود سایه او را از و صد بلخ وستان درین  
 چون رفته تا و کت بگر چون داند پیکان درین

ن بان غالب غلوت نشین می چنان عیشی چنین  
 جاسوس سلطان چو کین مطلوب سلطان درین

ن بسکه بچید بخویش جاوه زمره ایسم  
 شمس چکد غم کراگل شکفتد مزو  
 جور بتان و لکشت محمد اندیشم  
 گوشه دراز را آفت هر روزه ام  
 ن دور فتادم زیار مایه بی دجلام

ره بدرازی دهد عشوه کوتا ایسم  
 شمع شبستانیم با سحر گاهیم  
 چند کسان است شمع تلخو ایسم  
 منزل جانان را قلعه ناگایسم  
 نیست دلم در کنار دیله ربی مایسم

بندۀ دیوانہ ام غفل و ساهی غرض  
آن تن چون بسم خام و انهمه انگیز تن  
عکس قرا عظیم قسم قرا ساهیم ن  
تاچه قرا هم شدست اجرت جاها ایم  
زود زو نگار و زو کبسه شایم  
گر نتواند رسید بخت بهر ایم

غالب نام آورم نام و شاقم پسر  
هم اسد اللهم و هم اسد اللهم

دیدم آن هنگامه بیجا غوغا محشر دهم  
طول روز حشر و تاب مرقوق بود و پس  
تاچه بنم دوزخ و کوثر که من نیز انجین  
دوش بر من عرض کردند آنچه در کونین بود  
از خرابی شد فتنه حاصل خوشم زین اتفاق  
یا و ایامی که در کونین ز بیم پاسبان  
بر سر راهش نشستم بر دوش راهم نبود  
تا که شاه بدو در عنوان شاهجی دیگر گشت  
کو بودم که حرم را ندانم رفتم سوی میر  
سوزم از حرمان می با آنکه آیم در بیعت

هیچ میدانی که غالب چون بنمردم بدر  
من که طبع بلبل و شغل سمند دهم

ن صبح شد خیز که روداد اثر بنایم  
 ن پنبه یکسو نم ازدواج که رخشد چون بود  
 خوشتر با دگر اگر نگه داشت بزد  
 حد من نیست که بنامش آری از دود  
 ن می کند نازگمان کرده که خط بدید  
 آتش افروخته و خلق بحیرت نگران  
 ن چمن بمشراثر سجده ز سها جویند  
 دلربایان بزدان بگردم گذرد  
 بر دم پنج یسار تو زخم با گشت حشر

غالب این لب بگل مهر و رضا جونی تست

تو خسریدار گم باش گهر بنایم

ن با پیری شیوه غزالان ز مردم بمشان (۳۰۳)  
 ن کافر اند جهان جوی که هرگز نبود  
 آشکارا کش و بدنام و نکونامی جوی  
 ن رشک بر تشنه تها و وادی دارم  
 بگذر از خسته دلائی که ندانی به شداد  
 دایم خون گری این چاره گر نام گویی  
 دل مردم بزم طره غم در غم شان  
 طره حور و دلاویز تر از پریم شان  
 آه ازین طاعت و انکس که بود محرم شان  
 ز بر آسود دلاان حرم و زرم شان  
 خستگانند که داری ممداری غم شان  
 آتش است آتش اگر بید و گرم شان

ای که اندی سخن از نکته سرایان عجم      چه بمانست بسیار نمی از کم شان  
 هند را خوش نداشتد سخنور که بود      باد و غلوت شان حکفشان از دم شان  
 مومن و سیر و صهبائی و علوی و انگاه      حسرتی شرف آرزو ده بود عظم شان  
 غالب سوخته جان گر چه نیر زو به شمار  
 هست در بزم سخن همنفس و همدم شان

۳۰۵

چون شمع رود شب شب و در میان      زین گوزن که روز بسرفت گریان  
 آذر پرستیم و رخ از شعله نستایم      ای خدایند بی خود ازین راه گدایان  
 در عشق تو ضرب الفل را هر دایم      بگذار بره غفته و از همیشه مبرمان  
 از بخردی کوی ترا غلظت مردیم      چونست که در کوی توره غیت دگرمان  
 مستیم بیاق زن و لب بر لب ما      عاشا که بود تفرق لب ز شکرمان  
 طول شب بجزان بود اندر حق باخا      از همنفسان کس نشناسد به حیران  
 بی وجه می آشفته و خواریم بدما      در میکه ازمانتا نشند اگرمان  
 از ارزش مانی همزان ماند شکفته      در بند غم انداخته گردون بهنرمان  
 چون تازگی حوصله خوش نمائد      و اندک بود تال با سید اثرمان  
 ن غالب چه زیان تال اگر گرموی کرد  
 سوزی بدل اندر دوداخی بجگرمان

۳۰۶

بجی دارم از اهل دل رم گرفته      بشوخی دل از خوشیتم بهم گرفته

ن ز سفاک گفتن چو گل بر شکفت  
 رگ حمزه از نیش مرغان کشود  
 بر خساره عرض گلستان رفته  
 فزون خوانده و کار بیستی نموده  
 ز تازر ادا تن به سحر داده  
 دمش رخنه در زهدیوسف فلکند  
 گنگی طعنه بر لمن مطرب سروده  
 ن به بیداد صد کشت بر هم نهاده  
 ن بر دیش ز گرمی نگتاب خورده  
 نیارد زن و بچه یاد هرگز  
 درین شیشه خود را مسلم گرفته  
 سرفتنه در زلف پر خم گرفته  
 به جنگاسه عرض جنم گرفته  
 پیری بوده و خاتم از بزم گرفته  
 بشرم و حیا رخ ز محرم گرفته  
 غمش گندم از دست آدم گرفته  
 کسی خورده بر لطفی همدم گرفته  
 باز به صد گرد ماتم گرفته  
 بکوبش بر فتن صبادم گرفته  
 مگر خوی خاقان اعظم گرفته

ظفر کز دم اوست در نکتة سبخی  
 که غالب با دانه عالم گرفته

(۳۰۷)

ن شاه با بزم جشن چو شاهان شراب خما  
 ن بزم بهشت با و خلاست بهشت  
 تو پادشاه عهدی و بخت تو نوجوان  
 در روزهای فرخ و شمای و لغزو  
 در خور نباشد ارمی گلگون بیج رو  
 خون حسود در دم شادی شراب گیر  
 زرب حساب بخش مقدح حساب خواه  
 گریاز پس رود به از سن جواب خواه  
 بر خود ز عمر سراج نشاط از شباب خواه  
 صبا برو زابر و شب مایه تاب خواه  
 شربت بجام سل ز قند و گلاب خواه  
 چمن با و این بو دل شمن کباب خواه



گل بوی و شعر گوی گریه پاش مشاویش  
 خون سیاه تافه آهوی چسب بودید  
 خواش ازین گردن پر پهره تنگ نیست  
 از راز با حکایت فوقی نگاه گوی  
 هر چند خواستن در سزاوارشان گشت  
 در تنگنای غنچه کشایش ز بار جوئی  
 در برگ ساز گوی نشاط از بهادر  
 از شمع طور خلوت خود را چراغ  
 از آسمان نشین خود را بساط ساز  
 در حق خود دعا می مراستجابان

مستی نه بانگ ببط و چنگ در باب خواه  
 از طلقی زلف بتان شک تاب خواه  
 از چشم غمزه و ز لکن طره تاب خواه  
 از کار با کشایش بس در نقاب خواه  
 قوت ز طالع و نظر از آفتاب خواه  
 در جو بهار باغ روانی ز آب خواه  
 در بندل محمودیت خویش از صاب خواه  
 از زلف خود خمیره بخور اطناب خواه  
 از ماه تو جنبیت خود را رکاب خواه  
 در باره من از کعب خود فتح باب خواه

غالب قصیده را بشمار غزل در آور  
 و ز شش برین غزل رقم انتخاب خواه

(۳۰۸)

گردنواها سرودنی چه غمتی  
 رنگ نمودن نبرد آینه کلفت  
 گر غم دل بودی که تا دم مردن  
 بخت خود را بودی که تا بقیامت  
 تی به سخن مزدنی ستایش اگر من

مسک نیم گریه می چه غمتی  
 گر به صورت درودی چه غمتی  
 هم بخود از خود فرودی چه غمتی  
 بیخبر از خود غنودی چه غمتی  
 کشت کدور درودی چه غمتی

نیست مشای غمیم جوی اگر من  
 چون درد دعوای توان بر فروکشودن  
 چون دل یاران توان بزل ببدن  
 گر به مثل لال گشتی که سنبه  
 گر به سخن مست گشتی که بهستی  
 ن حیث ز غمیبی که دور رفت و گرد  
 ن آه ز داود و کان ساهد و گرد  
 قافیه غالب چون نیست پرس و غم  
 گرم فرسنگ بود می چه غمتی

(۳۰۹)

ن ای که گفتی ندیدی داد و دل آری ندیدی  
 چشمه نوش بهمان ترا و دزدانی  
 ن ماه و خورشید درین دایره بیکار نیند  
 ن پای را خضر قدم سخی کوئی نشوی  
 ن سر بر او دم شمشیر جویانی نشی  
 ن سینه را خسته انداز فتانی نکنی  
 خون بدوق غم بدوان نشامی نخوی  
 آخر کار نه پیدا است که در تن نشود  
 ن حیث گرتن به سگان سر کوئی نرسد  
 تا چون دل معان شیوه نگاری ندیدی  
 کش نگیری و در اندیشه فشاری ندیدی  
 تو که باشی که خود زحمت کاری ندیدی  
 دوش را قدر گرانگی باری ندیدی  
 تن بر بند غم فتراک سواری ندیدی  
 دیده را مانش بیداد غباری ندیدی  
 دین بهر حق الفت مگواری ندیدی  
 گفت غمی که بدین نیست داری ندیدی  
 دای گریان بسر را بگذاری ندیدی

رهبران اجل از دست تو ناگاه برند      نقد هوشی که بسوای بهاری ندهی  
 بجم طره حوران بهشت آویزند      ناز پرورده ولی را که بهیاری ندهی  
 گر تنزل نمود ابر بهاری غالب  
 که در افشانی وز افشاند و شماری ندهی

# غالب آتش بیان

غزلیات

از ۱۸۴۵م/۱۲۶۱ هـ تا ۱۸۶۰م/۱۲۷۷ هـ

ن	آری کلام حق بزبان محمد است	ن	حق جلوه گز طریقه بیان محمد است
ن	شان حق انکار دشان محمد است	ن	آئینه دایره پر تو هر است ماه تاب
ن	اما کشایان ز کلام محمد است	ن	تیر قضا هر آینه در ترکش حق است
ن	خود آنچه حق است آن محمد است	ن	دانی اگر به مسمی لولاک و ارسسی
ن	سوگند کردگار جهان محمد است	ن	هر کس قسم بد آنچه عزیز است می خورد
ن	کاینجا سخن سروده ان محمد است	ن	واعظ حدیث سایه طوبی فرو گذا
ن	کان نیمه جنبش زبان محمد است	ن	بنگردد نیمه گشتن ما و تمام را
ن	آن نیز نامور نشان محمد است	ن	در خود ز نقش مهر نبوت سخن رود

ن غالب شای خواجده بر یزدان گذاشتم  
 کان ذات پاک مرتبه دای محمد است

(۳۱۱)

دل بر دوش حق است کرد بر تر خوان گفت  
 در دلم گش ناصح و خیر تر خوان بود  
 رخسار سعاد گردن تر خوان بست  
 آن پیوست دهد باده و ساقی تو خوان بخند  
 آن از حوصله یاری مطلب صانع تیز است  
 آن بشکامه سواد چو زنی دم ز قلم  
 آن در گرم روی سایه و سر چشمه خرم  
 آن آن ماز که رسید نهانست در وعظ  
 بیداد تو ان دید و سگر تر خوان گفت  
 در بزم گش باه و ساغر تر خوان گفت  
 زین بندگی یاره و پرگز تر خوان گفت  
 همواره ترا شد بخت آفر تر خوان گفت  
 پدوان شوی خواجه سمنده تر خوان گفت  
 گر خود ستمی رفت به شتر تر خوان گفت  
 با ما سخن از طرب و کوثر تر خوان گفت  
 بر دیار تو ان گفت به منبر تر خوان گفت

آن کاری جب افتاد بدین شایسته مارا  
 مومن بنمود غالب و کافر تر خوان گفت

(۳۱۲)

آن نشاط مستویان از شراب بخاؤت  
 آن بهام و آینه حریف جم و سکندویت  
 فریب سخن بجان پیشکش انیسر توایم  
 آن هم از سلاطنت ایگه در جهان مارا  
 آن سپهر را تو بتاراج ماگماشته  
 مرا چه جرم اگر اندیش آسان پیاست  
 کمان ز چرخ و خدنگ بلا و پر ز قضا  
 فنون با بلیان فعلی از فسادت  
 که هر چه رفت بهر محمد زادت  
 اگر خطبت و در خال ام و دوات  
 قدم به جنگه و سر بر آستانه  
 نه هر چه دزد ز ما برد و در غزات  
 نه تیز گامی ترسن ز تازیانه  
 خدنگ مدد این میدان نشاؤت

پس بجود تو فرض است آفرینش را  
درین فریضه رو گیتی جهان نوکاده تست  
ترای که مجوسن گستران پیشینی  
بساش منکر غالب در زمانه تست

(۲۱۳)

خوبان ده آن کنند که گس از بیان رسد	دل برود تا در چله زان دستان رسد
دارد خبر دلخ و من از سادگی هنوز	بنجم همی که دوست مگر ناگهان رسد
مقصود ماند بر حرم جز حبیب نیست	هر جا کنیم سجده ببلک آستان رسد
ویدی کشان بیکله در هم قناده اند	تا زم بخوارنی که من زین میان رسد
گم شد نشان من چو رسیدم به کج در	مانند آن صدا که بگوش گران رسد
در دام به روان نیفتدم مگر قفس	چندان کنی بلند که تا آشیان رسد
راهی که نامست همانا دایمست	خونی خودم که چون غم صبح رسد
رفتم سوی می و مژده اندر جگر غلید	زان پیشتر که سینه نوک نشان رسد
تیر نخست را غلط انداز گفته ام	ای دای گردن تیر در بر نشان رسد
امید غلب نیست به کیش نشان آبی	می گریه جز به دست غلامان رسد
خوادم داخشان که در خزانه وصال	باور کنم اگر همه از آسمان رسد
صاحبقران ثانی اگر در جهان نماند	گفتار من به ثانی صاحبقران رسد

همچون نیست تاب برق تحسلی کلیم را  
کی در سخن به غالب آتش بیان رسد

۳۱۳

ن بتان شهر ستم پیشه شهریارانند  
 برمد دل بادانی که کس گمان نبرد  
 بهنگ تاچه بود خوی دلبران کاین قوم  
 ن نذر مرغ و گشت شناسندی صد یقه و مرغ  
 ن زو حد گذشته پشیمان و بهر دفع ملال  
 نرودی خوی و منش نو دیده آتش  
 تو سر مرده چینی فرتق در نورد و دم در کش  
 نذید و داد مزین حروف خود سالانند  
 که در ستم بدش آموز روزگار اند  
 فغان ز پیوه نشینان که پرده دار اند  
 در آهشتی ننگ زخم و لغو راند  
 ز بهر باوه هوا خواه باد و بارانند  
 امید و آبر برگ امیدوارانند  
 بدنگ بوی جگر گزشت بهمارانند  
 بسین که سحرنگان میا بهکارانند  
 بگرد راه منه چشم نی سوارانند

ز چشم زخم بدین حیل کی رهی غالب  
 دگر مگر که چون در جهان هزارانند

۳۱۵

ن دلستانان بملند چه جفا نیز کنند  
 چون بسیند بترسند و دیر زندان گویند  
 ن غصه تا جان ندهد و عذوبه دارد بسیند  
 محون ناکامی سی ساله بد خواهد بود  
 ن اندران روز که پریش بود از هر چه گشت  
 ن از درختان مخزان دیده با شرم کارینا  
 ن ادواتی که مکرند جفا نیز کنند  
 دم خود نیست که بر حال گمانیز کنند  
 عشوه خواهند که کار خفای نیز کنند  
 مهر با ما اگر از بس خفا نیز کنند  
 کاش با ما سخن از محبت مانیز کنند  
 ناز بر تازگی برگ و روانیز کنند  
 گفت کار بهنگام روا نیز کنند



نشوی رنج زندان بجهی این قوم      نفس باد سحر خالیه سانسز کنند  
گفته باشی که ما خواہش دیدار خطا      این خطایست که در دو جزو نیز کنند  
ن      خلق غالب نگرود شد سعدی که سرود  
نعم رویان جفا پیشه وفا نیز کنند

۳۱۶

چاک از جیہم بدامن میرود      تا چہ بر چاک از گریبان میرود ن  
جو ہر طبعم درخشان است لیک      روزم اندر ابر پنسان میرود ن  
گر بود شکل مرج ای دل کہ کار      چون رود از دست آسان میرود  
جز سخن کفری و ایمانی کہاست      خود سخن در کفر و ایمان میرود  
ہر شبی رامشای در خورست      بوی پیراہن بہ کنعان میرود  
آید و الفوق نشانم کہیست      تارود پسنداشتی جان میرود  
میرد اما نہ یک جہای برو      می رود اما پریشان میرود  
ہر کہ بیند در راہش گوید ہی      قبلہ آتش پرستان میرود  
اول ماہست و از شرم تو ماہ      آخر شب از شبستان میرود  
بگذرد دشمن دش سخت سخت      آبروی تیسہ پیکان میرود ن  
ن      کیست تا گوید بدان ایمان نشین  
انچہ بر غالب ز دربان میرود

۳۱۷

از رخک کردہ آہنچہ بن روزگار کرد      درختگی نشاط مراد غوار کرد ن

چون دیدگان زنانه همان آشکار کرد  
 باید بدین حساب زینکان شمار کرد  
 و آنخود درینج که ندان چه کار کرد  
 بنید مرا گستن بست استوار کرد  
 شادم به روشنائی شمع مزار کرد  
 افراط فوق دست مرا عیشه دار کرد  
 نتوان فروزن ز حوصله جبر اختیار کرد  
 نویدم دگر تو ایستد مایه کار کرد

درد دل نمی زنیش من کینه داشت چرخ  
 ن بد کرد چون پهر من گرچه من بدم  
 ن نظر گشت مهر و کشتی شکست موج  
 از بسکه در کشاکش از کار رفت دست  
 ن عمری به تیرگی بسر آورده ام کبرگ  
 نامه بر ظم من نند از دست من بجاگ  
 کوه نظر حکیم که گفتی بر آینه  
 ن نویدی از تو نکرد تو را منی نه بکفر

غالب که چرخ را به نوا داشت در سماع  
 امشب غزل سرود و مرا بیقرار کرد

(۳۱۸)

خو غای شینوفنی بر بسنگ فروش آورد  
 دل خون کن مانع من داد و سینه بخوش آورد  
 شمس که خوابد شد از باد فروش آورد  
 از شهر بسوی من سرچشمه فروش آورد  
 می گرید سلطان از باده فروش آورد  
 در شره بسوی من شد بردار و بدوش آورد  
 آن درده چشم انگن این از پی گوش آورد

ن ای فوق نوا منی بازم بخروش آورد  
 ن گر خود نبسد از سر از دیده فرو بادم  
 بان بسدم فرزانه دانی ره دیوانه  
 شورایه این وادی تمسک تا اگر رادی  
 و اتم که ندی داری هر جا گذری داری  
 گر من به کدو ریزد بر کف خود را بی شو  
 ریحان دماز میتا را مثل چکد از قلعش

گماهی بیبکدستی از باد و زخمی شمشیر  
گماهی بر پیوستی از نغمه بهوش آوردن  
ن غالب که بقایش باد و مپای تو گزاید  
باری عزیزی فروی زان سوی پرورش آورد

(۳۱۹)

بیانیاغ و نقاب رخ چمن برکش	دل عدونه اگر خون شود در آذکش
بیاد مستطیر بام فلک کشین ساز	بیاد و شاد کام دو کون در برکش
سمن بحیب غشا از لولای مطرب میرز	سحق بروی هوا از بخود عمر کش
نیم طرز خسرام تو در نظر دارد	تو طیلان دوش را طراز دیگر کش
هزار آینه تاز در مقابل نه	هزار نقش دل افروز در برابر کش
اگر بیاده گرائی قدح ز زنگس خواه	وگر به سوز زغنم برشته گد برکش
به لاله گوی که بان بستن قلع داده	بر رخ گوی که چن خسری تو برکش
بدان تراد که مسروع نیست مستی کن	از ان شراب که نبود حرام ساغر کش
مذاق مشرب فقیر محمدی داری	می مشاهده حق فروش دم در کش
بسر فرازی بخت جرای بخهش ببال	بروی چرخ ز طرف کلاه خنجر کش
نشاط و زو گهر پاش مشاوانی کن	جهان ستان و فکر کشای و فکر کش
ترا که گفت که منت کشی ز چرخ نبود	بقدر کام دل خویشتن ز اختر کش
ز نقش بندگی خویش در خود مندی	رقم به نامیه دالی و دیگر کش
ز فر فرخی بخت در جسا نداری	علم بر سر حد فرمان دواي غادر کش

پس بدین تو خرم بدر خواهم گفت  
بگیر غالب دل خسته را در برکش

(۳۲۰)

ن رفت بر آنچسب خود را خواستیم	وایه از سلطان بغوغا خواستیم
دیگران شستند دشت غمیش و ما	ترشی دامن دریا خواستیم
دانش و گنجینه پنداری یکیت	حق نهان را دانچه پیدا خواستیم
چون بخواهش کار را کردند راست	خویش را سر مست را خواستیم
غافل از توفیق طاعت گان عطا	مزد کار از کار نسیب خواستیم
گر گنهگاریم و اعط گوهری	خواجہ را در روضہ تنها خواستیم
بیند چون تنگست پر خمن بود دل	دیدہ خونابه پالا خواستیم
ن رفت و باز آمد ہما در دام ما	باز سر دادیم و عنقا خواستیم
ن ہم بخواہش قطع خواہش خواستند	عذر خواہشهای بیجا خواستیم

قطع خواہش از ما صورت نداشت  
ہمت از غالب ہسانا خواستیم

(۳۲۱)

ن سر شک افشانی چشم ترش بین	شہ خوبان گنج گوہرش بین
ن ادای دلستانی رفتہ از یاد	ہوای جانفشانی در سرش بین
ن بدشت آودہ رو نیست گری	دراودہ در گدایان درش بین
ن صفای تن فزون تر کردہ صوا	دل اندیشہ ازین درش بین

بجایانده عتاب و خمره و تاز  
 رقیب از کچه گردی اکبر و یافت  
 زن آئین غزازی پسندید  
 گذشت آن کز غم ما بنجر بود  
 مر ز کرده کابش پیکرش را  
 چکد در سجده خون از چشم مستش  
 گراز غم بر لبش جا کرد غم نیست  
 خداوندش بخون ما گیسو

متاع ناروای کشورش بین  
 بکری دوست دشمن میرش بین  
 بشبها جای من بر بسترش بین  
 بخویش از خویش بپایه ترش بین  
 بچشم کم جان مر پیکرش بین  
 گدازشای نفس کافرش بین  
 ز جان تن لب جان پرورش بین  
 به بیتابی مگر بر خنجرش بین

برسم چاه جوی پیش غالب  
 شکایت بچ چرخ و آخرش بین

(۱۳۳)

دلمه در سینه آسودگان نه  
 ای صیقل شکستن آئین تانه نیست  
 بیل بگوشه قفس از خصلی منال  
 و غم زنا کسی که تیسدا شتی  
 گویی یکمیت پیش تو بود و منوین  
 آخر نموده ایم و ما اول خدا پرست  
 با خویش در شمار جفا بدم منی  
 دانسته که عاشق زارم گدغیم

ای دل بدین که خمره شادمان نه  
 خود را ز ما بگیر اگر خون نشان نه  
 چون من به بند غار دوش آشیان نه  
 و بنجیده ز غیر و بمن مهران نه  
 با من نشسته و ز من سرگران نه  
 با ما ز سادگیست اگر بدگمان نه  
 با غیر در حلیب و قافا هم زبان نه  
 و انم که شاد می شده گیتیستان نه

ن لازم تون تو بخت خود و رقیب      یا او چنین نبودی و یا ما چنان نه  
 یا نه صیبت کار تو بخت جگر نه      و دول چراست جایی ترسوزندان نه  
 غالب ز بودت که تنگست بر تو دهر  
 بر خویشتن ببال اگر در میان نه

(۳۳۳)

ن بردست و پای بند گرافی نهاده      نازم به بندگی که نشانی نهاده  
 ایمن نیم زمرگ اگر ستام زبند      دل و دزدان و کس به کانی نهاده  
 گوهر ز بحر خیزد و معنی ز فکر ژرف      بر ما خراج طبع روا فی نهاده  
 ن تا در آئید عمر به پندار بگنجد      از لطفت در حیات نشانی نهاده  
 ن تا خسته بلا نبودی گریزگاه      در مرگ احتمال امانی نهاده  
 راست گردی بجای شکسته      دوست گرمی بستانی نهاده  
 دوزخ بد اخ سینه گدازی نهفته      قلم بچشم اشک نشانی نهاده  
 ن بر هر دلی فنون نشانی دمیده      بر هر تنی سپاس روا فی نهاده  
 هر دیده را در می بخیاالی کشوده      هر فرقه را دلی بگمانی نهاده

ن غالب ز غصه مرد هانا خبر نداشت

کامد خرابه گنج نهانی نهاده

# چشمه آب حیات

غزلیات

۱۲۸۶م / ۱۳۷۷هـ تا اواسط سال ۱۲۸۷م / ۱۳۸۴هـ

(۳۲۴)

ای خدایتو بخردمند و جهان داور دانا  
 ای برقرار و بیدار و زیبای و خوبی  
 به ادا پایه فرایا بتظر عقد و کشایا  
 به نگه خسته نوازا بسن بدله طرازا  
 شه نشین کلب علیخان که تویی یوسف ثانی  
 و انم از حال و تالم خبری داشته باشی  
 دشمنم چرخ تو بینی و نسوزی بلباش  
 جانشین تو کند نام ترا زنده بگیتی  
 غالب از غم چه خردستی بتوزیاست خوشی  
 وی به نیروی خسرو در همه کردار توانا  
 سرو تو خاسته آسمان به ناکاسته مانا  
 بکرم ابر عطایا به غضب برق سنانا  
 به قلم غالیه سایا به نفس عطر فشانا  
 نبوده نانی و بهتای تو در دهر بهمانا  
 سر زشت ازلی گرچه ندارد خط خوانا  
 به عدد و صاعقه ریذا به محب فیض سنانا  
 باد فردوس برین جای تو فردوس مکلانا  
 با کریم همه دان هیچ گونیچسمدانا

(۳۲۵)

جز دفع غم نباده نبود دست کام ما  
 ده خلوتش گداز نبود باد را مگر  
 ای باد صبح عطری از آن پیرین بیار  
 بر بار دانه بهر ما انگنیم و مورد  
 گفتی چو حال دل شنود مهربان شود  
 از ما به پیام و هم از ما به اسلام  
 غالب به قول حضرت حافظ ز فیض عشق  
 گویی چراغ مدد رسیده است جام ما  
 صرصر بخاک راه رساند پیام ما  
 تسکین ز بوی گل نه پذیرد مشام ما  
 آید بدام و دانه رباید ز دام ما  
 مشکل که پیش و دست توان برد نام ما  
 رنج دلی مباد پیام و سلام ما  
 ثبت است بر جسدیده عالم دوم ما

در این بیت «دوم» (دوم) به معنی «دوم» است.



منع ز صبا چرا باد و روان پرد است  
 پر تو مهر و مراد است تو ز چشم اندون  
 عهد جوانی گذشت تو به نکردم هنوز  
 ای چمن آویخته پاره از حبای گرد  
 هند به هنگام دی خوش بود آب هوش  
 ای که ز نظاره حسن بستان مانعی  
 خسته یار خودم باغ و بهار خودم  
 صبح رسید از هوا مرغ بهایون بها  
 گفتم اگر خوش کنی در کنی حرف من  
 در بسوی جاوید میروی بسته رو  
 نامه من سوی دوست خایجان فلان بر  
 خود ز کف نامه بر نامه ستاند بهیچ  
 بر بیارش بخوان بحر و نشاندان  
 آن شه خوبان چرا نازد افسر کشد  
 نامه که بے نام دوست طایری بال و پر  
 مدح چنین شه نشان سهل شمار و همی  
 خود که از فرخی بر سر او افسر است  
 شعری مدح دوست شادمانی زیور است  
 غالب و حشی نگرش چه هوا در سر است

خوشم که چرخ بکوی تو ام ز پا انداخت  
 که هم ز من پی من خلد را بنا انداخت  
 چون نقش پا به افتاد گیت هستی من  
 ز آسمان گد نمود اگر مرا انداخت

سواد و سایه جهان صورت گلیم گرفت  
 ز رنق خورشید جهان بر خورم که دامن قضا  
 بعز و ناز منم دل که افتد آغوش کار  
 بطعن بی اثر بهای ناله مارا گشت  
 صیغش پیش نگاه و نگاه کز لکب نیز  
 اگر نه لطف شب و دل کاستن میخواست  
 منم که با جگر گشته می نور دم راه  
 فغان ز غفلت غالب که کارش از سستی  
 ز دست رفته و داند که با خدا انداخت

هم انا الله خوان درختی را بگفتار آورد  
 یکدنداری که ناچار است گزونی دروش  
 نکته داریم و با یاران همگوئیم فاشش  
 دانه با چون ریزد از شمع تاری پیش نیست  
 جذب شوقش بین که در جنگام بر تختن زید  
 آن کند قطع بیابان این نگاهد مغسره  
 آه مارا بین که تار و زول شمشیر خبر  
 زود ما حیف است گوزن و لیامیل باش

نیمت چون در شلقش جز ذکر شایه حرف و دو  
 شایه بی باید که غالب را بگفتار آورد

۳۲۹

یرو برو که از ان سوبیا بیا گویند  
خود اهل شرع دین داری چرا گویند  
حدیث جلوه که و موسی و عصا گویند  
که نام حق نه برند و همین انا گویند  
جز آن صفات که از ذات کبریا گویند  
بغیر بی مزه و اگور با که وا گویند  
چنان عطیه حق را گناه ما گویند  
به اهل راز چنین گوی تا بجا گویند  
اگر به چشم گزاید و تا مزا گویند  
به پیش خلق حکایت زکیما گویند  
اگر نه نیک شمارند بد چرا گویند  
بس است بخت توئی را که پارسا گویند  
از ان گذشت که در دیش وینو گویند

بمقصدی که مر آن راه خدا گویند  
کیک یانی نه دارد چگوننه راه رود  
ز بهر نخل انا الله گوی نا آگاه  
مگر حق نه بود مشرق حق پرستان را  
ز قول شان نمود دل نشین اهل نظر  
نخوانده در کتب و نا شنیده از قصه  
دم از وجودک زینت زدند بخیران  
بلی گناه بود دھوی دھود ز ما  
وگر ملاحتیا ز چپ زهره پاسخ  
نکرده زرس خود را و بهر عرض فریب  
کسانکه دھوی نیکی همی گفتند مرا  
صح صدر که یانی خطاب مولانا  
بگویی مرده که در دهر کار غالب زار

۳۳۰

دو بهی پروا ویزوان نیز هم  
آنکه دانش داد و ایمان نیز هم  
فارغم از رنگ حرمان نیز هم  
نیست باقی ذوق حسیان نیز هم  
ای دژم زخم و نمکدان نیز هم

دردنا ساز است و درمان نیز هم  
اجر ایمان سود دانش گویند  
شده ز بزم گر براند غم که است  
طاعت می نگزد اندر غم  
عشق و آنکه استعارات دروغ

من که هر دم بی اجل میرم بمی      میتوانم زیست بجهان نیکدم  
 رفته است از دل نشاط بزم و بیاغ      وای هوای ابر و باران نیکدم  
 خامشی تنها ز جهان را می گردد      این توایمی پریشان نیکدم  
 آنکه پندارند حافظ بوده است  
 غالب آشفته بود آن نیکدم

۲۳۱

آسمان بلند را میسم      ابر کجی پرند را میسم  
 می فریبد مرا بسیار بچه      دل زار و نثرند را میسم  
 شوری اشک در نظر خوار است      مخفی زهر خند را میسم  
 شمع مدح حضرت اعلی است      سخن دلپسند را میسم  
 سرهاش نشسته بر من است      خاک پای سمند را میسم  
 ره نشین دیم زهی کتو قیصر      طالع ارجمند را میسم  
 جذب القوت بسوی دی کشدم      این نو آئین کنند را میسم  
 میکند رخته در جگر غم بجر      این جگر در کنند را میسم  
 شاعر مثنوی ظریف و شریف      این اضافات چند را میسم  
 وای بید ز حضرت اعلی  
 غالب مستمند را میسم

۲۳۲

بد من عاشق و اتم تنه تا با یا هو      ناظر حسن صفاتم تنه تا با یا هو

موسی و صحر تا شای تجلی بر طور  
 شر آتش رخسده عشقم که یکی است  
 ظلمت کفر بین روشنی طبع نگر  
 فنی تحریر من نازد و من فارغ از آن  
 بر در دوست صمی بیده نالم که مباد  
 پرورش جز به خورش نیست همانا لائق  
 مجرم عالم ارواح و پیاداشن عمل  
 بکعبه بر مغفرت دست خبر طاعت خویش  
 چشم دارم که بره روی دهد یخو دیخی  
 من نه در بند جاتم تنه نایا یاصو  
 دم میلاد و وفاتم تنه نایا یاصو  
 چشمه آب جیاتم تنه نایا یاصو  
 مرجع ملک و دواتم تنه نایا یاصو  
 رنج از صبر و ثباتم تنه نایا یاصو  
 بر جگر داده بر تنم تنه نایا یاصو  
 خسته قید جیاتم تنه نایا یاصو  
 تارک صوم و صلواتم تنه نایا یاصو  
 جز بدین نیست نجاتم تنه نایا یاصو  
 غالبم تنه نقاب شایم چون حافظ  
 مایل کشایخ نباتم تنه نایا یاصو

۳۳۳

از جسم بجهان نقاب تاکي  
 این گوهر پر فروغ یارب  
 این ماهر و مساک قدس  
 بیانی برق جز دمی نیست  
 جان در طلب نجات تا چند  
 پرکش ز تو بیجواب باید  
 این گنج دریغ خواب تاکي  
 آلوده خاک و آب تاکي  
 و مانند خورد و خواب تاکي  
 ما دین همه اضطراب تاکي  
 دل در تعب عتاب تاکي  
 غمهای مرا حساب تاکي  
 غائب به چنین کشش دهد  
 یا حضرت بو تراب تاکي

# والیہ حسین نوا غزل

بین اداسط سال ۱۸۶۷ء تا ۱۸۶۸ء و اوائل سال ۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۰ء

۳۳۶

عجب که خزده دبان روی سوی ما آرند  
 نزدستان نبود خوشنما درین پستگاه  
 زغم چنان شده ام مضطرب که اعدا را  
 نه روی خراستین از حق بود جز آلمان را  
 نه بیرحمی خدا کار را روان گردد  
 مانند ساز مرا بیچ نفیسم بمنفسان  
 کدام خزده که آرند و از کعب آرند  
 که دایره بهر گدای شکسته پا آرند  
 مزد که گنج گهر بهر دونه آرد  
 که بنده دار جمعی طاعتش بحب آرد  
 سپهر و انجم اگر ساز مدعا آرند  
 جز آنکه بر شکندش چو در نوا آرند

نصرت عیبر در خواهد از خدا غالب  
 اگر نوید پذیرائی دعا آرند

## فروغ غزل

(۱)

تا زدم آن نقشه که در دشت به خجاری قیس  
یابی از تاقه فروغ آید و تحمل برود

(۲)

دو روز دیر کن ای مرگ خالصانه  
مگر به من رسد آن دایه که در راه است

(۳)

عبودیت نه کند اقتصادی خواهش کار  
دعا بصیغه امر است و امری ادبیت

(۴)

گفتنی نیست که بر غالب ناکام هر وقت  
میتوان گفت که این بنده خداوند است

(۵)

بو که بهنجار نو زخم زتاب آوری  
کن فیسکونی دگر بر سر کار آوری



انفیل نسخ



[illegible]



[illegible]



[illegible]





[illegible]

[illegible]



۱۳۴۵

فوقی

ایده پست ها

فرد

بیت انسانی

گنجینه

ملاحظه

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

بیت

۱۳۴۴

۱۳۴۵

۱۳۴۶

۱۳۴۷

۱۳۴۸

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۴۵

۱۳۴۶

۱۳۴۷

۱۳۴۸

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۴۶

۱۳۴۷

۱۳۴۸

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۴۷

۱۳۴۸

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۴۸

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۵۶

۱۳۴۹

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۵۶

۱۳۵۷

۱۳۵۰

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۵۶

۱۳۵۷

۱۳۵۸

۱۳۵۱

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۵۶

۱۳۵۷

۱۳۵۸

۱۳۵۹

۱۳۶۰

۱۳۶۱

۱۳۶۲

۱۳۶۳

۱۳۶۴

۱۳۶۵

۱۳۶۶

۱۳۶۷

۱۳۶۸

۱۳۶۹

۱۳۷۰

۱۳۷۱

۱۳۷۲

۱۳۷۳

۱۳۷۴

۱۳۷۵

۱۳۷۶

۱۳۷۷



شماره پروانه	تاریخ	محل	نوع	ملاحظات
۱۰۰۰۰	۱۳۰۰	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۱	۱۳۰۱	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۲	۱۳۰۲	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۳	۱۳۰۳	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۴	۱۳۰۴	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۵	۱۳۰۵	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۶	۱۳۰۶	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۷	۱۳۰۷	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۸	۱۳۰۸	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۰۹	۱۳۰۹	تهران	کتابخانه	کتابخانه
۱۰۰۱۰	۱۳۱۰	تهران	کتابخانه	کتابخانه

# اشاراتِ غالب

۷-۴۱۵-۵۰۳-۴

## مغز غزل شعر علامت

## اشادات غالب

- پ: اشاره بقاییک دوست بعد از خرابی بهر متغیر حال شده باشد ۱۱۰۴۰۳
- پ: اظهار نسبت ارادت پرورش انتقام ۲۰۱۱۰۹
- پ: طلب تفقد بذر یعد بختایش بر طبع خام ۴۰۱۱۰۹
- پ: آزارش بر نسبت تعارف اگر چه دوست نخواهد باشد ۴۰۱۲۰۱۰
- پ: در غم و بیان گدازد و در گدازت پیشگی دوست ۳۰۳۶۳۰۱۴۹
- پ: بیان غم مانده ۳۰۳۵۹۰۱۹۴
- پ: در طلب پیچی و بالاک و منع افسردگی و کاهی ۳۰۱۶۳۰۱۱۹
- پ: بیان انتظار نامد در امر فزاید ۳۰۱۶۳۰۱۱۹
- پ: آرایش عنوان من طلب بطفرای بجز ادب ۱۰۰۴۸۰۵۵
- پ: آرایش وصل و تکلفای بیش ۱۰۲۳۰۱۶۶
- پ: شرح ماجرای غوی دوست بهتاب ایستد بنار ۱۰۰۳۱۰۳۲
- پ: در ایوان اندوه که اگر ملامت بهاست قطع نظر تخمین بهر خواست ۸۰۳۲۰۲۵
- پ: در دلتنگی دوست را از آستانه تقاسم و آزاری و نمودن ۳۰۵۲۰۳۶
- پ: اظهار مراتب امید و بیم بر عایت شیوه تسلیم ۵۰۱۵۰۱۵۵
- پ: دوست را در تفصیل بدای غرض معاف و مصلحت و بهرین بهر شکوه سر کردن ۳۰۳۶۹۰۳۳
- پ: خاطر دوست را بهر و در باش و دوستان آنددن و بهر گستاخی و بهر بدی کارانه پیش بردن ۶۰۶۲۰۴۴
- پ: در رسیدن نامر و بهر حوادث و مواضع حواله کردن و از تقاضای که در گمان خود است ۶۰۴۰۰۳۹
- فغان بر آوردن
- پ: ایاز این کیفیت که محبت اگر بعد قسمت در به اتفاق تو زح غیر نیست ۴۰۴۵۰۵۳
- پ: بیش آمدن کار مشکل بجای خطر ناک ۳۰۸۹۰۶۰
- پ: بگرانش شدت و غم بطریق ترقی ۹۰۳۳۰۱۶۶
- پ: در موقع تعلیم صبر و شکیبائی ۶۰۴۴۰۱۸۴
- پ: حواله ماده شکایت بوجدان ضمیر مکتوب ایر ۱۰۴۵۲۰۱۹۱
- پ: عنوان بیان شدت درد فراق ۵۰۱۱۹۰۸۶
- پ: بیان کلفت نامسازی بخت و اندوه پیش نیامدی دولت ۶۰۲۸۰۲۴



پ: دوست گشت نیای ۱۰۱۳۹:۱۳۹

پ: انجایش حیات خود از جانب دوست از محبت نشوون و اگر بر شدت پیدا دی گان ۱۳۹:۱۳۹:۱۳۹

برون

پ: دودۀ لطف از زبان نامد اگر چه باوند داشتن لیکن از فرط محبت دل بدای نکلان ۳۸:۵۳:۳۸

پ: از هم دوست را نسبت بخویش از ساختگی گان کردن ۳۰:۵۵:۳۰

پ: در مقام شیخ تکلیف چاره بقرب از سرگشتی دور ۱۰۶:۶۱:۱۰۶

پ: برزوار خفا یک دوست با اعتماد نگاشته باشد جواب دل عارف و گناشت باشد ۳۵:۶۳:۳۵

پ: دوست را نظر به بی التفاتی به بید نشیب دادن و از آن نیز تفری کردن ۳۶:۶۸:۱۰۶

پ: بیان ختم دوست و بی برگی خود و طلب تقصد ۵۳:۷۴:۵۳

پ: در مروج بیان شدت افلاس ۶۱:۸۴:۶۱

پ: بایست بقای یک دوست آمده دوست را انگ ساختن باشد ۵۵:۸۳:۵۵

پ: تعلیم تبسم ۶۵:۹۱:۶۵

پ: شایسته بهدایت نامد که دوی خبر ناخوش باشد ۶۵:۹۱:۶۵

پ: بنگین خاطر دوست با اظهار قرب زبانی باک خویش ۸۰:۹۱:۸۰

پ: اگر از دشمن این معنی که دودۀ لطف در مستقل چاره ناکامی حال نمی تواند بود ۱۳۶:۸۳:۲۰۱

پ: در خود بیان این معنی که اندک آسایش و قرار خاطر و مصافق وقت اگر میر آید ۶۳:۸۹:۶۳

پ: بر محبت بختجو نباید داد و به ند کرد آوردن مالی نباید افتاد

پ: از پاس ادب ستوده آمل و در صفت شکوه طبعی ۸۸:۱۳۳:۹۰

پ: طلب تقصد با اظهار سزم آوارگی خویش ۱۰۱:۱۳۹:۹۰

پ: بیان آزدگی دوست یا عتاب حاکم نسبت بخویش ۹۰:۱۵۱:۱۰۹

پ: اظهار دقای خویش نسبت به حاکم یا به دوست ۱۱۰:۱۵۱:۱۱۰

پ: آغاز جواب متعوب بشکر یاد آوری محبوب ۸۳:۱۱۳:۵۰

پ: اختصار در دل به و افروزی یک مثال ۵۵:۱۱۴:۱۰۱

پ: شکوه تغافل ایام گزشتۀ بشا به التفات حال ۵۵:۱۱۴:۵۵

پ: تپایی خود را مقصود دوست دانستن و بدان شادمان بودن ۸۸:۱۲۱:۳۰

پ: بیان شکوت غم ۹۴:۱۳۳:۱۰۱

پ: باعث ترک صحبت را به خاطر نشان ساخته و تفصیل آن را به بیان میدان خواند

کردن

- پ: طلب نقد بطریق تمیز ۹۰۱۶۲: ۱۱۸
- پ: اظهار حسن حقیقت و مقابله بی پردائی دوست ۱۳۸: ۱۴۵۱۳۸
- پ: درآمدهای ملاقات با بزرگان ۴۰۱۸: ۱۳۴
- پ: برای شکوه باطنی لطیف عاشقانه تراشیدن ۵۰۱۹: ۱۵
- پ: پاسخ نامه که معشوقه عتاب داشته باشد ۶۰۱۵: ۱۱
- پ: در اظهار گوشه نشینی و خلوت گزینی ۸۰۱۲: ۱۰
- پ: ملاقات معاصره و در اثر سودیکه کاتب پاسخ و مشرعی مکتوب الیه باشد ۴۰۹: ۸
- پ: در بیان دوست بیادش و در انور آن شگفتی و خواستی ۸۰۱۴: ۱۲
- پ: برای شکوه نامه برای دوست بشو و وفاداری خویش ۸۰۱۵۸: ۱۵۱
- پ: در مقام مرض پریشانی و سرگردانی ۵۰۳۰: ۱۵۲
- پ: استدعای عنایت به تمییز قطع محبت ۱۰۱۳: ۱۴۲
- پ: در بیان درود گذارش نامه باطله نقدان قاصد ۱۳۸: ۲۲۴۱۱۵۸
- پ: در بیان گردش رنگ و سبدن نامه دوست به یگری ۱۱۰۲۵۳: ۱۹۲
- پ: تمییز بیوفائی از غیر به یلی ظهور این صفت باغریش ۵۰۱۴: ۱۳
- پ: در بیان رنگ نسبت بنامه برود مشاهد جمال دوست ۹۰۲۹: ۱۹
- پ: بیان نامه سودمندی که شش دوباره حصول مطلب ۸۰۲۴: ۲۰
- پ: برای تنگنای خاطر دوست به تماشای جهان وضع افشوده دل ۲۰۳۹: ۳۲
- پ: در شرح شدت بی برک و فوای بروش خام ۲۰۵۱: ۳۸
- پ: در بیان کشتی ناله افلاس بانده عاشقانه ۱۰۶۴: ۲۹
- پ: در مقام این شل که گوئی هنوز مدد آمل است ۱۰۱۳۳: ۹۶
- پ: توجه دوست به جمال خویش از تاثیر جاذبه دل دانمودن ۴۰۱۳۵: ۹۸
- پ: اظهار تمای و صل دوست اختلاط ۱۱۰۱۸۸: ۱۰۲
- پ: بیان پیشانی از عمر که در فن و فخر رفت و غم عدم فرصت و طمانی آن ۴۰۳۳: ۱۵۳
- پ: از درد تغافل نقای برآوردن ۳۰۹۹: ۴۰
- پ: در بیان جایگزین فکر به خونی معشوقی یا بیان ماکم در بیان باشد ۹۰۴۶: ۴
- پ: در گستاخی خواسته و نادره ششای نمودن شفیق جرأت ساختن ۱۰۰۳۴: ۲۴
- پ: بیان تکیه کلفت اندوه و طلال بعد پیری شدن ننگار دراز و رقم دود ۱۰۸۳: ۵۹

- ۵۹: ۳۰۸۲ پ: مناسب جهانیت نامی که در ایران از اسم غلامی بی فکرش رود
- ۵۹: ۸۵۱ پ: شکر التفات زبانی دشکوه تقدان عنایت ملی
- ۶۸: ۹۹۳۱ پ: در آرزوی دوست خود را بعلو تعلق نفسی دادن
- ۶۱: ۸۵۹۲ پ: یاد کردن اختلاط زمان وصال در ایام حجر بطریق حسرت
- ۶۲: ۹۸۵۱ پ: یشایسته بقای یک این کس بسبب طول زبان انتظار از سعادت تجدید میسر شده باشد
- ۷۵: ۱۰۱۳۱ پ: منزلت در میان کسی که از نعم و تمول بر آید و ز تلاش معاشش افتاده باشد
- ۷۸: ۱۰۱۴۱۴ پ: در موقوف بیان بی تحریر آفرین
- ۷۹: ۵۰۱۰۲۱ پ: تشدید ستان در گذارش ذوق استماع پیام دوست
- ۸۳: ۹۰۱۳۱ پ: اظهار محبت خود یا دوست یا حمد بودن وی در رضا جوئی غیر
- ۸۸: ۱۰۱۲۱ پ: ایران را این صحنی که اگر کار خود بخودی خود سر انجام داده ایم نظر تحقیر تصدیق دوست بوده است
- ۹۰: ۳۰۱۳۲ پ: شکر که آثار زبان شکایت بدان توان کرد
- ۹۱: ۸۰۱۳۶ پ: مناسب حال کسی که در ابتدای کار نهایت پاک رسیده باشد
- ۹۳: ۱۰۱۳۶ پ: اظهار آوازه بودن خویش بر عاصی دریا بظلم و استغاثه
- ۹۳: ۵۰۱۳۸ پ: اظهار ظهور رمانت و اقرار حصول محض بسابق عنایت ازلی

# شرح غالب

صفحہ غزل بیت شایستگی است مرآن ماکر بر نیامده است

۳۸: ۵۲: ۶ (۱) وگرد موی بباریکی میان تو نیست

سب کمر کو بال باندھتے ہیں، شاعر کہتا ہے کہ استفراش، بال کو کیا نسبت ہے کمر سے کہ نظر آئی ہی نہیں، اور بال نظر آتا ہے۔ ہاں وہ بال جو ابھی نہیں آگا اور نہیں نکلا اُس کو کچھ مشابہت ہے کمر کے ساتھ۔

در صفحہ ہجوم ہمہ آنچہ در دست

۵۱: ۷۲: ۴ (۲) در بزم گفتار است گل در چو بزم پست

پھول باغ سے آیا کرتے ہیں باغ میں ہزاروں پھول ہوتے ہیں، مجلسوں میں دس دس باغ باغی ہوتے ہوں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے مفاہیم پھول ہوتے ہیں اور میرا دل چمن ہے اور سوا کچھ مفاہیم اسے ہی نہ تھے جو دیوان میں آگئے، چمن میں پھول اور دل میں معنی بہت ہیں۔

خواست کز ما بہ بند و تقرب رنجیدن نداشت

۵۲: ۷۵: ۱۴ (۳) جرم خیز از دوست پر سیدیم و پر سیدن نداشت

داشتی یعنی رکھنے کے ہیں، لیکن اہل زبان یعنی بایستن بھی استعمال کرتے ہیں۔

گور سہ گریہ زلفت و کاکل گفتہ باشم خویش را

(۴) گفتہ باشم این قدر بر خویش چیدن نداشت

میرے شعر میں چلے میرے کاکل نداشت یعنی رکھنے کے اور دوسرے معرودہ کا نداشت یعنی بایستن ہے۔ مفہوم شعر یہ کہ دوست ایسا جلد و صوفی تھا کہ اُس کے ذریعے مجھ پر نفا ہو چاہتا تھا کہ اگر وہ ہو تو سب نہیں پاتا تھا، قمار کچھ دونوں کے بعد قریب معشوق کو حلال ہوا۔ میری خوشامتی آئی میں نے دوست سے پوچھا کہ قریب کیا گناہ کیا جو راندہ درگاہ ہوا۔ معشوق اسی گستاخی کو بھادُ قصاب منہ کر آئندہ ہو گیا سب شاعر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے ہائے پر سیدن نداشت، یعنی پوچھنا نہ چاہیے تھا۔

دیر خواندی سوئے خویش و زود فهمیدم دریغ

۵۲: ۷۵: ۵ (۵) پیش ازین یایم زگرہ راہ چو پیدن نداشت

داشتی ایک طرح مختصر ہا کر یا زگرہ کو بلاوے۔ مگر اس عیار نے نہ بلایا رفتہ رفتہ میں غم سے ایسا

لکرو تاہی ہوگی کہ طاقت رفتار نہ ہو اور گدماہ سے میرے پاؤں اُٹھنے لگے جب اُس نے یہ جانا کہ اب دُعا کے گاتب بُلایا۔ عاشق کتا ہے کہ تو نے میرے بکائے میں دیر کی اور میں اس کی وجہ جلد ہوگی کہ تو نے میرے بکائے میں اس واسطے دیر کی کہ اس سے پہلے میں ایسا ضعیف نہ تھا کہ گر جائے اور میں نہ آؤں۔ ورنہ کو یہ نہ سمجھا جائے کہ زور و تمہیدی پر ہے یا پہلے سے بیمار نہ ہونے پر ہے۔ ورنہ ہے دوست کی ہوفانی اور بے سبب آزار دینے اور اپنی عمر کے تکف ہونے پر۔

میں ہوفان مروم و رقیب ہند زور

۱۰۸: ۱۱۴۹ (۶) عیمہ بیش انگبسی و عیمہ تبر مرد

انجین شد کو کہتے ہیں اور تبر مرد صری کو کہتے ہیں۔ ان معنی میں کہ یہ مانند قند اور تاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ ٹوڑ دیا حاصل نہیں ہوتا۔ ہند زور۔ اگرچہ معنی معنی اس کے ہیں باہر۔ اور زور ہوتا۔ لیکن زور مرد میں اس کا ترجمہ ہے نکل جانا۔ اب جب یہ معلوم ہو گیا تو یوں سمجھیں کہ معشوق کے ہوشوں کو بٹھا کہتے ہیں۔ اور قند اور صری اور شد سے نسبت دیتے ہیں۔ اور البتہ کسی شہاس کی عاشق ہے۔ پس جو کبھی کہ صری پریشانی وہ جب چاہے بیکلف اڑ جائے اور جو کبھی کہ شہ پر پہنچے گی جب وہ اڑنے کا قصد کرے گی پر بال اُس کے شہد میں پٹ جائیں گے اور وہ سرگردا جائے گی۔ پس اب یہ کتا ہے کہ میرے معشوق کے ہونٹ شیرینی میں میرے واسطے شہد ہو گئے اور رقیب کے واسطے صری یعنی وہ چاہے کو لطف تھا کہ گچہ دہا لیا گیا اور میں چھن کر دیں مکر رہ گیا۔

در نکشیں بہن و اختار و نفوذ شش

۱۰۸: ۱۱۴۹ (۷) گرہ می افتند ہم بر خم مگر زور

لاری لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے معنی مارنا یہاں نہ لازمی ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ تک شراب کو لگا جاتا ہے یعنی اگر شراب میں ذرا مال کر ایک آدھ دن و صوب میں رکھیں تو اس میں نشہ جاتا رہتا ہے اور وہ سرگردا جاتا ہے اور زخم پر اگر تک ڈالیں تو وہ کٹا کرتا ہے اور زخم کو بڑھاتا ہے مقصود شاعر کا یہ کہ تیرے معشوق کے تک کو دیکھ اور دیکھ کر اُس تک کے نفوذ پر کتنا حیرت ہے اگر وہ اُس تک کو شراب میں ڈال دیتا ہے تو وہ شراب میں نہیں مٹا اور زخم مگر پر جا لگتا ہے۔ یعنی اگر کے حل بھی کہ شہ کرتا ہے تو وہ اپنا کام نہ رہتا ہے۔

کیست درین خانہ گز خطوط شعاعی

۱۰۸: ۱۱۴۹ (۸) ہر نفس ریزہ پایہ روزن در زور

یہ خیال ہے یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے۔ اور اُس نے ہاں یا ہے کہ کوئی ہے مگر

بطریق مختار ملی جھڑلائی کر پڑتا ہے کہ آیا۔ اس گھر میں ایسا کون ہے کہ میری آفتاب نے اپنی سانس کے خطوط شعاعی کاروں میں لپیٹ کر ناورد خطوط شعاعی کا یعنی سورج کی کرنی کا بصورت سانس کے ٹکڑوں کے ہر ٹکڑا ہر ہے۔

دھوی اور ابود و سیل بدیہی

خندہ دغاں فنا بہ حسن گمزد (۹) ۱۰۸: ۱۳۹: ۴

خندہ دغاں فنا اس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہوا اور اس میں دانست ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ معشوق موتیوں کے مشن پر ہنسا اور ہنستا کوئی اس چیز پر ہے جس میں کو اپنے نزدیک ذیل سمجھ لیتا ہے حاصل معنی یہ کہ میرے معشوق موتیوں کے مشن پر ہنسا گویا اس نے دھوی کیا موتی کی اچھی چیز نہیں اب دھوی کے واسطے دلیل ضرور ہے۔ سرشار ہے کہتا ہے کہ میرے معشوق کے دھوی پر دلیل بدیہی ہے یعنی ہنسنے میں اس کے دانت نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ مشن جو لوگ موتی ہیں گمان کرتے تھے وہ غصہ ہے مشن ہے کہ جو معشوق کے دانتوں میں ہے پس اسی دلیل کو سب نے دیکھ لیا اور چونکہ بدیہی فحشی مان لیا۔

غیرت پروانہ ہم بروز مبارک

نالہ جو آتش ببال مرغ محمد زو (۱۰) ۱۰۸: ۱۳۹: ۵

پروانہ کی غیرت دل کو بھی مبارک سمجھنی چاہیے۔ پروانہ کی غیرت وہ غیرت نہیں کہ جو پروانہ میں ہو یا پھر نام کو ہو۔ بلکہ وہ غیرت کہ جو اور کوئی ہو پروانہ پر یا میں رشک۔ حاصل معنی یہ کہ میں خود ذات مشن میں جلتا ہوں۔ ذات کو جو پروانہ جلتا ہوا دیکھتا تھا تو مجھ کو اس پر رشک آتا تھا۔ دل کو کوئی ایسا نہ تھا کہ مجھ کو اس پر رشک آوے۔ جواب وہی غیرت اور وہی رشک جو پروانہ پر رشک کو تھا اب دل کو بھی مبارک ہو۔ یعنی میرے صبح کے نالہ سے مرغ سحر کے ہوں ہیں آگ لگ گئی اور اپنی مستی اور بخروزی میں یہ نہیں جانتا کہ میرے نالے کے سبب ہے کہ وہ رنج اور غصہ کا تڑپا ہو گیا۔ جو ذات کو پروانہ کو دیکھ کر کہتا تھا۔ اب مرغ سحر کو بھٹنے ہوئے دیکھ کر جلتا ہوں کہ ہائے یہ تگن ہے کہ جو میری طرح جلتا ہے۔

شکر جو شمع بزور می دشکستی

غزۂ ساقی نکت راہ لظہرند (۱۱) ۱۰۸: ۱۳۹: ۶

نظر نکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی سیلا نگاہ کے معنی ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تاب نہ لانا اور شراب پی کر بیوش ہو جاتا ہو گیا کہوں کہ پیئے غزۂ ساقی نے نگاہ کو خیرہ اور مغلوب کر دیا پھر اس پر شراب پی گئی بخروزی کا استدلال تو ہم پہنچ بھی گئی تھا تا بار ہوش جاتے رہے۔

(۱۲) زبانِ بہت نازک چہ ہایِ دعویٰ خونِ بہت

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۷۱

دستِ وی و دامنِی کہ او بجز ز د

اس شعر کا تلف و معانی ہے یہانی نہیں ہے معنی اس کے یہ ہے کہ اس معشر کے کہ وہ بہت نازک ہے۔ خون کا دعویٰ کیا کریں کہ اس کو وقتِ حرم قتل داس گناہ تھے وقتِ وہ صدر پہنچا کہ اس کا ہاتھ ہے اور وہ دامن کہ جو اس نے گردان کر کر پر باندھا تھا اس سے دھوا چکا کہ کہہ چکا کہ وہ آپ اپنے دامن پر دلو خواہ ہور ہے ہے پس اس کے کوئی خون کا کیا دعویٰ کہے گا۔

(۱۳) برگِ ساقِ ختم و بادہِ ز ستم

ہر چہ ز طبعِ زمانہ سیدہ سرزد

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۸۱

(۱۴) شاخِ چہ بالہ گرا ز عیانِ گلِ آورد

تاک چہ آزد اگر صلا سے شَر زد

شاعر کہتا ہے کہ یہ روئید گیلاں بقضا سے طینتِ خاکِ بر طوتِ عاہرِ شراکتی ہیں شہدائے گناہ کے تاک کہ اوہ ہر کو بھی فخر نہیں کہ اس کا اس نکلے اوہ اس کا قند بنے یہ آدمی کا دانشمند ہے کہ اس نے اس گناہ میں یہ بہت پیدا کی۔ میں اسی طرح اظہار میں اور گلاب کے پھول ہیں۔ شاخِ گل کیا جانے کہ پھول میں کیا خوبی ہے اور ان کی پٹانے کہ سب سے پہلے ہی کیا بجز ہے۔ ہم نے اپنی نذرِ فتنہ سے انکار کی شربِ بنائی اور پھر لڑکھڑکے ہر رنگ سے اپنے کام میں لائے۔

(۱۵) کلامِ نہ بخشیدہ گنہ چہ شامی

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۱۰

غالبِ مسکین بہ اتقاعاتِ نیرِ ند

یہ گستاخانہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں تو نے میری داؤد وی اور میری خواہشیں تو کی نہ کہیں تو سب معلوم ہوا کہ میں تو تو اتقاعات کے نہ تھا۔ پس جب میں تو کی توجہ کے نہیں تو اب عالمِ حق میں میں جیسے گناہ میں کا سزا خذہ کیا ضرور ہے۔ جب ہمارے مطالب آپ نے ہم کو دیے تو ہمارے سامنے کامی شادِ نریکیے۔ جانے دیجیے۔ ہم میں اتقاعات کی اور فتنہ نہیں ہے۔ ۱۰ - غالب



۲۳۸ : ۳۱۶ : ۹۰ اول ماہ است از شرم تر ماہ  
(۱۶) آخر شب از شبستان کی رود

اول ماہ - یہاں ماہ بمعنی مہینے کے ہے اور اول سے ۹۰۸ تا بیخ  
مقصود ہے۔ اول راتوں میں بعد آدھی رات کے چاند چھپ جاتا ہے۔  
یہ شاعر کہتا ہے کہ ہنوز ابتدائے حال ہے اور قمر زایہ نمود ہے۔ اور  
باد جلد اس مودنا فرمائی دولت کے تیری شرم سے آخر شب کو بھاگ جاتا ہے  
اور تمام رات تیرے مقابل نہیں رہ سکتا۔ اس کو حسن تعطیل کہتے ہیں یعنی چاند کا  
اور اگلے ماہ قمری میں آخر شب غروب ہونا ضروری ہے۔ شاعر نے اس کی  
ایک اور وجہ قرار دی ہے۔ فقط۔

## مآخذ

ابیات ۲۱ :	مآثر غالب ، ص ۶ و ۷
ابیات ۲ تا ۱۵ :	خطوط غالب مرتبہ جناب غلام رسول تھری
	خط بنام سر لڑکی کہ است علی
بیت ۱۶ :	تاورات غالب ، ص ۲۸

# شرح حالی

بہ چند صفحے کی دوسرا خول کی اندر سے خول کے شکر کا نشانہ لکھا ہے۔

۴۱۰۲

توبہ

یعنی اگر ترے سن کو مثل شاہان مجیدی کے ایک شاہ قریباً جائے تو اس کا طرہ پنجم کیا ہوگا! صفت  
انہی اند اس کا سب سے میاں کیا قرار پائے گا؟ ماسوی اللہ شعرا نے تصویریں صفات انہی کی کثرت و لطافت و گیسو ادھر  
و کمال کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ اور چونکہ ماسوی اللہ کو صوفیہ مہم معنی جانتے ہیں اور مشرق کی فکر کو عشقِ مہم  
قرار دیتے ہیں۔ اس لیے شاہ جہاں حقیقی کی فکر ماساے کو قرار دیا ہے۔

۴۱۰۳

توبہ

پند مینِ دل۔ مشور ہے کہ سکندر آبِ حیا کی تلاش میں گیا تھا مگر ناکام رہا۔ کہتا ہے کہ تو زود حکومت ہے  
کسی کو پانی نہیں دیتا، پس اگر سکندر آبِ حیا کے نہ ملنے کے سبب ہلاک ہو جائے تو دوسرے معرہ میں خدایا  
سے نیازی کو کیا ہے، یعنی خضر جانی عیسیٰ عزیٰ خیر صفت خدا کہتا ہے مگر تو اس کو قبول نہیں کرتا، اللہ اس لیے  
اُس کو کسی طرح موت نہیں دے گا۔

۵۱۰۲

توبہ

یعنی ترے دل میں سب سے زیادہ مقرب اللہ بگزیہ ہیں جو سب سے زیادہ نشانہ حوادث و  
مصائب عالم ہیں۔

۱۰۱۰۲

توبہ

ناشتا نہ رنزد و نہاد کچھ نہ کھانا نہ پینا۔ دوسرے معرہ کے یہ معنی ہیں کہ گریا میں نے شراب کا ایک  
قطرہ نہیں پیا مگر غشے میں ہر وقت چمک رہا ہوں، یعنی تو علم و عمل کچھ نہیں رکھتا مگر تیری محبت میں مشغول ہوا ہوں۔

۱۲۱۴۰۳

نعت  
نعت

۱۵۱۴۰۴

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بیدار لیجئے ہے زبان میں ایسی شیرینی اور طاعت پیدا ہوئی کہ دنیا  
بیاہ سے اُس کو اپنے اندھا بنا دیا۔

۴ : ۴۰۷

نعرہ

یعنی ہمارے پیدا نہیں اس قدر گرمی ہے کہ جس طرح دھواں آگ کے اوپر ہی اُڑ رہا ہے اسی طرح  
ہمارے پیدوں کا سایہ تنگے نہیں چڑتا بلکہ دھواں کی طرح پیدوں کے اوپر ہی اُڑ رہا ہے۔

۳۰ : ۴۰۷

شوقی

یعنی توجہ ہمارا دل خیر سے پوچھتا ہے ہم اسی بات کے شکر گزار ہیں، غیبت ہے کہ تو اس بات سے

تو آگاہ ہے کہ تجربہ کو ہمارے حال کی خبر نہیں۔

امید	۷۰۷:۷
تصویر	۱۰۷:۷
ماستخانہ	۲۱۸:۷
ماستخانہ	۵۰۹:۸
فخریہ	۹۰۲۶:۱۹

یعنی ماہ کے تمام عارض میری گرم فکاری سے بدل گئے ہیں؛ پس ہنگاموں کے قدم پر اس حال ہے کہ میں نے آج کے لیے دست بالکل عادت کر دیا ہے۔ یہ تمام صفوں اعتقاد سے ہیں بیان ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ نازک خیال کے طریقے میں جو الجھاؤ تھے وہ صعب ہیں نے اس طریقے پر چل کر وہ کر دیے ہیں اور آئینہ خانے عاملوں کے لیے ماہ عادت کر دی ہے۔

تفصیل حالات خود

۱۰۷۹:۸

یعنی میری مثال اُس صافری کی سی ہے جو گرمی اور کوہ سے جلا بھنا۔ پانی کو دیکھ کر بے اختیار اُمس میں کود پڑے اور شب بنائے؛ اور نہ ہی کے کنارے پر اُس کا زوارہ چڑا رہا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہاں کوئی صافری نہیں ہے، اس شہر میں عزا نے اپنی خاص حالت کے انتقال کے لیے یہاں پہنچا دیا ہے گریبا یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں لوگوں نے مجھ کو محض اُنکل اور قرائی سے پہچانا ہے؛ وہ نہ میں جیسا کہ میں ہوں سب کی نظموں سے غفلت رہا ہوں۔

کونیا

۳۱۶:۸

یہ کونیا کی مثال ہے؛ مین آگ آفت کا کھٹکا نہ لگا ہوا ہوتا تو دنیا خاصی آلام کی جگہ ہے۔ مگر چونکہ یہ کھٹکا لگا ہوا ہے اس لیے یہاں آلام کے ساتھ دم نہیں لیا جاسکتا۔

نارانی

۷۱۰:۸

یعنی معلوم نہیں کہ ہمارے خرمی پر کونسی بکلی گرسنے والی ہے کہ میرے نئے جان بچانے کے لیے پہلے ہی سے اٹھے جاتے ہیں تفصیل کے پیرائے میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ دوست اور دشمنی کوئی ہمارے منہ میں خربک نہیں ہوتا۔

فخریہ

۸۱۶:۸

یعنی ہمارے خیالات اس قدر طبعیت ہیں کہ تحریر میں نہیں آسکتے؛ گویا ہمارے گوشے کی مدثر میں گرد و خراب بالکل نہیں اٹھتا۔

فخریہ

۱۰۷۲:۸

یہ مکہ فطری کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم نے شاعری خود نہیں اختیار کی بلکہ مکہ شاعری نے خود ہم کو مجبور کیا کہ ہم اس کو اپنا ہی قرار دیں۔

### شکایت

۲۰: ۱۱: ۹

یہ خطاب خداوند خدائی کی طرف ہے، یعنی کیا ہم زبردستی سے تم سے سر ہو گئے ہیں کہ ہم پھر بھی سختی کی بات ہے؟

### غزوة

۲۰: ۱۱: ۹

یعنی ہم اپنا نکال دیکھ کر آپ ہی خوش ہوتے ہیں گویا ہم اپنے لیے جنتِ مدبستہ ہیں۔ پھر یہ مکہ فطری جنت کی کیفیت سے اور جو اس میں لذت و راحت ہے اس سے حاسد لوگ بے خبر ہیں اس لیے شک سے ان کی یہ حالت ہے کہ گویا ان پر بعد از کاود و اندازہ کھلا ہوا ہے۔

### تصوت

۲۰: ۱۱: ۹

یعنی تیرے سوز اور تیری آگ کو جہاں نے بالکل اپنے اندر لے لیا ہے، امدودہ برابر کسی کے لیے اس میں سے حصہ نہیں چھوڑا۔ پس ہم جو اپنے جگر کو داغدار قرار دیتے ہیں درحقیقت اس پر نصرت رکھتے ہیں۔

### حاشقانہ

۷: ۱۲: ۱۰

### زارتالی

۸: ۱۲: ۱۰

### دغمانہ

۷: ۱۲: ۱۱

یعنی ایک شراب کا بھرا ہوا ترنا بچھ کر مل جاتا ہے تو میں پھولا نہیں سماتا امدودہ یہ سمجھتا ہوں کہ میں اب سب سے سوسانہ کا زمانہ ختم ہوا۔

### دغمانہ

۹: ۱۲: ۱۱

یعنی زارہ کے ساتھ ہم ہمیشہ ہونے سے عار آتا ہے اس لیے میری گفتار کی یہ حالت ہے وہ نہ تقویٰ کی طرف مجھے بالطبع میلان تھا۔

### اخلاق

۱۰: ۱۵: ۱۲

حریفان کا لفظ فارسی میں ایسا ہے جیسا اردو میں یار و دوں کا لفظ، اور فعلی معنی اس کے ہم پیش ہیں جب شراب بخوار کسی کو حریف یا حریفان کہتا ہے تو اس سے مراد شراب خورد ہوتی ہے کہتا ہے کہ ہم شراب خواروں کے شراب میں خود دفائی منع ہے دیکھو جیشیدہ جلیلہ فوشی میں ضرب المثل ہے اس کے ہاں آگہ خود دفائی یعنی آئینہ جیسا کہ سنگند کے ہاں تھا۔ نہ تھا

### شرقی

۵: ۱۷: ۱۳

یعنی اگر تو نے ہم سے توڑ کر غیروں کے ساتھ یہ بیان بانڈھا ہے تو اس کا خیال ذکر اور بے تکلف ہمارے پاس چلا آ کیونکہ محدود فائنٹس ہی کے لیے بانڈھا جاتا ہے، وہ کبھی استوار نہیں ہوتا، جیسا کہ ہمارے ساتھ بندھ کر ٹوٹ گیا۔

۶۰۱۴:۱۳

عاشقانہ

یعنی مداح میں اور لطف ہے اور وصل میں امد لطف ہے۔ یہی ہزار بار جا اور لا لکے بار آ۔ حد ہزار کے لفظ نے شعر کو زیادہ دلچسپ کر دیا ہے۔ کیونکہ شاعر باوجودیکہ لطف میں مداح اور وصل دونوں کو یکساں قرار دیتا ہے مگر پھر بھی اپنے مطلب کی بات کو نہیں بھولا، اور جانے کے لیے ہزار بار اور آنے کے لیے صد ہزار بار کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۰۰۱۴:۱۳

مستوفانہ

یعنی صومرد میں ہستی و نیندار و مفرد کا مداح ہے۔ دامن ہرگز نہ بیا، اور میکہ سے کی جو کچھ پر بھی ہے وہ مستی ہے۔ یہاں فنا پر شیار ہو کر یعنی عرف عالی سے کر آنا چاہیے جسے حاصل کرنے کے لیے ہر شیار ہو کر آتا اس میں جو لطف ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

رشک

۱۰۲۸۰:۲۱۸

زار نالی

۲۰۲۸۰:۱۲۱۸

یعنی میرا ہی اس قدر تاریک تھا کہ شام کی تاریکی اور آس کی تاریکی دونوں مل گئیں اسی نے نہ معلوم کہا کہ شام کب ہوئی اور دن کب چھا۔

خلوص

۶۰۲۸۰:۲۱۸

یہ وہی ضروری ہے جو مرزا نے اسلوب میں اس طرح بانڈھا ہے۔

وعدائے

۱۰۰۲۸۰:۲۱۸

عاشقانہ

۱۰۱۸:۱۳

یعنی بھلائی کے ناسف میں جو سماں عیش و طرب مایا ہوتا ہے اس سے میری بغیر امی اور تپش زیادہ بڑھتی ہے۔ پس چاندنی جو کہ عیش و طرب کی محرک ہے وہ میری حالت کے حق میں باز سیاہ کے پھن کا حکم دیتی ہے۔

غیرت

۹۰۱۹:۱۵

کہتا ہے کہ میں کیسا ہی پیسا ہوں لیکن اگر دیا کی سوج پر تجھ کو یہ شب بھی گندے کر دیتا ہے مجھے دیکھ کر پشانی پر پل ٹالا ہے تو میں غیرت کے مار سے حاصل دیا پر جان و دے دے گا مگر حق تو کہہ گا۔

عاشقانہ

۱۰۲۳:۱۴

اس شعر میں اپنی نادانی اور حماقت ظاہر کرتا ہے، کہ اب اُمتائے مجتہدین، جبکہ مصنف کی طرف سے ظلم و ستم و جبر و غفلت کی کچھ حد نہیں رہی۔ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اندر میں ہے جب میں نے دل اس کو دیا تھا، اُس وقت مقامِ اداری کا مدبر نہ لے لیا۔ حالانکہ دل کا دینا کوئی اختیارِ بات نہیں ہے کہ جس طرح بیچ و بخرِ ادب میں دین کے وقت شرطیں کر لیتے ہیں اُسی طرح دل و نیت سے وقت بھی کوئی شرط کر لی جاتی۔

دندان

۱۸: ۲۲: ۲۱

شبِ دہی۔ چوری کے لیے ماروں کو بھڑانا۔ کہتا ہے کہ اگر بھڑوں کو تعزیر نہ مل جائے تو شریعت کی شان و شوکت اور حکومت کی شکوہ ظاہر نہیں ہوتی۔ پس ہم جو مرکبِ جرائم ہوتے ہیں گویا شریعت اور حکومت کی شہی بڑھاتے ہیں۔

تارقال

۱۸: ۲۲: ۲۱

کہتا ہے کہ میری مظلومی اب اس حد سے گہرا ہو گئی ہے کہ وہ وقت آن پہنچا ہے کہ غول جگر دوسے اس قدر اُٹھے کہ حکمِ دوسری کی چکوں سے جا پھٹے۔

آزاد

۱۸: ۲۲: ۲۱

یعنی ہم دنیا کی لذتوں سے مستحق ہوتے ہیں مگر اُن میں پھنستے نہیں دیکھو وہ بھی جو قند پر مشق ہے کہ جب چاہا اڑ گئی نہ وہ بھی جو شہد پر مشق ہے کہ پھر ابھر نہیں سکتی۔

دندان

۲۵: ۲۲: ۱۰

ماشقانہ

۲۵: ۲۲: ۳۱

یعنی جبکہ ہم خیال و دستِ ہی میں مست و سرشار ہیں تو وصل کی حسرت کیوں کریں۔ اگر اہل نہیں برستا تو نہ برسے، ہماری کھیتی خود ہی کے کنارے پر ہے۔

دندان

۲۵: ۲۲: ۶۱

دندان

۲۵: ۲۲: ۸۱

نہاد کی طرف خطاب ہے جو شرابخواری اور دندانہ بدلتی دھون کو کہا جکتے ہیں۔ کہتا ہے کہ اگر شراب حرام ہے تو بدلتی دھون خلافِ شرع نہیں ہے۔ اگر تو شراب کو جو ہماری نفسیں چیرے پست نہیں کرتا تو بدلتی دھون جو ہماری ادنیٰ درجے کی چیز ہے اُس پر تو قطعاً مت کر۔

تغصین مصرع طرح

۲۵: ۲۲: ۹۱

یہ غزل ناپی اُس نائنے کی کھس ہوئی ہے جبکہ قراب مصطفیٰ غلامِ معلوم شخص پر مصرع کے مکان پر مشاعرہ ہوتا تھا اور معلوم، و صہبائی، آزاد، دلدور، موصی اور غیر ہم سب اُس ہی شریک ہوتے تھے اس مطلع میں مرنائے مصرع طرح کو تغصین کیا ہے اب اس کے یہ معنی ہو گئے کہ ہم سے جہاں طرح پر غزل لکھنے

کی فرمائش کی گئی ہماری پیچ و نامرست دوست کے ساتھ ہی التفات سے شادشاہ ہرجاتی ہے۔

حاشیہ:

۱۲:۲۵:۲۵

کتا ہے کہ دوست کے خیر سے وہ مزایا ہے کہ اس کی تعریف کرنا کر گیا اور پھر ہی قتل نہ ہوا، اسی  
اس لب خیرت کہ کہاں سے جاؤں کہ جہاں جا کر قتل ہو۔

دعا:

۵:۴۷:۲۷

پچھلے مصرع میں اپنی مشکلات کو شب تاریک وغیرہ کی تشبیہ میں بیان کیا ہے دوسرے مصرع میں کتا ہے  
کو میں ہلاک سینے قریب ہوں بے شراب اگر چمک پر چمک بھی چمک جاتی ہے اور اس اندھیرے میں کچھ روشنی نظر  
آ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب جو کبھی جی جاتی ہے صرف اس کی بدولت میرا غم غلط ہوتا ہے۔

دعا:

۴:۳۸:۲۷

برخلاف عقل و مشرک کے کتا ہے کہ اسے ساقی شراب ابدال کے ساتھ بہن حرام ہے تو اٹھ اور  
اپنا شیشہ یعنی قون یا صراحی ہمارے گلاس پر دے مار۔ اس شعر میں افراط شوق کی تصویر پیش کی ہے خواہ کسی چیز کا  
شوق ہو جب کسی چیز کی طلب اور خواہش مدد سے گز جاتی ہے تو اس بات کی حس نہیں رہتی کہ اپنے خوف کے  
معاذیں اس کی خواہش کی جائے۔ جب پاؤں کی پیاس نہایت شدت سے ہوتی ہے تو پیاسا دیکھ کر دیکھ کر یہ چاہتا  
ہے کہ مراد سے دیا کوئی پانی۔ پس اگر کوئی شعر شراب کی تشبیہ میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مصداق ہر چیز کا شوق  
قریباً ملتا ہے۔

زلزال

۱۰:۴۸:۳۷

خاہر ہے کہ انسان کی ریشم میں بال پیدا ہونے کی قابلیت نہیں رکھتی۔ کتا ہے کہ اگر کاشکار کی پھٹی  
میں بال بھی نکل آئیں تو بھی یہ ممکن نہیں کہ ہمارا ہانہ چوٹ کر اس میں سے ریشم نکل آئے یعنی ہماری کوششوں کا  
مشکور ہونا محال ہے۔

تصوف

۷:۴۰:۲۹

غلاب، صفت، دیریاں اور تباہ قیوں صفوں میں آتا ہے۔ دوست کام وہ شخص جس کی حالت مددوں  
کی خواہش کے برعکس ہو، یعنی عموماً حالت ہرجا کتا ہے کہ ہم خود بھی غلاب ہیں اور دوست کی خوشی بھی جی ہے کہ  
غلاب حال دیں ہیں ہم دوست کاموں کو جی کی حالت دوست کی مرضی کے موافق ہے خدا تعالیٰ تعریف سے  
محفوظ رکھے۔

مناجات

۸:۴۰:۲۹

تصوف

۲:۴۲:۳۱

یعنی اگر تو سوچ نہیں سکتا تو کلام ہی سے دالم کو دیکھ کر اس کا لہو باطنی سب ظہر اسرار میں ہے۔



تصرف

۹۱۴۲:۳۱

شرعی

۱۱۴۳:۳۲

کہتا ہے کہ عجم و ستم کے بعد اگر وہ انصاف کی طرف مائل ہو جائے تو کچھ عجب نہیں مگر اپنے بچے  
 نظم یاد کر کے جیسا ہے ہم کو خندہ دکھلائے تو کچھ تعجب نہیں مطلب یہ کہ انصاف بھی کرے گا تو اس طرح  
 کرے گا کہ ہم اُس کے دیکھنے سے محروم رہیں۔

شرعی

۲۱۴۴:۳۳

خیال چلاؤ نکالتا ہے تاکہ اس طرح اپنے دل کو تسکین دے۔

محذوف

۱۰۱۴۵:۳۴

یعنی اس شرم سے کہ اپنے تئیں غلطی سے موجود کہہ رہا ہے اگر غالب خدا کے آگے سجدہ نہ کرے تو  
 کچھ تعجب نہیں۔

غزل فقیر

۳۱۰:۲۴۴

یہ غزل مرزا نے اپنی مام طرز کے خلاف نہایت صاف اور تلخ لکھی ہے۔ راقم نے مرزا کی زندگی  
 ہی میں اس غزل کی تکمیل کی تھی اور میرا مواہد کہ بھی لکھا کی تھی پر مگر وہ تئیس اب تک شائع نہیں ہوئی  
 اسی لیے منتقلی کے مقام پر یہ ہے کہ اُس کو بھی اس غزل کے ساتھ نقل کر دیا جائے۔

امجاز از خراسان لسانی محمد است میں الحیوۃ کلم بہ دہان محمد است

گر خود دگر ہدی کہ ازہاں محمد است حق جلوہ گر ز طرزیان محمد است

آرے کلام حق بہ زبان محمد است

دانی کو پیش چشم تو بر خیزد از حجاب کز فہد شمع پردہ غافریں دست تاب

باشد تصویر شبنی عارضی از نقاب آئینہ دار پر تو ہرست مانتاب

شای حق آشکار ز شاہان محمد است

ملطف خداست گر لبر کس نہادوست تیر خداست چوں ز سر کس بجملہ جست

واحد کیلکہ شد نہ سے ہریت مست تیر قضا ہر آئینہ وہ ترکش حق است

اما کشاد آں ز کسان محمد است

گوئی اگر بسالم اداسک واریں مینی اگر بیدہ و ناک واریں

سبخی اگر میرتبہ خاک واریں دانی اگر بسمن و خاک واریں

خود ہرچہ از حق است انانی محمد است

شاید بقول عاشق و عاشق بہال و خد بھنوں پیاسے ملنی و بلی بہ فرق خود

میں جہاں الحمد و آتش پر و بجید ہر کس قسم جانچی عزیزست میخرد  
سو گندہ کردگار بجان محمد است

اے خامہ صفت حکمت معشوق کم نگار اے دل سخن زراست تھان درمیں یار  
قری اتر کر سر و نفس را نگاہ دار واعظ! حدیث سایہ طوبی فرو گزار  
کویتا سخن نہ سرور دای محمد است

عکس ہر وہ ماہ دوانست چمن قضا میری کہ باز گشتیہ خورشید بر قضا  
بودہ است بر اشارہ ابروی معطل جگر دینہ گشتیہ ماہ تمام را  
کان نیمہ جنبش نہ بیان محمد است

آجہا کہ از مناقب عزت سخن رود و ز آل و از صحابہ است سخن رود  
دان کا نیمہ نہ غنیمت حالت سخن رود و در خود نہ نقش مہربوت سخن رود  
آن سخن نامور زشتان محمد است

ہمت بدو رشہ میں دہائی کی شقیم گفیم و از نگاشتمی ہنگام شقیم  
چمن کام و مہر اخروہ و عشق نہ شقیم غائب شنای خواجہ بہ یزدان گدا شقیم  
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

شرفی

۹۱۴۹:۳۷

شرفی

۱۱۵۱:۳۸

کتاب ہے میں ہر قریب کا خیال دل میں نہیں لاتا۔ یہ دہائی کی بات ہے کیونکہ میرے دل میں ہر وقت  
دوست رہتا ہے اگر قریب کو خیال دل میں آئے گا تو گویا قریب دوست کے ساتھ ہم نفس ہو جائے گا۔

شرفی

۵۱۵۱:۳۸

ماشتانہ

۱۱۵۲:۳۹

ماشتانہ

۹۵۲:۳۹

چونکہ نامحزک مشق کی فصاحت کرتا ہے اس لیے معشوق کا نام عاشق کے سامنے اچھی طرح نہیں لیتا  
شاعرناصح کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے کہ میری جان تجھ پر قربان ہو اتنے کہ کس کا نام لیا ہو وہ کبھی لطافت  
اور لذت ہو گی جو کہ تیرے بیان میں نہیں ہے ؛ یعنی جس طرح اُس کا نام لینا چاہیے تھا اُن کی طرح تو بھی وہ  
نام لیتا تو کبھی لطافت اور لذت تیرے بیان میں ہوتی۔ مگر چونکہ نامحزک نے جُری طرح سے اُس کا نام لیا تھا  
اس لیے کہتا ہے کہ وہ کبھی لطافت ہو گی جو تیرے بیان میں نہیں ہے ۔

ماشتانہ

۱۰۰۵۲:۳۸

معشوق نے مُنہ سے کچھ نہیں کہا مگر اُس کی نگاہ

یا جسم یا کسی اور ادا سے اس کے القات یا وصل کی امید بندھی ہے پس کہتا ہے کہ میرے صلاب  
کی خاطر میں سے میرا دل اس قدر کیوں امیدوار ہے تو نے اس نہایت سے جو تیرے من میں نہیں ہے کیا کہہ دیا  
ہے جس سے اُس کو امید بندھی ہے

مشق:

۱۱۰۵۲:۳۸

اخلاق

۵۱۵۲:۳۹

”میرے صریح میں حرفی کے مضمون کو ادا ہے اُس نے اس لحاظ سے کہ دنیا کے اوپر کی سطح سے  
راحت حاصل ہوتی ہے اور دنیا کی تہ میں چھوٹنے سے دوسری نتیجہ پیدا ہوتا ہے جو آگ میں جل جانے سے  
ہوتا ہے۔ یوں کیا تھا؟ ہدی دیا مسیبل و قعودیہ آتش ست“ مرنا کہتے ہیں کہ بلا کا خوف خود بلا سے  
زیادہ سخت ہوتا ہے چنانچہ دنیا میں انسان جب ہی تک بے چین رہتا ہے جب تک کہ ٹوٹ جاتے کا  
اندیشہ ہوتا ہے جب ٹوٹ گیا پھر کچھ بھی بے چینی یا قی نہیں رہتی۔ پس یوں کہنا چاہیے کہ ”قعودیہ مسیبل  
و ہدی دیا آتش ست“

شرعی

۹۱۵۲:۳۹

جو لوگ شراب خورد کی امید پر دنیا میں شراب نہیں پیتے وہ گویا جو شراب آج نہیں پیتے اُس کو کل کے  
لیے رکھ چھوڑتے ہیں پس اُن سے کہتا ہے کہ ”پاک خرام و ذ“ یعنی سب آج ہی فیروزے اور کل کے لیے  
مست رکھ؛ کیونکہ شریعت میں شراب آج تو پانی ہے اور کل وہی آگ ہو جائے گی۔

تصوف

۶۱۵۶:۴۱

تصوف

۱۰۱۵۶:۴۱

یعنی جب تسبیح اور نسبت قری ہو جائے تو پھر آداب ظاہری کی توقع نہ رکھنی چاہیے؛ کیونکہ کل طوط  
پشت کرتا ہر ایک کے لیے خلاف ادب ہے؛ مگر خواب سمجھ جس کو قند سے نہایت مضبوط تسبیح ہے  
اُس کی پشت ہمیشہ قبلہ کی طرف رہتی ہے۔

شرعی

۱۱۲۸۲:۲۲۰

تصوف

۵۱۲۸۲:۲۲۰

بجائے مان یعنی بجائے وار یعنی بحث و جدال کو نہیں رکھنے دے اور مینا سنے میں جا کر وہاں نہ جمل کا  
جھگڑا ہے نہ فک کہ قصہ ہے جمل سے مراد جنگ جمل ہے جس میں حضرت عائشہ جمل یعنی اونٹ پر سوار ہو کر  
حضرت امیر سے لڑنے لگی تھیں۔ فک ایک کھجور کا باغ تھا۔ جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے سوار  
حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں ولایت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ دونوں جھگڑے جملہ اُن کے شرارتکاروں کے  
جدا جدا پستی شیعوں میں ہمیشہ سرگھڑائی رہتی ہے۔

۴۴ : ۷۱ : ۸۱

یعنی جب تک میں اپنے تئیں چھپاتا تھا حاسدوں کو کچھ آزار نہیں پہنچتا تھا۔ اب عل الاطلاق اپنے ہنری ہر کرنے لگا ہوں گی اب حاسد کی جال پر رجم باقی نہیں رہا۔

۴۴ : ۷۱ : ۱۰۱

بد مافی

۴۴ : ۶۲ : ۱۰۶

ماشتانہ

یعنی اسے بیل تو اپنے نالازخنی کے سبب ضیق میں نہیں ہے۔ جب چاہتی ہے نالو کرتی ہے میں تو آرام سے زندگی بسر کر رہا ہوں کئی مشکل پسند نہیں ہے بخلاف ہمارے کہ ہم گوروستے اور فریاد کرنے کی بندی ہے۔ اعلیٰ نالازخنیوں سے دل بھرا ہوا ہے۔

۴۴ : ۶۲ : ۷۱

تصوف

یعنی جو لوگ اعلیٰ و انال کے پسند سے ہیں گرفتار ہیں اُن کا سفر کچھ لمبا چڑا نہیں ہے اُن کا شتائے تسوٹ طوئی کے میدان میں آرام کرتا ہے۔

۴۹ : ۷۰ : ۱۰۱

شکایت سخن

۴۹ : ۷۰ : ۱۰۱

قیمت سخن

۵۱ : ۷۲ : ۱۰۱

فقریہ

۵۱ : ۷۲ : ۳۱

فقریہ

۵۱ : ۷۲ : ۴۰

فقریہ

۴۱ : ۸۲ : ۲۴۱

فقریہ

۴۱ : ۸۲ : ۴۴۱

رندانہ

۴۱ : ۸۲ : ۴۴۱

رندانہ

یہ خطاب ناصح کی طرف ہے۔

۴۱ : ۸۲ : ۹۰۲

ماشتانہ

۴۵ : ۳۱۱ : ۷۰۲

تصوف

یعنی ہم کو آگے جانے کی جلدی ہے ہم سایہ و سرچشپہ میں طوئی اند کو شریر آرام نہیں لے سکتے۔

۴۵ : ۳۱۱ : ۷۰۲

تصوف

۴۵ : ۳۱۱ : ۹۰۲

شوخی

۴۵ : ۷۲ : ۴۱

رندانہ

۴۵ : ۷۲ : ۱۰۱

شوخی

۴۵ : ۷۲ : ۱۰۱

ملکوتی

یعنی دوستوں کا مزد رکھنا اور اُن سے تعارف پیدا کرنا نہیں چاہیے تھا! کیونکہ جو منافق ہیں اُن کا عطا تاگوار ہے اور جو منافق ہیں اُن کی جہاں تک ہے۔

انسان

۸۱۷۵:۵۲

یعنی بارہا امت میں سے جو کچھ آسمان سے نازل ہوا وہ انسان نے اٹھالیا گیا جب شراب حرام میں نہ ساقی تو خاک پر گر پڑی۔ خاک کا غلط انسان کے لیے اور جام آسمان کے لیے کس قدر مناسب واقع ہوا ہے اور بارہا امت جو انسان پر ڈال لیا اُس کی تکیہ اُن شراب سے جو زیادہ چھٹکنے سے زمین پر گر پڑے۔ کیسی لطیف و پاکیزہ تکیہ ہے!!

تصوف

۱۰۱۷۷:۵۴

خدا جلالت کو کہتے ہیں قفس اور دام دونوں جانور کے لیے تکلیف اور اذیت کے تمام ہیں جہاں کٹر جانور تپ تپ کر مارتا ہے اور اس کے بال و پر گر جاتے ہیں۔ یہاں قفس اور دام سے دنیا اور اُس کی گھینٹا مولوی کہتا ہے کہ قفس اور دام پر کچھ الزام نہیں ہے۔ بال و پر گر سنے ہی کے لیے بنے ہیں اور جانور مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے۔

تصوف

۱۱۱۷۷:۵۴

یعنی خوس اور بہار دونوں دشمنی ہیں اُس میں پتے بھڑکتے ہیں تو اُس میں پھول بھڑکتے ہیں۔

ماشاۓ

۷۱۷۸:۵۵

یعنی موت کے نئے تکیہ وقت ہمیں ہے اُس سے قتل نظر کرادے۔ خیال مت کر کہ اب تک حوا کیوں نہیں بکریہ دیکھو کہ اب تک زندہ کیوں کر رہا اور کیوں کر جوائی کے رنج اور تکلیف کو برداشت کیا۔

نشانہ

۸۱۷۸:۵۵

رطل۔ پیدل شراب۔ بنیند۔ شراب۔ گردگان وہ شے جس کو گرد رکھیں۔ جامد حرام وہی بھلا کپڑا جو خاک و گچ کے خم جو نہ تنگ جا ہی پہنے رہتے ہیں۔

ماشاۓ

۲۱۸۰:۵۶

رملو۔ راکھو۔ پیدل سو ختم لازمی۔ دوسرا سو ختم متدعی۔ کہتا ہے میں بل تو ضرور دگیا مگر معلوم نہیں اُس نے کس طرح مجھے جلادیا؟ نہ کوئی چنگا اٹھا اور نہ داکھ بالی رہی۔

ماشاۓ

۳۱۷۸۹:۲۲۲

دست کو حرم سے۔ باد کو کوثر سے۔ اور غلوت کو دارالسلام یعنی جنت سے تعبیر ہی ہے۔

نشانہ

۲۱۷۸۹:۲۲۲

شرعی نشانہ

۸۱۷۸۹:۲۲۲

شرعی

۹۰۲۸۹:۲۲۲

یعنی اگر ہم سنے لگا دیں تو وہ تیری ہی طرف سے ہے اُس کی اجرت ہم نہیں چاہتے اور اگر ہم چاہیں تو تیرا فضل یعنی تیرے بنائے ہوئے ہیں پھر سزا کس لیے ہے۔

شرعی

۱۰۱۴۸۶:۲۲۲

یعنی غالب کے گھر میں صرف ایک پانا خزہ اور ایک مصحف تھا اور کچھ نہ تھا پس اُس نے اُن کو گزینچ نہیں دیا تو شراب کا بھانڈا کیوں پوچھتا پھر تا ہے۔ بہم فروخت کے نقصان یہ شرعی۔ کس ہے کہ کوہِ ظلم کی ایک ساقہ نہ فروخت کیا جہاں تو شراب کی قیمت نہ ادا ہو سکے گی۔

ماشتہ

۲۰۸۳۱:۵۸

یعنی دعا کا فردل جو مشرق کے ظلم سے کا مادی ہو اُس کو خدا کی قربانی میں بھی عزائیں آتا۔ بظاہر یہ ایک شاعرانہ شرعی معلوم ہوتی ہے، مگر یہ حقیقت یہ ایک ٹیکٹ ہے جو ہر آدمی کے کوپے میں پیشہ کرتا رہتا ہے۔ ہر آدمی کو سب ذہنیں گواہ کرتے ہیں، جہاں کے حد سے، دلک کی جہن، ذلت و بے آہدگی، معاشین کی بے انتقامی و بے اعتنائی وغیرہ سب کچھ سمجھتے ہیں مگر ہر آدمی سے باز نہیں آتا اور یہاں سے دھت کا طریقہ جو باعثِ خوشنودی خدا ہے اُس کو اختیار نہیں کر سکتے۔

شرعی

۱۴۰۸۳:۵۸

شرعی

۳۰۸۹۱:۶۲

یعنی میں پیدا تو مجھ میں ہمارا ہوں اور میرا نہ سب عربی ہے میں اگر اصولِ مذہب سے واقف نہ ہوں تو مجھ کو مفسد رکھنا چاہیے۔

ترکِ فضول

۴۰۸۹:۶۲

دوسرا مصرع شمال ہے پہلے مصرع کے مضمرات کی یعنی انگوڑی شراب چاہیے جس سے جیشید کا سائیش حاصل ہو یا قوت کا پیاں جس سے جیشید کی شام: شکت تھا ہر آدمی اگر نہ میسر ہو تو نہ سمی۔

غریب

۸۰۸۹:۶۲

یعنی جس کو دیکھیے اپنے منہ کی طرف مائل ہے۔ چونکہ شرافت نسب میں کوئی میری مثل نہیں ہے اس لیے میری طرف کوئی مائل نہیں، اور میری میری جے کس کی وجہ ہے۔

تصویر

۱۰۳۱۲:۲۲۵

اس تمام غزل میں مشرقِ حقیقی کی طرف خطاب ہے۔

تصویر

۲۰۳۱۲:۲۲۵

یعنی یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ جامِ جہاں نما جیشید کے عہد میں تھا اور آئینہ سکندریہ کے عہد میں کیونکہ جو کچھ

جس زمانے میں گزرا وہ ترے ہی زمانے میں تھا۔

۲۴۵: ۳۱۲: ۴

تصوف

یعنی تو جو تمام عالم پر محیط ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہیں تو بلکہ میں، مگر ہمارا سر ترے آستانے

۴ ہے۔

۲۴۵: ۳۱۲: ۵

تصوف

یعنی کیا یہ بات نہیں کہ جو کچھ دیکھا ہم سے لوٹ کر لے گیا ہے وہ تیرے خزانے ہی موجود ہے؟

۲۴۵: ۳۱۲: ۶

تصوف

اس شعر میں مثلاً اپنے خیال کی بلند پروازی کا اظہار ہے: اور اصل مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ہے وہ تیری ہی طرف سے ہے یعنی اگر میرا خیال اپنی صفت سے تجاوز کر کے عالم بالا کے اسرار و مہامض میں داخل رہتا ہے تو میرا کیا قصور ہے؟ تیرے آئینے نے گھوٹے کو تیز نفاذ کر دیا ہے۔

۴۴: ۱۰۰: ۱۳

شعری

۴۴: ۱۰۱: ۲

تصوف

یعنی سالک جب تیری راہ میں قدم رکھتا ہے اور پہلی منزل قریب ہونے کے ہوتے ہیں تو سخت سخت مشکلات اور امتحانات کا سامنا کرتا ہے جب یہ مرحلے طے ہو جاتا ہے اور دوسری منزل شروع ہوتی ہے تو لذت قرب حاصل ہونے لگتی ہے جو مثل نذرانہ کے آگے بڑھنے کی ہمت بندھ جاتی ہے۔

۴۴: ۱۰۱: ۳

تصوف

۴۴: ۱۰۱: ۵

تصوف

یعنی ہمارا ساقی شراب سے مست نہیں کرتا بلکہ اپنی عطا و بخشش سے مست کرتا ہے۔ چونکہ وہ ہر وقت پہلے سے زیادہ دیتا ہے اس لیے پیلا دیا ہوا بھول جاتے ہیں اس کے اسے کے نشے پر شراب کا نشہ غالب نہیں آئے پاتا۔

۴۵: ۱۱۰: ۱

اخلاق

یہ مضمون مرثیہ کے حسب حال ہے اور عربی مصلیٰ نون کی حالت پر صادق آتا ہے اولیٰ عیش و عشرت اور پھر نون تیل لکڑی کی ٹکڑ۔ زناحہت اور باغ کی مثال کس قدر مشکلہ کے مطابق واقع ہوئی ہے۔

۴۵: ۱۱۰: ۲

اخلاق

یعنی جو کچھ دنیا میں فتنے اور فساد اور جنگ و جدال اور شہ و فرقا ہے وہ انسانی ہی کے دم سے ہے۔ اگر حضرت انسانی نہ ہوتے تو تمام عالم میں تلاطم ہوتا۔

۴۵: ۱۱۰: ۱۲

ہے پادشاہی کو کہتے ہیں۔ باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔

تصوت

۲۱۱۰۳ : ۷۹

اس شعر میں مشرق حقیقی کی طرف خطاب ہے اور اس حدیث کے ضمنوں کی طرف اشارہ ہے کہ  
یا اے اللہ فی لایم و ہر کم غفلات اَلَا فترۃ مٹا دے۔

انطلاق

۳۱۱۰۳ : ۷۹

میں نے داغ اب تیرے ظاہر ہونے کا وقت آگیا کیونکہ نیک جو تیرے طول کیش نے اندر تکی پائے  
کا باعث ہے مجھے اُس میں حزا آنے لگا ہے اور اسے صد تیری ہے آئی ہے کیونکہ مجھے دوسرے نکلے گئے۔

آزادی

۱۱۱۰۴ : ۷۷

عشق

۳۱۱۰۴ : ۷۷

میں وہ سب جرم صرامی چکے اُس آنکھ سے بہتر ہے جو تر نہیں ہے۔

شرفی

۹۱۱۰۴ : ۷۷

قطرے سے مراد قطرہ نہیں ہے۔

تصوت

۱۱۱۰۵ : ۷۷

تصوت

۲۱۱۰۵ : ۷۷

فخریہ

۳۱۱۰۵ : ۷۷

فخریہ

۴۱۱۰۵ : ۷۷

فخریہ

۵۱۱۰۵ : ۷۷

فخریہ

۶۱۱۰۵ : ۷۷

دعا

۷۱۱۰۵ : ۷۷

نارنگی

۸۱۱۰۵ : ۷۷

آخر کے چھ شعروں میں اس بات کا بیان ہے کہ قضا و قدر سے جو کچھ عرب کی فتوحات کے وقت مجھ سے  
پھینکا اُس کے عوض میں مجھ کو اگر میں بھی اسی جوں کچھ نہ کچھ دیا۔ جب آنکھ دھل کر سالک ہو گیا۔ تو مجھے  
آتش کی جگہ نفس یعنی زبان دی۔ اور جب تہذیب گر گیا تو مجھے تافوس کی جگہ آہ و فغاں دی۔ شاہانِ عجم کے مجھ پر  
کے موتی اتار لیے اور اس کے عوض میں مجھے غلام گنجینہ فشاں عنایت کیا۔ اسی طرح ترکوں کے سر سے تاج  
لوٹ لیا۔ اور مجھ کو شاعر کی سی اقبال کیا فی مرصعت فرمایا۔ پھر کہتا ہے کہ موتی تاج میں سے تو توڑ لیے اور علم و  
دانش میں جڑ دیے۔ یعنی جو کچھ علم الاملاں لوٹا تھا وہ مجھے چپکے سے دے دیا اور آتش پرستوں سے جو شراب



جسے میں دل وہ اور دھنیاں کی شب جہد کو بجھے پلائی۔ خلاصہ یہ کہ پارس کی جو کچھ پرانی ٹوٹی تھی اس میں سے نہایت کچھ کو فریاد کرنے کے لیے دے دی۔

ماشقانہ و متحورقانہ

۱۲۳۴: ۲۲۶

یعنی دل لیا ہے تو غمزد اس کے مرض میں کچھ اس سے وصول گا، کیونکہ اچھے رنگ ایسا کام نہیں کرتے کہ کسی کو نقصان پہنچے۔

تصوف

۱۲۳۴: ۲۲۶

تصوف

۱۲۳۴: ۲۲۶

شعرا نے متفلسف دیر درخشاںات و میکے سے اکثر غافلانہ یا وہ مقام جہاں غمزد خفا کی تسلیم ہوتی ہے مراد لیتے ہیں اپنا نشان دید میں پہنچ کر گم ہو جانے سے مراد غما ہے اس کی تشبیہ اس صدا سے جو سرے آدمی کے کان تک پہنچ کر گم ہو جاتی ہے کسی قدر یلغ تشبیہ ہے۔

اعزاز نفس

۱۲۳۴: ۲۲۶

اپنے اعزاز نفس کا اظہار ہے یعنی اگر عزت کے ساتھ قید کرو تو مجھے قید ہونے سے کچھ افکار نہیں ہے میں یہ امید نہ رکھوں کہ میں ماننے کے لیے اس سے بال میں آ پھنسون گا، نہیں بلکہ نفس کو اتنا ہر پنا کر دو کہ میرے گھر لے لے تک پہنچ جائے، میں نفس میں تو ناچلا آؤں گا۔

ماشقانہ

۹۱۳۱۳: ۲۲۶

نظم انداز اس تیر کو کہتے ہیں جو خطاک کے غیر مقصود بلکہ جانگاہے پر نہ عشاں مستحق کے تیر کے مشاق ہوتے ہیں اس لیے کہتا ہے کہ ایک تیر تو اس کا اگر گاہے گریں میں کو اپنی خواست طالع کے خیال سے غلط انداز سمجھتا ہوں۔ اب اگر دوسرا تیر میں اسی جگہ اگر لگا تو میں سمجھوں گا کہ پہلا بھی اماند سے سے لگایا گیا تھا۔ مدد میرا خیال جو پہلے تیر کی نسبت تھا صحیح ہو جائے گا امید بالکل باقی نہ رہے گی۔

دعا

۱۰۱۳۱۳: ۲۲۶

یعنی اگر پارسیوں پر غلبہ اور حکومت حاصل ہونے کی امید نہیں ہے تو ان کا مذہب اختیار کر کے کیونکہ اس صحت میں اگر شراب جزیہ میں نہ آوے گی تو ہمہ اور صفات میں ضرور آوے گی اس شعر میں گویا یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آتش پرستوں پر غلبہ و مستند حاصل کرنے کی علت خالی نہیں ہے کہ جزیہ میں شراب آیا کرے۔ میں جب غلبہ کی امید نہ ہو تو اور چار کوش معاش اختیار کرنا چاہیے، تاکہ اگر جزیہ میں نہیں تو یہ وہ معاش ہی میں شراب وصول ہوا کرے۔

ماشقانہ

۵۰۱۱۴: ۸۳

نذرانی

۹۱۱۴: ۸۳

جب کشتی صبح کے تھیں روں سے ٹوٹ جاتی ہے تو اس کے تھنوں کو پانی سے نکال کر آگ میں ایندھن کی جگہ جلاتے ہیں۔ اپنے تھنیں کت ہے کہ میری مثال میں اسی کشتی کی سی ہے کہ ٹوٹنے سے بچا تو آگ میں جھرنکائی۔

تصوف

۹۰/۱۱۷ : ۸۵

زار نالی

۱۰۰/۱۱۷ : ۸۵

دینا

۱۰۰/۱۱۸ : ۸۶

یعنی کسی حالت میں آدمی دنیا کے عنصروں سے نہایت نہیں پاسکتا اگر کاٹا پائوں سے نکل گیا تو پائوں داس میں الجھے گا۔

ترک بحث و جدل

۱۳۰/۱۱۸ : ۸۶

ترک سادہ مایہنی غالب جہانیک بھولا بھالا ترک ہے۔ یہ نامی ترکیب ہے جیسے مرساے میں لہر فراوانی میں خود میں۔ بافتیاں بر نہ ہی آئی۔ یعنی مولویوں کی دلیوں اور مجتہدوں سے عہدہ بنائیں ہو سکتا۔ بالکے برنیا مصلیٰ کے معنی میں اس سے سربراہ اور عہدہ بر آئے چونا۔

تصوف

۸۰/۱۱۹ : ۸۶

یعنی چنگو میر سے دل سے تجھ کو جاتا ہے جیسا کہ تو ہے اور میری آنکھ نے تجھ کو دیکھا ہے جیسا کہ تو ہے اس لیے دل اور آنکھ دونوں کو کھو بیٹھا ہوں پس میر سے اس کام کی دلدہی دے گا جو میری طرح تیرا ہمدردی اور محبت میں ہوگا۔

تصوف

۹۰/۱۱۹ : ۸۶

ماشتانہ

۹۰/۱۲۰ : ۸۷

یعنی تو نے دقیب کی سخن سازی سے پھر دھوکا کھایا تھا؛ مگر شک ہے کہ اس کی سخن سازی دیکھ کر ہماری خاموشی تجھ کو یاد آگئی۔ جس سے تجھ کو یہ خیال ہوا ہر گاہ کہ مجھے عاشق نہ سے کہ نہیں کہا کرتے۔

ماشتانہ

۱۰۱/۱۲۱ : ۸۸

یعنی نصیب کی گردش کا شکوہ کرتے وقت آنکھ آسمان کی طرف تھیں۔ اور باتیں تجھ سے کہ رہا تھا۔ ایک خاص حالت کی تصویر بہت عمدہ لفظوں میں کھینچی ہے۔

ماشتانہ

۴۰/۱۲۱ : ۸۸

تصوف

۱۰۲۹۰ : ۲۲۹

مشرق حقیقی کی طرف خطاب ہے۔ سکند سے مراد پادشاہ فاتح؛ اور دہلی سے پادشاہ مغرب۔

تصوف

۴۰/۲۹۰ : ۲۲۹

یعنی گریں آفتاب کی پرستش کروں تو وہ بھی درحقیقت تیری ہی پرستش ہے؛ جیسے مجھ پر تو

۳ اس لیے فریضہ تھا کہ ان کی آنکھیں پانی سے مشابہ تھیں۔

ماشتانہ

۵۰۲۹۰ : ۲۲۶

یعنی اگر جان کا خم اس طرح بے مبر کرنے والا ہا تو دوست کا شکوہ ضبط نہ کیا جائے گا۔ بیان تک کہ اُس کو دشمنوں سے بھی نہ چھپا سکوں گا۔

مصیبت

۱۰۰۲۹۰ : ۲۲۶

تعرفت

۴۰۱۲۲ : ۸۸

یعنی سکند کو ایک بے حقیقت پانی کے گھرنٹ سے محروم رکھا اور میکہ کے کافر شراب جیسی نایاب چیز کا تو بنا کر کرے گیا۔ مطلب یہ کہ پادشاہوں کو وہ دولت نصیب نہیں جو میکہ کے یعنی خانقاہ کے ادنیٰ گداؤں کو نصیب ہے۔

تعرفت

۹۰۱۲۲ : ۸۸

یعنی جب وہ تھو دھو روئے کہ ضبط کروں تو ایک دفعہ تو وہ نے کی اجازت دے گا کہ اُس ضبط کے ذریعہ کرکڑا ہٹ ایک دفعہ دھو کر حق سے دور کروں۔

ماشتانہ

۳۰۱۲۲ : ۹۰

ایک معقول بات کو محسوسات کے لباس میں ظاہر کرتا ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ اُس کے شکوے سے اس قدر بھرا ہوا ہوں کہ شاید اُس کو ضبط نہ کر سکوں مگر اس کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اُس کی بیدار کا شکوہ دل سے اس جوش کے ساتھ اُٹا ہے کہ مزہ پر جو مرسکت لگی ہوئی ہے کہیں اُس کے دیکھ میں نہ جائے۔

جنا کشی

۲۰۱۲۲ : ۹۰

یعنی میں نے اسی ماہ دماڑے کی ہے کہ اگر بدن کو جھانٹوں تو گرد کی جگہ جان بدن سے جھڑپائے۔ یہ تمثیل ہے اُس محنت و مشقت کی جو نگرشور اور نکمیل فی حق میں قائل نے کی ہے۔

ماشتانہ

۸۰۱۲۲ : ۹۰

عجیب و غریب تشبیہ اور غایت عمدہ خیال ہے اور زائیل ہی نہیں بلکہ فیکٹ ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب معشوق مریاں ہو کر عاشق کی پرستش حال کرتا ہے تو اُس وقت عاشق مجبوراً دل بھرتا ہے اور وہ شکایت کرنی شروع کرتا ہے۔ پس کہتا ہے کہ تو میری پرستش حال کے وقت شکایت سے مجھ کو نسخہ ذکر کیونکہ تو جو پرستش حال کرتا ہے تو گویا میرے زخم میں نمک لگاتا ہے، اور انکے لگاتے وقت کسی قدر خون کا پتکا نمودار ہے۔ پس یہ شکایت وہ خون ہے جو زخم کے پیچھے وقت چمکا کرتا ہے۔

منہ

۱۰۱۲۵ : ۹۱

یعنی اگر کسی سفر میں گزرتا ہے وہاں سے گزرتے ہیں اس پر انسانی فریفت  
نہ ہو جایا کرتے۔

عاشقانہ

۲۰۱۲۵ : ۹۱

کتاب کے اصل کی حالت میں میرانی اس قدر زیادہ ذکر کریں اس کی خوشی کا غفلت نہ کریں اور خوشی کے  
ساتھ ساتھ ان کی نگاہ پر اس کے لیے وہ پانی موت ہے جو سوت گزرتا ہے۔

تصوف

۹۱ : ۲۹۱

تصوف

۱۰۰ : ۲۹۱

جنگ گورنر آدم۔ یعنی اباہیم بن ابرہہ کو ان دنوں سے جو تیرے شوق کی فحش برساتی ہے ایک  
خراش سے زیادہ نہیں پہنچی اور جو پھول اور پھل تیرے فیض کے طوبیٰ سے جھڑتے ہیں ان میں سے صرف  
ایک ہوا جھڑکا خواب مرعہ تک پہنچا ہے۔

شرعی

۲۲۹ : ۲۹۱

خواجہ کا غلط فہمی میں اکثر ایسے مقام پر جاتے ہیں جیسے طنز کے موقع ہاں وہ یہی تیرے شخص کے  
جیسے آپ یا حضرت کہتے ہیں۔ کتاب کے آپ آدم کی میراث میں فردوس کے طلبگار ہیں۔ جانا مزا ہوا کہ آپ کا  
سلسلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اخلاق و عادات انسانیت سے اس قدر جدید  
ہیں کہ انکی ہے آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

تصوف

۸۰ : ۱۲۶

عاشقانہ

۱۳۱ : ۱۲۶

تخلیاتی دعا

۳۱ : ۱۲۶

شرعی

۱۰۰ : ۲۹۲

تصوف

۱۰۰ : ۱۲۳

ستم بظن

۵۰ : ۱۲۳

مشوہ خریدین و صو کا کھانا اور فریب میں آجاتا یعنی اسماء کی میرانی کے دھوکے میں نہ آتا کہ یہ عیار  
بے صفت کو چاہے اس لیے نکالتا ہے کہ باندہ میں لے جا کر بکوائے۔

تصوف

۵۰ : ۳۱۹

تذکرہ نالی

۲۰ : ۳۱۵

تذکرہ نالی

۱۰۰ : ۱۲۴

پتھر کی شوق

۹۰ : ۱۲۴

ہے اس لیے مزینہ تھا کہ ان کی آنکھیں پٹی سے مشابہ تھیں۔

ماشتانہ

۲۳۶ : ۵۱۲۹۰

یعنی بزرگ جہان کا ختم اس طرح ہے مگر کرنے والا ہوا تو دوست کا شکوہ ضبط نہ کیا جاسکے گا۔ یہاں تک کہ اُس کو دشمنوں سے بھی نہ چھپا سکوں گا۔

مصیبت

۲۳۶ : ۱۰۱۲۹۰

تصوف

۲۳۶ : ۴۱۱۲۲۱۸۸

یعنی مکندہ کو ایک بے حقیقت پانی کے گھرنٹ سے محروم رکھا اور میکدہ سے کاغیز شراب جیسی نایاب چیز کا تو تباہ کر دیا گیا۔ مطلب یہ کہ پادشاہوں کو وہ دولت نصیب نہیں جو میکدہ سے یعنی غافلانہ کے ادنیٰ گزرائیں کہ نصیب ہے۔

تصوف

۲۳۶ : ۹۱۱۲۲۱۸۸

یعنی جب وہ تو وہ دہانے کو ضبط کروں تو ایک دفعہ تو وہ دہانے کی اجازت دے گا کہ اُس ضبط کے ذریعہ کی کڑواہٹ ایک دفعہ دہانے سے دھو کر دے۔

ماشتانہ

۲۳۶ : ۳۱۱۲۲۱۹۰

ایک معقول بات کو محسوسات کے لباس میں ظاہر کرتا ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ اُس کے شکوے سے اس قدر بھرا ہوا ہوں کہ شاید اُس کو ضبط نہ کر سکوں مگر اس کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اُس کی بیدار کا شکوہ دل سے اس جوش کے ساتھ اُبلتا ہے کہ منہ پر جو حرکت لگی ہوئی ہے کہیں اُس کے دیکھنے میں نہ جائے۔

جہان کشی

۲۳۶ : ۲۱۱۲۲۱۹۰

یعنی میں نے ایسی ماہ و مازے کی ہے کہ اگر بدن کو جھاڑوں تو گرد کی جگہ جان بدن سے بھر جائے۔ یہ تشبیل ہے اُس محنت و مشقت کی جو فکر شر اور تکمیل فی حق میں تامل نے کی ہے۔

ماشتانہ

۲۳۶ : ۸۱۱۲۲۱۹۰

عجیب و غریب تشبیہ اور نہایت عمدہ خیال ہے اور نہ خیال ہی نہیں بلکہ فیکٹ ہے۔ تاہم ہے کہ جب معشوق میرا ہی ہو کہ عاشق کی پرستش حال کرتا ہے تو اُس وقت عاشق مجھ کا دل بھرا رہتا ہے اور وہ شکایت کرنی شروع کرتا ہے۔ پس کہ ہے کہ تو میری پرستش حال کے وقت شکایت سے لپک کوئی ذکر! کیونکہ تو میری پرستش حال کرتا ہے تو گویا میرے زخم میں نمک لگاتا ہے! اور شاکے لگاتے وقت کہ تو نہ خون کا پیکتا ضروری ہے۔ پس یہ شکایت وہ خون ہے جو زخم کے پھٹنے وقت چپکا کرتا ہے۔

سفر

۲۳۶ : ۱۱۱۲۵۱۹۱

یعنی عرب سفری گزشتہ نہایت عمدہ ہے بشرطیکہ سفر میں جو کچھ نظر سے گزرسے اُس پر انسانی قرینیت نہ ہو پایا گئے۔

عاشقانہ

۲۰۱۲۵ : ۹۱

کتاب کے اصل کی حالت میں میرانی اس قدر زیادہ ذکر کریں اُس کی خوشی کا نقل ذکر سکون اور خوشی کے نام سے مراد اُن کیونکہ پیادے کے لیے وہ پانی موت ہے جو سر سے گزر جائے۔

تصوف

۹۱ : ۲۳۶

تصوف

۱۰۱ : ۲۳۶

جگر گوشہ آدم۔ یعنی اباہیم بن آدم کو اُن زخموں سے جو تیرے شوق کی ٹھہری برساتی ہے ایک خراش سے زیادہ نہیں پوچھی اور جو بھول اور بھول تیرے فیض کے طوبی سے بھڑکتے ہیں اُن میں سے مرث ایک ہر اکا بھر اکا طوبی مرث تک پہنچا ہے۔

شوقی

۲۰۳ : ۲۳۶

خواجہ کا لفظ نادر میں اکثر ایسے مقام پر ملتے ہیں جیسے طرز کے موقوفہ پادہ میں تیسرے شخص کے لیے آپ یا حضرت کہتے ہیں۔ کتاب کے کہ آپ آدم کی میراث میں فردوس کے طبقہ گار ہیں۔ چار خزا ہوا کہ آپ کا سلسلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اخلاقی و معاشی انسانیت سے اس قدر مجید ہیں کہ ممکن ہے آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

تصوف

۸۱ : ۱۲۷

عاشقانہ

۱۳۱ : ۱۲۷

نکاحی و دعا

۳۱ : ۱۲۷

شوقی

۱۰۱ : ۲۳۷

تصوف

۱۱۱ : ۲۳۷

تصوف

۱۱۱ : ۲۳۷

ستم طعنت

۵۱ : ۲۳۷

مشوہ فریب و دھوکہ کھانا اور فریب میں آجانا یعنی آسمان کی میرانی کے دھوکے میں نہ آنا کہ یہ عیار درست کر چاہے اس لیے نکالتا ہے کہ بازا میں لے جا کر بکوائے۔

تصوف

۵۱ : ۲۳۷

نادر نامی

۲۰۱ : ۲۳۷

نادر نامی

۱۰۱ : ۲۳۷

پہچرادی شوق

۹۱ : ۲۳۷

یعنی شرق کو مل میں ہی تمام نصیب نہیں۔ اسی لیے ذیل کچھ میں آنام ہے اور نہ پردانے کو خراج کی موجودگی ہی قرار ہے۔

۹۸ : ۱۰۱۳۵

کتا سے کہ جرات دل سے نہیں نکلتی وہ کچھ اثر نہیں کرتی۔ میں کٹے وہ زبان پر خرنچکاں میں مددال سے بھری ہوئی نہ ہو۔

۹۸ : ۲۰۱۴۵

حکیم سے مراد خدا ہے کتا ہے کہ ماتی ترانہ سے سے نیا یہ نہیں دیتا اور شراب یعنی دولت دنیا نہایت تند ہے مگر میں اپنی بھڑائی اور زیادہ ملیں سے اگر شراب کا پیالہ ہکا پاتا ہوں تو غصے ہوتا ہوں۔

۹۸ : ۶۰۱۴۵

تاہم ہے کہ جب آدمی کہیں سفر کو جاتا ہے تو وہاں سے کچھ سوغات وغیرہ واپس لے کر وطن واپس آتا ہے کتا ہے کہ میں ایسے آپے سے تو جا چکا ہوں اب یہ جانتا ہوں کہ واپس پھر کر اپنے آپے میں آؤں قد دست میں حق کے سوا کوئی سوغات لے کر نہ آؤں۔

۹۸ : ۷۰۱۴۵

یعنی یل کا ناتا جرتیں کی طرف چلا ہے یہ مادیان کی طرف سے نہیں ہے بلکہ اس وقت اُس کی باگ تعرف شرق تیں کے ہاتھ میں ہے وہ بدھ رہا ہوتا ہے لے جاتا ہے۔

ماشتانہ

۱۰۱۴۴ : ۲۴۴

ماشتانہ

۲۰۱۴۴ : ۲۴۴

ماشتانہ

۲۰۱۴۴ : ۲۴۴

یعنی ہوا اور مینہ کچھ اس لیے نہیں چاہتے کہ اُس سے کھیتیاں اور بارخ سرسبز و شاداب ہوں گے بلکہ صرف اس لیے کہ شراب پینے کا لطف بغیر باد باماں کے نہیں آئے گا

لطیفہ

یہ مصروف مرزا کو کہیں تلاش کرنا نہیں پڑا، بلکہ یہ خاص آدمی کی طبیعت کا اقتضا تھا جس مکان میں مرزا رہتے تھے اُس کے دودانے پر ایک کمرہ تھا، ادھر سے کھانے ایک برآمدہ تھا جس کے نیچے رستہ چلتا تھا۔ یہ برآمدہ گزرگاہ سے تقریباً چار گز اور پچاس گز۔ ایک دھند میں رہا تھا اور مرزا صاحب برآمدے میں بیٹھ جھوٹے ابرو باماں کی حرارت میں مصروف تھے۔ اُس وقت عالم سرخوش میں فریاد لگے کہ جی چاہتا ہے دیوار سے کر لگی کہ کد پانی برآمدے تک آجائے اور میں یہیں بیٹھا بیٹھا کس بھر بھر کر پانی پیوں۔ کس نے کہا حضرت! برآمدے تک پانی آگیا تو شرب پیلے شرب پائے گا۔ مرزا افسس کر چکے ہوئے ہیں۔

لغت معنی

۲۱۲۹۳:۲۲۸

خار غار غلبان۔ کہتا ہے کہ جب تک کچھ خطرہ نہ ہو۔ فرس کچھ لطفت نہیں۔ پس اگر کچھ کی دلوں پر اس سے نوکریاں جانا نہیں چاہیے۔ فی الحقیقت جو لوگ نہایت کٹھن منزلیں ملے کر کے مقام مقصود تک پہنچتے تھے۔ جو خوشی کی کو منزل پر پہنچنے سے ہوتی ہوئی اس کا سواں حصہ بھی ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو بدیل لدا شاعر میں آجکل سفر کرتے ہیں۔

ماشاء اللہ انہائے زمانہ

۸۱۲۹۳:۲۲۸

میسے زیادہ بیخ شعر ہے۔ اگرچہ مخزن عام ہے مگر خود شاعر کے حال پر غلب چسپاں ہوتا ہے اور اس نے یقیناً اپنی ہی نسبت کہا ہے جب کوئی غیر ملک کا مسافر شرم وادہ ہوتا ہے اور اس کی زبان کوئی نہیں سمجھتی تو ترجمانی کی ضرورت ہوتی ہے شاعر۔ کچھ تو اس لیے کہ کسی کو اپنا قصد ہی اور پائیشنام نہیں پاتا اور کچھ اس لیے کہ اپنے نام کو ادب باریک خیالات کا بگھنے والا کسی کو نہیں دیکھتا۔ اپنے تئیں غریب شرمین شرم بالکل اجنبی قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی ترجمان کو بلاؤ کہ اجنبی مسافر کچھ باتیں جو کہنے ہی کے لائق ہیں کہنی چاہتا ہے۔

ماشاء اللہ

۱۰۰۹۱۳۹:۱۵۱

دعائے

۷۱۲:۱۰۳

جاسیادخت کا غازی ہوتا اس کے آئوہ ہونے کو کہتے ہیں۔ باقی شعر کے معنی صاف ہیں۔

دعائے

۹۱۲:۱۰۳

دوسرے مصرع کی تفسیر عبادت یوں ہے ”مبادا غوی سیاوش۔ دیگر از پردہ بگوشد۔ سیاوش کا قصہ مشہور ہے کہ وہ بے گناہ اپنے سسرے اغزیاب کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ اور اس کے خون کے وہاں ہی تمام ملک کشت و خون میں مبتلا رہا۔ کہتا ہے کہ اسے شہر آشراق بھی بڑی عجز ہے اس کو زمین پر صفت گراؤ؟ ایسا نہ ہو کہ خواب سیاوش پھر جوش مارے۔“

شکایت چرخ

۱۰۳۱۷:۲۲۸

یہ غزل غالباً اس زمانے میں لکھی گئی ہے جب مرزا عدالت کے ممانعت میں پھنس گئے تھے یعنی زمانے نے جب لمحہ کو دیکھا کہ جنگ اور تکلیف میں بھی خوش ہے تو مجھے ذلیل و خوار کر دیا کہ اب تو خوش نہ رہے گا۔

شکوہ چرخ

۲۰۳۱۷:۲۲۸

یعنی میری دانش و بینش کے سبب مجھ سے آسمان پر شدید کینہ توڑکتا ہی تھا؛ اب جو دیکھا کہ وہ کینہ لوگوں پر پلڑا ہو گیا ہے تو آسمان کس کیلئے اور علانیہ دشمنی کرنے لگا۔

تغذیر

۴۱۳۱۷:۲۲۸



یعنی جو کچھ ہوا میری نادانی سے نہیں بلکہ قضاء و قدر کے حکم سے ہوا۔

شرعی

۹۰:۳۱۷:۲۴۸

معمول شکر کا یہ ہے کہ وہ حقیقت میں ہوں تو نا امید مگر چونکہ تجھ سے نا امید ہونا کفر ہے اور تو کفر سے راضی نہیں اسی لیے مجبوراً اپنے تئیں امیدوار بنایا ہے۔

تصویر

۱۰:۱۲۵:۱۰۵

یعنی شرع سے بھی تعلق رکھتا اور خدا کو بھی ڈھونڈنا! آخر تو مجھوں سے کم نہیں ہے کہ اُس کا دل تو عمل میں لگا ہوا ہے، مگر زبان کو ساریاں سے سر نہ لگا رہے۔ یعنی ساریاں سے باتیں کر رہا ہے۔ اور دل اپنی سے لگا ہوا ہے۔ شرع کو ساریاں اور حق کو عمل سے مشیل دی ہے اور یہ نہایت بیخوشی پیش ہے اور شعر فائدہ اٹکا رہے ہے۔

حاشیہ

۱۲:۱۲۵:۱۰۵

گنہگار۔ یعنی میں نے کچھ نہ کیا ہے، یا میں کچھ دیتا ہوں کہ یہ پرستش کا وقت نہیں ہے، تو غالب کے حال سے درگزر اور پرستش کا خیال چھوڑ دے۔ کیونکہ اُس کی جان بھری ہوئی ہے اور داستانِ زبان پر پہلوا وہ اپنی دردناک داستانِ بیان کرے اور داستان کے ساتھ ہی اُس کی جان بھی نکل جائے۔

۱۰:۱۲۹:۱۰۶

مصفا کا بیعت مشہور ہے جو پہلے عابد تھا پھر فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ یہاں تک کہ کفر تک نوبت پہنچ گئی۔ پھر متنبہ ہوا اور کفر سے توبہ کی۔ گستاخ کو مصفا کا کفر سے توبہ کرنا مشہور ہے۔ وہ عجب بے گناہ بندہ ہے جس نے دین کی خود فراموشی کے سبب خدا کی بخشش کو پسند نہ کیا۔ یعنی خدا کی خالص بخشش تو وہ بھی کہ وہ عقیدہ کرتا اور کفر ہی پر پڑتا، اور پھر خدا اُس کو بخش دیتا اور اب جو وہ بخشا جائے گا توبہ بخشش دین کی قیمت ہوئی نہیں گویا اُس نے دین کی خود فراموشی کے بعد سے پر خدا کی خالص بخشش کو پسند نہ کیا۔ خوش کر دے کہ معنی ہی پسند کرتا۔

حاشیہ

۲۰:۱۲۹:۱۰۶

شرعی

۹۰:۱۲۹:۱۰۶

میانہ یعنی مجھ سے جھگڑا امت کہ۔ فرزندِ خدا ابراہیم علیہ السلام۔ باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔ یہ نامعلوم ہی نہیں ہے بلکہ مرزا کے سب مال بھی ہے، کیونکہ جہاں تک ہم کو معلوم ہے مرزا کے والد شعی القذہب ولد خود مرزا اثنا عشری تھے۔

شرعی

۵:۱۲۹:۱۰۶

کتا ہے کہ اُس کا نام کو حق نامشناں کتا انصاف نہیں ہے جس کو خدا کے علم پر اس قدر بھروسہ ہے

کہ اُس کے مجروحہ پر حکم کیے چلا جاتے ہیں اور اُس کے منافق سے نہیں ڈرتا۔

اخلاق

۹۰۱۴۵ : ۱۰۶

نارنگی

۱۰۱۳۸ : ۱۰۷

نور بادشاہ، جو بچہ کی آواز کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کی سوادہ کے آگے آگے نقیب لگاتے چلتے ہیں۔ کہتا ہے کہ بچہ کو جو قصا و تقدیر سے سرگرم تلاش کیا ہے اُس سے مقصود میرا خداوند لیل کرنا ہے پس سادہ تلاش میں جو مصداقہ تجھ پر پڑتی ہے اُس سے ظاہر ہے کہ میری ذلت و خوارگی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح جو امر میرے سرگرم تلاش کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہوتا ہے پس گیا میرا خدا بادشاہ پر میں کسی قدر مقصود کے نزدیک ہوتا جاتا ہوں۔

نارنگی

۳۰۱۳۸ : ۱۰۷

منطقیت

۹۰۱۴۵ : ۱۰۷

عاشقانہ

۳۰۲۲۹ : ۲۲۸

لطف گفتار کی تعریف اس سے بہتر کسی پر اس میں نہیں ہو سکتی۔ کہتا ہے کہ معشوق جسے میں بابر مجھ کو بوجھ کہتا ہے مگر اُس کے لطف کلام سے میں ہمیشہ اسی امید میں رہتا ہوں کہ اب کوئی اچھی بات کہتا ہے اب کوئی میرا ہی کا کہتا ہے اُس کی نیکی سے نکلتا ہے۔

منطقیت

۹۰۲۲۹ : ۲۲۸

بچہ دل پر فخر کرتا ہے کہ اُس کے پیروں سے نکال کر دکھاؤں تو ہمیشہ اُس کو اپنا جام جہاں میں بکھے اور اگر اس کا ایک نکتہ نکال کر ڈال دوں تو سیلاب اُس کو غرق سیرانی کا گینہ بنائے۔

عاشقانہ

۱۰۱۴۹ : ۱۰۸

بد مذہب۔ یعنی نکل جانا۔ تبریز مصری کہتا ہے کہ میں تو نباہ کرتا کرتا سر گیا اور رقیب نکل جاتا گیا معشوق کا آدھا لب شد تھا کہ میں میں پھنس کر رہ گیا اور وہ مصری تھا کہ رقیب اُس پر سے اڑ گیا۔

عاشقانہ

۲۰۱۴۹ : ۱۰۸

کتنے بڑے خیال کو کی خنجر لفظوں میں اور پھر کس صفائی اور خوبی سے ادا کیا ہے۔ کہتا ہے کہ معشوق موتی پر اس طرح ہنسا کہ اُس کے دانت نظر آنے لگے۔ میں اُس کا خندہ گویا اس بات کا دھڑکا ہے کہ موتی کی کچھ حقیقت میرے دانتوں کے سامنے نہیں اور اس دھڑکی کی دلیل اس کا خندہ دندانہ ہے۔ کیونکہ اُس کے دانتوں کا سب پر ظاہر ہو جاتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ موتی اُس کے دانتوں کے سامنے کی حقیقت نہیں دیکھتے پس اس کے دھوسے کی دلیں حمایت بدیہی اور ظاہر ہے۔

شکوہ چرخ

۱۰۱۵۱ : ۱۰۹

آستہی بگردانہ یعنی چو کھٹ کے پتھر کا الٹ گرا اور کاٹرخ نیچے اور نیچے کاٹرخ اوپر کر دیتا ہے۔

احتمالی الطی

۸۰۱۵۱ : ۱۰۹

تصویر

۱۰۰۹۰۱۵۱ : ۱۰۹

تصویر

۱۲۱۵۲ : ۱۱۰

اول یہ آئندہ کہتا ہے کہ تیری تلواریں میرے سر پر پڑے اور حق تلک اتر جائے پھر یہ کہہ کر کہ یہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ کہتا ہے کہ گستاخی سے گزرنے کی میری زبان قلم ہو جیو۔

ماشتاق

۲۰۱۵۲ : ۱۱۰

تصویر

۸۰۱۵۲ : ۱۱۰

یعنی اگرچہ تیرے عشق میں دوسرے کی شرکت گوارا نہیں، اگرچہ کئی آدمیوں کے دل کو تالا و قریب کر دے میں عجب لطافت ہے اس لیے میں رشک سے قطع نظر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ "خار ہست ہر پائے عزیزان غلیہ باد"

ماشتاق

۲۰۲۹۷ : ۲۳۰

یعنی توارے سر تار کر میں مشوق نے سبکدوش دیکھا پہلے کراڑا بعد تھا اب اس احسان کا کچھ ہے کہ اپنی توارے یہ بے قدر سراتا رہا ہے۔

وصف سے دے

۵۰۲۹۷ : ۲۳۰

یعنی شراب کا نشہ اور نہنے کی آواز کا درد۔ دونوں عقل و ہوش کے دشمن ہیں۔ میں جب کارکنان تغافل قدر سے شراب میں زور اور نہنے میں شور و دلیعت کیا تھا اُس وقت عقل و ہوش کے انجام کا کچھ خیال نہیں کیا۔

تصویر

۱۲۱۵۲ : ۱۱۰

یعنی شوق الہی کا تاجر اُس رستے نہیں چلا کہ جو رستہ چلتے چلتے ختم ہو جائے اور اُس رستے میں سر ہلا کر لٹا نہ جائے۔

تصویر

۹۰۱۵۲ : ۱۱۰

کہتا ہے کہ ہر حرکت، یعنی ہر چیز کی رمز کو سمجھنا چاہیے، کیونکہ حرم مازوری شخص ہے جو بغیر اُدھر کے اشارے کے ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یعنی جو کچھ سمجھ سکتا ہے اُس کے موافق عمل کرتا ہے۔ کھانے میں پیچھے میں، سونے میں، جاننے میں، غرض کہ ہر کام اُدھر ہر چیز میں بخیر کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔

شوقی

۱۰۰۱۵۲ : ۱۱۰

دستِ زار شوق ہوتا یعنی کے زیرِ شوق ہونا۔ غلامِ مطلب یہ کہ زارِ شریعت کے تمام افعال سے

ان کے متعلق معنی مراد لیتا ہے اور کسی بات کو تشبیہ و استعارہ و کنایہ پر محمول نہیں کرتا۔

باشکاز

۱۰۱۵۷ : ۱۱۴

کتا ہے کتا اور دیوار کی قتا جو میسے دل میں جوش مار رہی ہے اس کو دیکھ اور پگھل کے رہتے  
سے آنسو کی طرح میرا چنگ مل سٹو کر۔ جوش قتا سے میلہ کی تصویر اس سے بستر غالباً کسی نے نہ کھینچی ہوگی  
کہ میں آنسو کی طرح پگھل کے رہتے سے پکا جاتا ہوں؟

باشکاز

۲۱۱۵۷ : ۱۱۴

تصوف

۵۱۱۵۷ : ۱۱۵

کتا ہے کہ ہمارے استعار میں میرا حال بچھانا تو دیکھو۔ جردان جال کے نیچے ہمارے پسناس کے لیے ڈالا  
تھا۔ وہ آگاہ اور بڑھا اور یہاں تک بڑھا کہ اس میں گھونسلے ہی گئے۔ مگر ہمارے دامن میں نہ آیا۔

فرز مسلسل باشکاز و خاندان

۱۰۲۱۸ : ۲۴۹

۲۰۲۱۸ : ۲۴۹

۳۰۲۱۸ : ۲۴۹

دیوان یعنی حریف خاندان۔ جوشیج کہ ہمارے نہ بکھے گی یعنی شراب

۴۰۲۱۸ : ۲۴۹

کتا ہے کہ نہیں میں مادی میں ہوں یہاں کو پانی تو تلخ ہے۔ اسے ہمدرد خاندان اگر تو فیاض ہے تو شہرے  
میرے لیے سریشہ فروش یعنی شراب لا۔

۵۰۲۱۸ : ۲۴۹

۶۰۲۱۸ : ۲۴۹

کتا ہے کہ تیرے پاس دامن ہی ہیں اصل تو سب بچھاتا جاتا ہی ہے۔ اگر بادشاہ حاکم کے تو نہ بدتر بادشاہ  
فروش سے لا۔ اگر تلخ و آتش پرست زمین بادہ فروش تو جسے میں ڈال دے تو تو نہاؤ تھو پر دیکھ اور چل دے اور  
جو بادشاہ مگر ابھر کر حیات کسے تو کندھے پر اٹھا اور لے آئے۔

۷۰۲۱۸ : ۲۴۹

دانش۔ راگ۔ تان سے مراد یہاں اداسی سے مراد غفلت۔

۸۰۲۱۸ : ۲۴۹

گاہے بیکہ سستی۔ یعنی کبھی جلدی سے لچکے کو شراب پلا کہ ہم جوشیج کر دے اور پھر جب میں بدست  
ہو جاؤں تو لچکے کو گانا سن کر ہوشیار کر۔

۹۰۲۱۸ : ۲۴۹

ہم سے تو معنی ہمارا تو مرثیہ پرش کوئی کپڑے پہنے والا، مرزا جیٹھے میں سوئی دار کپڑا نہیں پہنتے تھے،  
اکڑ کوئی یا پیشینے کا چنڈ کوٹ اور ٹوپی وغیرہ پہنتے تھے۔

ماشتاق

۱۲۰ : ۱۶۵ : ۱۷

تصوف

۱۲۰ : ۱۶۵ : ۲۱

نہایت شعلہ وہ تلی جو سنگ دلیا۔ یعنی کہ عورت اور عقل ایسی پرکھتا ہر مونی تھی اس کی طرف خطاب  
کرتا ہے کہ اسے شعلہ طور پر پھر اور دھشت سے جو کہ تیرے قابل نہیں ہیں کیوں پکڑتا ہے؟ ہماری آنکھ کی رگ  
سے دل میں آتے اور جان سے بیروں آتے۔

ماشتاق

۱۲۰ : ۱۶۵ : ۹۰

مشرقِ حیات کو آیا ہے اور ماضی کا حال نہایت ستیم دیکھ کر بے لطف ہوا ہے اس سے کہتا ہے  
کہ تو حیات کے لیے آیا ہے، لڑائی کے لیے نہیں آیا۔ پھر یہ تندہ خونی اور بد مزاجی کیس ہے؟ یہاں اگر بے لطف  
کے سرا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ پس آؤ غموم بیٹھ اور مرثیہ کوٹا ہوا اٹھ

اخلاق

۱۲۰ : ۱۶۵ : ۲۱

کہتا ہے کہ جب نفس مغلوب ہوگی پھر جی کو محکوم کریں آسمان ہے میں سلیمان کا محرم راز ہوں اس کی  
انگوٹھی پر یہی کندہ تھا جس سے تمام جہاں اس کے محکوم تھے

دعوات

۱۲۲ : ۱۶۵ : ۶۰

صفت

۱۲۲ : ۱۶۵ : ۶۰

کہتا ہے کہ میرا نظیر یا علی ابن ابی طالب ہے، بلکہ کو طالبِ صادق سے کچھ بعید نہیں ہے، اسمِ اعظم  
بلکہ سے پوچھ لے کر یہی ”یا علی“ اسمِ اعظم ہے۔

ماشتاق

۱۲۲ : ۱۶۹ : ۱۰

اخلاق

۱۲۲ : ۱۶۹ : ۱۰

دُعا کے معنی یہاں ضرور بالفرد کے ہیں یہ لفظ جب حق پر آتا ہے تو ہرگز کے معنی ہوتے ہیں۔ اور  
جب امر پر آتا ہے تو ضرور کے معنی دیتا ہے۔

تصوف

۱۲۸ : ۱۷۵ : ۱۰

دنیا و دنیا کی چیز ہر ناجایز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک خیال و محسوس اٹھ کر شامیانہ سا بن گیا۔ ہم نے  
اس کا نام آسمان رکھ لیا۔ اور آنکھ کو ایک پریشانی غالب نظر آیا اس کو جہاں کہہ سکتے اسی طرح اس کے بعد کے  
کئی شعروں میں اس شعروں کی تفہیم ہے مثلاً

تصوف

۱۲۸ : ۱۷۵ : ۲۱

تصویر

۱۲۸ : ۱۶۵

چونکہ فرہادیس تمام ہنریات نفسانی بخش ہیں آتے ہیں اور مشت و ہوس کی حرکت کرتی ہے اس لیے بعد کو آگ سے تشبیہ دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہر آنے آگ کو دامن سے سلگایا میں نے اس کو بہار قرار دے دیا اور جب وہ شعلہ جل بجھا تو میں نے اس کا خزاں نام رکھ دیا۔

تصویر باہمی وطن

۱۲۸ : ۱۶۵

کہتا ہے کہ جب پردیس میں مجھے تلکھیں پہنچنے لگیں تو میں اس کو وطن سمجھا گیا جب نام کے ملنے نے تلکھ کی قومیں اس کو اپنا آشیہ نہ سمجھا۔ مطلب یہ کہ وطن میں اس قدر بے مری اور مخالفت لوگوں سے دیکھی تھی کہ جب پردیس میں مجھ کو ماس نہ آیا تو میں نے اس کو بھی وطن ہی تصور کر لیا۔

عاشقانہ

۱۲۸ : ۱۶۵

یہاں ہر وہی غیر معشوق کی طرف راجع ہے کہتا ہے کہ وہ میرے پیلوں میں ایسی تمکین کے ساتھ بیٹھا تھا جس طرح پیلوں میں دل رہتا ہے۔ اور وہ شرفی سے اٹھ کر اس طرح چلا گیا کہ میں اس کو جان کر اٹھا۔ یعنی جہاں کے جاننے سے کیفیت برآتی ہے وہی اس کے جاتے سے ہوئی۔

عاشقانہ

۱۲۸ : ۱۶۵

عاشقانہ

۱۲۸ : ۱۶۵

عاشقانہ

۱۳۰ : ۱۸۰

عاشقانہ

۱۳۰ : ۱۸۰

کہتا ہے کہ یہ سخن سراں ہم کو صفت نہیں ملے ہے ! بلکہ دوست جب دل سے لیتا ہے تو اس کے عوض زبان عنایت کرتا ہے۔ زبان کو دل کا عوض قرار دینے میں شاعر نے لطافت دیکھی ہے کہ انی بحقیقت جب تک وہاں اور نکلان معنوں مرادف یکدیگر ہیں۔ جب کسی کا نام مراحتہ نہیں لیتا جوتا تو وہاں یہ الفاظ بولے جاتے ہیں اور وہیں ایسے موقع پر وہ یا وہ شخص یا امکا ڈھمکا بولتے ہیں۔

انسان کیسے دل نہیں دیتا اور عاشق نہیں ہوتا تب تک زبان میں گرمی اور شعلہ بیانی پیدا نہیں ہو سکتی خواہ عاشق مجاہدی ہر یا عاشق حقیقی

نقدانہ

۱۳۶ : ۱۸۳

نقدانہ

۱۳۶ : ۱۸۳

تصویر

۱۳۶ : ۱۸۳

مجھ پرانہ دل و نرسری سے مراد دنیا ہے اور دل ریا سے مراد وہ ذات ہے نشان ہے جو دیر و دیر یافت سے باہر ہے کہتا ہے کہ اس فتنہ خیز وشت میں دنیا میں جہاں قدم قدم پر مہازیں اور قزاق گھات ہیں لگے

9 AF 114

یعنی جبکہ عقل اس قدر بلند ہے اور عقل بجاڑنے کے لیے پرتلاشیدہ ہیں تو جب تک میوہ خود درخت سے نکلے۔ یعنی جب تک جاویدانہ حقانیت ہم کو خود اپنی طرف نہ کیچنے اور شاہد حقیقی خود اپنی جھانکی نہ لگائے۔ ہم کو کیا فائدہ !

**F-144-1124**

تین دنوں کے بعد دوبارہ - مانند سابقہ - شب بیداری، یعنی جو شخص یہ جانتا ہے کہ کپڑے کی صیغہ کو کھینچ کر ہاتھ اور کھلیں پٹاتی ہے اودھر رات ہی سے تمام مانند سابقہ یا نادرہ چیزیں درخت کے سرے پر ڈال دیتا ہے۔

11/19/2013 11:45 AM

یہ خطاب ہے قدامتِ طرقتِ معنی نکال رہی ہیں۔

11/11/2011 11:11:11

خاصہ نظریہ زم قلیل۔ یعنی نظریہ احد قلیل میں فرق نہیں کرتے۔

1997

اپنی مصیبت اور اپنے عزیز رسانی اور اس پر لوگوں کی بے بسی اور ناقصہ دانی ظاہر کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں گویا شمع شبستانی ہوں کہ اُس میں سے شعلے جھڑکتے ہیں مگر کسی کو اُس کے ساتھ بے بسی نہیں۔ اور گویا میں بادِ صحرا ہوں جن پر پیراں کھلاتی ہے مگر اُس کی اجرت کوئی ادا نہیں کرتا۔

AP41000

یعنی میری شان: ساری کوچے سے بل نہیں گزرتی کیونکہ لوگوں کے ہجوم اور پتروں کے پتلاؤں سے۔  
 سادہ شگ پر جاتی ہے۔

9: 44: 444

کتاب ہے کہ حیران بنہ قوی چاہیے جو لہجہ کو مثال ملک لے جانے، پس فیضیہ اگر تیرے ساتھ ہیں کے  
فرق کے صحت میں۔

**Lipid = FFF**

14 FEB 1987

ردانہ کردہ ایم۔ یعنی جاری کردہ ایم۔ کتا ہے کہ چونکہ لب پر یا علی جاری ہے اس لحاظ سے تو ہم نے  
 ذریعہ حق اختیار کیا ہے اور چونکہ اس پر شراب جاری ہے اس لحاظ سے مغز، یعنی آتش پر ستون کا سا پیش  
 کرتے ہیں یعنی وہ دنیا و دین ہم کو حاصل ہیں۔

۱۵۴ : ۲۰۲

یعنی شراب پینا اور دیر خانیہ کا تو بہا تھا ہی، ہم نے ان بائیں کو بھی خالی کے ساتھ ذکیہ شراب  
 پانی تو خرچ کی، اور دیر کھو یا تر بجائے ہیں۔

۱۵۴ : ۲۰۲

تار لب شکستہ ایم۔ یعنی اس کو منہ سے نہیں نکلنے دیتے، اور ضبط کرتے ہیں اور داغ گوبل میں  
 چھپانے رکھتے ہیں، ہم دولت مند تو ہیں مگر خیس ہیں، اپنی دولت کو خزانے میں رکھتے ہیں۔

۱۵۴ : ۲۰۳

کتا ہے کہ میں اپنے آپ سے تو گزر گیا ہوں مگر میں آپ کو کھولا نہیں ہوں اگر فراموشی اس وقت  
 میری فریاد کو پہنچے اور آپ کو کھلا بھی دے تو بہت مناسب ہے۔

۱۵۴ : ۲۰۳

کتا ہے کہ راہ خانیں جو کچھ کہ میرے بار یعنی خرابی یا زہیل ہیں ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہر قدم پر  
 تھوڑا تھوڑا اپنے آپ سے دور ہوتا جاتا ہوں۔ گویا جس طرح کہ شمع راہ خانیں آپ ہی اپنا زادہا ہے  
 کہ بار لپکتی جاتی ہے اور زادہا کی طرح نیرٹنی جاتی ہے اس طرح میں بھی آپ اپنا زادہا ہوں۔

۱۵۵ : ۲۰۴

جہان کے زمانے کیا دگرتا ہے جبکہ ابوالحسن یا عشق و محبت نذر شور پر تھا۔ آہ آتش ناکی حق اور آنکھ  
 اشکبار۔

۱۵۵ : ۲۰۴

بجز یہی  
 کتا ہے کہ میں و دریش اور تو نگر دونوں کی غفلت پر ہنستا ہوں جبکہ دنیا کا طرب اور تعب دونوں

۱۵۵ : ۲۰۵

بجز یہی تو ایک خوش کیوں ہے ؟ اور دوسرا بچیدہ کس لیے ہے ؟

۱۵۵ : ۲۰۵

کتا ہے کہ میں و دریش اور تو نگر دونوں کی غفلت پر ہنستا ہوں جبکہ دنیا کا طرب اور تعب دونوں  
 بجز یہی تو ایک خوش کیوں ہے ؟ اور دوسرا بچیدہ کس لیے ہے ؟

۱۵۵ : ۲۰۵

فدا ہے کتا ہے کہ جو تجھے تکلیف پہنچتی ہے اس کی مصلحت کو خوب سمجھتا ہوں مگر آسانی کو  
 بنام کرتا ہوں۔ میں درحقیقت، تیرا اسلاف ہوں مگر بقا پرست اسے کا شکوہ گزار۔



ماشتانہ

۷۰۲۱۰: ۱۵۹

کتاب ہے کہیں نے تجھ کو جنانا اس لیے مشہور کر رکھا ہے کہ اگر کوئی تیری طرف رجعت نہ کرے  
دور در حقیقت میں تجھ سے ہر طرح ماضی اور خوشنود ہوں۔

فریضہ

۹۰۲۱۰: ۱۵۹

ہفتویں مضمون

۱۰۰۲۱۳: ۱۶۲

ماشتانہ

۱۰۰۲۱۳: ۱۶۲

اس شعر کے مصداق وہ مکار اور دیا کار لوگ ہیں جو کہ مشرّع اور مقدس کو کٹھ کے آگے کوئی بات  
ہنس یا بے تندی یا زبرد مشرّع کی کہتے ہوئے شرم آتی ہے؛ مگر ان کو خدا ٹوٹل کر دیکھے تو وہ ٹٹ  
کی اور جمل شکار کھینچنے والے نکلتے ہیں۔ اس میں خطاب مشرّع کی طرف ہے جو فخر پر ہونے کے سبب  
مقدس آدمیوں کی صحبت سے بھاگتا ہے۔

شکایت

۳۱۰۲۵۹: ۲۱۴

ہنود کا لفظ بیان ایسا ہے جیسا آدمی سنا ہم "یا مباد ہو واس گے" بولتے ہیں۔ کتاب ہے  
کہیں امیروں کی مدح سرائی کے لحاظ سے تو ایسا ہوں جیسے شاہراہ میں ایک گنا بیٹھا ہو؛ مگر اس لحاظ  
سے کہ وہ میرے مضمون پر اتنے میں میرا یہ حال ہے کہ ہزاروں چٹے میری گات میں لگے ہوئے ہیں۔

توق

۵۰۲۵۹: ۲۱۴

کتاب ہے کہ اہل دوزخ کو کیا ہر ہے کہ میرا دعوت سے نیا وہ دوزخ میں نہ رکھیں گے! مگر اہل خیال  
سے میں اپنی آہ آتشیں سے ایک عجیب توقع رکھتا ہوں؛ یعنی یہ کہ آہ آتشیں بھی ہمیشہ نہ رہے گی۔ اس  
توقع کو عجیب اس لیے کہا ہے کہ انہی کو بھی دوزخ پر قیاس کر کے انہی سے آخر کار نجات کا امیدوار ہے۔

غزل مسلسل دہانہ

۱۰۰۲۲۰: ۱۶۹

مشتوق سے کتاب ہے کہ قرآن، تاکہ نہ سوائے کا یہ تاہم کہ وہ درست کر درست سے نہیں لے دیتا  
ہم تم مدوں میں کہ پٹ دیں، اور حکم قضا کہ مل لگایں۔ یعنی جام شراب کی گردش سے پھر دیں۔

۳۱۰۲۱۰: ۱۶۹

دو فرادہ کہیں یعنی دو دہانہ بند کر دیں اور چرکیہ کو حکم دیں کہ گرجے میں پھر تار ہے اور کسی کو نہ سننے لے۔

۴۰۲۲۰: ۱۶۹

۵۰۲۲۰: ۱۶۹

۶۰۲۲۰: ۱۶۹

۷۰۲۲۰: ۱۶۹

۸۱۲۲۰ : ۱۹۹

۱۱۔ تحقیق و خوشامدہ سخن کراوا کے ساتھ ملانا۔ ماٹو چاٹو اور سادہ دنیا زکی باتیں کرنا

۹۱۲۲۰ : ۱۹۹

۱۰۱۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی اختلاط کے موافق یہ ہم دونوں ایسے زور و دوسے ساقی ہیں کہ صبح کا دم بند کر دیں اور اُس کو طوطا نہ چہرے دیں۔ اور دن کی گرمی کی بنا جہان سے ٹال دیں۔

۱۱۱۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی سب کلمات کے دوسرے میں ڈال دیں۔ یہاں تک کہ چہرے کو دیرِ صیحت آدھے رستے سے شر کی طرف اٹا پھیر دیں۔

۱۲۱۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی جو لوگ مدخترین سے میرہ اور فراک کی ڈالی لینے لگتا میں ان کو لڑکے باغ کے باہر ہی سے خالی بھال کے ساتھ پھیر دیں۔

۱۳۱۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی جو پرستے صبح کو گھونسلوں سے مدخترین پر اگر لکھیں کہتے ہیں اُن کو زنی اور چکار کے ساتھ گھونسلوں کی طرف کوٹا دیں۔

۱۴۱۲۲۰ : ۱۹۹

کتاب ہے ہم تم عیدی ہیں۔ ہم سے تعجب نہیں کہ جس طرح بقول بعض سید رکاب سے بھڑوہہ اظہش  
 ۱۰۲۲۲ : ۱۹۹

آگاہی  
 فقر و مشفق ہو

۸۱۲۲۲ : ۱۹۹

قبول اور قبول ایک معنی میں آتا ہے۔ قریٰ بخت ہنر یعنی سرسبز بخت ہنر کہتا ہے کہ ہم کو اپنے ہنر کی خوش نصیبی پر ناز ہے کیونکہ اُس پر کیسٹوں کی قبولیت کے احسان کا داغ نہیں ہے۔

فقر و مشفق ہو

۸۱۲۲۴ : ۱۹۹

یعنی میں طرح زخم جگر تک بچہ و مریم کی رمانی نہیں ہے اسبابِ گرہ کی مروج میں جنبش و رفتار نہیں ہے! ایسا ہی میرا حال ہے یعنی نہ کسی کو میرے درد کی خبر ہے نہ میرے کمال کی اطلاع ہے۔

۹۱۲۲۶ : ۱۹۹

فقر  
 شر

۱۰۱۲۲۶ : ۱۹۹

یعنی وہ اس طرح عاجزت مدان کرتا ہے کہ اکثر تجھ کو خود نہیں جوتا کہ کیوں کہ یہ کام مجھ گیا۔

نہی کہ غزل نگار صلیبی شاہی مرحوم کے مکان پر جوٹ عود چڑھتا تھا اُس میں بڑے سونے کی تختی تھی۔ چھک رونے کے تمام نامور شعراء و اچھے ہاں غازی غزلیں لکھ کر بجاتے تھے، مرنے والے اسی غزل میں ذکر کیا ہے اور غزل میں نہایت فصیح ہے اس نے بطور یادگار کے ساری غزل میں ان غزل کی جاتی ہے۔

نواست

۱۰۲۲۰:۲۵۱

تاجدار ہے کہ جب بغیر بادشاہ سے بھیک مانگتے وقت شہر داخل کتا ہے تو اُس کو باد کر بٹا مچتے ہیں اور کچے نہیں دیتے۔ کتا ہے کہ ہم پر جو سختی گزری وہ خود ہم نے ہی چاہی تھی؛ کیونکہ بادشاہ سے بھیک مانگتے وقت تل شہر بہت کیا؛ اسی لیے وہاں سے دھتکارے گئے اور کچہ نہ خط سلطان سے مراد خواہ تھا ہے۔

۳۱۲۲۰:۲۵۱

نیز

پنداری اور گرائی اور گریا کے ایک معنی ہیں۔ کتا ہے کہ ظلم اور سزاؤں گویا ایک ہی چیز ہیں۔ کیونکہ جو چیز ہم نے غلامیہ مانگی۔ یعنی دولت، وہ خزانے ہم کو پریشیدہ طور پر دی۔ یعنی علم و ہنر۔

تصوف

۸۱۲۲۰:۲۵۱

کتا ہے کہ تمہارا ہمارے دام میں پھنس کر نکل گیا تھا پھر آہ پینسا؛ اب چاہیے تھا کہ اُس کی نیا وہ نگرانی کرتے اور اُس کو نکلنے نہ دیتے؛ مگر ہم نے اُس کو خود چھوڑ دیا اور خفا کی خواہش کی، ہمارے مراد دولت و دنیا، اور محتاسے مراد اور بہت فراست۔

ماشاۃ

۱۰۲۲۰:۲۲۵

ماشاۃ

۲۱۲۲۰:۲۲۵

ماشاۃ

۳۱۲۲۰:۲۲۵

صدق حب

۴۱۲۲۰:۲۲۵

اخلاق

۵۱۲۲۰:۲۲۵

یعنی انکی مصیبت نندہ کر باتے دے جن کو تو نہیں جانتا؛ مگر خبردار رہ کہ بہت سے ایسے آفت زدہ

ہیں کہ تہا نہ ہے گشتہ کا کہ ہم تجہ کرئیں۔

بیدری اہلیا

۶۱۳۰۴ : ۲۲۵

ذکر صا صریح خود

۷۱۳۰۴ : ۲۲۵

۰

۸۱۳۰۴ : ۲۲۵

۰

۹۱۳۰۴ : ۲۲۵

۰

۱۰۱۳۰۴ : ۲۲۵

فخریہ

۱۱۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۲۱۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۳۱۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۵۱۲۲۲ : ۱۸۲

کتا ہے کہ یہ ایک ایک حوت ذائقہ میں جگہ پائے گا۔ یعنی قند کو پسند آئے گا جس کا تجویز ہوگا کہ یہ ہیں اُس کو اپنے موافق کہے گا اللہ شیخ اپنے موافق خیال کہے گا۔ اللہ دوقل اپنی اپنی جگہ اُس پتھر کرینگے۔ اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور آپس میں گل خُپ ہوں گے۔

انجام شاعری

۶۱۲۲۲ : ۱۸۲

اس سے پہلے بطور فقر کے کہا تھا کہ میں ہوگا اللہ دوقل ہوگا؛ پھر کہتا ہے کہ ہے یہ میں کیا کہتا ہوں! مگر تانے کا حال ایسا ہی۔ اور آخر شعر باب سوختن یعنی جلا دینے کے لائق ہو جائے گا۔

انجام شاعری

۹۱۲۲۲ : ۱۸۲

انجام شاعری

۱۰۱۲۲۲ : ۱۸۲

یعنی آئندہ یہ حال ہوگا کہ شاعر مضمون جو اب جانی دودل کے شعر میں مقام رکھتا ہے وہ کام دوسرے کے ویدیت میں آکر رہ جائے گا۔ یعنی میں اشعار اور خیالات میں اب نہایت دقیق اور گہری نگاہ سے خود کی بات ہے وہ صورت و رنگ کی زبانوں پر رہ جائیں گے اور ان کی تر کو کوئی نہ پہنچے گا۔

انجام شاعری

۱۱۱۲۲۲ : ۱۸۲

جنگی کرتے دینے تک بندی کرنے والے شاعر، فقرہ سنی کی ہوا میں چلے پیار سے ہرے میں کے فقرہ سنوں دینے والی درجہ شاعری کی، ہر امر کی کہی گئی۔

انجام دینا

۱۲۱۲۲۲ : ۱۸۲

اب کہتا ہے کہ دنیا میں اب باتوں کا فکر کرنا بے سود ہے۔ یہ سب نئے مسندوں ہوں یا مسندوں ایک دن مرے کے تو سے یہ باتیں گئے۔

الحیۃ  
الحیۃ

۱۸۲ : ۲۲۲ : ۱۸۴

۱۸۲ : ۲۲۲ : ۱۹۰

کتا ہے کہ کبھی کے دھوکے کا جبار جو دایں اٹھا ہوا نظر آتا ہے، یہ سب بیڑہ جانے کا یعنی سب  
فنا ہو جائیں گے اور توحید حیاں کو کیا عزتی ہوگا یعنی ذات ماحد کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

ترجیح کا فرہنگ

۱۸۴ : ۲۲۸ : ۱۸۶

کتا ہے کہ دولت یعنی معاشات کبھی خلی نہیں کرتی، وہ اسی کے پاس جاتی ہے جو اسی کے کافی ہوتا  
ہے چوتھے مخاطب اپنے معنی سے پیشاں ہو۔ امداد دولت کیا ہے؟ کا فر ہوتا، کتا ہے کہ تو کا فر نہیں  
ہو سکتا۔ لاچار مسلمان پر شکست کر، غالباً مرنا نے کفر سے وہ کفر مراد لیا ہے جو صوفیہ کلام کی اصطلاح کے  
موافق ایک بڑا مرتبہ مراتب فقر و مدیاریں شمار کیا جاتا ہے لیکن قطع نظر ان معنیوں کے اس شعر کے ایک  
اور ضمن نہایت لطیف و پاکیزہ لفظ کر کے حسب حال ہیں ہو سکتے ہیں جو شاید شعر کے وقت مرنا کے خیال  
میں نہ گذرے ہوں؛ مگر فرض ہے کہ انھیں کے تشایق و فکارسر شمار کئے جائیں، کیونکہ کتا اگر کلام کی خیال  
اچھے صاحب امداد حادی الفاظ پر دیکھتے ہیں، تو کتا کی کا مستور ایک خاص معنی سے زیادہ نہ ہو سکتا کہ یہی عزت  
کے سبب بہت سے حمل دیکھتا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا مسلمان ہونا جس کو سارا زمانہ مسلمان کئے  
اور مسلمان کئے۔ یہ تو بہت آسان ہے مگر قوم کی بھلائی کی وہ تدبیر نہیں کہ اسی کی بھلائی آنے کے بغیر  
و شمار معلوم ہو اور اسی تدبیروں کے اختیار کرنے میں لوگوں کے طبعی وقیفے سے نہ ڈرنا یہاں تک کہ یہ کتا  
اور کا فر مشہور ہونا مگر قوم کی خیر اندیشی سے دست کش نہ ہونا نہایت دشوار بلکہ بعض حالات میں قریب ناممکن  
کے ہے، اگر ہزاروں اور لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں ایک ایسا فرد دنیا کے عجائبات میں کہا جاتا ہے  
شاعر کتا ہے کہ ایسا کا فر نہ تو بہت مشکل ہے، انا چاہے مسلمان پیدا کر۔ یہ سن کسی کے یہی نہیں کہ نہایت  
مشکل ہے،

ہمدی قوم میں صحت اتفاق سے اس وقت ایک شخص موجود ہے جس کی حالت پر نظر کرنے کے بعد اس شعر  
کے کوئی دوسرے معنی ان معنی سے زیادہ چسپاں نہیں معلوم ہوتے۔ یعنی شاعر مر سید احمد خان جو نے  
کا فر، خیر۔ وہ حال سب کچھ کھلواتا منظور کیا۔ مگر قوم کی خیر خواہی سے دست بردار نہ ہوا۔

خطاب ہوتا تھا

۱۸۶ : ۲۳۸ : ۲۴۰

ہرگز یعنی باری نام جا۔ ہی ہوا جانے سے قزم نہیں ہوا جاسکتا، اسے مخاطب تو ایک نالی ہے  
بارغ کی کیا دیوی میں جا! اور ایک دوسرے جنگل کی ماہ سے، یہ آن ناقص اعیان لوگوں کی طرف خطاب  
ہے جو کہ کوئی ہی خیر نہیں کسی شہدہ حاصل کر کے اپنے تئیں کامیاب میں شمار کرنے لگتے ہیں۔

الحالت

۱۸۶ : ۲۳۸ : ۲۴۰

یعنی تو کیسا ہی مال رتبا اور گرانمایہ رہا ہے اطلاع دے فراخزادی کرنی ضرور ہے چاہو اطلاع کو عام کرادو چاہو نہ اس خدا کی فراخزادی مراد رکھو کیونکہ جس طرح وہیں میں بغیر خدا اور رسول کی فراخزادی کے کام نہیں چلتا اسی طرح دنیا میں سلاطین و ملوک اور ماں اور باپ اور خضر اور آقا و پیرو کی اطلاع کے بغیر کچھ بچ نہیں آتا۔

صبر و شکیب

۸۱۲۲۸ : ۱۸۶

کہتا ہے کہ صبر کے شعلے میں کلیجہ مسرتا مسرتا ہو گیا یعنی تھک گیا اب سوا اس کے اور کسی طرح اس بلا سے چھٹکارا نہیں کہ حوصلہ ٹھکی گئے گئے اور ہم سے بڑھ جائے ہیں کتا ہے کہ اسے حوصلہ تو جیسا کہ اب تک فراخ اور وسیع رہا ہے اب برصافات اس کے تنگ ہو جا ! اور اسے ہم تو زیادہ ہو جا ! تاکہ تجھ سے ضبط نہ ہو سکے اور ٹھیک ٹھیکوں اور اس بگڑ خوار کی کے ضراب سے نجات پائیں۔

شکایت

۹۱۲۲۸ : ۱۸۶

لکھتا ہوتا بیشیش یہی ہے کہ اول سرزدیہ دیتے ہیں پھر رب پابستے ہیں اس کو تباہ کر دیتے ہیں مگر شاعر بطور بیان کئے یہ جاتا ہے کہ اس کا کہنا ہے یہ تو ابھی نہیں پرانا مگر خرمیں پر ہوا کرتا رہتا ہے۔ یہ انسان کی ایک قدرتی خاصیت ہے کہ مصیبتوں کے وقت قصوں کو بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ اسی خاصیت پر شاعر نے شعر کی بنیاد رکھی ہے۔

ذیل کی غزل سلسلہ اور محض داستان ہے جس میں مشورہ کی نصیحتیں بیان کی ہیں۔ اور اس کو بہاد شہاد کی تعریفوں اور شکایت طریقہ پر ختم کیا ہے۔ ۲۱۰ غزلیں عرفی حسن بیان کا طعن ہے۔ خیالات بلند نہیں ہیں۔

غزل مسلسل داستان

۱۰۲۰۹ : ۲۳۹

دن گر تیرا اکتا بانا یعنی جس قدر شوق اور نازک مزاج ہے کہ اپنے آپ سے بھر گزرتا ہے۔

۲۰۲۰۹ : ۲۳۹

یعنی اگر کوئی اسے سن کر کہتا ہے تو مجھ نہیں ماننا بلکہ خرمش ہوتا ہے گریا اپنی سفاک کہ مسلم شہرہ ماننے ہوتے ہے۔

۵۱۲۰۹ : ۲۳۹

یعنی افسوں سے بھڑکے کام لیتا ہے اور پی ہو کر مجاہد کی انگوٹھی جیو لیتا ہے۔

۷۱۲۰۹ : ۲۳۹

ہم سے مراد بات ہے دوسرے سے کہنے کے معنی ہیں کہ تمہارے غم میں آدم کی کفہم ہونے سے نہ چلے

فراموش ہو جاتی ہے۔

۸۰۳۰۶ : ۲۳۶

۹۰۳۰۶ : ۲۳۶

یعنی آپ ہی مارتا ہے اور آپ ہی بطور کھیل کے ماتم کرتا ہے۔

۱۰۰۳۰۶ : ۲۳۶

۱۱۰۳۰۶ : ۲۳۶

۱۲۰۳۰۶ : ۲۳۶

یہاں دُوم کے معنی افسوں اور کرامت کے ہیں تقدیر عبادت یوں ہے کہ غالب و درگت سبھی پر آوازہ عالم گرفتہ

۱۰۲۵۲ : ۱۹۱

یہ تمام غزل تو حید میں ہے کہتا ہے جبکہ تو نے ہماری زبانیں گونگی کر دی ہیں اور باوجود اس کے جانوں کے اندر شورش بھردی ہے اب تو اپنے ہی سے پوچھ لے کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

۲۰۲۵۲ : ۱۹۱

۳۰۲۵۲ : ۱۹۱

کہتا ہے کہ در بندگی وہ عذاب ہے جس کی ضاومنی ذات میں ساتوں دوزخ بھی ہوئی ہیں پس اگر تو نے گنہگار کے ساتھ داما یعنی رعایت کی اداس کو بخش دیا تو یہ میں انتقام ہے وہ اس شرمندگی سے کہ باوجود اس قدر گنہگاروں کے ہم کو کچھ سزا نہیں دی گئی اسات دوزخوں میں جھونک دیا گیا۔

۴۰۲۵۲ : ۱۹۱

۶۰۲۵۲ : ۱۹۱

خستگان۔ زخمی اور شکستہ دل لوگ۔ یعنی جو کی حالت نادیدنی ہر میں معلوم ہوتی ہے کہ گویا ان پر خدا کا غصہ ہے۔ درست۔ صحیح و سالم کہہ سکتے ہیں؛ دستان اُس کی جگہ ہے یعنی وہ لوگ جن کی حالت درست اور ہر ایک شکل اور شکل سے محفوظ ہے۔ گویا ان پر خدا کی عنایت و مہربانی صوبے زیادہ ہے۔ کہتا ہے کہ اگر تو نے دستوں پر ظاہری عنایتیں مبذول فرمائی ہیں۔ تو زخمی دلوں کو پوشیدہ صریحیوں سے محفوظ کیا ہے۔

۷۰۲۵۲ : ۱۹۱

خدا تھانے کے تختے اور عتاب کو پشہ فروش قرار دیتا ہے؛ اداس کو شراب سے تشبیہ دی ہے کہ

جس طرح شراب کا ذائقہ ہر شخص کو تلخ معلوم ہوتا ہے، مگر شرابیوں کے ذائقے میں اس سے زیادہ کوئی شے خوشگوار نہیں۔ اس طرح بڑا قاتل گوبکا ہر تلخ معلوم ہو مگر تیرے عشاق اس کو چھڑا خوش سمجھتے ہیں۔

۱۰۰ : ۱۵۲ : ۱۹۱

کتاب ہے کہ تو نے عنوانات کر بیدار کئے اس میں اپنے حسن کا آپ تراش دیکھا ہے تو گویا جلوہ حسن اور نظارہ عشق و حقیقت ایک ہی شے سے ہیں۔ عین ناظر اور منظور ایک چیز ہیں۔

۱۱۰ : ۲۵۲ : ۱۹۱

کتاب ہے کہ بیداری تو جاندار کے ساتھ غمخسرو حق اور برہمن کا علاج سنگ و گیاہ یعنی معدنیات اور نباتات میں تھا۔ یہی تو نے جانداروں کے پیدا کرنے سے پہلے سنگ و گیاہ کی جگہ پر دیا جیسا کہ ہم حیرانہ جہ میں پٹانوں کو درختوں کا میوا اور انسان سے پہلے پیدا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

۱۲۰ : ۲۵۲ : ۱۹۱

مستطیع میں پھر اپنی عادت کے موافق شرونی کی ہے۔ تمام ملامت حالتوں کو جو عالم پر گزری ہیں انھوں کو ازراہ شرونی اور فلسفے کے اندر پیرائے میں ڈھالا ہے کتاب ہے کہ آنکھ دوتی ہے زبان فریاد کرتی ہے اور دل تڑپتا ہے۔ گویا تمام عقیدے تو نے حل کر دیے ہیں۔ چونکہ آنکھ کا روٹنا، زبان کا فریاد کرنا اور دل کا تڑپنا۔ ان تینوں حالتوں میں ایک کشمکش کی صورت نمودار ہوئی ہے۔ ۲۶۱ بے اچھے تمام حالتوں کو اپنے عقیدوں کے حل کرنے سے تعبیر کیا ہے اگر اس مضمون کو شرونی پر محمول دیکھا جائے تو یہ مضمون بھی ہو سکتے ہیں کہ عشق کی معراج بھی ہے کہ آنکھ روٹے زبان فریاد کرے اور دل تڑپے میں غالب پر مجبور حالتیں طاری ہیں گویا عشق کی راہ میں جتنے عقیدے تھے وہ تو نے سب حل کر دیے۔

غزل مسلسل عاشقانہ

۱ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۵۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۶۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۷۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۲۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۳۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

برسم تعاد یا امار و فیر کی بالشت بالشت بھر کی گڑیاں کاٹ کر آتش پرست دیکھ لیتے ہیں اور عبادت یا ناسے یا کھانے کے وقت ان کو باتھ میں لے کر پڑھتے ہیں برسم گزرا و اندر نرم سراے آتش پرست کو کہتے ہیں۔ نرزم اور نرزم روہ دعا ہے جو آتش پرست برسم باتھ میں لے کر پڑھتے ہیں۔

۸۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸



تفسیر و دشت۔ چتا ہر محرا۔ بانی شر کے سنی صاف ہیں۔

۱۹۸: ۲۹۱: ۹۰

یعنی ذلعت چہ غم اُن کے چہرے پر کی معلوم ہوتی ہے جیسے سیاہ نقاب منہ پر پڑی ہوئی ہو اور ہر چہ تراوہ  
ہوئی پر ثاقب ہے وہ چہرہ کی چمک و گم سے سحر معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۸: ۲۹۱: ۱۰۰

یعنی جب دھوئی صی و جہاں کہتا ہے تو رسی کی جھوکتا ہے اور غالب کے چٹانے کو مجنوں کی تعریف کہتا  
ہے کہ وہ بڑا عاشق صادق تھا۔

ماشاء

۱۹۹: ۲۹۲: ۲۰

یعنی تو جو یہ کہتا ہے کہ میں غلم سے شہیاں ہو گیا ہوں، تو گنہگار ہو گیا ہے، کیونکہ وہ مجھوت جو چہ معلوم ہو  
جیسا تو پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ پس تیرا یہ کہنا کہ میں غلم سے شہیاں ہو گیا یہ بھی کچھ غلم میں داخل ہے۔

ماشاء

۱۹۹: ۲۹۲: ۴۰

کہتا ہے کہ تو جیسے میں دل کی طرح اور دل میں جان کی طرح بیٹھ چکا ہے پھر میں تیری نگاہ و صوفی اکابر میں حال  
ہے جو پہلے تھا کہ محبت کی آگ بھڑکائے جل جاتی ہے۔

ماشاء

۱۹۹: ۲۹۲: ۵۰

شکایت و مدح

۱۹۹: ۲۹۲: ۱۰۰

تصوف

۲۰۰: ۲۹۳: ۲۰

ماشاء

۲۰۰: ۲۹۳: ۴۰

جائے کعبہ ہر دو۔ اُن کی جگہ کا حال دہنا۔ اور ہر دو ہونے کے معنی سر پر زین و شلاب ہونے کے ہیں ہیں طوفان ہوتا ہے  
کندہ و جہاد چہرہ کی چڑی پر ہر دو دیکھ کر کہنے کے کہ اسے کندہ و جہاد چہرہ! تو جو اس قدر ہر دو شاہد ہے تو اس کی جگہ ہے  
کیونکہ وہاں سحر کی گزشتیں پائے اس لیے بلوڈ شکر نیک کے دل میں دانش بجز کہ کہ ہر سال کہتے ہیں۔

تصوف

۲۰۰: ۲۹۳: ۶۰

تصوف

۲۰۰: ۲۹۳: ۹۰

تصوف

۲۰۰: ۲۹۳: ۱۰۰

برگہ مسیحی اے شب تہ کو میری موت کی قسم جو کہ اُن وقت اپنی موت سے زیادہ کسی چیز کو عزیز نہیں کہتا  
اس لیے بات کہ اپنی موت کی قسم، اے کہ رو چلتا ہے تو کسی کی خدا سے قیامت ہے۔ یعنی جو کچھ کہہ کر میں میرے لیے  
گندہ رہی ہے کسی کا کرنے ساتھ دکنہ کی ہر گلی پھر وہاں فرے جو بڑا کہ کوئی گندہ کی قیامت کا کہ ہے، آج تیرا تو سب  
طرح اسلحہ جانشانہ

۲۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

کہتے ہے کہ اُس دل سے یقیناً چتر نزعی نہیں ٹپک سکتا جس کو کہ تو پہنچ کر قصہ میں مختار نہ دیو سے یعنی جب تک کامل عشق مجازی کے حصے نہیں بھیلتا اور طرز طرح کی کوفت اُس میں نہیں اٹھاتا اُس میں صفائی اور لطافت اور گھٹاوت پیدا نہیں ہوتی۔

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

اور وہ کام بھی ہے کہ عشق کے شکنجے میں دل کو خنثار دیا جائے۔

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

یہ وہی شخص ہے اور حق الفت گنہگار دونوں مرکب مختل ہیں باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

فردِ ضروری کا مندرجہ ہے ضروری شمع جاتا، خشک ہو رہا، یعنی کیا یہ بات ظاہر نہیں ہے ؟ کہ وہ غریب جس سے تو کسی عیب کو نہیں ذکر سے ؟ مرنے کے بعد یہی خشک ہو کر رہ جائے گا۔

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

۲۳۹ : ۲۰۹ : ۲۰۹

یعنی اگر اس شخص کی تیر و کسر شاعر ہو تو اسے غالب تیری مثال ابر بہار، کی سی ہے کہ موقوف برسات ہے اور ان کی گفتی نہیں جتنا کہ جینی بے شمار موقوف برساتا ہے۔

تصویر

۲۰۴ : ۲۰۹ : ۲۰۹

تصویر

۲۰۴ : ۲۰۹ : ۲۰۹

یعنی میرے بلاغ میں سے جو فتنے نکل رہے ہیں انہوں نے ایک شاعر ہوا کر دیکھا ہے کہ اسے جیش مغرب کہ جس سے یہ تار کا ہوا ہے تو کہاں ہے ! تیرا کیسی پانہیں

فرد

۲۰۴ : ۲۰۹ : ۲۰۹

فرد اب کرامت اور مجرب سے کہتے ہیں۔ گو سرد پستوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو ناقص الحیا و شاعرانہ کو مانتے ہیں۔

تصویر

۲۰۴ : ۲۰۹ : ۲۰۹

وہ وہ درمیان صاحبِ فقر و محض ہے کہ جب اُس کو یہ خیال پیدا ہو کہ دنیا میں کوئی چیز سی دکھنہ و دریا

ہیں تو وہ انھیں پھر کے اندر جانی اندری کر دے کہ جسے دیکھ لے یعنی باتوں سے میں جو قابلیت اور استعداد خدا نے  
دوست کی ہے وہ اپنے اس سے کہ قوت سے فعل میں آئے اُس پر ظاہر ہو جائے۔

تصوف

۴۰۶ : ۲۶۳ : ۴۰۶

یہ خطاب ہے جناب احریت کی طرف، کتاب ہے کہ جس ذمے کو دیکھیے اُس کا مزہ تر سے ہی سے کی  
طرف پھرا ہوا ہے۔ اور اس لیے تیری طلب میں خود پادہ یعنی سحر کا پتار ہر بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اُس کا ہر ذہن  
تیری طرف رہنمائی کرتا ہے۔

تصوف

۵۱۲۶۴ : ۴۰۶

کتاب ہے کہ جس کے پہلو میں دل ہے اُس کے دل سے تیرا داغ نوید کی کی طرح اُگتا ہے اور یہ اس لیے  
کہ اگر وہ دل کسی اور سے نہ لے تو اس محبت سے کہ تیری نشانی اُس پر موجود ہے۔ وہاں سے اپنی چیز یعنی دل  
واپس لے لے۔ دادوری، تہنگ ٹٹکا، اور نبوت۔

تصوف

۷۱۲۷۳ : ۴۰۶

یعنی ہم مانگ رہے ہیں کہ کون جب کہ وہ بھی ہے فائدہ تیری تماشائی میں پروردگار سے پھرتے ہیں اور  
تو تہنگ نہیں پہنچ سکتے۔

تصوف

۸۱۱۰۲ : ۴۰۶

یعنی انھیں کہیں تو غرض میں پڑا ہوا لوٹوں اور تیری نسبت یہ کہا جائے کہ تو انھیں اُنکھ کے اندر کی تیت  
ہے اور فریاد کہہ دینے کے اندر دیکھ دیتا ہے۔

۷۷۷۷۷

نقدِ حال

۹۱۲۶۳ : ۴۰۶

یعنی میری شرمی بہت کہ یہ حال ہے کہ اگر کوشش مل جائے تو اُس میں فی باقی دوسرے اور مجھے اُس سے  
نکاح کے سوا کچھ حاصل نہ ہو اور اگر طریق میری ملک ہو جائے۔ تو وہ ایسا ہے کہ ہو جائے کہ اُس کی گڑھی ایندھن  
کے کام آئے۔

حالت فکر شعر

۱۱۱۲۶۳ : ۴۰۶

کتاب ہے کہ اگر فکر شعر کے وقت تو میری حالت دردناک نظر آئے تو دل کے گداز سے ایک آگ کی ندی بہتی  
ہوئی تیرے نظر آئے۔ یہ اُس جو شہد اُس آگ کا بیاہی ہے جو اصل شاعروں کے دل میں شعر کہتے وقت بھڑکنے  
رہتی ہے۔

# انتخاب معاصرین

ج : عالی

ک : مسکد

م : کتاب عدلی مسند

شاه حسن ترا در روشش دلبر سے  
 آپ ز بخشش بزرگ خون سکنده بد  
 جرم ترا شمع دگل غیسکه بدتراب  
 سادہ ز علم و عمل مر تو در زیدہ ایم  
 خاموشی با گفت بد آموز بستن را  
 در طبع ببار ای ہمد آشتی کے از حیثیت  
 بر طبعیان فرخ و بر عشتیایان صل  
 اسے خاک دست قبلہ جان و دل غالب  
 تا نام تو شیرینی جان دادہ بہ گفتن  
 حال دافغیر سے پرکی و منت ہی بریم  
 ما جہا سے گرم پر دازیم فیض از باجوی  
 دل مایوس را آتکین بر دی می توان داد  
 غلطی برستی عالم کشیدیم از خرہ بستن  
 وقت تاراج خم قبت چہ پیدا چہ نہاں  
 جہاں از بارہ و جہاں ز فصل دارد غلہ  
 خار ہا از اثر گرسنے رفتارم سوخت  
 بہرہ گفتہ در رفتہ بہ آیم غالب  
 سایہ و چشمہ بہ صحرا دم عیش دارد  
 تا رود شکوہ شیخ ستم آسان از دل  
 دوست با کہنہ ما مہر نہاں می دزد  
 می پر دودگر جان بسلامت بہرہ  
 دعوے مشتق نہا کیست کہ باور کند  
 نہا نہ لطافت نیز بر دختسر  
 طوطیان را بنود ہرزہ جگر گون منتقار  
 ما بنودیم برین مرتبہ را ضی غالب  
 نقشی ز خود براہ گزہ بستہ ایم ما

طرہ پر خشم صفات موی میان ما سا  
 جان نہ پزیری بیچ نقد خضر نادا  
 ساز ترا زبردیم واقعہ کر بلا  
 مستحہ ما پادارہ بادہ ما ناشتا  
 زمین پیش و گزہ اثری بود غفلت را  
 گون کہ دل از بیم تو خون گشتہ خزان را  
 تا نیم شب آویزہ ماہ رمضان را  
 کز فیض تو پیرایہ ہستیت جہاں را  
 در خویش فرو بردہ دل از مہربان را  
 آگہی باری کہ آگہ نیست از حال ما  
 سایہ بچگونہ دود بالا میرود از ہال ما  
 چہ امیدست آخر خضر وادریں و میسا  
 ز خود رفیقیم و ہم با خویشی بردیم دنیا  
 ہمو رنگ از رخ ما رفت دل از سبزا  
 لب لعل تو ہم ایست و ہم آنت مرا  
 خفتہ بر قدم را ہر دانست مرا  
 توشہ بر لب جو مانده نشانست مرا  
 اگر اندیشہ منہ دل نشود ریزن ما  
 بخیہ بر ہم پریشان خدا از سوزن ما  
 خود ز رشکست اگر دل بردار دشمن ما  
 تا چہ بر قست کہ شد نامزد خرمن ما  
 می جہد خون دل ما زنگ گردن ما  
 نشود گردن سبایان زرم تو سن ما  
 خورده خون جگر از رنگ سخن گفتن ما  
 شعر خود خواہش آن کرد کہ گردن ما  
 بردست ماہ ذوق نظر بستہ ایم ما

با بندہ خودی ہر سختی نے کھنڈ  
 بردہ سے عاصدان دودھ ترخ کشودہ تنگ  
 فرمایہ دودھ تاجہ مدائی گرفتہ است  
 سوز ترا سوزی بہ در خویشی گرفت  
 ہر جامت نالہ ہمت ماحی گزارا دست  
 با چرخ تائی معاملہ بر خویش منت مست  
 دوسے سیاہ خویش ز خود ہم ہفتہ ایم  
 شیر ذم القات دودھ دہن بی بیانی ہیں  
 کدوئی چوئی ز می یام چنای بر خویشی بالم  
 سخن کرتہ مرا ہم دل بتوی نامست نام  
 وہ مشرب حریانی منعت خود نانی  
 بیک دوشیدہ ستم دل فیشود خوند  
 بمانہ جو صحت در الزام مدی شوق  
 ہلاک شیوہ تسکین خواہ مستانی را  
 ناگستی و با دیگران گردہ سبکتہ  
 دواج و وصل جدا گانہ لذتی دارد  
 دواج سوسہ ہستیت زینہ مرد  
 چمن بہ قاصد بہرم پیغام را  
 گشتہ در تار یکے دودم نہائی  
 تا نیستد ہر کہ تہ پردہ بود  
 دلستای در چشم غالب بود جوئے  
 در بھر طرب پیش کنند تاب و تخم با  
 برنی آید ز تخم از جویش حیرانی مرا  
 وہ کہ پیش از کسی ہا بوس کسی خواہد رسید  
 تشنہ لب بر ساحل دریا نہ خیرت جان دہم  
 بہ گیتی شد حیات از شیوہ مجرا اضطراب  
 نشستی بر سر راہ بخیر فاسکے دارد  
 نہال شمع را با نیست از کامیہ نیست دنیا  
 ہمایان محبت یاد سے آدم زمانی را

خود ما بزد بر تو مگر بستہ ایم ما  
 از ہمسہ فریش جنت دہ بستہ ایم ما  
 صد جا چوئے بنالہ مگر بستہ ایم ما  
 از داغ تمنی بہ جگر بستہ ایم ما  
 حردی بیل مرغ صحر بستہ ایم ما  
 از شکوہ تو شکر گزار خود ایم ما  
 شمع غوشش کلبہ تار خود ایم ما  
 قاعم را بغارت دادہ اذانہ تار ایم ما  
 کہ بندلدم سر آمد دوزگار بیوانیما  
 ز تنگ زاهدانت دم بکافر ماجرایما  
 جگر کہ چوئ سکندہ آئینہ نیست ہم را  
 برگ من کہ بیامان دوزگار بیما  
 یکے بر غم دل نا امید دار بیما  
 صفت گشتہ تراز باد تو ہمدار بیما  
 بیما کہ حمد و دقایقت استقامت بیما  
 ہزار بار برد مسد ہزار بار بیما  
 مت ع میکہ صفت ہر شیار بیما  
 رشک نگزارد کہ گویم نام را  
 گو چرائی تا بجویم شام را  
 خوش بود گردانہ بود وام را  
 شوق نشناسد جے ہنگام را  
 مہتاب گفت ما رسیا ہمت ہم را  
 شد نگہ زار تسبیح سلیمانی مرا  
 سجدہ شوق کہ می بالہ بہ پیشانی مرا  
 گر بوج افتد گمان چہ پیشانی مرا  
 ز پشت دست ما با خد قماش دہنہ کارا  
 کہ ہر گس میرود از خویش میگردد عیارا  
 گزار جو ہر ہستی ست غالب آبارا  
 کہ دل حمد و دقا بستہ وام دلستانی را

ص اجازت داد پیش یکدو حجت از دودمل گفتم  
 ص حیرانی ما آشنه شراب یار مست  
 ع آواز او شرح از سر منصور بلند مست  
 ج وقتت که خون جگر از دود بد بگرشد  
 ج دود هر نسو در نقش لذت نقران بود  
 ص طعن سفر شوق چه پرستی که درین ماه  
 ص حوران بهشتی که ندارد گلایه  
 ص نمانم تا چه برق فتنه خواهد ریخت بر بونهم  
 ص سوزد بیکه تاب جلالش نقاب را  
 ص چه دودمل چه صومع تنگ دود هر چه از بهشتی  
 ص بجای پای ناموست ز خویشم بد گمان دارد  
 ص رسید نهایی منتظر همایون خزان غالب  
 ع باوه مشکبوی ما بید و کنار گشت ما  
 ص بیکه خم تو بوده است تعبیه در سرشت ما  
 ع صورت دل از چه دود چون بخیال سرخسیم  
 ع بوده صدایین بر سر سرمد هزار خم  
 ع یادگر بود حسرام بد ز غلام خورشیدیت  
 ع گفت بیکم حسرتی غالب خست ای غزل  
 ص دل تاب ضبط ناله ندارد خدای را  
 ص مردم ز غرض فروع و تسلی نمی شوم  
 ص غالب بیدم از بید خوابم که زنی سپس  
 ص اے لذت بجای تو در خاک بید مرگ  
 ع شمع تاریک و منزل دود نقش جاوه تا پیدا  
 ص چشم بر تازگی شور جنونی دوقته ست  
 ع ای باغازه حمام آمده ساقی بریز  
 ع صبر آید ز کف دست اگر بهتان را  
 ص خند بوی کباب از نفسی غیر و خوشم  
 ع خوابیم در خفاش و در خوابیای ما باشد  
 ع بیا افتاده سر مست و بیا افتاده و طاعت

پس از دیری که بر خود عرصه دادم داستان را  
 شد جاوه بگویش نفس باخته ما  
 از شب دوشه دست شکر و مس ما  
 چندان که چکله از مژده دار بر مس ما  
 بر قفسه ز بر شد نشیند لمس ما  
 چون گرد فرو ریخت صدا از جری ما  
 بر خویش نشاندند گرد از نفس ما  
 تصور کوه ام بگستری بند نقابش ما  
 دادم که در میان ز پند و محاب ما  
 خیالم شانه با خدر طره خواب پریشان را  
 ز شور تاله میریزم تنگ دودیده صدای را  
 پس از عمری بیادم داور هم و راه پیکارا  
 کور و سلسیل ما طوبی ما بهشت ما  
 نسوز فتنه می بود چسبند ز سر فوشت ما  
 ابر اگر بایستد بر لب جرمست گشت ما  
 گزینش در آفتاب باوه چکله خشت ما  
 دل غنی نجوب ما طعن مزین برشت ما  
 شار بهسیج میشد طبع و فاسرشت ما  
 اند ما محوسه گردیده ای ای ای  
 بارب کجا بدم لب خنجر ستای ما  
 خنجر گزینم و بسپد شمع خدای ما  
 با جان سر رشته حسرت عمر و باوه ما  
 هلاکم جلوه برق شراب گاه گاهی را  
 در خزان پیش بود دستی دیوانه ما  
 شیشه خود بگش بر سر پیاده ما  
 نیست فلک که گذر ریشه سر از دانه ما  
 می شناسم از گسسته پندای قرا  
 ز حیم بد گنبدار غذا ما دستکامان را  
 قردانی تا چه طاعت از خاک بر داری گریان ما

عالم آئینه را ز دست چه بیدار چونان  
 دایه ناگه ای حسرت بید آئینه وصل  
 فرصت از کف داده و وقت نفیست نپله  
 گر پس از جور بانصاف گراید چه عجب  
 بودش از شکوه خطر دزد سر داشت بطن  
 چو کشیدی گندم رشک که در پرده جام  
 طره دردم و پیرایه جاکشش نگرید  
 با چنین خرم که از هستی خویشش بافتد

تاب اندیشه خدای بر نگه می میاب  
 شب روشن طبعی روز سیاهی میاب  
 نیست گر جمیع باری شب با می میاب  
 از جباری بیاگردن نماید چه عجب  
 بزارم اگر از مر بیاید چه عجب  
 از لب خویش اگر بوسه بیاید چه عجب  
 اگر از ناز بخورم نگراید چه عجب  
 غالب اورخ بره و دست نگیرد چه عجب

ذکر مرگ شبی نغمه داشتی فدایت  
 گرت فسانه غالب شنید فت تحسین

حق جلوه گر ز طهر بیان محمد است  
 آئینه دار پر تو هرست با تباب  
 تیرتقب هر آینه در ترکش حق است  
 دایه اگر بر معنی لولاک دار به  
 هر کس قسم بدانچه عزت است می خود  
 واعظ حدیث سایه طوبی فرد گذار  
 بگر دو نیمه شفق ماه تمام ما  
 در خود ز نقش مهر نبوت سخن رود  
 غالب شناسه خواجه به یزدان گزاشتم  
 عمریست که می میرم و مردی نتوانم  
 جنت کند چاره افسردگی دل  
 در گردناله دادی دل در نگاه کیست  
 ما با تو آشت و تو بیگانه تر مسا  
 بخود بوقت ذبح پدید گفتم  
 ظالم تو شکایت عشق اینجا جاست  
 در خودم هست جلوه برق عتاب تو  
 یاد از عهد نیارم و اینهم زود غنیت  
 می سمته او به یغم و اندر بیا نیست

آری کلام حق بزبان محمد است  
 شان حق آشکار ز شای محمد است  
 اما کثرت آن ز کسان محمد است  
 خود هر چه از حقست از آن محمد است  
 سوگند کردگار بجهان محمد است  
 کاینجا سخن ز سرور دوان محمد است  
 کان یخه جنبش زبنت محمد است  
 آن نیز نامور ز نشان محمد است  
 کان ذات پاک مرتبه دوان محمد است  
 در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست  
 قمبر باخانه ویرانه نیست  
 خونی که میدود بشرایه سپاه کیست  
 آخر قود فدا که جان تو گناه کیست  
 دانسته دشمن تیر نکون گناه کیست  
 باری بمن بگو که دولت داد خواه کیست  
 ای تیرگی به طایع مشت گناه کیست  
 کانه در دم گزشتن با دوست تمثیل نیست  
 اوسوی من در بند دامن ز شر نیست



۱ تا زب بندوبالی تا زب گجوش و گردن  
 ۲ تا زب سرپایه دیگر ز تو یافت  
 ۳ مگر نمک سود کنی زخم دلم  
 ۴ چه قدر با که در اندازد گداز تو نیست  
 ۵ مدعی فدای تو نام که برده نامصح  
 ۶ دل از غموشی طعنت امیدوار چراست  
 ۷ گاهی نیست بود پرست زبید روی  
 ۸ بی تکلف و در بلا بودن به اندیم بلاست  
 ۹ پاک خود امروز و دمنار از بی فردا من  
 ۱۰ بخود رسیدنش از ناز بیک دشوار است  
 ۱۱ غم شنیدن و لغتی بخود فرو رفتن  
 ۱۲ ز آفرینش عالم غرض جز آدم نیست  
 ۱۳ زدم نقش خیالے کشیده درند  
 ۱۴ قوی تمامه چو نسبت ادب بخو غالب  
 ۱۵ تا زب نگه شرم که دلسا ز میان برو  
 ۱۶ همدم که ز اقبال نوید اثرم داد  
 ۱۷ هر چه ملک خواست بیکس از ملک خواست  
 ۱۸ جاه و علم بخیر علم ز جاه بی نیاز  
 ۱۹ بحث و جدل بجای مان سکده جمعه کاندلان  
 ۲۰ خود خوش مت و در بر بود چنین خوش تر است  
 ۲۱ نذر هزاد شیوه و طاعت حق گران نبود  
 ۲۲ سبیل شمرود و سرسری تا تو ز بجز شمره  
 ۲۳ میر بخند از قتل با بر جفا سے خویش  
 ۲۴ در کش کش ضعیف نگردد مدان از حق  
 ۲۵ سرگرمی خیالی تو از ناله باز داشت  
 ۲۶ دل جلوه می دهد بجز خود در انجمن  
 ۲۷ غالب زبان بریده و آنگذ گرش نیست  
 ۲۸ بلبل دولت بنا از خرینجی به بند نیست  
 ۲۹ از دوست میل قرب به کشتن نیست

چندی که ابرخیان در گوهر آفرینیت  
 نمک خزان تو خزان نمکست  
 سود ز غمت و زیان نمکست  
 قیامتست دل و بر سرای تو نیست  
 ز می لطافت ذوقیکه در بیان تو نیست  
 چه گفته بزبانی که دود بان تو نیست  
 بدست مرگ دلی به تراز گاهی تو نیست  
 فقر و دیا سبیل و روی دیا آفتست  
 در مشربیت با ده امروز آب و دفر آفتست  
 چو بادام تنهای خود گرفتار است  
 خوشا فریب ترحم چه ساده بر کار است  
 بگرد نقطه ما دور نیست پر کار است  
 وجود خلق چو عنقا بد برزیا یا است  
 ندیده که سوسه قبل پشت حرابت  
 ز انسان که خود آن چشم فوسا ندانست  
 انده نگاه غلط انداز ندانست  
 ظرف قتی می بخت با ده ناگزیر خواست  
 هم نمک تو ز ندم هم زمین نمک خواست  
 کس نفس از جمل نزد کس سخن از فدک خواست  
 عشق بخار خوار غم پیر بنم نمک خواست  
 یک صفت مسجده و دنا صبر شکر خواست  
 غالب اگر بداندی داوود از نمک خواست  
 بان شکوه که خاطر دلدار از ک مست  
 اینکه من نمی میرم هم زنا توانیاست  
 دل پاره آتشیت که دوش نمانده است  
 دمی مگر بجهان حدودش نمانده است  
 آما داغ گفت و شنودش نمانده است  
 آسوده زی که یار تو مشکل پسند نیست  
 گر تیغ در کمان به نشا ط کند نیست

بخود بر سر سائیل طوسه غنوده اند  
 لغت عشقم ز فیض میزانی حاصلست  
 دو سینه بستی که میکشد ستایش را  
 دسید تیغ قوام بر سر دسینه گزشت  
 اختری خوشتر از خم بجهان میبایست  
 تا تنگ مایه بدریده خود آرا افشود  
 چشم بدود چه خوش می نیم اشب که بدود  
 در دود غمی بکراخ و کدوری به ایاز  
 بدوق غمت ناز تو خواب گشت خم  
 ز غمزدش تا لم گز اهل باز است  
 گفتم بدو کار کخورد چه من بیست  
 طلیح خزان که دینم هیچ دشت  
 در صفی نمودم بمسند آنچه در دست  
 و داد دستی من چاک از غم چه عیب  
 نه گفته که به تنگی بسازد و بند پذیر  
 وجود او به منست و منیم بهر عشق  
 ز بیم آن که مبادا بیم از شادی  
 اگر نه بهر من از بهر خود عزیزم دار  
 پیوسته مهر داده و ساقی توان خواند  
 در گرم روی سایه و سر چشمه بخوریم  
 آن راز که در سینه نهانست ز دهانست  
 کاری عجب افتاد بدین شیفته مارا  
 گفتم ز که پریم خسته عمر گزشت  
 در کباب ملک اثرش پرده کشا شد  
 شد نگار از ناز که چند آنکه رفتارش نازد  
 گوشتان وصل تا خوش در موافق بجز تیغ  
 بهر آدم از امانت هر چه گردان یافت  
 غمت بیشتر بخون نشان به جگر خلق  
 ددای شب و بیداری من اینور نیست

مشبک در هر دو تنقا بلند نیست  
 آنچه ای تنگست دست من که پنداری بخت  
 کاروز به پیمانده در شکر آبست  
 ز به تنگش دل که از جبین پیدا است  
 خرد پیر مرا بخت جرای میبایست  
 ز رخ پیرایه گفتار گران میبایست  
 نفس سوخته در سینه زبانش شده است  
 تا خود از شب چه بجا ماند که همان شده است  
 قضا بعریده در چشم پاسبانم سوخت  
 تپاک گرمی رفتار عجب غم سوخت  
 گفتند اندرین که تو گفتی غمی بیست  
 در مرغزار با سه خا و خنق بیست  
 در بزم کترست گل و در چمن بیست  
 ز پیش دلق و درج با هزار پیوند است  
 برو که باد ما تلخ تر ازین چند است  
 به بخت دشمن و اقبال دست میگذشت  
 محمود ارج بر برگ من آرد و من دست  
 که بنده خوبی او خوبی خداوند است  
 همواره ترا شدت و آذر توانی گفت  
 با ما نمی از طوبی و کوشش توانی گفت  
 بر دار توانی گفت و بهر جزئی توانی گفت  
 مر می نمود غالب و کافر توان گفت  
 ساقی بقدح باو ده ساله فرود بخت  
 خاک که قضا در حق گو ساله فرود بخت  
 تا نه این پایش بکوی خیر و سیرت داشت  
 دیده و اعلم که روی دوستای بدین داشت  
 ریخت می بر خاک چون و جام تقدیر داشت  
 عیس بنحانه و شد و درم سر افخت  
 ز بخت من خبر آید تا کجا فخت

گشته را رشک گشته دیگرست ص  
 نفس و دام را گن سے نیست ص  
 ریش و آن برگ را این گل آفتاب ص  
 بی تو گر زیسته ام سخت این درد بسج ص  
 کیست در کعبه که رطلی زبیدم بخشد ص  
 بر دل نازک دلدار گر اینچنین کند ص  
 شعر قالب نمود و سه و گلو نسیم ص  
 گیرم ز داغ عشق تو طریقی ز دست دل ص  
 لندم بکوسه غیر ز جیتانی نسیم ص  
 گیرم که رسم عشق من آوده ام به سر ص  
 همن چمن منو ز بزم فسق داغ تو ص  
 آنکه بے پرده بعد داغ نمایانم سوخت ص  
 نه بدرجسته شتر آرد نه بجا مانده رماو ص  
 حاجت افتاد بروزم ز سیاهی بچارخ ص  
 بختم خد کلام دل غمزه غالب ص  
 با دست پر که پاره بخت خود دمام ص  
 دلخسته غم و بود سه ددای ما ص  
 از کانه کلام تعصیب ست خاک را ص  
 یل ز قست از تو نخواهیم مزد کار ص  
 غالب اگر نه خرقه و صوف بهم فروخت ص  
 لطف خدا سے ذوق نشاطش نیدد ص  
 رضوان چه شد و شیر به غالب حواله کرد ص  
 خود اولین قدح می بنوشش و ساق شو ص  
 پرده صید تو از ذوق استخوانی تنش ص  
 گفته فعل تازه از سر مرز پا افتادام ص  
 رموز وین نشناختم در دست و معقودم ص  
 نشاط جم طلب از آسمان ز شوکت جم ص  
 هرا نیچه در زنگری جز به جنس مائل نیست ص  
 میان غالب و داعی مزاج شد ساق ص

من و زخمی که بر دل از جگرست ص  
 رنجی در نسا و بال و پرست ص  
 هم غمستان هم بیلد و درگز دست ص  
 بجز از مرگ که دایسته بهنگامی هست ص  
 در گرد گاهی طلبد جامه احرامی هست ص  
 خوابش با که جگر گزشت ابرامی هست ص  
 تو دین دان خرقای گفت که الهامی هست ص  
 اینم ز بس بود که جگر روشناسی هست ص  
 کا ندر امید داری بوسه لباسی هست ص  
 ظلم آفریده دل حق ناشناسی هست ص  
 یاد شمع علاقه ربط حواسی هست ص  
 دیده پوشید و گمان کرد که پنهانم سوخت ص  
 سو ختم یک خانم بجه عنوانم سوخت ص  
 دل به بیرون حق مهر و دشنام سوخت ص  
 گوئی لب یار مست که در بویستم ص  
 داند که حورو کوثر و دار سلام صیت ص  
 با خستگان حدیث طلال و دام صیت ص  
 تا از فلک نصیحه کاس کرام صیت ص  
 در خود بایم کار تو ایلم انتقام صیت ص  
 پرمد چرا که برخ می فعل نام صیت ص  
 کافر ولی که باستم دوست خو گرفت ص  
 بیچاره باز داد و ده مشک بو گرفت ص  
 که آخان طرفت قست گنجانی هست ص  
 همان تیزی پرداز بجلل افتادست ص  
 خاتم ارکادی هنوزم ریشه در گز است ص  
 نهاد من غمی و طسرتی من عریست ص  
 قدح مباحث زیادت با دوه گرمیست ص  
 حیار بیکیه با شرافت نسیت ص  
 بیا به لایه که بهیجان قوت نصیبت ص

نقاد معنیان از خواجہان وقت  
 بجام آید حرف جم و کند چیت  
 قلوب با بیان فعل از فضا نیست  
 کہ ہرچہ رفت برحد و نہایت  
 ہم از اسطاعت اینکہ در جہان ما  
 قدم بہ جگہ و سر بہ آستان نیست  
 پیر را تو بت راجع مانگا شستہ  
 نہ ہرچہ دزد ز ما بد و مد خزان نیست  
 مرا چہ جرم گر اندیشہ آسمان پیاست  
 نہ تیز گامے توس نہ تازانہ است

بحرین و نخل نیست ولست از خدا ترس  
 گر نیست خون دیمہ بدامن دین چہ بحث

آہ از شرم تو دنا کا سے باز و دہش  
 در تلافی پایہ مرد و فاسے ماسنج

حق آن گری ہنگامہ کہ دلم بشتاس  
 اسے کہ بد بزم تو ہم پھر از دم میج

تصادف من براہ مردہ و من  
 ہیچمن در شمارہ فساد میج

کفیل ہوش خردم وقت می بزم حبیب  
 بشروط آنکہ نزدیک تفلزم خردی ندرج  
 شباب و نہ چہ ناقد دانی سستیست  
 بلا بجان جوانی پارسا ریزد  
 بہ بندہ پیش عالم نے توان افتد  
 توان شناخت زبندی کہ بر زبان افتاد  
 فغان من دل خلق آب کرد و نہ ہنوز  
 گفتہ ام کہ مرا کار با فضلان افتاد  
 من آن نیم کہ بتاتم گفتہ و مجہوشے  
 خوشم نہ بحث کہ دلدار بدنگان افتاد  
 حدیث می بدت و جنگ در میان داریم  
 کنونی کہ کار بہ شیخ شفقتہ دانی افتاد  
 بگو سے یاد نیا انستم و کتم فریاد  
 بدان و درین کہ مانند ناگسائی افتاد  
 غریبم و تو زبان دانی منی در غالب  
 آخر منزل گفت خوی تو راہ میزند  
 مست عطای خود کند نانی باز مست ہے  
 دل اسباب طرب گم کردہ در بند غم ناک شد  
 زما گرفت این ہنگامہ بگوشد بستی را  
 قضا از دوق معنی شیرہ میریخت در جانما  
 ہچہ مازی کہ بہ منقہ ندول آید بیرون  
 جود اسے داری کہ تو تم رنگ یہ میخیزد  
 بشارت آنکہ نزدیک تفلزم خردی ندرج  
 علاوہ زیاد می بروں کہ زیاد مییدہ  
 ذرا عتقا و بہتان میشر و حیران باغ دیوان شد  
 قیامت میودار پرودہ غامکہ کہ انسان شد  
 فی از لای پالایش چکیدہ آب حیوان شد  
 در بہس دانی ہمہ بریت ز صبا سے آید  
 مرثوہ اسے مدد کہ تنگم نہ دعا سے آید

- ع خوش مت آنکه با خلیش جز غم ندارد  
ع سرا بے که در خند بوی از خوشتر  
ع منی نیست در لعلت این قطعه غالب  
ع رخ کشودند لب پر زه سرایم بستند  
ع سوخت آنکه ز آتش نفس بخشیدند  
ع گراز رایت شادان عجم بر چیدند  
ع افسران تدک ترکان پیشکش کردند  
ع گوهر از تاج گسستند و جانش بستند  
ع هر چه در جزیر ز گبران سنان تاب آوردند  
ع هر چه از دستگ پارس به یغما کردند  
ع بر آن بشار آرم و ابے تراوش  
ع خرابان آن کنده کس را نیاورند  
ع مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست  
ع گم شد نشان من چو رسیدم به کجای  
ع در دام بر دانه یغیستم عمر نفس  
ع تیر خفت را خط انداز گفت ام  
ع امید غلبه نیست به کیش صفای و رآی  
ع نازم با تیراز که بگزشتن از گناه  
ع اے آنکه از غرور بهیچم نماند خرس  
ع جان بهر کتب قرآن شوق فتان  
ع آن کشتی ز شکسته ز موجم که تاج  
ع گر جلوه رخ تو با غر ندیده ایم  
ع صفت آسمان بگردش داماد میاد ایم  
ع مجبور آدمی گرم و دای کاغذی و اداس  
ع بر آواز بزم بحث اے جد به توجیه قلب ما  
ع چه پیش از جد چون با وند خوانم نمی آید  
ع به نفسی مجسم داده گسارش گرم  
ع چشم و دل با ختم داد سز خواهد داد  
ع کفر و دین چیست جز آتش پندار و جد
- و دے خوشتر منت آنکه این هم ندارد  
و ز چشمت که پسندایم غم ندارد  
و بخت بد پسند کا دم ندارد  
و دل دلدند و دو چشم نگارم دادند  
و ریخت بختان ز تاقوس فغانم دادند  
و بعضی خامه گنبدین فشانم دادند  
و به سخن تاصیه فرکیانم دادند  
و هر چه بودند به پیدا به فغانم دادند  
و بشب غمعه ماه به فغانم دادند  
و تا بتالم هم از این جمله ز بانم دادند  
و زان دشمنی که اندر کف جلا دادند  
و دل برد تا و گر چه از آن دلستان رسد  
و هر ما کنیم حبه به بان آستان رسد  
و مانده آید امداد که بگوش گران رسد  
و چندان کنی بلند که تا آشیان رسد  
و اے داسه گرد تیر و گر بر نشان رسد  
و می گر به جزیر دست خدا در فغان رسد  
و با دیگران ز غم و بیا از غرور بود  
و زان پای به باز گری که پیش از ظهور بود  
و از حده تحریر جوامع بد آورده  
و انگشت در آتش گر از آیم بدر آورده  
و چندی بدوق باره دل از جاپیر مرده  
و غالب و گرمسری که بر ما چه میرود  
و چه خار از پای بر آمد یا ندانان بر نمی آید  
و که ترک ساد ما با نقیصان به سنے آید  
و بنوعی گفت می آیم که میدانم نمی آید  
و برم از خرد دے را که حزی تو شود  
و آنکه چون من بر دوان و بصدیق تو شود  
و پاک شریاک که هم کفر تو دین تو شود



بر نیسے کہ زکوی تو خفا کم گزرد  
 کوئی تا جسمه آلاشش چندار برد  
 مشوئے مرحمت چمن مخزگین حیار  
 جو هر طبع در فشان ست یک  
 بر خیزے را مشایع در خود ست  
 نو میدے با گردش ایام خداد  
 بسیل بیکس بنگر و پرواز به محفل  
 چه خیزد از خنجر کن درون جان نبود  
 حکم ساقی دے تند و من زید خوسے  
 ز خرقین رفتارم و فرمق طبع وادام  
 زام ناقص بدست تعریف شوقست  
 بافتات نگام چه جاسے تعینت ست  
 جان شمرستم پیشه شمر یا رانند  
 بند دل بادامی که کس گسان نبرد  
 بگلک تاج بود غری و دبران کاین قوم  
 ت زرج و کشت خزانندی عذوق و باغ  
 ز دعه گشت پیشیان و بهر دفع طلال  
 ز روی غری و معش نور دیده آشش  
 پیے حباب همسان ساد سے طلبد  
 چه ذوق بر روی آشاک غار خادی نیست  
 بیاد وید گرا اینجا بود زباند اسف  
 پیشم از آن چه کس که پرس و ابل کوی  
 تا دم غریب صلح که غالب زکوسے تو  
 سرت گردم اگر پایے نزاکت در میان نبود  
 سرگرا رخت نازکی نبود از غم سے  
 مفتیان باوه عزیز ست مرزید بخاک  
 از رنگ گروا چچ بچم روزگار کرد  
 در دل بچ زینش کینه داشت چمن  
 لنگر گسست مرمر و کشتی شکست موج

یادم از دلوله عمر سبک تاز و بد  
 از صور جلوه و از آئینه زنگار برد  
 یوسف از چاه برآرد که بپا نار برد  
 روزم اندر ابر نیسان میرود  
 بوسے پیر ابرم به گنبدان میرود  
 روزی که سیه شد سحر ز شام خداد  
 شوقست که در وصل بهم آرام خداد  
 بریده باو نایبے که خرنجی کن نبود  
 ز رطل باوه بختم آیم از گران نبود  
 که باز گردم و جز دوست ارمغان نبود  
 بسوی قیس فراکش ز ساربان نبود  
 و ما کسبه که فرج زامتنای نبود  
 که مدستم روش آسود روزگار نند  
 فغان ز پرده نقیان که پرده دارا نند  
 در آشتی نمک زخم و افکارا نند  
 ز بهر باه سوا خواه باوه بارا نند  
 امید دار بزرگ امید دارا نند  
 برنگ و روی بگر گشته بسا را نند  
 شکایتی که زمانیت بهم بها دارد  
 مرد به کعبه اگر راه ایمنی دارد  
 غریب شمر سخنا سے گفتن دارد  
 گویند خسته ز محنت خود زین میاد برد  
 تا کام رفت و خاطر امید دار برد  
 تنم از لاغری صد خروید بر موسے کرگمرد  
 جاسے در حلقه زمان قدح نوش میاد  
 جوشد از پرده و گر خون سیاه خرمیاد  
 درختگی نشاط مرا دید خوار کرد  
 چون دیدگان غامه شای آشکار کرد  
 دانا خرد و دریغ که تا دامن چه کار کرد

نو میدی از تو کفر تو را منی نه بکفر  
 بشرح آید و حق میجویم از جنی شادی  
 خدا و وقت پرستی نیست گنیم گزند غفلت  
 آن خود بازی می برد و بدی داد و جوی نشود  
 با من میا و خدای پدر فرزند آرد ما نگر  
 گویند صفای قرب کرد و از کفر نادان بند  
 درستم حق باشد شش گنیم از انصاف نیست  
 با خود گنیم نشان اهل حسنه باز گوی  
 به خدای بلکه سرگرم تلاطم کرده اند  
 چرا هر روز غم فرود آورده می دهد  
 دلم در کعبه از غل گرفت آواره خوام  
 بخشم تا سزا بگویم و از لطف گفتارش  
 دل از پلور بدن آرم چشم جام خود آنگاه  
 من بودا مردم و رقیب بدر زود  
 دعوای او را بد و فیصل بدی  
 بدی قدر که بلی تر کنی و من بکنم  
 ساقی و گرم بود به میخانه ز مسجد  
 خم جبین پر رش آستان بگرداند  
 توانی از غله غار و نگره که سپهر  
 همه بشادی و افروخته دل من که تعجب  
 یزید را به بساط ظلیف بنشانند  
 تیغ زرق تا بلویم رسیده باد  
 گردن ام زکوی تو آسان زرقه ام  
 فداییت همدی بفقان بگرم ز رشک  
 در تیغ دون منت بسیار نهاده  
 داغ دل ما شعله نشان ماند به پیری  
 دعوی که به می نمود و به فی شوره نهفتند  
 تا جسد شوق جان ده تجارت زود  
 دوزشانی که هر گشته اداسه دارد  
 ناباد از حور میشته بجزایه نشان شد

نو میدیم و اگر تو امیدوار کرد  
 دلت با محبت امانان با سادان دلد  
 که هم جان بر لب دیم دست شادان ماند  
 نمودش وین خنده اندامش جان خوش کرد  
 بر کس که شد صاحب نظر وین بزرگای خوش کرد  
 که خود فروشیهای وین بخشش زنده ای خوش کرد  
 آنکه چندی نگذشت بر علم خداوندش بود  
 گفت گفتاری که با کردار پیونش بود  
 پاره نیک در بر دود با شمع کرده اند  
 تا قیامت خادع از فکر معاشم کرده اند  
 که با من وسعت بخاندای منده چمن گوید  
 گمان دلم که حجت و قضی بید ازین گوید  
 و اگر گفتی بر افتخاتم سیاحتش غمین گوید  
 نیز بخشش انگین و نیز تر زود  
 خنده دندان نا به حسنی نگر شد  
 ترا زباده فرشی چه باید کم کرد  
 می یک مدتی بود و فریج به بهبوداد  
 نشینش به سر ره عشاق بگرداند  
 سر صیقل طایفه بر سنان بگرداند  
 چه قرصه بر نط استخوان بگرداند  
 تخم را به لباس شبان بگرداند  
 شوخی زعد گذشت زبانم بریده باد  
 این قصه از زبان عزیزان شنیده باد  
 خار رست پیای عزیزان خلیفه باد  
 بر دند سراز دوش و سبک دوش نگرند  
 این طبع شب آخر شد و غارش نگرند  
 اندیشه بکار خسرو و پرورش نگرند  
 که ده انجاده سرایه بفادرت زود  
 محرم آنست که ده جز با شادرت زود  
 که شود دست زود شوق و بکارت زود



نہایتی رقم سریش دود چری نامہ بخیریم  
بغضائی کہ دانی دودل میخیزد از کاغذ

۱ بیاض جوش تناسے دیدنم بنگر  
چراک از سرشکان یکیدنم بنگر  
 ۲ زخمی بجزم تمیدن کناره کی کردے  
بیا بجاک من و آر سیدنم بنگر  
 ۳ دمد داژد و پایید و آشیان گد شد  
در انتظار جسا دام چیدنم بنگر  
 ۴ بے دوست زبیں خاک قشایم بسر بر  
حد چشم روان مست بدان پاکیزه  
 ۵ از غلغله سفر تاچ دبد دوست کو دارم  
بیستہ بخیال اند و دامن بجگر بر  
 ۶ بالہ بخود آئی مایہ کو در پارخ نہ گنبد  
سر دے کہ کشدش بہ تناسے خود بر  
 ۷ مطرب بغیر لغزانی و غالب بسماست  
ساقی سے و آفت می از حلقہ دور بر  
 ۸ تاوگر زخم جنا سر تو انگر گد و  
بدیہ از کفت الماس فکاسنے بس آر  
 ۹ گیرم اسے بخت بدت غیتر آخر گاہے  
نقط انداز خدنگی زکاسنے بس آر  
 ۱۰ یارب ایی مایہ وجود از دم اورده است  
بوسہ چند ہم از گنج دہانے بس آر  
 ۱۱ اسے ذوق قواسنی یازم بخروش اود  
خونای جلیغونی بر بنگر بوش اود  
 ۱۲ گر خود بخند از سر از دیدہ فرو بارم  
دل خون کن و آبی غری ماد پرست بخوش اود  
 ۱۳ ہاں ہمدوم حسرت از دانی رہ ویران  
شعلی کو کھراہ شد از باد محوش اود  
 ۱۴ شودا بہ این وادی تسخیرت اگر مادی  
از شربسوی من سر چشمہ فرش اود  
 ۱۵ دائم کہ زدی مادی ہر جا گزری مادی  
می گرد بہ سلطان از بادہ فروش اود  
 ۱۶ گر میخ بہ کدوریزد بر کفت نہ ورا می شود  
در شب بسبب بخشد بر بادہ بدوش اود  
 ۱۷ و میخان و دماز میثار امش یکد از قفل  
آہ دودہ چشم افکن این از بے گوش اود  
 ۱۸ گاہے بہ سبب مستی از لغز بوش اود  
گاہے بہ سبب مستی از لغز بوش اود  
 ۱۹ غالب کہ بقایش یاد ہما سے تو گر ناید  
باری عزیزی فردی زبان سوزینہ بوش اود  
 ۲۰ و دیگر نہ از میں نازکی رخ ماندہ بر خاکش نگر  
والہ سینہ سودی از تیش بر خاکش نگر  
 ۲۱ برقی کہ جاننا سخت دل از جفا سوش ہیں  
خونگی کہ خوننا سختی دست از جفا پاش نگر  
 ۲۲ دل راز خم گرینے بے رنگ بخوش آر  
اجزاسے بگرمل کن دود چشم تر مریز  
 ۲۳ گیرم کہ بہ افشاخن ملساس نیزم  
مشتی شک سودہ بزخم جگر مریز  
 ۲۴ یعنی مشت نمی و از سر گسان بر خیز  
بہ اشتی بشتیں یا بہ استخوان بر خیز  
 ۲۵ چرا بنگر دیگا پیچہ اسے زبانه طور  
ندراہ دیدہ دل دود و زجان بر خیز  
 ۲۶ رقیب یافتہ تقریب رخ بیا سودن  
ترا کہ گفت کہ از بزم سرگران بر خیز  
 ۲۷ عیادت مست نہ پر خاش محظوظی چیست  
بیاد غمزدہ بشتیں و لب گزانہ بر خیز

سبوح و ہمت ہر محمدی غالب خدا سے راز سر کو چہ مقام بر خیز

نفس چون زبون گردد دیو را بفرمان گیر  
محرم سلیمانم نقش خاتم از من پس  
بوسا ز باہم وہ عطر خضر از من خواہ  
جام کی پیشم ز عشرت حم از من پس  
درد من بود غالب یا علی در غالب  
نیمت نخل با طالب اکم غنیمت از من پس  
نا یافتہ یارم بہ نہ اندن چہ تعلیم  
گیرم کہ خدا از تست در می باہر کند کن  
لطیف بہ نعت ہر نگہ عظیم شانس  
آرایش جبین شکر نای ز چین شانس  
بے علم نہ ساد مرد گرامے کئے شود  
ز نہاد قدر خاطر آمد بگین شانس  
پیچید بخود نہ وحشت من پیش بین کن  
تشیہ می ہنوز بہ بخون نگر وہ کسی

صفت یاران وطن کز سادگی ہی نیست  
در غمی مردی دا ز جود باز آوردن  
عزیم تا سازگار آمد وطن فہم دش  
کردن کل حلقہ دام آشیان تا میدش  
بود در پیلو بہ تکلیفی کہ دل کی گفتش  
رفت از شوخی بہ آئینی کہ جان تا میدش  
دل زباز از دامن آشنائیا خواست  
گاہ بہمان گفتش گاہی نکل تا میدش  
در سلوک از ہر چہ پیش آمد کز شوق دہشتم  
کعبہ دیدم نقش پاسے بہر دامن تا میدش  
ز کفایت می تپد نبضی رنگ لعل گرباش  
شہید انتظار جلوہ خورشید گفتارش

فرمودہ رہما سے عزیزان فرو گزار  
دہ سود توہ خزان دہ بزم عزا برقص

دل نہ نقش بسوز کہ جان میدہ عرض  
دو جان دہی غمی بہ ازان میدہ عرض  
نبود سخن سراسے مارا نکل کہ دوست  
دل می بود نہا ز زبان میدہ عرض  
پاداش ہر وفا بجفا سے دگر کند  
غالب بہین کہ دوست چہان میدہ عرض

بدم تنگ بزخم دلم مشت مشت ریز  
آخوند پرستے بسزا بودہ است شرط

مرا کہ بادہ ندارم نہ دوزگار چہ حظ  
ترا کہ ہست دنیا شامے از بہار چہ حظ  
خوشست کو شد پاکست بادہ کہ دوست  
اذان رحمت مقدس دہی خار چہ حظ  
چمن پر از گل و نسیم و دلربائی نے  
پرشت فتنہ ازین گردہی سوار چہ حظ  
چنین کہ نخل بلند مست و تنگ ناپیدا  
ز میوہ تا قند خود ز شاخار چہ حظ

س یی بی چه خوش باشد بی آتش و پیشه و سراف و  
از بند ستمای چند کی و یک نشین گشته بچ

س زبده دود زین شرمه که درین دست  
سازم سپهر گز بهمان خردم و دریغ

س گیرم امروز دی کام دل آن حسن کہا  
اگر ناکامی نکره ساک مانگشت صحت

س حدیث تکل لب به پیر ره گفتم  
فریاد بگرم در دهنی نهاد و معین

س شمس رخ با که بدوئی نشسته ایم  
در خلوق که ذوق تا شام شور و هلاک

ع نه مرا دولت دنیا نه مرا اجر جمیل  
نه چه نرود تو آمانه تکیب چه غلیل

ع مگر و بار به شبگیر در افکنده براه  
آنکه داشت سر اسیر و سیل و میل

ع نه کنی چاره لب شکست مسافری را  
اسه تبر سایه بجان کرده شتاب بیل

ع غالب سوخته جان را چه بگفتار آری  
به یاری که نه اند فیکر و نه قیل

س گیرم ز تو سر شنیده آردم نباشم  
مکار حق مرقود دل چمن دود اندول

ع شمع چکه غم کراگل شکفته مزدک  
شمع شبت نیم باد سحر گاهیم

ع از صفت طفلان و سنگ ره شده خلیل ملک  
زود و کز زود و کز کسب شاهیم

ع جذب تو بایه قری کان بر داک نیست  
گر نتواند سید بخت به جرایم

ع غالب نام آوردم نام و نشانم پیرس  
هم اسد اللهم و هم اسد المیم

ع بر لب یاقوت سرای بادیه روان کرده ایم  
مشراب حق گزیده ایم عیش مخدره ایم

ع بدو بهام خنده و در بقمار باخت  
و ده که زهر حرام ساز است هم بسزانه ایم

ع تاله به لب شکسته ایم داغ بدل نهفتیم  
دولتیمان نسیم زده بخندان کرده ایم

ع گر فراموشی بغیر یادم رسد و قسمت وقت  
رفته ام از خویشتن چندانکه دیا و خردم

ع هر قدم لغتی ز خود رفتی بود و بار می  
بچه شمع بزم در راه فنا زاد خردم

ع یاد بادان روزگار ان کا اعتباری داشتیم  
آه آتشک و چشم مشکباری داشتیم

ع دیگر از خرمیتم خبر نبود تکلف بر طعن  
اینچه شور مست که از شوق تو در سردارم

ع آن چرا در طرب و این زج و در تعبیت  
دل پردانه و تکیلی صمد و دلم

ع خنده بر غفلت مدیث و توانگر دارم

ماند و در تو بدنام که گردش چرخ  
 خوشنود از تو دینے دور بامش غرق  
 دو زندگ بر فرضی را با سکان  
 غالب ز جفاے نفس گرم چه ناله  
 ہم بهالم ذابل عالم بر کنار افتاده ام  
 سخت جگر تا کجا رنج چکیدن و یک  
 تا بجی صفت رضا جوئی و لب باشم  
 گاه گاه از نظرم مست و غزلخوانی بگذر  
 صفت روی ترا حور طافی نه کند  
 پوش پر کار کشی ورق بیخبر نیست  
 و گر نگاه تما مست تازی خواهم  
 گرمشتم از گدود وصل فرستم با او  
 زمان خاک بر مراد نظر کنی آرد  
 وکیل غالب فرخ و لم معارفش نیست  
 زنی مژد ز کنی گر باس دی و دم  
 نشسته ام بگدائی بشاه راه و مهند  
 زنده و دزدان را فروزی نیازا رند  
 جواب خواجه نظیری نوشته ام غالب  
 بسا که قاعده آسمان بگردانیم  
 بخونش بخنیم و در فراز کنیم  
 اگر زشت بود غیرد و در خندیم  
 اگر بیکم شود به زبان سخن نه کنیم  
 گل افشیم و گل بے به گزر پاشیم  
 نریم و ملوب و ساقی زانهم رایتم  
 مکی به لای سخن با او بسیاریم  
 نیم شرم بیک سوی و یام آوریم  
 ز جوش سینہ سحر ما نفس فرو بندیم  
 بوم شب بهر ما در غلط بیند انیم  
 بیک باج مستان شاخساری را

ہم سپاس از تو دم شکوه ز اختر دلم  
 آوازه جفاے تو در عالم افکنم  
 عاشا کنیز قنار و ابرو غم انگیز  
 پندار که شمع شب تنهائے فریتم  
 چون اہم سحر بیرون از شمل افتاده ام  
 رنگ شرف خلی گرم تا پر دین بیک  
 فرستم باد کنیز میں ہم خود باشم  
 و در بر عده سخن نیست که رسا باشم  
 از تو آخسر بچہ امید شکلیبا باشم  
 گم شرم در خود دور نقش تو پیدا باشم  
 صاب نقه ز ایام یازی خواهم  
 زبان کت و دست و دزدی خواهم  
 ز نقش پاسے قواش سرفراز می خواهم  
 بنگرہ تو زبان را مجازی خواهم  
 نهفته کا فرم ویت در آستین دارم  
 هزار دزد بهر گوشه در کین دارم  
 نقش جیب از آہ آتشین دارم  
 خطا نموده ام و چشم آفری دارم  
 قضا به گردش دلی گران بگردانیم  
 به کچه بر سرده پاسبان بگردانیم  
 و گر ز شاه رسد از معان بگردانیم  
 و گر طیل شود میمان بگردانیم  
 می آیدیم و قدح در میان بگردانیم  
 بکار و بار زنی کاروان بگردانیم  
 کنی بهر سه زبان در دوا بگردانیم  
 بشوخی که رخ اختران بگردانیم  
 بلاے گرمی روز از جان بگردانیم  
 ز نیمه ره در را با شپان بگردانیم  
 تن سپرد زده گشتان بگردانیم

۵ به صلح بال نشانان صبح گاه چه را  
 ۵ ز میدانم من و تو زنا حبس نبود  
 ۵ رفت بر با آنچه خود ما خواستیم  
 ۵ دانش و گنجینه پسنداری کیست  
 ۵ رفت و باز آمد بسا دودام ما  
 ۵ اگر بر خود غیبالده فادت کردی برشم  
 ۵ هر کج از دودله وصل که با من در میان دای  
 ۵ دشتی در سفر از برگ سفر داشته ایم  
 ۵ ما را احسان قبول ریشافش نیست  
 ۵ زخم بگرم بخشنه و مرهم نه پندم  
 ۵ نقد خردم سکه سلطان پذیرم  
 ۵ غالب نبود که کسی از دوست همتا

۵ بخشش خاندی که فرا خود ظرف ست  
 ۵ دایری شیوه عزالان و دزدان دم شان  
 ۵ کافران جهان جوی که هرگز نبود  
 ۵ آشکارا بخش و بدنام و نکو تاسه جوی  
 ۵ رشک پر تشنه تشنه دودام و دودام  
 ۵ بگرد از خسته دلان که ندانی بشدار  
 ۵ داغ خون گرمی این چاره گرانم گونی  
 ۵ اے که داندی سخن از نکته سزایان عجم  
 ۵ بنده خوش نفسانند حضور که بود  
 ۵ مومن و دیر و صبا بی و عادی و انگاه  
 ۵ غالب سوخته جان گرچه خیزند به شمار  
 ۵ چنانچه چون منی کم کن که گر گشتی بد باشد  
 ۵ بیا بر خاک من که خودگی افشانی روا نبود  
 ۵ منت منزه دودام لیکن اے نامریان آخر  
 ۵ فرجام سخن گوئی غالب بتو گریم  
 ۵ رشک ختم پیوست ز شد بدست این

۵ هم بهوش بیش ده هم بهی تو را گر کن  
 ۵ دل مردم تبسم طره ختم در ختم شان  
 ۵ طره حور و لاله تر از پرچم شان  
 ۵ آه ازین طائفه و انکس که بدو محرم شان  
 ۵ نه بر آسوده دلان حرم و دزدان شان  
 ۵ خستگانند که عادی و بخاری ختم شان  
 ۵ آتش است آتش اگر پنه و اگر مرهم شان  
 ۵ چه بمانند بسیار خسته از کم شان  
 ۵ بار و غلوت شان مشکفشان از دم شان  
 ۵ صحرای اشرف و آزرده بودا حکم شان  
 ۵ هست در بزم سخن بمنقش و مجسم شان  
 ۵ بدوق مشرب و بس و کن دم می توان کشتن  
 ۵ بیاد دامن شمع هزارم می توان کشتن  
 ۵ بدین جان و دل امید دادم می توان کشتن  
 ۵ خون بگرست از دگ گفتار کشیدن  
 ۵ تنهایی سرچشمش گدازد نفسست این

اے نادگر در شکن دام می نشان  
 تفرغے اثرے چند بھر دگر ستن  
 لب برب و لب رخم و جان بسپارم  
 جمل ز راستی خویش میتوان کردی  
 چو مزد سخی دهم مژده سکوی خواب  
 تو بچ باش که مارا درین پریشانے  
 اگر بقدر وفا میکنی جنا حیف ست  
 لب و دقتم ز شکوه ز خود غار غم خرد  
 بهازم مایه ز زندانی ز سادگیست  
 تاز و دام که سرست سخن خوابه شدی  
 کوکبم ساد و دم ادع قبولی بوده است  
 مطلب از شعرم بهر زنی که خوابه زندون  
 حرف حرفم در مذاق نقد جا خوابه گرفت  
 ہے چه میگوریم اگر انیمت وضع دوشمار  
 چشم کو را ایند و دوی بکفت خوابه گرفت  
 شاه صفوی که ایک شهری جان دوست  
 ناز و مارخ اندر جواسے غم بال و پرتان  
 شاهباش اے دل دیگه لعل که بر جافراست  
 ہم فروغ شمع هستی تیرگی خوابه گزید  
 گرد پندار وجود از دگر خوابه نشست  
 آنادیم نوازی و ترسم کزین نشاط  
 رنج تقاضاست بخت آسای گزند ما  
 اے مرگ مر جا چه گرانایه دلبرے  
 غالب سپاس گوی که ما از زبان دوست  
 دولت به غلط نمود از سخی پشیمان شو  
 از برده روانه گشتن قلمز متحران گشتن  
 گر حسرت غمگ گردی سر غلط فرائی  
 و چند تکیبائی مردم ز جگر خاکسے  
 بر باد کرامت کی دانگاه بشارت بر

سرای آرایش پاک قنصت این  
 نازم می بیفش چه بلا زده دست این  
 ترکیب یکے کردی مد قنصت این  
 ستم بجان کی اغرض میتوان کردی  
 ز بوسه پا بدوت ریش میتوان کردی  
 شکایتیست که با خویش میتوان کردی  
 برگ من که ازین پیش میتوان کردی  
 قنصت قدر پریش چنانی شناختی  
 کشتن به قلم و کشتن احسان شناختی  
 این می از قوط خریداری کسی خوابه شدن  
 شربت شعرم بهر گیتی بعد من خوابه شدن  
 چاکه ایثار حبیب بهر کی خوابه شدن  
 دستگاه ناز سببخ و بر بهی خوابه شدن  
 و فز اشعار باب سوغات خوابه شدن  
 دست شل مشاط زلف سخن خوابه شدن  
 دوست آواره کام و دهن خوابه شدن  
 بهمناسے پر ده سخنان چمن خوابه شدن  
 شیون مرغ فراق جان و حق خوابه شدن  
 هم بساط بزم سستی پر قشنگ خوابه شدن  
 بحر توحید عیانی موحسن خوابه شدن  
 بالم بخود چنانکه گنجیم به بسند تو  
 قمر خداست خاطر مشکل پسند تو  
 چشم بد از تو دور نگویان سپند تو  
 مے نشنوریم شکوه بخت نژاد تو  
 کافر نخرانی شده ناچار مسلمان شو  
 جوئی بخسایان رویه بهر یابای شو  
 و در گوئی زمین باش وقت غم چراگان شو  
 اے حوصله شل کی اے غصه فراوانی شو  
 بر خرمی ما برقی بر مزرعه یارای شو

۱	تجی دارم از اہل دل دم گرفتہ	بشرخی دل از غلغلیت ہم گرفتہ
۲	دستاک گفتن چو گل بر فلکتہ	دریں سشیوہ خود را مسلم گرفتہ
۳	فسوی خانہ دکار چیتے نمودہ	پری بودہ و خاتم از جسم گرفتہ
۴	دمش رخسار زہد یوسف نگندہ	عزیز گندم از دست آدم گرفتہ
۵	گچے طعن بر لعلی مطرب سرورہ	گچے خردہ بر لعلی ہمدی گرفتہ
۶	بہ بیداد صد گشتہ بر ہم نہادہ	بہا زیجہ صد گزہ ماتم گرفتہ
۷	برویش ز گرمی نگوہ تاب خوردہ	بکوفیش بر لعلی صبا دم گرفتہ
۸	نہاد ز من بیگہ یاد ہرگز	مگر خورے خاقان اعظم گرفتہ
۹	ظفر کز دم ادست ورنکتہ بجے	کہ غالب با دوازہ عالم گرفتہ
۱۰	خجلت نگر کہ در خنائتم نیافتند	جسز دوزخ در دست بعضیا کشودہ
۱۱	چرا ز بانہالال دجانہا پر ز خرقا کردہ	بایدت از خویش پر میدانچہ باما کردہ
۱۲	گوز مشتاق عرض و دستگاہ حسنی خویش	جان نہایت دیدہ را بہر چہ مینا کردہ
۱۳	ہفت دوزخ و نہاد خرمسای مضرت	انتقامست اینکہ با مجرم ہمارا کردہ
۱۴	خنگر خرا دل پر سشائے چہان بودہ	بارستان کہ گزافشاہے پیدا کردہ
۱۵	پیشہ فرشتہ از دہر غفات کا جہاں	تختے سے در خاقان گوارہ نکردہ
۱۶	جلوہ و قطارہ پنداری کہ از یک گوہرست	خویش را در پرواہ خلق قاتل کردہ
۱۷	چامہ و رنگ و گیاہ و رنج با جادار بود	پیش از ان کاچ و درد سدا میا کردہ
۱۸	دیدہ میگزیہ زبان مینا لہر و بیل سہ تپہ	عقودہ با از کار خالت سر بسر کردہ
۱۹	جنون الفت کچھن خودی داد و ناشاک	شکست صدل از نگین پدایت پنداری
۲۰	تا جم ز دل بود کا قسر ادا سائے	بالا بلندی کوتاہ قبا سائے
۲۱	از غمے تا خویش دوزخ پیچے	وز دوسے دل کش مینر نقائے
۲۲	ز دہشت کیش آتش پرستے	ہرسم گزاری ز مزم سراسائے
۲۳	چون مرگ ناگہ بسیار تخنے	چرا جان شیریں اندک دنا سائے
۲۴	در کام بجٹے ملک امیری	دو دستان مسوم گدا سائے
۲۵	گستاخ سازی پوزش پسندے	طاقت گدا زنی صبر آزمائے
۲۶	در کینہ و بزدی تغیرہ دشتے	در صبر بانی بستانا سائے
۲۷	از دغف پر خشم مشکین نقابے	از تابش تو قدری دوا سائے
۲۸	در عرض و دعویٰ چیلے نگوہے	بر زلم غالب بجزان ستائے
۲۹	ہر لب چہ خیزد از انجیز و دھلے وفا	بدل نشست جہاں کہ داشتی دلاوی
۳۰	نوی ز جہر پشیمان شری چہ میگوشے	دودخ راست نائی کہ داشتی دلاوی

بسینہ چون دل خود بدل چو جان خنیک بولا  
 غائب و حاضر تو از ہم شش تاختن خزان  
 خراب بادہ و دوشینہ سرت گرم  
 یہ کردگار نگر دیدی و ہسان بصری  
 جہانیاں نہ تو برگشتہ اندر گر غالب  
 پیوہ نہ نیست صبی صبا در دیار ما  
 یادش بخیر تا چہ قدر سبز بودہ  
 نقشیدہ لذت تو فرد میرود پل  
 از ہم نقش خیر نگوستہ ندیدہ  
 با چہ کافہر اینہر سختی کنی رود  
 غالب ہر اسے کعبہ بسر جا گرفتہ است  
 اسے کہ گفتندی ولد دل آدمی ندی  
 پیشہ نشی بہا تا نخر او نہ دے  
 ماہ و خورشید درین دائرہ بکار بند  
 سر براہ دم نقشیر جو اسنے نہ شے  
 خون بذوق غم یزدان نشانی نخودی  
 آخر کار نہ پیدا است کہ در حق ضلوع  
 جیت گرتن بہ سنگان سر کوئی نہد  
 در ہزاران اجل از وصت تو ناگاہ ہند  
 بچم مسدود حوران بہشت آویزند  
 گر گنہگار نہ بود ایر ہمارے غالب  
 دیار جہاں آید ہائے طلب است  
 شور و یست تو اریزے تا بہ ششم ما  
 بنماے یہ گو سالہ پرستانہ یہ جیفا  
 دیدہ و نہ آئندہ دل بشمار دلبری  
 اسے تو کہ چہچ ندہ ماجرا تو دے نیست  
 ہر کہ دست و دہش داغ تو دیش نعل  
 رشک ملک چہ و چہا چون تہدہ ہی بود  
 جیت کہ من بجزن چم دزد تو سخن دہد کہ تو  
 کوثر اگر ہیں رمہ خاک خرم نہ بے سنے  
 بنیم از گداز دل و دگر آئنے چو سیل

نگاہ صرف ستائی کہ عاشق داری  
 فرد فریب ادائی کہ عاشق داری  
 اداسے لغزش پائی کہ عاشق داری  
 حدیث روز جزائی کہ عاشق داری  
 ترا چہ پاک خدائی کہ عاشق داری  
 اسے بے گل پیام تناسے کیستی  
 اسے طرہ جو ہار ہمیں ہاسے کیستی  
 اسے حوت محو لعل شکر خاسے کیستی  
 اسے دیدہ محو چہرہ زیباسے کیستی  
 اسے شب برگ من کہ تو فو لے کیستی  
 رفت آنکہ عزم خلق و فو شاد کردے  
 تا چہ من دل بہ معانی شیوہ نگاری ندی  
 کش نگیری و دور اندیش فشاری ندی  
 تو کہ باشی کہ بخود ز کست کاری ندی  
 تن بہ بند غم خستہ را کہ سوا کی ندی  
 دین بہ سر حق الغت گزاری ندی  
 کف خونی کہ بدان نہایت داری ندی  
 واسے گر جان بسر داہن گزاری ندی  
 نقد ہوشی کہ بسود اسے ہماری ندی  
 تاز پر دودہ ولی ما کہ یہ پاری ندی  
 کہ در افشائی و ز افشا نہ شمار ندی  
 نور نظر اسے گوہر نایاب کہا سنے  
 پیدا ڈ اسے جنبش مغراب کہا سنے  
 غالب بسن صاحب فراب کہا سنے  
 در دل سنگ جگر و قس جان آوری  
 مد طلعت تو توان گرفت باہد ما پرہری  
 تا چہ دیگرے دہ باز برے جاوری  
 بہدہ و دہواسے تو ہی پوداز بکسری  
 اشک ہیدہ ہشمرے ناز بہ بینہ بنگری  
 طوبی اگر نہ من شود ہیہ کشم نہ بے بری  
 غالب اگر دم سخن رہ بہ میسر ہی بری



# موارد اشعار غالب

در  
نثر غالب

توضیح مأخذ

بارغ دودر : مرتبه فیض الحسنی مابدی، جنم انبیا فی کالج یگزین، لاہور، ۱۹۵۸ م  
خطوط غالب : مرتبه جناب غلام رسول ہمز، طبع دوم، لاہور  
کپ : ہج آہنگ جنم کلیات نثر غالب، طبع اول، لکھنؤ، ۱۸۶۸ م  
کمکم : ہمز نمرد، ایضاً  
مائش غالب : مرتبه جناب قاضی عبد الدود، طبع اول، علیگڑھ، ۱۹۳۶ م  
تادرات غالب : مرتبه آفاق حسین آفاق دہلوی، کراچی، ۱۹۳۶ م

# موارد اشعار

ترتیب :- سخنریزان حاضر ، غزل ، شمره ، بیت ، نایب و دعوت ، غزای نثر ، مأخذ

ک	خ	ب	ش	م
۳ : ۴	۱ - احوال جا	خطب نام تقدیر بگزینی است	خطوط غالب ۵۳	۴
۹ : ۱۱	۲ - بسته نام جا	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۹
۱۰ : ۱۱	۳ - نایب و دعوت	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۱۰
۱۲ : ۱۳	۴ - بنابر بنا	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۱۲
۱۳ : ۱۴	۵ - اولی نام	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۱۳
۱۴ : ۱۵	۶ - دوم را	عزت حضرت بی	خطوط غالب ۵۴	۱۴
۱۴ : ۱۵	۷ - خدای را	تقریب اشعار صمد الدین	کپ ۵۴	۱۵
۱۵ : ۱۶	۸ - غزل خوانی مرا	رباعی بر روی لوحه	کپ ۵۴	۱۶
۱۸ : ۱۹	۹ - میبگویند جا	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۱۸
۱۹ : ۲۰	۱۰ - چراغش را	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۱۹
۲۰ : ۲۱	۱۱ - ملاقات	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۲۰
۲۵ : ۲۶	۱۲ - خدای را	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۲۵
۲۴ : ۲۵	۱۳ - مستای را	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۲۴
۲۵ : ۲۶	۱۴ - آنگاه را	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۲۵
۳۲ : ۳۳	۱۵ - بیاید چه جلب	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۳۲
۳۴ : ۳۵	۱۶ - روان نیست	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۳۴
۳۸ : ۳۹	۱۷ - گمانی تر نیست	نام رباعی بر روی لوحه صمد الدین خان	کپ ۵۴	۳۸
۳۸ : ۳۹	۱۸ - ایضا	خطب نام ملاقات الدین	خطوط غالب ۵۴	۳۸
۳۹ : ۴۰	۱۹ - ایضا	خطب نام ملاقات الدین	ایضا ۵۴	۳۹

خطب نام مرتب شده	خطب نام مرتب شده	۲۰ - گمان قرینیت	۵۲ : ۳۸
کپ مشه	نام مرتب شده	۲۱ - گمان قرینیت	۵۲ : ۳۸
کپ مشه	نام مرتب شده	۲۲ - دیوانه گشت	۵۹ : ۳۲
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۳ - دیوانه گشت	۵۹ : ۳۲
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۴ - دیوانه گشت	۶۰ : ۳۳
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۵ - دیوانه گشت	۶۰ : ۳۳
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۶ - دیوانه گشت	۶۰ : ۳۳
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۷ - دیوانه گشت	۶۰ : ۳۳
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۸ - دیوانه گشت	۶۹ : ۴۹
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۲۹ - دیوانه گشت	۶۹ : ۴۹
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۰ - دیوانه گشت	۶۹ : ۴۹
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۱ - دیوانه گشت	۶۹ : ۴۹
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۲ - دیوانه گشت	۶۹ : ۴۹
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۳ - دیوانه گشت	۷۵ : ۵۴
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۴ - دیوانه گشت	۷۸ : ۵۵
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۵ - دیوانه گشت	۷۸ : ۵۵
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۶ - دیوانه گشت	۷۸ : ۵۵
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۷ - دیوانه گشت	۷۸ : ۵۵
خطوط غالب مشه	خطب نام مرتب شده	۳۸ - دیوانه گشت	۸۱ : ۵۷

کتاب ۱۲۷	۲۹ - گل افروز است	۸۶: ۱۹۰
کتاب ۱۲۸	۳۰ - خاک رتراست	۸۸: ۱۶۱
خطوط غالب ۱۲۹	۳۱ - پر خوار است	۸۷: ۱۶۱
مدرسه لایزال ۱۳۰		
کتاب ۱۳۱	۳۲ - کیمیا طلبی است	۸۹: ۱۶۲
کتاب ۱۳۲	۳۳ - سکون خرد	۹۹: ۷۳
خطوط غالب ۱۳۳	۳۴ - عصای آید	۱۲۲: ۷۶
	۳۵ - عصای آید	۱۲۳: ۷۶
خطوط غالب ۱۳۴	۳۶ - بنام خداوند	۱۰۵: ۱۷۷
خطوط غالب ۱۳۵	۳۷ - جهان بر خیزد	۱۰۴: ۷۸
کتاب ۱۳۶	۳۸ - جهانی بر خیزد	۱۰۶: ۷۸
خطوط غالب ۱۳۷	۳۹ - میان بر خیزد	۱۰۶: ۷۸
کتاب ۱۳۸	۴۰ - پدر آفرید	۱۱۳: ۸۳
خطوط غالب ۱۳۹	۴۱ - روی تو بود	۱۲۱: ۸۸
	۴۲ - روی تو بود - روی تو بود	
	۴۳ - باز روی تو بود - ابدی تو بود - و خط	
کتاب ۱۴۰	۴۴ - نام جام نظیر حسین خان	۱۲۲: ۸۹
کتاب ۱۴۱	۴۵ - سرگزشت	۱۲۵: ۹۱
کتاب ۱۴۲	۴۶ - چادر گرگزرد	۱۲۵: ۹۱
کتاب ۱۴۳	۴۷ - باز دید	۱۲۳: ۹۶
کتاب ۱۴۴	۴۸ - باز دید	۱۲۳: ۹۶
کتاب ۱۴۵	۴۹ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۴۶	۵۰ - آذر خوار	
کتاب ۱۴۷	۵۱ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۴۸	۵۲ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۴۹	۵۳ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۰	۵۴ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۱	۵۵ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۲	۵۶ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۳	۵۷ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۴	۵۸ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲
کتاب ۱۵۵	۵۹ - آذر خوار	۱۲۵: ۱۰۲

۱۳۳:۱۱۰۴	۶۰ - بایوس میرسد	خط بنام محمد قزوینی خان ییغری	خطوط غالب ۳۳
۱۳۳:۱۰۴	۶۱ - بایوس میرسد	نام بنام سروی رجب علی خان	کپ ۳۳
۱۵۰:۱۰۸	۶۲ - مستقیم گردد	نام بنام مظفر حسین خان	کپ ۳۳
۱۳۹:۱۰۸	۶۳ - غیر زود	نام بنام قرب مصطفی خان بهادر افغان	کپ ۳۳
۱۳۹:۱۰۸	۶۴ - بد زود	خط بنام سروی کرمانست علی	خطوط غالب ۳۴
۱۳۹:۱۰۸	۶۵ - بد زود	سطح و ایات ۱ - بگر زود - دود	
		گر زود - گرزود - بگر زود - بگر زود	
		فر زود - و سطح	
۱۵۲:۱۱۰	۶۶ - غیبه باد	و باچه دیوان فارسی	کپ ۳۴
۱۵۳:۱۰	۶۷ - عبارت زود	نام بنام قرب مصطفی خان بهادر	کپ ۳۴
۱۵۲:۱۱۰	۶۸ - غیبه باد		۳۴
۱۶۳:۱۱۹	۶۹ - خبر بخود	نام بنام حبیب علی حسین صاحب بکری	کپ ۳۴
		بهادر قرب بگر زود	
۱۶۴:۱۴۱	۷۰ - بایام خود - خبر بخود	نام بنام حیدر الدود محمد ذوالحکیم میرزا	کپ ۳۴
	احضای من - احضای	محمد الدین حیدر خان بهادر محمد	
	شیدان و کیم		
۱۷۱:۱۲۵	۷۱ - بایامش می فرس	تقریب دیوان حافظ	کپ ۳۴
۱۷۳:۱۲۷	۷۲ - شکش	خط بنام عبد الغفور سردور	خطوط غالب ۳۵
۱۷۳:۱۲۷	۷۳ - شکش	خط بنام عبد الغفور سردور	خطوط غالب ۳۵
۱۷۵:۱۲۸	۷۴ - بهر دیوانیش	خاتره دیوان فارسی	کپ ۳۵
۱۸۴:۱۳۷	۷۵ - ناگوار چه خط	خط بنام جانی بانکه خان دیوان بکری	بخار دود ۳۵
۳۱:۱۵۳	۷۶ - بر انگش	نام بنام امام بخش تاج (عزل کامل)	کپ ۳۵
۲۰۴:۱۵۵	۷۷ - یاری داشت	خط بنام شخص نامعلوم	خطوط غالب ۳۵
۲۱۵:۱۶۲	۷۸ - شیدان و کیم	نام بنام بهادر الدود محمد ذوالحکیم	کپ ۳۵
		میرزا احسان الدین حیدر خان بهادر	
		محمد جنگ	
۲۱۵:۱۶۲	۷۹ - چکیدی و کیم	نام بنام محمد الدین احمد خان بهادر	کپ ۳۵
	عزل کامل	دود	

کتاب ۱۲	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۰ - حلیه باشم	۲۱۸: ۲۱۹۵
کتاب ۱۳	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۱ - آسمان بگره خانی	۲۲: ۲۱۹۶
کتاب ۱۴	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۲ - بسیار نام	۲۲۹: ۱۰
کتاب ۱۵	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۳ - جای من	۲۳۳: ۱۷۶
کتاب ۱۶	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۴ - میرزا علی من	۲۳۳: ۱۷۶
کتاب ۱۷	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۵ - سنان و نذر لستو	۲۳۵: ۱۷۷
کتاب ۱۸	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۶ - خوش مستور و گود	۲۳۹: ۱۸۰
کتاب ۱۹	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۷ - سخن تو به شدن	۲۴۲: ۱۸۴
کتاب ۲۰	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۸ - طایب بکشو	۲۴۳: ۱۸۴
کتاب ۲۱	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۸۹ - غزل کامل	۲۴۳: ۱۸۴
کتاب ۲۲	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۰ - برانی بکشو	۲۴۳: ۱۸۴
کتاب ۲۳	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۱ - بگره و دورد	۲۴۴: ۱۸۵
کتاب ۲۴	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۲ - پیشانی شو	۲۴۵: ۱۸۶
کتاب ۲۵	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۳ - سخنان زده	۲۵۴: ۱۹۱
کتاب ۲۶	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۴ - امیدوار کنی	۲۵۹: ۱۹۷
کتاب ۲۷	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۵ - خدای که داشتی دلری	۲۶۳: ۱۹۹
کتاب ۲۸	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۶ - روشا و کردی	۲۶۶: ۲۰۱
کتاب ۲۹	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۷ - مسعود خانی	۲۶۸: ۲۰۳
کتاب ۳۰	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۸ - آبستی	۲۷۵: ۲۰۷
کتاب ۳۱	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۹۹ - گمین باشد	۲۷۸: ۲۱۳
کتاب ۳۲	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۰ - گمین و لدم	۲۷۹: ۲۱۳
کتاب ۳۳	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۱ - شک خداست	۲۸۴: ۲۲۱
کتاب ۳۴	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۲ - خداوند است	۲۸۴: ۲۲۱
کتاب ۳۵	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۳ - خداوند است	۲۸۴: ۲۲۱
کتاب ۳۶	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۴ - پیام چیست	۲۸۶: ۲۲۲
کتاب ۳۷	نام تمام مملوک و نواب و سرداران	۱۰۵ - نام چیست	۲۸۶: ۲۲۲

اطلاق را بدست - بیام چیست - در انکسار  
ارام چیست - گرام چیست - در تنقیح

کپ ص ۵	نام و بنام محمد بن تاج محمد صاحب بهادر	۱۰۶ - یمن است	۲۸۷: ۲۲۳
کپ ص ۵	نام و بنام محمد بن محمد خان طاق کمرانی	۱۰۷ - ابرو است	۲۸۷: ۲۲۴
کپ ص ۵	نام و بنام ذاب مصطفی خان بهادر	۱۰۸ - خواجه نعمت خان	۲۸۷: ۱۶۵
کپ ص ۵		۱۰۹ - مریم اسر	۲۹۱: ۳۶
کپ ص ۵		۱۱۰ - عارضا خان	۲۹۰: ۱۶۲
کپ ص ۱۰	نام و بنام ذاب محمد علی خان بهادر حریف میرزا حیدر صاحب	۱۱۱ - اسرار العیسم	۳۰۱: ۲۳۳
کپ ص ۱۳		۱۱۲ - اسرار العیسم	۳۰۱: ۲۳۳
کپ ص ۱۰	نام و بنام انوار الدوله ذاب مصطفی خان بهادر خفصه	۱۱۳ - بردا خفصه	۳۰۲: ۲۳۴
کپ ص ۱۱	نام و بنام آقا بزرگ شیرازی و فاکفصه	۱۱۴ - اثر بنایم	۳۰۳: ۲۳۵
کپ ص ۵	نام و بنام ذاب مصطفی خان بهادر	۱۱۵ - اثر بنایم	۳۰۳: ۲۳۵
کپ ص ۱۳		۱۱۶ - بیان محمد است	۳۰۴: ۲۳۶
بارخ دور ص ۱۳۸	مکتوب نام ششی بنی بخش مر حوم	۱۱۷ - خزانة نست	۳۱۲: ۲۳۵
نورانات ذاب	نام و بنام محمد بن بخش حیر	۱۱۸ - جاسوسی بهادر	۳۱۲: ۲۳۸
این	۲۵۱ این	۱۱۹ - خزانة نست	۳۱۲: ۲۳۸
کپ ص ۱۳		۱۲۰ - امید و کمر	۳۱۲: ۲۳۸
کپ ص ۱۱		۱۲۱ - کارگرد	۳۱۲: ۲۳۸
خطوط غالب ص ۳۵	خط و نام انوار الدوله شفیق	۱۲۲ - بخردوش آرد	۳۱۸: ۲۳۹
		غزل کامل	
بارخ دور ص ۱۱	نام و بنام مولوی رحیب علی خان	۱۲۳ - دریا خراستیم	۳۲۰: ۲۵۱
کپ ص ۱۱	نام و بنام مولوی محمد حبیب الله شفیق	۱۲۴ - نام ها	۳۲۵: ۲۵۷
	ذاب غزل الکتاب ذاب دانی		
	حیدر آباد		
بارخ دور ص ۱۱	تقریظ قاضی برهان	۱۲۵ - پیام ها	۳۲۵: ۲۵۷
خطوط غالب ص ۱۱	خط و نام علامه الدین احمد خان مدنی	۱۲۶ - کام ها	۳۲۵: ۲۵۷
		غزل کامل	
خطوط غالب ص ۱۱	خط و نام غلام غوث خان بخیر	۱۲۷ - گفتار آرد	۳۲۸: ۲۵۸
		غزل کامل	

خط بنام علاءالدین احمد خان ملای	خطوط غالب ۳۳۳	۱۲۸ - نقاب تاجی	۳۳۳: ۲۶۱
خط بنام غلام غوث خان بنیرستان	خطوط غالب ۳۳۴	غزل کامل ۱۲۹ - نقاب تاجی	۳۳۳: ۲۶۱
خط بنام غلام غوث خان بنیرستان	خطوط غالب ۳۳۵	۱۳۰ - نقاب تاجی	۳۳۳: ۲۶۲
خط بنام مصطفی خان بیادر شیشه	خطوط غالب ۳۳۶	۱۳۱ - نقاب تاجی	۳۳۳: ۲۶۱
نقش بنام منشی نجیب بخش	کامرات غالب	۱۳۲ - خداوند داشت	۳۳۵: ۲۶۵



تعبیر غالب

# تعبیر غالب

این آیه که غالب از غزل های فارسی خردش در آثار مشهور خود در غزل عبارت مختلف آورده در بعضی موارد طور نیست که عبارت نثر جنبه های مفهوم نیست دارد سخن میسازد و دقیقاً تمام این موارد که تا یک نظریه مدد و لیت ترویج و تعبیر شعر بر این ملاحظه قرار داده و جمع آوری شده است :

سحر غزل بیت هنوزم دود و آتش نیست دود و سواد سطوح آن صیقل در نظر ما دارد و چون غزل چنان بود که غالب خوشی نشناسد لغت از رسم و راه سترگان پادش برنگزید ۷ : ۲۶ : ۱۹

کتابی از ای که گفته نشانی دهد که باز آن دیرین گیش و سنان این باستان بی زبان از این احاطی توان یافت تا جرم دانش من اندازد سرانجام پاسخ آن ترویج بجا افتد .

زمن که بخودی دود و گل رنگ از بوی نشانم  
بهر یک شیوه نازش باز میخرازد جرابیش را

کپ ۷ : ۱۸ : ۱۳ نام پنجم سوری سراج الدین احمد :

دود و آتش نماند قریب و بس تر شود نیست

۴ : ۱۸ : ۱۳

شرقت چه رنگ دارد مذاق ادبم را

جان بیای قند راستان افشاندن بدل گذارم ، اگر گشت نمی نمود . کعبه در وای جان  
گر در سرگردان گشت گفتم ، اگر ادب بستمی دهد . رسیدن نام های دلاویز و  
شنیدن گشت های همراهِ گز که مرا بر لبش بخت من امید داری میسر بر من بخت تر

پاد - کپ ۷ : ۱۸ : ۱۳ نام پنجم سوری سراج الدین احمد :

قبلاً ما بدست ! اگر این بنده آهنگ شنو بس پارگی تو دگست را در پیشین را  
عقب بندگی نیست ز کجا که برین بی بغض حق نتوان بخشود -

۷ : ۱۸ : ۹

فرز : غیر ختم و نماند اثر هم بسا گرای

نیز سادگی که دل به اثر بسته ایم ما

چون درونی و بیرونی (دیرم)  
رضی و ایمان حاضر

کپ ۷ : ۱۸ : ۹

۸۱۱۲: ۱۰

اندر پیش بجای چید که بسیار دوست او داشتند پس مرا از خود فرستادند تا در بیرون گمان  
آنکه آنی قاصد باشد و من زبان زده بجاید گفتمت امید باشم با محمد و من تا در نگاری  
معدای اصل بدین رنگ است که بارها صاحب شفق قناب این المیزان اصفهان بدیده  
این فقر الدوله و مد الملک قناب الحمد بخش خان بسیار در ستم جنگ را بر همان موجب  
بد که زود تم تکلمت بدو خانه بیست و یک فدا داد خون و قلم بگردن که بدین سفره  
همچنان پیش باز ماندم فردا: مدی سپاه خویش ز خود هم خفته ایلم  
شیخ خوش خلق کلبه تار خروم نام

کپ ۱ ص ۹۳ شماره ۹ بنام سرانجام المیزان احمد  
فی فی جزئی آنکه دنازم و شاهوی و بنده اندام ستم دعا باشد که مدعی در شبگیر  
اندر پیش بدو ششانی در ششانی فروغ فرقه ایروست که یوه دشوار گذر بخود  
پیاپی را ساله میان بر گزانه بر سپرد و مرا از این شاه همراه با لادوی بدو بخانه نیست  
فردا آمده بود که از می مردانگی آن گشتن پای به سفاطم و بنده تا به سیستق آن  
بارد و بخش انجمنی بنایش آواز آمده از هم باشد و خود آبی بی بود از پیشگاه بخیر  
نه از فرقی نگین باید و نه از شادی بوی و نه از سستی نامی ماند و نه از سستی نشانی.

۱۲: ۳۵: ۳۵

فردا: بریدم از همه خواهم گزین سپس  
نخستین گزینم و بر ستم عدای را کپ ۱ ص ۹۳ انظر لفظ انما بالعصا بعد  
از چیست که در نگارش این نامه با آنکه فردای صراحتی فرموده اند چرا حقاقت  
بر غالب نشد جنگ بیان امانه پیورده اند که چون شکاش سفر حق را کا و در احتاط  
هم صروحت تراوده فردا: نگاه نامیدل سر زاده چشمه خوش  
هنوز پیش باندا ز نامشکه خداست

۹: ۲۸۵: ۲۲۱

اسید که درین راه بی پروا نموده باشم که بدین محبت دارم هم بجزر گردند  
کپ ۱ ص ۹۹ شماره ۲ به ایمر حسن خانی  
خدا بخت عریف نگار که بدست یه چشما داشت قبول دوزی چندال بشادانی منددیدیا  
تصای داد محمدی خویش بعد

۵: ۸۹: ۶۲

با شغف نیزم در آند و چه نزار  
نشا طعنه غرضی رنگی طبعی است  
چنانکه صوم میخیزد از آن سگانه اگر بنده پی عهد اعلی پرستش گم نگردد و در مشر از مهر نم برده  
محمد چندم آن آه نسوزنده باشد فرموده آن گیاه دو اند و ما با به  
کپ ۱ ص ۹۱ شماره ۱۱ به شمس الامراء تائب عالی حیدر آباد

۳۵ : ۳۷ : ۴۰

چنگاه خداوند تاج و سر ششست نور الهی جایگزین بازده ساله دختر آید و ند که  
پسری در سال در گذار داشت و شیر می داد گفتند هشت سالگی بودی تا آنکه  
مردی بودی نزدی که پسرا داده است اینک وقت آزاده و اینک پدر فرزاده  
و انش الله ذوق فرزند بودی ما در بنایم ای خدایه گیری و چه در سخن چینی نیست  
آفرین هفت پند چهار ما در چه میکنند گردش آنکس بودی خاک از سر چیست و  
سرمه رستی نهاسی خود تو که گل و میوه باز آید و از کجا هست گوی قطره آبزیان  
است که معدود نقش نیست غمگینی آنی تیوی خاص که قطره را مصدق موت بیدار  
کلام است شمره کان لفظ از کجا و ندید که خود را حامد چنین یا قوت یافت -

فرد : هفت اختر و نه چرخ خود آخر چه کار اند

بر قتل من این عریه باید مدانست کم ۱۵۵ یعنی شرح احلا و انتقاد  
نما نمایی چراغ و تند طری تا سازگار منش را چه در سر افتاد که با من که چه فرود  
گوشه خطیم بدین پیروی مصداق - فرد : به اصطلاح و بدعا رخ و منی بدی  
خوش آنکه معدود صرف برستم گردد  
با آنکه خداوندی سو میا نیست چه زنی ازین سر گذارد امدت آزادی طاعت که  
دل ما خسته از غم کیست ما را باز هر و نعت آئین نیست -

۱۰۸ : ۱۵۰ : ۲

کپ ۱۹۹ : نام به نظر حسین خانی د

این دهان ای دیده و سر باری خندان و دست که بهنگام گرم سانهایی همین  
دست که گوی آنرا تاج کرده بند و گاهی از چین گیسو بند برایش بند تن  
مرده را تاب کر گام که دلی را از جای برانگیزد و چین گیسو کجا که خاطری بدین  
اوین و ترسم که این علم نامدا حدیث جان خیار آرد و در وقت رفتن ترک دلی را بر آرد  
بسی که بیشبازای رسواست بر سرگی که بیشبازای غمزه خواست و پرواز بهنگام  
گرم سانی انگشت غناست بر شقی که رخ بر آفرزند بال فشان است آرد  
شیخ فروزنده را انجمن بسیار است و گل شکفته بچمن انجمن پرواز را از مردی  
یک شیخ چه غم و جمل را از رختن یک گل چه آمده و داده عاشای رنگ و بو  
باشند نه فرو بسته بند یک آرد و خوش آنکه در غم شوق آنگام نشاط از  
گیرند و فریاد گاری که هم بکل بدی قزاقا و در دهم خود خواند بهد و بگزیند یکدی که چشم  
دختر شادمانی گوی آینه بدین بیت که هم از نامرنگ راست سر و سرای آینه -

۱۴۲۱ : ۶

بر ما غم خیار دلی نهاده سحر آید

دیوانه ما را صم سسند که ببرد

کپ ۱۹۹ : نام به نظر حسین خانی د



مسبزی و بارخ که یورش دانی از کجا بیند. پنهین پروا را اگر در غایبش نزدی تصور  
جز مغز خاک راه نبرد داند راه خوشه و مسو را بر شاخ که پرعدو و یادم خامه که  
میانخی بی زبانان مست و دایان دانی از دایان اگر خیزد و غدا که شکست گزراش  
مافی الغیر سغیر را از که چشم توان داشت.

کپ، ص ۹۱، نامر چشش نفس افند خان - ( )

۱۰۸: ۹۹: ۱۴۹: منقطع

ما تاجه خریاب سیاه کار که نه عصا مد و ست دایم و نه یزد و ریای و نه مشعل  
فرا پیش و نه شعله و نه حاجت باب و نه زهر و دای و آواز فرشته و در گوش اندین  
برون که راه و مسکین گزرا که چون گزیدیم و درین رفتی بر ما چه بود و کاش می رسید  
باشند پیش اذان که پرسیده باشند. فرزند: کام نه بخشیده گزرا چه شماری  
غالب مسکین با سخات نیرزد

کم، ص ۱۵۴، پرتو و فرغانی و جود افغان ... ( )

۹۴: ۱۳۲: ۳

صغیر که وقت و دای از رنگ بختایش توان سپرد چه پیدا دست تن از نقش  
را بجا که سپردن و مجبور که از بیم چشم نه خم نه گس با شکست چشش توان: چه شهادت  
نفس او را بخورستان بردی - خاک خوی باو که در محضرش آثار دهد  
ذلت و درخ در کشته بسختی و گل با نهد

کپ، ص ۹۳، نامر بنام منظر حسین خانی - ( )

۹۹: ۱۳۲: ۱۴۰

هر نسبی که ز گوی تو بخاکم گذرد

یادم از دلت که هر سبکت از دعد

در سید و مهر افغانا مردن برود جان بخشیده اگر چه آن جان با من نماند و هم بر سر  
آن نامر بنشیند رفت لیکن سپاس دلربائی و جان بخش باقیست. امید که جان  
بخشیده یزدان مدتی است گذارده آید.

کپ، ص ۱۰۸، نامر بنام مولی سراج الدین احمد - ( )

سرمه‌های سخن گستران

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ردیف	نام کتاب	موضوع	نویسنده	محل	تاریخ	ملاحظات
۱	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۰	
۲	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۱	
۳	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۲	
۴	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۳	
۵	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۴	
۶	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۵	
۷	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۶	
۸	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۷	
۹	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۸	
۱۰	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۰۹	
۱۱	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۰	
۱۲	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۱	
۱۳	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۲	
۱۴	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۳	
۱۵	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۴	
۱۶	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۵	
۱۷	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۶	
۱۸	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۷	
۱۹	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۸	
۲۰	تفسیر قرآن مجید	تفسیر	علامه طباطبائی	کتابخانه	۱۳۱۹	

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



# نوادیر سخن گستران پیشین

## ظهوری

دیده کند ببل اثر از نفسی ما ۱ آیند چنانچه به سلام قنصس ما  
 سبیل خود برگشت خزان باغ و بایلم  
 بستیم لب از خال محالست که دیگر  
 یکبار بسبب دقنی گفت زسانیم  
 ده بند دعا نگری هر طافه و دست  
 خونی آنکه گدازد وقت صبرت دل و جان  
 بجز این تو گر هست ز صد کوه [گرانی ترا]  
 در خواب توان کرد مگر مددی ده را  
 ذی و تبه نموده صحت ما اهل سخن را

گفتم ظهوری که کسی خویش نباشی

(۱۰۱)

تقصیر که باشد که مگر به کسی ما

۲ در اصل بختان

صد چمن در پیشگاه باغ زندان ترا ۲ باغ زندان غنایم بایان  
 حید را از غری آمده بیرون سگی بخت  
 بیش ازین پیرایه گل [چاک می شد از حیا]  
 بخت حسن بختس ما نیست این نقودنا  
 بختست دعا غله گیرند این کجا و آن کجا  
 گر نایان تر شود مطلق نایان دور نیست  
 لب بر میان کرده ام از آرد روی بر سرش  
 مردم را بر خاده در صبیحی سخن آید اگر  
 سجده شکری دل جمعیت واجب بر دهنم

جامه زیبای شده ظهوری ختم بر همان بند

(۱۰۲)

دیده ام اطلس بر آوازه خاسان ترا

۳ در اصل بختگاه

یاد تو خیم کشیده را خاطر شد و میدید ۳ چشمم ستم رسیده را روی تو ندانم دید  
 محکم آنکه خود بخود ترک مراد خود کنم  
 از چشمت فغانه بود غیب با خاطر  
 هر چه زیاده میسر عشق تو یاد میدید  
 گرد میبار دودست خاک میبار میدید

گوشه عشوه در کین شیر کرشمه در کمان  
راست نکرده کار کس فرخش نشا و کج روی  
سینه صید میرد شست گشاد میدم  
مژده زنده آشتی نقشش مراد میدم  
بست نمودی ترا ساید دود پیش تو

هر چه بودند دیگران جان بزم میدم (در باب ۸)  
بوی تابیر زلفی و عاصمی آید  
دل تحقیق خبر پای ز سر ساخته بود  
میرسد قاصد جان میدم از گردیدش  
اشقایی بکشد وصل بهجران آرد  
دل امید و نگر سینه صفائی گردید  
در غبار غم اگر گشته رخسار چه غم  
خوش فراخست نمودی نفس بخت عشق

پرتو مرده آفرینش سحای آید (در باب ۹)

بصارت تو مباد این ستم بداد دارد  
و لم که خورده سودا فشانستگ آرد  
رسد بخت ضعیف فادای تو بان  
چه عقده با که تغافل بدارم انگدست  
بجز بد نشنیدم بهر خورشید از تو  
مرا که گفت که دکان عشق بکشایم  
محبب اگر بجهاب سوال رنجه شود  
عزف ز عشق همین است که عزف بر بند  
شکسته نودی تر از گل بهر غصه و غاریم  
گرانی خیم فریاد را شنیده مگر  
خیار باد آن غایبم در آن کوئی

مده غمهای نمودی چه راست ماند است

لبش بند زبانی در افترا دارد (در باب ۱۰)

در اصل اگر  
بگلشت چمن رفتی چمن سرمه روان دارد  
شرابی ریخت دیدم بانه نمودی گشتن ساق  
ز بیم دود بر کجای نفس در سینه میدم  
باز ادبی چه در خود بنالد سرود و مستان  
نخبل شد با خیال پنداشت بافتن از حلقه دارد  
که در صفائی نفس بر سینه پیر صفای دارد  
اگر گل بشنود بلبل هزاران داستان دارد  
ز شوق خدمت تو تو را ملان بر میان دارد

جندی ره نیکو در غلط که شرق یکجا شو  
 ز شد و بس که پرده خواجه شکر شانه  
 بر سرایان کند خورشید دلی اندیشه بشنید  
 گردد عادت از کجای دی و رفت ایانی  
 چه مطلوب است از خوان بجای آنگشت دوست  
 سپید از هر دو هر دو میسوزند بر فضل  
 چه آسودم که نامح دیده انصاف لب لبست  
 خیمه کی غایب سوزت ندارد و آنچنان خفزی

در ملاحظه می گویم بر گشتان - بمغرم و در پیشد و رخ بری استخوان دارد (۱۷۲۲)

دل خود را بنام نکرده جان دانی دارد ۷  
 بر آبی عشق لغتی پس تر کن سیه شایان  
 کسی در قطعه عشرت مدی کاهیدن نمی بیند  
 نهان آورده بدن شعلای داغ میزدنم  
 چندی بر لب شمع مهر خورشید با چنین دودی  
 پری دلی مدی شاید گشتاید بهشت عالی  
 چراغ خدای بیستای میخرازد لاله مدی من  
 کند ریخ ستم مرید علم جلاد بهر انش  
 با سستی عمل کرد بدین دایره خود بخون  
 صبا بهر فصل گوشتو حال گمانسبای  
 فصل باغ اندک از صید بندان غیر و سرده  
 نهمودی از قربا خود و نه شب حد کنج خاموشی

حکایت در حکایت داستان و داستان دارد (۲۲۰ ب)

شوق بر آسمان بند و فایر باد و جلا نش  
 کند زید و زید و قیاس و صبر طاعت را  
 شگافی اندیش هر یک از نقش بر آمد سر  
 فرد میرزم از تیغ گریه شوری مگر مدی  
 نه جای خلق تیرش خلق مگر جان دانی مدید  
 ز چشم خورشیدان طلیح را که کعبه آورد  
 محال سیر باغش را چه نسبت با دایره ما

۸ ز بس آغشته در خواب شیدان غمک میانش  
 برون تا ز قیام عشق که صفت از کاش  
 اگر افتد درج را چشم بر چاک گر باغش  
 بخت کج من قندی بدختر و نکد انش  
 بجای دل نگه اند اگر در سینه پیکانش  
 زبان خیزد گر ظلم است بر خا بر باغش  
 ز بی انبال اگر کیم ماد کنج زندانش

ازین زلف سیاه و خاطر آشفته می باید  
چو دامان رباید بوسه با از خاک پای او  
که گوی مجع گردد و کرم زلفت پریشان  
که میدوزد برایش جگر دست پایی مانع

بنده جدمائی آشکارا من گرفتارم  
نمودی بر تر بادا خدای طاعت پنهانش (۳۲۵)

چون حدیث عهد پیمان کرده ایم ۹  
صد صلوات آهین بر دعو حاست  
دل با دخیلی نخرایی داده ایم  
بر طفت شد سیر باغ و بوستان  
آهنگ ره گشت از ذوق حرم  
شر مساری می کشم از دوستان  
نیست از زلفی بخت سر رشته  
از ایشان مگر بیم خبیر  
خار خار کعبه و تنجانه چند  
با نمودی در میان کی می نسیم

۵- در اصل: بوستان  
قصه کن خویش نشان کرده ایم (۳۲۶ ب)

چو بر خود بنالم میبرد مردم بود و دشمن ۱۰  
اگر مطرب با من شو نیست خواهد کرد تمام  
براه آوازه خضم نخواهد کند بر پایم  
نظر بر بستگان دارند آئین محکم بستن  
و هم که خویش را بدوش ز حال خویش می گانم  
... دام است آب ... شتر پای مرا گانم  
نشد و نه درج خانم و آن میخاذا افتادم  
عجب گرانی رفای آوردند کرد این شرنی  
زبان ابرو کار آفتاب آورده حرف او  
نگاهش می زان می شمره اش وادی بهر حق

نمودی را بر دهن آورده اند بر ...

جای باغ عشق کسو تنجانه عشقت ... (۳۲۵)

## فیضی

سر پیوند با عشاق بنزد که کایان را ۱ / نزیید صید با فقر اک بستی بادشاهان را  
 کسی چون ناله از بیداری در کانه عاشق کش ۲ / که می بندد اندوختن زبان وادخودان را  
 دل شیران و بی خونی گرد و ز تاب نگاه او ۳ / اگر از باده سازد شیر گریز آهونگان را  
 از این قوم بهشتی زود گریای را می پرسید ۴ / اگر در عشر میر نیند خون بیگنان را  
 مسلمانان دل و دینم بدخالی بتان گم شد ۵ / مگر نطفه خدا آورده گم کرده را دکان را  
 مرا اگر میکش ای فتنه خراز خلق پنهان کش ۶ / که بود و در قیامت بهشتی باشد گویان را  
 بتان چند ز بر چشم ۷ / عشاقند انان فیضی

بجای مرد مگ در دیده جاکن این سیاهان را ۸ / در ۱۰۸  
 ای مشق تر از کعبه تراشیده صم را ۹ / پیاده می ساختن فتنه بی حرم را  
 یاقوت فردشان همه الماس شکستند ۱۰ / تا نقش نیز دو جگر کادی صم را  
 هر چند بخاکستر دل کار نداریم ۱۱ / این را به پیش آرم سوخته دم را  
 حاصلت که از حسرت نظاره ده چشم ۱۲ / یکدزد نهاده نظر بازی بهم را  
 رو دیده نگدار بعد پرده که گویند ۱۳ / که دار این جام نگر گوی صم را  
 پیش از سب آوانی میدان قیامت ۱۴ / صم ز گرفت از گفت خود رشید علم را

فیضی چه نویسی ز نسبت دود بر آید

ای سوخته مشق ننگسوار قلم را (۱۲۳ ب)

بزن که و فراد چه داند دو غم را ۱۵ / در عشق صلاح است عرب را و غم را  
 یک عقده بجز آب پا نکشد ورم ۱۶ / زانم که برادر تو نامم قدم دا  
 به کون الفت قد تو حرفی نداشتند ۱۷ / آرزو که بر لوح خنده قلم را  
 دارند نشان داغ تو جان و دل میکن ۱۸ / باشد فقیران که بیایند ورم را  
 با من بکن از جود جفا هر چه توانی ۱۹ / حاجت بقضا بخود اهل کرم را  
 ده گریه شدم بر سر کویت شب غم ۲۰ / از دیده خود خاک دزم آب حرم را

فیضی شد انیم یعنی شد چه دجه است

دو بین دعوت و طش قبل و مسلم را (۱۲۴ ا)

بخشای پرده چشم حقیقت نمای را چه ۲۱ / خود را شناس شناسی حقایق را

لب ترکی بچشد دود اندری کتاب      در کادش آر همت دریا گشای را  
گردننا شده عریضان بزم عشق      بر خاک ریز جوش مرد آزمای را  
مژگان به بند چون قدم از دیده میکنی      مرد این ره بر پشت سعادته پای را  
بجس زبایگ هرزه در این فسرده شد

فیضی بدست کن نظم مشرعه ساقی را (۱۰۵)

خسب تمام داده ام آن ماه یاره را      هر کرده ام بزد و ترجه ستاره را  
بگر تصرف نظر ابدل که چون      طوفان آتشی بنجوم سحراره را  
آن قطره که چشم من داشت حدکار      بجوی شده نغف ز چشم کناره را  
ای آفتاب اینجور بر آسمان مرد      من هم عقیق ساخته ام سنگ خاراه را  
عطی بچشم منشا گشته اند      کو دیده که فرق مشامد نظاره را  
آه این چه نقیصه است که دودان تمام کرد      در دوزگار او ستم نیم کاره را

فیضی فریب خورده حیار همیشه است

کز گم شدن آفتاب گشته گوشواره را (۱۰۶)

مرا بهاد همت و روش افتاد است      ع که خوی گرفته ام دیار تامل افتاد است  
ز باد فوخی بدست من میری اشب      کدام باره که آتش بجهل افتاد است  
بجاک تربت من استخوان چه می جوی      که بل شکسته و ختم بل حل افتاد است  
بخدمت زقر تعویذ دوستی این لبس      که زخم تیغ شاد است نماین افتاد است  
مسافران طریقت زمی جدا مشوید      که دور بیم و چشم بمنزل افتاد است  
میان من و آن شرح تا چه انجنامه      من آتشین دل و او آهین دل افتاد است

شکار همت فیضی بسوی صید گیسیت

که حد هزار بهانیم بسمل افتاد است (۱۰۷)

به بی نیازی معشوق چون گفتم آوخ      که در وصال زمی تا با دوست حد فرخ  
میند دیده ز خجانی که در بر دل گیرند      بشاهرا حقیقت بچار را بر رخ  
چه حالتی که صد خانه کرد ز بر و زبر      که شمای سخن فبغباله ساده ز رخ  
منم که از نفس گرم من زبان گشده      ز جوش پشته فردوس شعله و دغ  
موشست دشته میان زخول دل لگول      فراق نامر عشاق دا چه رنگ ز رخ  
اگره و کون شاد است گم زمی بپذیر      ز دوست مودر چه آید بغیر پای رخ

حذر کن از نفس سرد عدی فیضی

که آسب چرخه خورشید از آن به بند رخ (۱۰۸)

صبح که بیک یار می شیش کشاد میداد ۸ عقل بجاگ میزد صبر بسیار میداد  
 هم مرده اش سینه را دوشده بجهت می زند ۹ هم گمش زان خاطر دیده یارو سیدم  
 خنده او فرشته را عین کباب می کند ۱۰ مشوه دوستدار را داده ز باد میداد  
 آه که بر دماغ آن میزدیم نسیم خون ۱۱ جرئت ساخری که آن ترک زار میداد  
 با بوی عشق من گر غم نیم خنده ۱۲ دیده تلک سین را که پادشاه میداد  
 جلوه کاروان ما نیست بقا و جرس ۱۳ خرق قوزده معدوم مرکب دنا و بیاد  
 بنکم و تنگدلیان قشقه آبرو همه ۱۴ گر بخورند خون من کیست که داد میداد  
 فیضی نامراد من اند غم دهر غم محو ۱۵ دان که مراد ابله دل شاد مراد میداد  
 تاجستان و تاج ده باد که در سپه کشی

باج خیار محو کبش ۱۶ تاج قباد میداد (۱۹۸۵)  
 دوش زده یار دوست بزم تو از نور بود ۱۷ شمع برافروخته چون شمع طور بود  
 پر تو رویش زلف دیده بیدار را ۱۸ نورشای برق غیب در شب و بچه بود  
 عاشق مشتاق اگر نگاهش نکرد ۱۹ گرم ملامت شتر سوخته معذور بود  
 گفتنی عاشق بود بهر سرافرازیش ۲۰ دار خیدان عشق را بیت منصور بود  
 چشم نظر باز می شوی پری پیکان ۲۱ گر نظری می کند حبس تو منظور بود  
 عاشق بی خبر دول زهره دیدن داشت ۲۲ بس که بخور جیادی تو مستور بود  
 میرت فیضی کشیده ز روی نظر ۲۳

دوزخ بزدلیک من صبا اند و دور بود (۱۹۸۷)  
 صبح بزم من آمد صحنی حلقه گروش ۲۴ مرده اش عشوه تراش و گمش مرده فرودش  
 دودش نگر ترک سپاه انگیزش ۲۵ صفت صفت انگیزه در پیش زمرگان چاهش  
 تازه دود چون گل و در تازه بهار چشش ۲۶ گرد برگ دهر زنده سر من گروش  
 کوپا پرده بر انداخته از چسره پری ۲۷ یا مگر مرده رسان آمده از غیب سروش  
 گفت ایندم دم صحبت و دین دقت ترا ۲۸ غنچه بدن نسزد خیزد بگلگشت کوشش  
 لاله دگر بچشم خنده زان لب بر لب ۲۹ سرو و شمشاد هم جلوه کنان دوش بدوش  
 جفت باشد همه مرغان چمن نغمه سرا ۳۰ چرخ جبریل خلق طائر قدسی خاموش  
 غنم امروز سر خود ترا غم برداشت ۳۱ که بخادمی ده شش سرم آورده بخوش  
 نیم آن است که در انجمن میخ بچکان ۳۲ بکشم باده و چون باده گنم جوش و خروش  
 نیست مقصود ز سستی بخرانم که دلی ۳۳ رخت بیرون کشدم و خنده مرگ زبش  
 گفتم خوام دم بجهت گوهر شب تاب بجهت ۳۴ گرت آورده کند گروش دل پندیرش



شاه مرگ نه شو نیست که مستقیم کند  
خواه بشیاری شوی از می و خواهی مدحش  
پسوی جوش ازین نادره بخواه بدزد  
که بناچار ترا شک کند در آغوش  
گفتم از معرفت تو دریا چه فیضی بپوشد

بعد ازین جای سخن نیست و اگر هیچ بگوش (۵۲۲۷)

چنین کاورده در خواب سحر گفت متعاش ۱۱  
نگر یاد صبا بیدار سازد لشکر خوابش  
امیدم را کتاری نیست پیدا بعد ازین حرم  
بشوریم دست ازین دیوانه گویا می تایش  
نگر شد و در حرم کعبه ترسانه کاشب  
فردی سبیشده می مید بد قندیل محرابش  
مرا تا که گذرانده در بزم قدح نوش  
که دادی بوی خون می پرستانه باوه نایش  
اگر غلظم بنجاک و خون چه غم تا زک نهالان را  
که در آندارد و بستره بالین سنبالش

قبول نظم فیض اینقدر دادم که در مجلس

زهر گرمی بهنگاه رخشانند اصالبش (۵۲۲۸)

همشده دامنم چه گل تازه می است این ۱۲  
گل که در جنونم چه بهار جوی است این  
زخار دلا برک و نواب است نغمه  
ای مرغ نجش باش که گنگو نفس است این  
تمنا سر جوش بر کس من نخر و ششم  
تا جرعه به سستی بسیار کس است این  
یک جده بغیر و افکن امروز کس است این  
از شمع حقا است ذبال کس است این

صبح است بر در پرده گرمی نفس او

فیضی نیست گرم چه فیض نفس است این (۵۲۲۹)

## طالب

ایا بر سرناز آرد یا کج کلا بان را ۱  
بسر عفره بر ما فتد کن جادو نگه بان را  
بیا با محبت سر کن اهل کاغان وادی  
دلیل خضر یعنی تالام که ده را بان را  
می و شتر من که استیلائی بخشش در صفت محشر  
شکایت شکر سازد بر زبانها و او خولان ما  
پسند لب خوش بر سینه ام زبان نزاکت آرد  
که تغیر بلاد آئین بود لشکر پنا بان را  
جگر خود دله بود گر پای دشمن در میان باشد  
ملاقات قوی سرایان بید کلا بان را  
نزاکت با عادت جمع در خوشی شمان جگر  
من و عشق ترشح و برگ یک تخم و معنی  
بل خورش بود با غم خورایان پیش کلا بان را  
بگرد و شمع جوش لشکر پر دانه دیدستی  
بگرد تیغ او جگر بجزم بیگانه بان را

بسر چون فده میرد در کاب سروری طالب

که یک تن بگذرد خورشید و ش آرزو سپا بان را (۵۲۳۰)

خاور در جیب سحرگشتان بگفتند گفتند ما  
ما علامت زدگان آفت حصول تویم  
تقریرت خاذا ما منت خوری نکشد  
و نه یک مرام از پیکر ما حکمی نیست  
کثرت ضعف بحدیست که نزاران نصید  
عشق در پیکر ما قوت آبی نگذاشت

طالب از معذرت خورشید مجرمله فرد

نظری دار بر گاه دلی روشن ما (۹۴)

شبنم خورشید از دایم و بهر گزارد ما  
صد بار آرزو نگزین گشت و جا قیست  
عشق معشوقیت گریک جلوه دهد نفس آورد  
توبه ارباب معنی بازگشت خاطر است  
نصبت آسودگی با طینت ماتحت است  
در جانی بی مروتی که دیم فی مردانگی

تاله را در سینه پنهان دارد آن طالب خوش

تقل گشت از دیر غمیینه اسرار ما (۹۵)

نک از چهره شستم و دیش زعفرانی را  
سری چینی نقش پای دوست با افتادگان دارم  
اگر ضعف و کم بودند اوی جلوه گر سازم  
چه شد که زده ام چون شمساری بختی دارم

کلن آستین خنجر ام بر پای بر همی  
از پی می باد جابل مشرق و تا خروشنی  
بجز غلیظه حجاب فیض یاو ایامی  
نماند دار اشک خونی در مکره تا کی بود طالب

برو یا قوت دریائی صد یا قوت کانی ما (۹۶)

شوق فزود مرتبه اضطراب ما  
دست قبول عشق چه کنم اگر دلم شکست  
دل چاخن گرفت از آن خنده پای شود  
آری ناک لذت قایم کباب را

دشمن بر نفخه و افود زنده شیرین ما  
خورشید چینی برق بدایم بر دوازدهم ما  
خاود از پرتو خورشید بود و دانه ما  
مانع تیر فلک ای نشود جوشش ما  
تیر دوازدهم دشمن پیرایه ما  
گو نیک ساز دل خویش کنونی دشمن ما

نفسه دل جوشد از غبار صبر دیوار ما  
برینا مددی امید ز حضرت دارما  
سجده جبرلی را بارش ز نار ما  
نقد بر گزین مزی گر با نیک استغفار ما  
ناخن غم بارها کایده چود و تار ما  
نیم تار صحرای بی از دستار ما

جاس از شبنم گل ساخته برگ خزان را  
از آن بر آسمانی برگزیدم آستان را  
ز روی بهشت جوش چهره را زنه زانی را  
که با خورشید خاور رنگ داند همسانی را

بیراث از نسیم بزم دارم محفلی فی را  
بیارای پیشکش که دیم هم نکته دانی را  
که در آغوش می خنم عروسی معانی را  
نماند دار اشک خونی در مکره تا کی بود طالب

برو یا قوت دریائی صد یا قوت کانی ما (۹۶)

شوق فزود مرتبه اضطراب ما  
دست قبول عشق چه کنم اگر دلم شکست  
دل چاخن گرفت از آن خنده پای شود  
آری ناک لذت قایم کباب را

هر چند ابرو کند آفتاب را  
موی سی چه قدر شامد خضاب را  
چنگ بلال نعل و جلال رکاب را  
آمیزش بزم خود ریگ و آب را  
ز آفتاب فرو برد شب بزم ماهتاب را  
تعلیم بار کس ندید هیچ و تاب را  
نی رنگ صدف بیمه و نه روی کتاب را  
ماهی کن از فروغ تجلی نقاب را  
باشیش فستی است قدیمی شراب را  
بیل بوی گل پرستد کتاب را  
امروز گریه نوح دگر می کنند مگر

(۲۰۰۰)

بزم چشم خفته در طالع شب

چو دانه بلال و پیری می کنم با مشب  
صد بھر بیای مژه طلی می کنم با مشب  
گر یک قیم است کنی می کنم با مشب  
که روی به گل آگاه بوی می کنم با مشب  
تبدیل بیک سافری می کنم با مشب  
نه با همه دو ناخنی می کنم با مشب  
گر فصل بهار است که دی می کنم با مشب  
میں نیز یکی بکینه می کنم با مشب  
تصیر بخیم تو کی می کنم با مشب  
خون در جگر حایم طلی می کنم با مشب

از خاک ده جان بخت چه طالع

(۲۰۰۰)

سرنا مزد افسر کی گنم با مشب

ایه گل خونی که دین حواشادت گاه کیست  
عرش را دامن درید این بخت کوتاه کیست  
آگم سازید ای کنایان کین پا کیست  
جانب دیدار کوی آلود رخ چون گاه کیست  
یارب این سوراخ گاه و دل گمراه کیست

میثم ترم فروغ و بخت او زیاده ساخت  
بهران غیبه قریه دانی وصال صیبت  
در جبهه ترسب تو نباید بیا و عید  
ریگ است شامانی مهر و دل من آب  
مردا بزم چگونگی کشد از دای ابر  
گودل هیچ در غم آن زلفت می شکلی  
هر چیز خزان از مدتی سر نوشت خان  
گوش بر فروغ مد نظر بیدار شد عشق  
هر قطره خون سراغ دلم می کنند بی  
براشک خود بیاد تو گر ما شتم رداست  
امروز گریه نوح دگر می کنند مگر

مستاد رو می کند طلی می کنم با مشب  
هر چشم دوز در پی آن گر هر تاباب  
تا ناز بیل بزم جانب نگذار  
مدح نظر بزم گل و بزم چرخه سانی است  
مخوم و پیاذا صد عمر اید را  
او مست شکر خواب و من از ناله جان سوز  
با این نفس سرد چو می تالم از ایام  
پیرایه جان داجو عبادت تاب است  
خواب که بیهوش از لم گشته فراموش  
حق جیب از خود تو می آرم و از رشک

از خاک ده جان بخت چه طالع

سرنا مزد افسر کی گنم با مشب

عریه می آید با استقبال میثم این راه کیست  
خجای می بینم آن سوی فلک در گیر و دار  
دو جوی ناخوس فردانی مهرون آمد زجاء  
دنگ دل چون کثر با شکست جیرانم که باز  
شکوه آلودگی می آید از هر سو بگرشش

هر که این ز نوب چرخ دارد مشکوٰه ی ندانم گردش اندک، خاطر خدایت

طالب افتاد از فغان یارب دیدن آغاز هیچ

یاعلم آزاد گردان تا جانک و کیست (۳۵۳)

نگوشد شک من از جنس آتش و آب است ۸ که این گز خفت و دایه سیاه است  
ز غم تا حق اطفال اشک پنداری که دامنه مژده ام آتشید تعاب است  
چه اجتناب بنگار و نفس ای مطرب ترا هزار زبان و در دایه سیاه است  
ز بیم رنگ خورشید و قیاس کشید که ذوالفقار محبت چه نایه سیاه است  
و لم بجان بربان، سرم پای صلیب چه شد که گوشه چشم لبوی خراب است  
زمانه بر کمر عیش، اگر سینه مسوز که شرب دیده، اگر بخت است و در آب است  
دل که بر سر خاوی نشوده، می داند که نوک دشت عبادت ز غم می خراب است  
هزار چشم ز چشم کشوی ای مطرب! به نیم نغمه، سوت گردم، این چه مطرب است  
بدون ز محفل عیش خدایان طالب

مئی که در ناظم نیست رشک قرئب است (۳۵۴)

آرم که بیم جانش را ز خدایت ۹ مرغ غم لذت پرداز ندانست  
ز بلبل نظم به جا فرو نوا بود این شوق زبان رشک بهم آواز ندانست  
پر سرخه کینشک و لم، راه بهوارا جز در مشکین چشش شب ز ندانست  
از بس بنظر نده و لم یافت مسیحا ایای مرا داخل اله ز ندانست

طالب و گرای دصعت میدان لگ حیثیت

مشق تو گویا روش ناز ندانست (۳۵۵)

معمش از صفه جبین پیدا است ۱۰ شامش از زلف منبر پیداست  
شعاع کافوری دو ساعده او از مد تا قوس آتش پیدا است  
حسن خطا پیداست از آن حق روی خوی حاصل از زمین پیدا است  
از نگی خاشاک حلقه زلف عقل درویش نگین نگین پیدا است  
عشق زهر است و انگبین است زهر نیش و انگبین پیدا است  
بر سر شوی زلف او طالب

نیست بی فتنه از جبین پیدا است (۳۵۶)

بر من مژده که پاکیش منانم کار است ۱۲ تار تبیغ من از صند ز تار است  
خود میقم حرم گویند اسلام یک برسم زایر آتشده کفار است  
من آن طوطی قدسی که ز شیرین لطف تکلان شگرم تعبیه بر مستدار است

راه مژگان من ای گریه بالاس بند  
دل ما را بجهت خیر مدی ستیز  
تا سر چون مار بسای تمم می چسبید  
تا سر از نشئه تجربه سبک ساخته ام  
چنین اساک برآید و وزن ای ساقی بزم  
شده آتش سوداست که در سر دارم  
غم اگر طوف کند که در سرم نیست بجز  
طایب از یاسی نشان جوی اگر طبع ترا

(۱۵۶)

جوش آتش بی نمود و گل بی خار است

آی خوش آن مستی که چون جام از بسوی غم کشد ۱۳ اشک ویزان خویش را در حلقه حاتم کشد  
جشن کو تا سر و پای استخرازم را به ذوق  
چون جواهر سرمد در چشم بجای غم کشد  
خیرتی خواجهم که بر گلزار اگر زود آرد  
استقام تا زبکی کوی از شش کشد  
زخم را در ساعت از ذوق ملک آگه سازد  
صبر کن تا چند روزی منت مبرم کشد  
ما فراز و تنان گرفتن کسیر شایهست است  
گر کسی جای کشد باری زود دست بزم کشد  
خرقه زاهد نه گرد و پاک از نیل ریا  
هر شیش گریه آب کوثر و زمزم کشد

پیش طایب تنخ شده آن ساقی که گرا سودا گوی

(۱۵۷)

فوشه آرد بر لبش میزند و در هم کشد

نه عزتم حبسی نه تقاضم نبی است ۱۴ مرا فضیلت ذاتی نه علم مکتبی است  
شنبه ایم دل خوش دل نمی دایم  
که این غریب لغت خادای است یا علی است  
و در آب دیده خود گر کنم فروغ و دعاست  
ز چرخ کینه در آید هر دو نیست  
بل صفای نوم ناله ام ز تشنه لبی است  
ز چنگیزی تنای آشنای طلبی است  
ز چرخ کینه در آید هر دو نیست

مرا که شربت عتاب بوسه لب یار  
ز قلعه غیر زلفت ایادی ای محرو  
ز چرخ کینه در آید هر دو نیست  
ز چرخ کینه در آید هر دو نیست

و لعل آید طلب کام چون کنم طایب

(۱۵۸)

بل فضیلت اهل سوال کنم طلبی است

نطق بکشید مرا بر جا که گویا آتش است ۱۵ سرمد و غم زبانه را سخن با آتش است  
شری از کانه بنا کن بهر ما آوارگان  
هر که بجای که با من آب و آتش است  
قطره اشکم که خورنده دل و ذوق از دست  
می نماید آب در چشم ز آتش است  
با دو من نیست با من ندارم اختلاط  
آب یا تو تم بر آیز غم با آتش است

طبع اندک مشرب ما بم یک سوال نیست  
هر چه امروزم بچشم آیدست ذرا آتش است  
تلازم عشق است و صبح شعله دار دای رفیق  
کشتن از آتیا قوت سالکان کن که دنیا آتش است

طالب از گزند آتش پیوسته گلهای چمن غنیل

یک در هجران یاران جلد گل آتش است (۷۷۵)

آنکه شرم از خامی تاکی بر در چنگل من است ۱۶  
و آنچه برگردن خانه خراب بر چنگل من است  
ای کدو در قفا بر اندوست طالع می کشم  
من یکی آینه ام بخت سیه رنگ من است  
شرط عشق این بود که دورش به بیم جان دم  
گردی تا بفرشد جرم از دل سنگ من است  
ماست پیوند است با من پیشم ایوانی حیرتم  
گر چه هرگز من بعد رنگ است یک رنگ من است  
در شب سودای اول دای دهری نیستم  
سینه سالان من مرغ شب آهنگ من است  
گر زخم بر تیغ سرگامی کشم تنگشش بر  
آن طریق صلح من دین شوی رنگ من است  
در کدومت چشم مروری در جهان نگذاشتم  
هر که با منی نشانی از دل تنگ من است  
صد بیابان نیم گام بود در شبگیر شوق  
و چه زبان از پایا افزا فرسنگ من است

طالب از آشوب لطم پیشانی پر چین بخر

ساده پیش طرف ابروی پراشنگ من است (۷۷۶)

آرغند شید دیدی نیم ماهی از گریب نش ۱۷  
پیشانی ساختن فرد نظر را بر تن جاننش  
چه دانه ماند ای جان من بر زهر خشم خود  
بسی شیب قسم را در آغوش نگذاشت  
اگر مشر خاک دیده عاشق بهشتادی  
همان لحنت جگر جو شد دامن پای خفاش  
به میلان محبت رخصت جولان کجا ماند  
سبک روی کندوک در صورت گشت خفاش  
دل دادم که چون رخت نهادد محشر افشاند  
خواب آرزد و خیزد هم از حایان نسایش  
به محشر کام فوشتن نوش دیز مغفرت کرد  
گنگاری که اشک آلوده شرم است معشاش

به اشک افشانی مرغان ترخوشد و کی گردد

دل طالب کرد دایا یکد از طوفان دامنش (۷۷۷)

ای پیش چهره تو عرفان مودی گل ۱۸  
خوی تو خوی آتش بودی تو بوی گل  
ز آن چهره آتش به چمن بر کن افعال  
من بعد بلی نگند آندوی گل  
عد آب زهر غوطه دم فود دیده را  
گر بی تو ناگم فکر افتد بسوی گل  
دمن به صحن گلشن و بهشت ماز گشت  
کردی بزاز گریه گره دو گلوی گل  
آه خانه نیست بر تن گلین که گشته است  
از غیرت تو تیغ بر اندام سوی گل  
از شرم رنگی تو به تکلیف صد بهاد  
زنجی که دفته بود سیاه ابروی گل  
گم کرده ام تراد بوی تو بر تنم  
هر چه به عد چراغ کند جستنوی گل

از اتحاد عاشق و معشوق دور نیست  
درد پای مجنون از سر حسرت نشسته ایم  
عشقم درین باره ای بی طراوت است  
بی برگی چمن به خزان، غنایب را  
کز آه غنایب خراشده گلوی گل  
چشمی بسوی بلبل و چشمی بسوی گل  
گویی در رفته قطره آبی به جوی گل  
در شیشه گلاب هدیه به جوی گل

شه باز آید عذاب چمن ششاس

زین پس حرام گشت به ششم دهنی گل (۱۶۹)  
منم که چشم و دل جدا افرین دارم  
ز راه دیده چنان عزم دل کنم بیامان  
سحاب فیض ترشح درین دامنه دارم  
بنام داغ غمخس میزنم جلای دل  
سبک ز دیده من بگذرد و قدم منشار  
صفای نامیده قهر بر نگذرد ام حد دل  
فرو گرفته در دلم سیاه نیمه داغ  
ولی ز بخت زین حتم نشین دارم

ما رسد که زخم عذاب خرویدی طالب

که بخت گشود ختم و درنگین دارم (۱۷۰)

گاه گاهی کز بجوم عیش یاد غم کنم ۱۹  
در خلعتی که می آید کشم تا روز حشر  
زخم و جراحت را بدم و در این حیرت که باز  
لذت و حلاوت بخت باد بر دوقلم حرام  
مدخلتی که عشق را نیاید خنده روی

مد و دم هر شعله طالب زبان، طلق است

آه اگر باین زبان شکوه عالم کنم (۱۷۱)

می توان در عشق او یک عمر بی جان نیستی ۲۰  
عشرت گلشن من او زود به طعن بی غمی  
بهر کسی بیگانه صرف از رسوم کفر و دین  
زهد و مشرب مایه یک سود بر من خوشتر است  
شعله در پیرایه دوست جزو دوستی  
نه در حال گل نه بهر خار بروم مردنی است  
یادی از کوه و مزار جیهای میرانه می دهد  
باقی چمن کاه برگ از ضعف می نریزه مرا  
تنه بزرگاک چون نام بزرگان ز نیستی  
جنایا خوی خودی و در گنج ندان ز نیستی  
دوزخی بود است با گبر و مسلمان ز نیستی  
پاک دامان مردی از آلوده دامان ز نیستی  
سخت و دشوار است بی چاک گریه های ز نیستی  
بطلان ماحولم می درختستان ز نیستی  
صبح رباب صوی چون کافور خندان ز نیستی  
بهر طعن انگ خود بدوش مرغان ز نیستی

تا سر زلفت ترا آشفته دیدم می کند  
 گرچه بی جان زیتن بیگانه می آید به گلوش  
 سوز محرم سجده شکر پریشان زیتن  
 بود عمری شیوه آشوب زبانی سان زیتن  
 شوق می داند که دور از کعبه ترخانیان

بود بی جان زیتن مارا به ایران زیتن (۲۶۰)  
 گرم جمل آزمودی چه غمسم احمق ۶۱ سر ز داشتش نمودی چه غم هستی  
 حکمت یونان شتو نم در دل بست  
 این که به افزودنی هزار بهر مصیبت  
 در آن که به دجوی میانه ناطق بستم  
 عمر به بیداریم گذشته درینا  
 رنگ جوی را که دود آتش عقل است  
 تخم امیدی که سر کردم و گشتم  
 سوختم به آزمودن هر مسو  
 این که دجودم به سودگری بلافت  
 سر به سایم بریده با دودستم  
 این که دجود را به سپهر نمودم  
 پستی خوابش ز ادج بستم انگند  
 در جوی آن که سحر خانه نمودم  
 این که به دجود به یمن سایه ستودم  
 دی که زبان مالک سوال کشورم

گفتم آن طالب از تعلیق بدو  
 گفت خود گشتندی چه غم هستی

(۲۶۱)



# بیدل

هر چند گرانی بود اسباب جانرا ۱  
 بستان جنون در غم اسباب نباشد  
 بارایم عشق و همان عشق ملاقات است  
 و تقست کنون کن از خون شهیدان  
 مامان دلاان سرشکین طبع در ششتم  
 عالم مهر یار است تو مجرب خیالی  
 آسوده روان جاده تشویش ندارند  
 بنیاد کج اندیش شود خفت ز تقدیر  
 مادم کمر از یک بگر چاک دیدیم  
 گردن بمر پرواز و زمین جلدیار است  
 دل جمع کن از کشکس در برهون آ

بیدل ز نقضار کشش مرعیا است

(۳۹۹)

نقش قدم از ریح بود آب روانا

حیفست کشد سحر بگر باده کشا ۲  
 حسرت بدم صد غم قامت کبریت  
 غفلت ز سرم باز نگردد که چه گویم  
 دیدار پرستیم پیرن از دم و آرام  
 سراییم چه صبح از دو نفس پیش نایید  
 بیداری من شمع صفت لالت زبانیست  
 آفاق منورن انجمن شود غمور شیشست  
 ایمن توان بود ز همواری تکلم  
 نمک نشود قابل ایوان زخاصست  
 خط فخط بباری و گر از حسن تو دارد  
 عشرت جوهر رشتی زغم چه توان کرد  
 باشد که سراز منزل مقصود بر آرییم

بیدل ز نقضت قرین مکن از هرزه و رانی

(۳۷۷)

تخریب زبان نیشتر است از یک جانرا

۳ دلم یک عالم تعلق گشت جیرانی مرا  
خوش نصیبم بوی صبح انتظار می برده ام  
تاله داری سر ز حبیب دل بده ای آوده ام  
جوش زود از سینه ام کیفیت خاک دلم  
پرده ساز جزو غم خامشی آبتنگ نیست  
انچه بر دم سوزان دست ندانست آب کرد  
عجزم جوی سایه ادع اعتباری داشته است  
احتیاج خود شناسی بر هر آئینه نیست  
جلوه خرامم جنت دمدنخ مرا نظر نیست  
بیدل افسوی جنون شد صیقل آئینه ام

آب دار آخر بزرگ اشک غریانی مرا (در آب)

۴ دایغ عشقم نیست لغت با تن آسانی مرا  
بی سبب در پرده اودام دلی داشتم  
از نفس بر خرویش می رزم بنای غمیه ام  
خلعت غریبی دلی تشریف در دلی بی نیست  
راز دار با بمعنی گوش شربت بوده است  
پر سبکروم ز فکر سخت جالی خار غم  
گرد و غبار از طغات دامن محمود نیست  
میرود از خرویش در اندیشه باز آلود  
غیر لغت بر تابه سانی آئینه ام  
این کج یارب بخون غلیظه بیدار گیت  
ای ارب ساز خوشی نزل آبتنگ نیست  
مد عمر یک قلم چو طبع دد دشت گذشت

میرود از موج بر باد نقش حباب

تیغ خونخوار است بیدک پین پشانی مرا

۵ ز بهستی اندامی نیست از سر سرگانی را  
خوشا ندیکه چو صبح اندوه باز بجه حیرت  
شود ای زمین گیر است بر سنگی که می بین  
عباد آگه میگردد از روی ملک ظاهر  
نفس باشد رگ خراب پریشانی تنگانی را  
بهستی دست افشاندن بیدار دلم تنگانی را  
تج آسانی نسرود میکند آتش خانی را  
سواد فقر بدوشی میکند رنگ خزان را

مسلکیم خیر و در بزم ریشه یگر دم  
کسی را میرسد جمعیت صحنی که چون حکم  
نفسی عمر را صورت کیس فقط پر دانی  
چه غم دارم اگر در زمین چو سایه ام گردن  
قیود و عارضی نبود محاب چه هر خاق  
بسوی ناله و افغان غم دل که خیزد  
بزرگب شمع تدبیر گوازی در نظر دارم

شب بجهان چو جرقه طاق بوزن چه بدک

که آرم میکند سنگ خن خن بانی را (۵۶۹)

فروغ راه قدر شک سازد پر فشان را ۴  
بنای راستی از چرخ که بد آمدن کند  
خزنده قند با در سر محمود عافیت و در  
سکودگی چه رنگو ماشین دارد خوابده  
چو پروانه و یارم زجیرت چشم آبی دارم  
چو گل در صبح برری می کشی خیانه صورت  
چه داری از جودای نده خیر از هم پر داری  
شد از سر نفس بدش که بر گشت آنالت  
لب زخم بودی خون فیدالم چه میگرد

بمنسوب کتاب عافیت تا مادر می بدید

بزرگب سایه بدش کن سواد تا توانی را (۵۷۵)

دل ای طبع و نیست کسی داد و رس ما ۵  
هم مشرب اوضاع گرفتاری بسجیم  
بویکیس افشا امید خواندیم  
خوایم دل در جوس آبا و نعین  
عاشق از کینه فردی چه خیال است  
بر فرصت آن آخر دکان خوان چید  
مکتوب دعا مشرب امید نگاهن است

بدید بجنون اهل ان پانه نشستم

کاش آبد گیر و سر راه بر سر ما (۵۸۹)

صفتی است بر خورش رقم مشکاب را  
 بر جلد ناز شیشه رنگ دیگر است  
 ست خیال یکده ابدی تو ایم  
 روی بهار شرقی ترا رنگ معجزیست  
 خاکسترست شطام امروز خوشدم  
 مارا به تیغ مرگ مژگان که اذ ازل  
 اسباب زندگی به دائم تیر است  
 کوشودستی که روی جبر است انجی  
 یمناب راز آئینه ما گزیر نیست  
 طرقات طراز چشم ترا ز بطوری دست  
 ما را میل صحبت ده غیر ممکن است  
 تا چند رشته نفس از دم تا نفی  
 بدلی شکسته رنگ خامان صحرایست

باشد گشتل درق انتخاب را (۷۲ ب)

قال باب زین بشر مروج و آب را  
 عشق از مزاج ما بوس گشت ختم  
 فیض بهار لغزش مراد بر نیست  
 امروز در قلمرو نظاره تر نیست  
 در طینت منوره صفای کدورتست  
 ما بخره ان بنظرت خود پی برده ایم  
 [مقصود این نظره اودام عبرتست  
 چشم تیر آئینه نقش پایتست  
 عالم تصرف یاربها گرفتارست  
 اجزای ما چه بیک نفس پر دست و بس  
 جوش خزان آئینه ما بهار دوست

بیدل بخرد و در نفس آنقدر ماند

آئینه کن شکست کلاه حساب را (۷۳ ب)

عس شرم آئینه مانده روی تا بان ترا  
 سر ز خاک شهیدان گریه گیزد عیار  
 چشم عصمت سر خواند که دلمان ترا  
 کیست تا فخر زبانی تو ایانو ترا

نقاره کن خیال خط آفتاب را  
 آن برق نیست صحرای سوز و نقاب را  
 شور جزئی کند قدح ما شراب را  
 کار و برقی زعفران مرغ کباب را  
 یعنی رمانده ام بصورتی مشتاق را  
 بر موج بسته اند کلاه حباب را  
 عزرائز غریب هیچ نباشد سواب را  
 گرد شکست شیشه کنم ما بهت را  
 دلد تیرم بنفس انطراب را  
 سامان آرد دست ز دنیا محاب را  
 موج گزینانک نیا میزد آب را  
 دیگر بپای خویش صاب این طاب را

در تاشیت همی مژگان تیر ساز نیست  
میتواند چشمم فرق شکست از صبح کرد  
نشسته غم خضر جوش و دبال میزند  
بسکه بر خود می پلید و آرزوی تازگت  
گشتی از اوراق گل غریبت پیش مندیلب  
در گرفتاری بود آسایش عشاق و صبا  
مدرجیم عشق و آند ما آزد و گان  
[طیلسانی] ز غبار خود بدوش انگذ نیست  
پیکر مجنون به شریعت دیگر متا نیست  
ای دل گم کرده مطلب جزوه نالی تا کی  
تا شوی یکبسم و سواي تاشای تان  
بیستک از دغلیس خیایای غمگرت می سوزد

بدول رنگب چهار اوراق دیوان ترا (۱۹۹۶)

گردن خم کن و سحران کلاهی دریاپ  
لفک گر ز سیدی به پای و دریاپ  
خویش در حبیب گدائی زن شاهی بیاب  
از سیرا اثر چشم سیاهی دریاپ  
ای ندامت زده سر رشته زری دریاپ  
آمدند چند اگر مست لکای دریاپ  
هر گجا شوخی غم دست سیاهی دریاپ  
عورت آسودگی آبد گاهی دریاپ  
چون شراب هر دو جهان ما به لکای دریاپ  
پای خاکستر خود گیر پناهی دریاپ

و امین دیده هر سر سره میای بدی

از لکای شو و گر دسر دای دریاپ (۱۹۰۷)

زنی ساز نگو تا نصبت سرور فوایست  
سر نای ای قافله جز بانگ و دای نیست  
کم جست ازین کیش خدگی که خطا نیست  
جست است بحدیکه دین خانه بران نیست

نالی تسلیم زنی و دولت جایی دریاپ  
یومنی کن گرت اسباب میمانی نیست  
تا مرادی صدق گر هر اقبال عا ست  
معدوم پیچیده دل گرد و سوزنی دارد  
دام خیر و د عالم نفس فوری نیست  
فرستی صحبت گل را ر کاب یگست  
از سخیخون خط یار نگر دی قاضی  
حاکم ای پای طلب ز محنت و محال دامن  
چه و جود چه مردم بست و کشد و فراموش  
خلوت مافیت شمع گداز است اینجا

قافله ای پوده در صحت و صفا نیست  
از هر چه اثر و گمنی افسانه دلیل است  
هر حرف که آمدن زبان غصه تعلیم کرد  
جست چه قدر زیر فلک بال گذرید

گر درشته دوتا نیست بهم تلک جانیت  
جنس عرق سخی ز دوتا کی حیا نیست  
رسنیکه بندی ریش باب معایت  
خوابیست که در خواب پر جانیت  
گر دل نکشد رشته نفس آلودانیت  
جز ما چه مایست که در خانه مایست  
گر جلوه قفا غل زند آینه گدایت  
گر غیر خدا نم کنی غیر خدا نیست  
آن دست خالسته که جز تلک جانیت

بیدل دم فرست می آراست در دنیا

جان فکر آقامت چکنه تلک بجایست (۱۲۰۱)

دستم ز کار گر زود کار ناز گشت  
آینه دوست یا نهم اسرار ناز گشت  
کیفیت درشتی این خار ناز گشت  
این کار گاه جلوه چه مقدار ناز گشت  
ای تار جرق که دلی یار ناز گشت  
پیش آ که تار من بیار تاد گشت  
چند آنکه تار غری شده مقدار ناز گشت  
خرابت گران و سایه دلدار ناز گشت

بیگل نیترو ز سر دل گذشت

این مثلث خون ز آید بسیار ناز گشت (۱۲۰۲)

علاؤس جلوه زار تو آینه غار ایست  
موی میای ترک مرا جلوه شاز ایست  
چشم بهم نیامده گوش فضا ایست  
بر قطره را بخیزش رسیدن کزانا ایست  
منظور این دای نقش هم نشاز ایست  
در پرده چکیدن اشکم شاز ایست  
هر جا سری بسجده دید آستان ایست  
گر قال کوتی ذخایر ریشه مانز ایست

حریت که از ساز جانهای آفاق  
مارا تری جبهه بعبرت زسانید  
بی جز رسا قابل رحمت نتران شد  
بشمار که در سایه دیوار قناعت  
داسانه عجزیم ز استوار تقصیر  
از جمل و خود تا برس و عشق و رحمت  
سارا گرم خام تو محبت چ فنا کرد  
جز سخن آغاز جادیت نتران خواند  
هر بی بعبر را نکشد عرق تحقیق

از بس قاشق دامن دلدار ناز گشت  
اندریشه در محاط عشق داغ شد  
از طوف گشتنت ادم منع میکند  
تا دم زنی چه آید گدانه است تلک  
عرض فنا باد و بالی دگر شود  
ای تازیم طیب زور رت گداخت  
اظهار مانز حوصله آخر بجز ساخت  
فرست کنیل اینهم غفلت نمی شود

بیگل نیترو ز سر دل گذشت

این مثلث خون ز آید بسیار ناز گشت (۱۲۰۳)

حیرت دیدم ام گل را تم بانه ایست  
در دسر تفت مشاط بر طرمت  
حسرت کین مزه وصل است حیرتم  
زین بجز تا گرنشوی نیست رقت  
آنجا که زده کنند گانای امتیاز  
غفلت فزای حسرت دیدار نیست  
عنصر نیست کعب به تعظیم اعتبار  
ضبط نفس فریب دلی جمع میداد

در یاد عمر رفته دل شاد میکند  
بیدل از برق وحشت آندادیم پیرس

این شعده را بر آمدن از غرو دانه ایست (۱۳۰ اب)

بیکه امشب بی توام سالان امضا آتش است ۱۵ گر هر اشکی خاتم یا شری یا آتش است  
شعش تصویریم از سوزد گداز ما پیرس  
جز بگفتی سراج ناله خنواں یا فتنی  
بی تو چو شمع که افروزند بر لب خزان  
شارخ از گلیس جدا معرفت گفنی میشود  
نشسته صبا غنی اردو به کشیش خمار  
با دوا عالم کند و خنواں حریف وصل شد  
گر به گردش بی اثر از ناله ما کن عذر  
عرق و صدمت باش اگر آسوده خوابی نیستی  
نیست سالان دماغ بیکیس جز سرمتین

۱۶ نیست جز نفس سپند آینه دار و بد خلق

بیک بیدل کیست تا نمک دنیا آتش است (۱۳۱ اب)

باز دس خاکم و سطر شد خوانیا است ۱۶ صفحه میز نم آتش غنچه پر نشانیاست  
کیست ضبط خود مادی تا کشد عنان من  
عرق بسل شوقم ساز من دعا نیاست  
عروش گزینا کن غنچه جز خوشی نیست  
بی نگه تماشا کن جلوه بی نشانیاست  
بیزبان عاشق ترجمان غنی خواب  
تا شکست رنگی هست غنچه تا قیامت  
هر طریقت گذر کردیم هم بخود سفر کردیم  
ای محیط حیرانی ای چه بیکر اینیاست  
ای غبار بی بنیاد این چه آسمانیاست  
ای غریب و هم ایجاود هر چه رفته بر باد  
در غلب عرق که دن تیز تر زبانیاست  
محبوبی کی حاجت دوزخ بود جبر ترا  
سر بخاک میالیم سعی تا قیامت  
آه بی پرد با بیم اشک جز قشقم  
ساز سراسیمه شمشیر طرب خوردیم  
دند چشمم ها کردن حیرت استغنیاست  
ما به پیش خود نالیم ناله بی زبانیاست  
عمر است بجا وصل میزنی بر آبی گل  
جبر قیم جان بیدل ای چه سخت جانیاست

مایه خود بیدل منشاقضوی نیست

(۱۳۲ اب)

خود فروشی عالم از جنوی دعا نیاست

قیادت هستی و شلت آشتا نیامست ۱۷  
ای نحر سافل کن یک نفس قتل کن  
زلفت تا چادرش را شانز میده انور  
پیش چشم بپارشی گر دوا شد ز غم  
و دعا چه امکانست جان کنم درین از تو  
چار سوی امکان را جز خیار نیست نیست  
دود و کلفت صورت شام دواغ نوییدی  
برگ و شتر هستی غیر ز تن بسمل نیست  
بسم کرده و در دمان هر یک قلم جولان  
ه که از خای خود مندی بدست آریم

هر با هست بجا اصل میزنی پر بسمل

بهریم جان بیدل ای چه سخت جانی است (۱۹۱ ب)

خواب در چشم و نفس بر دل محزون با هست ۱۸  
عرق شرم تو از چشم جان شست نگاه  
گوشه چشم تو محرومی کس نیستند و  
نرد حق و پای ادب از گردن ما  
در مقامیکه جنون نشد غیرت دارد  
آرد تا کجا خاک مذلت نشود  
نمودی که کنی جمع و بددیش دبی  
خواجه تا چند بنده به تغافل در گوش  
تا کی اندود که در است ز دنیا بیرون  
قانطان چند بر آتاز جنون باید بود

بیدل آخر آب خورشید قدم باید زد

جاده منزل تحقیق خط پر کار است (۱۹۲ ب)

در طلب آناه در حریت دل نگر است ۱۹  
چرخ ز سر گشتی گردو بحر ب ز گرد  
لافت از بیده است تا انفانی حاصل  
نیست فدا از غم جولان ما  
و هر تسلیم را راعده است و کی

شیخ تالفس دارد مشیوه پریشانیامست  
و شست ددم پیری شرفی جانیامست  
دید وقت میرت کی سرخ جانیامست  
عیب سرنگونی نیست بای ناوانیامست  
بر همین گره بسند این بر دکانیامست  
بستی در مژگان عایت دکانیامست  
محم آبی و شام این طرف زندگانیامست  
رنج و بوی این طغنی جلد پریشانیامست  
و با چنین گران خیزی خوش بک منانیامست  
درد و دمه سستی را نشه سرگرنیامست

مرکز مدد خط آب سیه گوهر است  
سردی صندل همان شیه مددوست  
تبخ نگردد چشام گرم بر جوهر است  
کز عرق شرم مجز راه تنولی است  
قاند مجز را خاک شدن و بمل است



تا بقبری رمی دامن ایثار گیر  
 بخت عدد راعده جزیه قتل جواب  
 شام آفاق را حیت گرم عنبر است  
 ذائقه حدیث درشت و خورگوش گرام  
 شعله آیت ب ما بسمل خاکستر است  
 بیدل ازین انجمن مرغوش مددست و بس

بزم چو باشد سراب آبدارش ساغر است (۲۲۵ ب) (۱۳۶۸)  
 شعله بی بالی در پر جده که انگار است  
 شعله ساقه امید در گره عجز سرخت  
 با عتبات غریبیت جز اسباب جاء  
 عرض بزم میوه دل زخم و بزم آه  
 خناری دیوان دهر عزت ما پیش کرد  
 نیست خیار اثر محرم جولان ما  
 پاکر گریبان حاسین بصرا کشود  
 نیست بساط جان قابل دل بستگی  
 شیده قنار غل خوشست هذب این بدست  
 چند زند محترم نال بنای اصل  
 ناله زمر جاودگی غلش و دد نیست  
 اهل دل انگش دمنده که برده عیبت  
 باد و آفرینش است هر چه بر سو متاز  
 غیر فغانسعد بنده غرور نفس

بیدل از آثرب دهر سر کشیدی بکیب

نورق طوفانی است بجز از لنگر است

(۲۲۶ ب)

زبان بهام نموشی کنده جانش دلزد  
 چه شرکت است اوب که نفس را که نسیم  
 قلم چگونه در عرض و شرک و توهم  
 دل که آمد روی دل بحر حق تو گوشه  
 خیال ساکن آفتاب سوده سر راهت  
 نظر بطینیت بیاب عاشق ز سر سبیل است  
 بمحفل که نوا نثار مدعاست خیر  
 محجب مدار ز نیرنگ اختراچ مردت  
 بزم از لب موج و در وانش دلزد  
 که فکر شود از حیرت صافش دلزد  
 گره چو شمع شود ناله بر زانش دلزد  
 بر دقعود از آینه روی آسمانش دلزد  
 که بجز موج شود آب آستخانش دلزد  
 نفس در آینه بنای کند فغانش دلزد  
 که بجز آه نه دل کند دستانش دلزد

بهر نفس دهن از دل لطیف نیست پادشاهی  
 ز خود سبب می هر که داند سر حرفی  
 چو تا خدا گسسته ربط باد با تنش و لرزد  
 چو نفسی تب زده بر خود پدید آید طرد  
 ز بسکه شرم جودش گداخت یکدیگر بدیل  
 چو نفس آب نهد سر بر آتش و لرزد (۹۴۰)

حدیث عشق شود تا در جهانش و لرزد ۲۲  
 چو شیشه دل که گشته تیغ از میانش و لرزد  
 بحرین لطیفه ضبط شکسته رنگ خدیشم  
 چو منفسیک شود گنج زر میانش و لرزد  
 قامت است بران بلیک اندام بگل  
 پری شکسته کشد سر ز آتشانش و لرزد  
 اگر بخندد هم عرض دست است با ضعیفی  
 زبال رفته کشد مغز استخوانش و لرزد  
 بعد ترخم عشقت بهال بیکس من  
 چو مشت خس که کند شعله استخوانش و لرزد  
 بر وصل چشم از دل میرود چه توان کرد  
 که شست مشت رسد تیر بر نشانش و لرزد  
 معروضه که شود پادشاهی نصیب غنیمت  
 فلک چو شست بر سوزده کاش و لرزد  
 خیال چمن خفیت به مهر اگر بستی زد  
 تب ز صبح دود رفته چو کاش و لرزد  
 گداخت زمره نگاه دود باش خیانت  
 چو شب روی که کند هم پاس پاش و لرزد  
 شکسته رنگ عاشق اگر رسد بخیاش  
 چو شاخ گل بر اندیشه خزانش و لرزد  
 خیار هستی بدیل ز شرم ناکس خود

بجاک نیز کند باد آستانش و لرزد (۹۴۱)

پستی و انبساط هر که از روی نشان دارد ۲۳  
 سحر از چاکای دل بگشاید آشیان دارد  
 بحر و خشک نمی بالند از حمای جهان گردی  
 چمن از برگ برگ خورشید و افق بریان دارد  
 تاشی که کنی هر کس بر کنی رفته است از خود  
 طیشانی که دارد بحر که سر برم همان دارد  
 دماغ خونی که چون اشک رنگی بر نیاید  
 گر استغنائی نگیرد دست تیغ استخوان دارد  
 بند سباه پستی ختم شد از تن آسانی  
 برنگ آتش یا قوت که پیدا است دود دارد  
 در عزت ندوم که خلق قنیه داکتم خود را  
 ندانستم که دامن از بس چندین مکان دارد  
 بهدی حایت خونی خود دم کار است معذورم  
 در نیجا که به مغز است و در استخوان دارد  
 اگر خاکستر پروازم و گر شعله جلاله نم  
 بر آتی رودن صد رنگ تعبیر چنان دارد  
 باجه یک قنیه دل نکر دقت کرده ام پیش  
 نفس و در طیش هم بهادر پادشاه دارد  
 توانی خنجر دستان بختی رنگ پیدائی  
 همان ناموس یکتائی هزار اندامی خای دارد  
 خنجر دمی زوگر کنی سر میزد از اشکم  
 عنای و حشمت من بجز این و اما نه گوی دارد  
 ز خود کای بودی آن و نیانز خلق شر بدیل  
 که ادراج تعبیر هست با همین یک نردبان دارد

پیدای شکوه آقام است پیدای بصلی مارا

نفس در عالم میماند سیر آشیان دارد (۳۱۲)

اگر غفلت از چرخ حیران نشاید دارد ۴۴  
 نیرانم شاد و هم شوق کیست این دلی  
 که زدن پای طوق بصل اینجا دارد  
 خیالی حلقه زلفت هزار آینه دانه دارد  
 برام بی توایی تا به برگ خزان دارد  
 شگفتی دای گل چرخ بر سر عرض فغان دارد  
 که گر بر بیکر بر قطره برای استخوان دارد  
 که با هر چادر فصل لعلی نیازی کین دانه دارد  
 گل اینجا در خزان سیر بر باد غفلان دارد  
 و درین دنیا غافل فکر ما باد دانه دارد  
 قاشای بیاری کرده ام پیدای گداز دوش

نگر مددی به انگشت حیرت مدلی دارد (۳۱۳)

فغان شغل سودای محبت دانیان دارد ۲۵  
 بسوایت چنان زارم که با صد ناله بیانی  
 تنم بدن پر صحن تحریک نفسی ناقران دارد  
 نگر دافعت که رستی بر دل این یکسان دارد  
 نفس زدویدم در عالم دیگر فغان دارد  
 که اینجا گر بر سنگست خامه بیجایان دارد  
 که آنجا نگر بر آینه است آب روان دارد  
 که بر شاخش ز بوی گل خندگی در مکان دارد  
 سرا پا الفت است اما دل نامرمان دارد  
 جری عریضت چهل گل لعلی این کاروان دارد  
 بهار حیرت آینه مد شبی خزان دارد  
 غم مردان ندارد شعله ماتا زبان دارد  
 شکستی در غلم شوقی رنگ آشیان دارد  
 در آخرش فغان و در خرابیست گفتا

نشا طمسی میباید زود عاشقان پیدل

گفتی خنده دیدار دست تا بصل فغان دارد

باز نیستی است شرم و دامن تار دوش ۲۶  
 خیالت با دماغ بید بخوی بر نمی آید  
 بهایت بصل دارد که شکل لاست متاع دوش  
 جهانی ز محبت خم میگرد از دوش بی بار دوش

تو ضبط میشی شب خود کنی پری چهرست گداش  
سر منحور باید چیه بندو بر سر دلاش  
سبحانی سری دادو که زنا راست دستارش  
میر غلطان که بر سر از در طبع جمودش  
چرا از هر دو عالم عکس دست عیان داشت  
منکر از دو محرومی ز پایدرون غلغله داشت  
شکست سایه داد و هر چه می افتد زو بودش  
که میدانم چاودیدند شست تابی دیدارش  
بسیر ز گشتان غافلیم از چشم بیمارش  
کسی یارب دریغ طفل خفته با نگرارش  
طباب و صبح رحمت برگرد است مینش  
مرده تا پاژد بر چشم خنودند بیمارش

بر تصویر چهل آخر بخت خاک شد بیدار

ز تلک باقایی بر نیامد خط بر کارش (۲۵۵۴)

ای از خرامت نقش پاخود شیت با آن مد نظر ۲۲ از شرفی غرور بیت عالم نکست در بطل  
ابرهیت از همین همین ده کرده قوی جزیری  
بیرویت از من مبر طه فان طراز حسرت  
چون ابداد سایه ام صد چشم گریبان در بطل  
دل را خیل باز گشت برداشت از میان  
صحران گردو حشیان چهید و امان در بطل  
حیرت زود ز جود بر روی آب اندوده است  
آینه دل و دکان کجا تشال چندان در بطل  
ولی از اول در سینه تیران یافتی  
بر داشت طفل اشک با چمن مایه شرف بطل  
دری از اول در سینه تیران یافتی  
این صحران گریبان در بطل  
آخر خیار تو گوی کفر و ایمان در بطل  
آینه دل و دکان کجا تشال چندان در بطل  
هریست نیز ابد تر این خانه و یزدان در بطل  
می مدد تو تا کج لب طفل تا گریبان در بطل

معدنی که ز شرف او بدل می از معدنی ام

نخایده بر نقش قدم بخت جلال و بطل (۲۵۵۵)

ز آشوب غبار و بر کمر سنگ مبارک  
ز خوف چرخ خزان خبر بهیمیزی علم گشت  
کند عجب جاد از خلق و گشتن غیظ او  
صفا هم دام پافز نیست از حیرت مایش این  
نیسانی که ز خلق عزم بخت میکند جلال  
جفا با حیرت سرور عاشق بر نمی آید  
بزد و بخت غفلت غدار خود ز پا نشان  
خیال بگر چندی موج و گم برده نظر دارد  
محاز و چرخ عاقل از حقیقت باز میدارد  
کنیم که ز اندوه جدایی هر چه ما دیدم  
بر فقر دل تلکم کسی دیگر چه بر ما زد  
مدی غفلت سرای حیرت که بی نیابا شد

بر تصویر چهل آخر بخت خاک شد بیدار

ز تلک باقایی بر نیامد خط بر کارش (۲۵۵۴)

ای از خرامت نقش پاخود شیت با آن مد نظر ۲۲ از شرفی غرور بیت عالم نکست در بطل  
ابرهیت از همین همین ده کرده قوی جزیری  
بیرویت از من مبر طه فان طراز حسرت  
چون ابداد سایه ام صد چشم گریبان در بطل  
دل را خیل باز گشت برداشت از میان  
صحران گردو حشیان چهید و امان در بطل  
حیرت زود ز جود بر روی آب اندوده است  
آینه دل و دکان کجا تشال چندان در بطل  
ولی از اول در سینه تیران یافتی  
بر داشت طفل اشک با چمن مایه شرف بطل  
دری از اول در سینه تیران یافتی  
این صحران گریبان در بطل  
آخر خیار تو گوی کفر و ایمان در بطل  
آینه دل و دکان کجا تشال چندان در بطل  
هریست نیز ابد تر این خانه و یزدان در بطل  
می مدد تو تا کج لب طفل تا گریبان در بطل

معدنی که ز شرف او بدل می از معدنی ام

نخایده بر نقش قدم بخت جلال و بطل (۲۵۵۵)

ی که از دست جزئی گرم بیا بای در بغل ۲۸ طوفان وحشت در ترم فروغ غزالان در بغل  
از وحشت این بختی هر کس برنگی میرود  
از چشم خویش این نیم کای نظر در بایب  
رسوای آفتاب چو صبح از شرقی دایخ جزین  
گریه بجا نم آنگی که غفلت ناخجری  
ناک من بیا و سرده حسرت چاک بگر  
و کان غفلت و اسکن با زندگی سودا کن  
ای اشک در آن عرق تیر عرض غلجی  
تیمار من از غیر تشل دارم نفس در دل گره  
بنیاد شمع از سوختن در غم گل غوطه زود  
چون بجا شود بهت کک است با سازم دم  
بیدل زبده گیه ام خرگان بخون دارد وطن

تا چنده باشد دیده ام از اشک پیکان در بغل (۱۰۳ اب ۴)

موج زنی ساکنم شد بیا بای در بغل ۲۹ چون چشم خراب غمت از ناله غزالان در بغل  
هر بیت از آسوده یاد در کاب و چشم  
داد گردان غلجی بود و نظر واکردنی  
از بسکه با خاک دلت میجوشد آب زندگی  
از غار غار جوده ات در عرض حیرت غلجی  
مشکل دایخ نیست پیرا شریک گشت  
این درد و صاف کفر و دین خود است در بغل  
آه قیامت تا هم آسان نمی افتد ز پا  
از خنجر خاموش احوال من میاش ای زخم دل  
بیدل بای علم و فتوی تاکی جاندار جزین

قوامی معین هر طرف اجناسی باندی در بغل (۱۰۴ اب ۴)

هر بیت چون گل میروم زین باغ حوائی در بغل ۳۰ از رنگ دامن بکر از بوگر بای در بغل  
نی خنجر دیدم نی چین نی شرح خزانم نی گل  
چون دانه بیدل لیل و ناله غلجی  
تیمار غلجی بی خود بر جوش حمل می کشد  
کو غلجی و کوا بختی در فکر خود دارم وطن  
چون شمع صرا پای من دارد و گر بای در بغل

پیشی اگر حالیده ام زین بارغ بیرون چیده ام  
ای کارگاه دهم وطنی تشکافتی رمز سخن  
خلق است زین گردن من زانوی نفس  
کام دل حسرت گدا حاصل تشنه از ماسما  
دارد زیانگاه حسد تشنه لب خلیق تن تشنه

بدل تمامم بزم ما از دستگاه غایت

پیشی که گیرد یکدش چون شمع خرگاه بدیل (۲۱۰۶)

بر سین و داغی تن فرشته ایم ۲۱ یک دلار ناز نسوز سودا فرشته ایم  
هر جا بدیج باطنی باد برده ایست  
خواب جام جلوه د، واسطه گفتی  
بر نسوز بسار خط نسج می کشد  
پسوی لاخریت که هم نقش بودی است  
دیگر نقش نامی اعمال ما پیرس  
در ملک طلب چقدر مشق لغزش است  
هر جا خطی ز نسوز اسکان دمیده است  
عاجت بنام نصیحت که در سطرهای آه  
از منظر ملک و شش ما پیش رفته است  
از زخم حسرتی که لب جام میکشد  
از نقش ما حقیقت آفاق خوانده است  
زین آهرد که پیکر ما خاک راه دوست

اسرار خط جام که پرکار خرد نیست

بدیل بکک مریض صبا فرشته ایم (۲۱۰۷)

سری اگر زوضع جهان ما فرشته ایم ۲۲ گر نافه ایم دنگ و چلیپا فرشته ایم  
منشور تاج اگر بسرگل نهاده اند  
جز استحقاق نظرت ما را مراد نیست  
دیگر ز نقش نامی اعمال ما پیرس  
از گرد ما بمان خط زنده خوانده است  
در زدی که صددم آن سوی نظرت است  
معنی سودا نسوز انگ یکیده ایست  
قاصد چو رنگ باز نگردد سوری ما

ما هم بر آب آبله بر پا فرشته ایم  
بی پرده معنی که با ما فرشته ایم  
نظاره بدوح تماشا فرشته ایم  
آسمان چو صبح الفبا فرشته ایم  
پنهان نخواهد اینجه پیدا فرشته ایم  
ختم ما با بخوبی تن فرشته ایم  
معلوم شد که نام بصفا فرشته ایم

در مکتب نیاز چه معرفت و کدام سفر  
 دو زندگی مطالعه دل نیست است  
 خوار بی خزان و خواه خزان ما نوشت ایم  
 تا در شفقت شود که جا ما نوشت ایم  
 عشق خیال ما بجای میسر شد  
 ای بخودان بمر مدتی ما نوشت ایم

بچند خزان سر کشی اعتبار ما

پیش از قنای نقش کف ما نوشت ایم (۲۳۵ و ۲۴)

شکوه اسباب چند دل بر میدن دیم ۲۲ دان اگر شده بند به که بچیدن دیم  
 مدبر ما دمن سخت کرده است  
 عبرت این انجن خود سراپای ما  
 صنعت سرشار خلق نیست کفیل شود  
 عبرت پیری شکست شیشه گردن کشی  
 هیچکس از باغ و دهر فریجده نیست  
 ریشه ما میدود هرزه به باغ خیال  
 مرزغ بهما صلا و وقت میا پرور است  
 مایه همین عبرت است دگر آه  
 بسل این شدیم فرصت دیگر کجاست  
 شور طلب بگره تنج قطع نگر و زما  
 سر خودش با حق است کاش بداند  
 که هر حق لب شوم حرامت گفتار کرد

تقاصد ما بدین است خطبیدین دیم (۲۴۵ ب ۲۴)

گر بای و ما ندانم مطلق عنان خرام شدیم ۲۳ گام اقل در دعت سنگ خزان خرام شدن  
 جبهه من در کینه بجهت فرسوده است  
 خاؤ جمعیت بی آفت و دواست نیست  
 انگ بمنزله تنق در عزایم تحت است  
 ز گشتن را اگر چنین بایره دوزان افست است  
 این قدر که خود بگره جفت و جبریت رفت ام  
 با چنین تنقی که سازش غیر خلقت بخت نیست  
 غلب بعد از بدین دنیا نگیم عهد که من  
 سحر از خود ختم و شمار می آید بچشم

عالمی را تقدیر گزانتان خرام شدن  
 تا که با خواب چشم پاسبان خرام شدن  
 از چلیدن گو فرو ماندم روان خرام شدن  
 بعد از این چون مرد ملک یک سر بدین خرام شدن  
 گر نگردم بی نقای عفا نشان خرام شدن  
 گر نگردم بی برام نکشتان خرام شدن  
 یک عرق گرم کفم صدر دل گران خرام شدن  
 عمر طرز خرام لا پیمان خرام شدن

### میکشم هر بخت بیدل خجسته نشود و نما

در عرق مانند عطیه آخر زمان تو را می کشد (۲۳۳۰۵)

گر باین ساز است در دوازده صل چنان زیستی ۴۵  
 انشا کنم میکشد از محنت جانها پیر سن  
 من گویم توییستم زندانی خویشم چرا  
 چشم زخم خروغانی ما نیاید شده علاج  
 از دلم دردی و غریب هم گداری تو نیست  
 یک دودم کم نیست خجسته بمانی با کس  
 همه شمع از مشرب این انجمن نازل باش  
 سرگذشت عالم آینه از دیار بکس  
 کسوت مرگم نقاب غفلت دیدار نیست  
 نعمت الهام دنیا نیست در خود تیر  
 گرفتار هست نظره آبی چون گرسنه بمان کند  
 خواجه کاری کن که دیگر و چراغ شربت  
 سر بای یک دگر چون بجه باید برود بس  
 ما دلمی کوه گداز اعتراف در کار نیست

بزم امکان است بیدل نازل از دلمی باش

نظر اگر باشی در اینجا نیست امکان زیستی (۲۳۳۰۸ ب ۲۴)

منطق خلق را نانو صمم و آشنی ۴۶  
 خاک خردی خوشتر است ز بنده تن پروری  
 چوب بکس نیک طاس و جری به چرخ  
 کارگر میری دند که دلم و گسالی  
 کطلب عاقبت دامن جدت کشد  
 مکرر وضع در سرای عرق شرم نیست  
 صبر از دل شام است با همه عزات کلاه  
 بد بخ ما مانند پرده تصویر صبح  
 آه سرور بر ما سوخت ختم عاقبت  
 ای بکس اندر دلمی جرح زده است مشتاق  
 می کشند صد لوح بر کطلب اعتراف

بیتلی از امید خلد طبع تو رقم خورش است

بمذول آسوده نیست بارت ارم و آشنی (۲۳۳۱۴)



## قتیل

می آید زدم که چون برکت بگیرم جام مبارک  
 ضعیف گرد باشی صحبت آن دلر با اختر  
 به تیغ سحر می برنگد ریزم خون تقوی را  
 زاول نشد در قیاد بود ای قهر میسرا  
 درین دیده و دانسته ناحق یکش مارا  
 چرا بجا قراری نیست آن آرام دل را  
 بیا و کم بکن بر خدا این جور بجا را  
 دگر چون میزنی بر خطه دامن آتش مارا  
 خدائی هست و خواهد که دافتر باز پرسم  
 قداول خود فیض زد بر احوال گرفتار

قتیل ایچ اهل تقوی را ضایع هست در باطن

مده از کف زمانی دامن زنده شد ادا  
 که گفت آن خورشید انس و جان را ۲  
 نشد از ناتوانی روزی قیس  
 چون از آن فرودش در جهان نیست  
 گر جان چاک زو بر غنچه در باغ  
 خدا یا قصه بان بر عاشقان کن  
 به سیدای صمدانچ در من  
 پس وزیر نیست آماده تر باشش  
 قتیل آن آفت کون و مکان را

بود دامن زختم تر پری طاعت جوانی را ۳  
 چنانم که پیش رفت گفت ای صفا  
 شبنم که گرم در دل گفتا برو بشین  
 روا باشد که چون بختن می خوی گریای یکن  
 دل سلیمان بگری در کتاب خویش پرورم  
 حشم یکسان خاک تیره و دیدی نشد روزی  
 قتیل از جرد آن کافر چه ناله خلق در محشر

چنان کس نشود فریاد چون من ناتوانی را  
 بهر طایفه ای از انان ارد نهانی را ۴  
 ترا دم آمده ادای بزم خویشتم دایم  
 مرا تا کی پسندی بی نصیب از زخم شیرین  
 که خورم جدا دیدن ز خود ای نادجانی را  
 عسای ناتوانی چون خورم ناتوانی را  
 بجان تو که هستم تشنه خون زندگانی را

چنینی را بیم با چون توئی طایف  
ز قتل عاشقان در خلق پرده نام خرابی شد  
مرا عشق بتی یکباره پروا نیست منان نامج  
تقیس از مرغم در عشق نام می شود روشن

برگ خورشید می رنجم حیات جاودانی را (۳۰۰۰)  
چنین نماند ز سر و اندر خون بگنجان را ۵  
نی ریزند اشک در عزای کشتگان خود  
به پیش تیغ قدرت تیغ افراطی نمی نهد  
زده پیش است ترک نیم خورده مست تو از حاکمان  
عجب بود که چشم کردیم - شود دوستی  
زوی ساد و چین ای رشک کل از مدار گل نرس  
نداری چون سر عاشق زاری ای شمع خوابان  
زانی بر می داند سر از آستان او  
ز بحر بلند باشد موج نظم می دل و عالم  
چرا کشتی باغهای رقیب سرکش ای بیدین

تقیس خسته جان و سرگشته بگنجان را (۳۰۰۰)  
ندارد بر تو درمی یکبار سال زار ما ۶  
ز بس جنبش ز ما مشکل بود ما توانا ترا  
میاد آتش شوق و حالت سازد آب او را  
نشد معلوم خفته ای جان گذرن دوم مردی  
چه سوداند پندای نامج که گردان اول داشت  
شدیم ای نازنین قربان گویست گرد با و اما  
خدا را که در محشر نرسد حال مظلومان  
ز جوش گریه در دل قطره خونی فغان آخر  
بر آمد حاجت لب تشنگان چون آب شمشیرش

تقیس از دلان که جان بآن نرسد عید انگشت  
که خود آفتاب است یکس پر روزگار ما (۳۰۰۰)  
بدون کشیم ز گوی تو شد و اگر باران ۷  
بهر تم چه بجزیم که بخت میرا فر  
و رشتنه یا پری آن صحن جبریت افروز را  
و دگر چه خواهی از آنص که ... و نخست

بر آن در که ... پاسبانی را  
مفرایش ازین کاری خدایت من جزائی را  
ز سر خون و انگشت این بلای ناگسائی را

خدا عمر درازی بختد این حاکمان شاهان را  
زبان طعنه گزاف است اینجا عذر خوانان را  
چرا مردم نداشتی تشنه خون درین پادان را  
اگر در خواب بیند جوده جاود ننگان را  
چرا خان ساختی بر شوهر سزای کلاهان را  
بُود بر حال دوشیزان ترحم بادشاهان را  
ورش شد خاک و انگشت گردن بارگاهان را  
در شعر ترسم آبرو خاک صفایان را

تقیس خسته جان و سرگشته بگنجان را (۳۰۰۰)

همین ای آسمان و وسیع ایست یار ما  
نه جز در روز محشر کردی از خاک هزار ما  
نباشد شمع سالی جز استخوان جسم نادر ما  
و صیقلهای ایام فراق آمد بکار ما  
نگاه کارزار غارت صبر قرار ما  
پس از مردن تنای تو کل گردان خادما  
چرا انداختی نگاهی دیگری بر روی یار ما  
مجدد با خزان کردید بی رحمت پادها  
خود ساخت ای مرمت پیشه یاران خادما

تقیس از دلان که جان بآن نرسد عید انگشت  
که خود آفتاب است یکس پر روزگار ما (۳۰۰۰)  
بدون کشیم ز گوی تو شد و اگر باران ۷  
بهر تم چه بجزیم که بخت میرا فر  
و رشتنه یا پری آن صحن جبریت افروز را  
و دگر چه خواهی از آنص که ... و نخست

پر لب شعلی کشتن بی نظاره خویش  
 که نام شمع شکار انگار زبانه گذشت  
 قرقر میسج زمانی نمک و گریه سیراب  
 زلال زار میان گشته سبقتی  
 هزار حیف به بیگانه ای تاب  
 تخیل گر ز گم ماشق چه چاره کنم  
 که بدم دل به شکیبایا (۱۲/۱۳)

دل موم از غم آغاه حسین است مرا ۸  
 هر که پای شاد آید سر خندان چسان  
 جان من تا به دولت پاوی تو دست  
 بعد مرگم که شود چه هر این دل زار  
 روزه حشر آمد و خلق نگرای سوی من است  
 کوی رحمت ز جان میزغ ای مایه ناز  
 رفت چون لعل تیش از سر گشت فرمود

ختم ساز به شمش کشتی این است مرا (۱۲/۱۴)  
 نیکو پادشاه است بر شب بدول مجروح کوکبا ۹  
 بخت بد از جاکش گشت روز گشتم  
 کند بر پا که چشمم کا فراد گیش خود ظاهر  
 نهاد حق تاقی بر دم داد ما بگری خود  
 دل میباید پس که چند ده کوی مخاف تالی  
 سر تکیه ای که دم که حریف مدعا گوی

فقیل از غفلت حکام غافل... کرده...

ز اطفال پر پر و تشنگی گردید مکتب (۱۲/۱۵)  
 خانه را با کس بخون سر صبر آندیشا ۱۰  
 نسیم بزرگی طعن شمر فاخته در گویت  
 تو که ای آنچه با من میکند چسان با تو  
 خود اصد امتیازی دایه اختیار از من  
 حیات عاشق شیب است با جانان سر به در  
 بد و بر کس مطلق خواست طبع خود ای مدائن  
 به دوستی مردم ناپ تیش از لکه آن سبکی  
 تو در پرورد بخت نه روی بهر سبکی

(۱۲/۱۶)

تو در پرورد بخت نه روی بهر سبکی

ز درگاه دست بر تخت چشم نیم خوابش را ۱۱  
 ز لب صفت دعای غمزه در وصل شد دستم  
 کند نظارتی را مشت خاکستر یک میدان  
 ز لب نشمرده خون عاشقان بر خاک می ریزد  
 عرق سر شفاعت میشود قربان روی او  
 رخ او با نیسی باشد از هزار زیبائی  
 بخونم تا شود بر آستین غیر در محشر  
 بر در مطهر خوش خاندن شب در محفل این شعر  
 کند بر کس دواج یاد خود تا شیرا باشد

تغییل این لعلت شیرین در برد از گفت حقایق من

اگر دستم دید روزی بچشم می رکابش را (۸-۹) باب  
 صبا بشی که در قافله نیست آن مرد را ۱۲  
 جز اینکه یک کفش در پیش درگه چه کند  
 گهام روزی دیگر پیش ازین بودای درم  
 تمام خون پری طاعتان چکد بر زمین  
 ندانم از من میکن چه جرم دید که کرد  
 کند گردش آن طره سیاحتش کن  
 و صبح زحل زو خود را نشان آن دو کرد  
 بکیم دامن محسوسا بلاد زار غلط

تغییل دست رقیب است و دامن یارب

چه شد ترا که ز غیرت نیکشی او را (۹-۱۰) باب  
 چند یاد آشنا دل عهد آشنای را ۱۳  
 کامت من ز بار غم دید چه چنگ خم  
 قافله آمد از شده سوی دم هزار صفت  
 با که خیال دشمن هست ترا که در رکاب  
 خود و کجا که بزدگ جای قهیب است اگر  
 تیغ جفا کشیده نیست من ز خبر ازین  
 جبریت قهر حد شده است در جوش سزای جز  
 برق را پر شد غایب . . . . . کرده  
 بر سر خزه که سرم جان کسی که در جبین  
 کشت تغیل خسته را عدش ز دشمنان کسی

مرده بر چندستان آن عدو را یاسی را

فتنه معروف ثنا ز کس نشان ترا ۱۴ هیچ عشر به ما چاک گریبان ترا  
 عقل اذل که حجاب کرد عیبان بارنگ آفرین نتواند لب و دندان ترا  
 که امشب قلم شد رقم بر دل شمع قفسه سرخنگان شب بهر آن ترا  
 هر سر روی تم گر بچسبان ارژن نتوان کرد ادایمست پیکان ترا  
 روح را نمانده کند بوی خوش او چون می دست ..... سر و پاش لب دندان ترا  
 تشنه با چاک گر چنان سرد کاری دارد دید تا گرم تبسم لب خندان ترا  
 تا نگرود و در می واقعت را نذر ..... کار با دوز جز نیست شیدان ترا  
 چون سرکش که کمر بسته بخواری غنق باشد از مستعدان . انکشته مرغان ترا  
 تا یکی جان کسی بادل و دین با خشتان سر بازی خود زلفت پریشان ترا  
 گریه کن گریه بدو سپه فرمیش قاتل گریه کن گریه بدو سپه فرمیش قاتل

کاف نگاری گفت ما سوخته سالی ترا ۱۵ عالم خراب باز قدو دستگاه کیست  
 دود خاک غلام چشم سیاه کیست تنه از دایح من نبود حق بحسب نقد  
 نور دو چشم دوزخیان دود آه کیست پیکان تیر سوز دم آب می کشند  
 این تیرای بی پروایان نگاه کیست با نقد کمر نیست دل کا فسر مرا  
 در حیرتم که دانه طرف نگاه کیست مرغان و چشم و آب و آبی او بر سر حکمران  
 در خون نشان دل زارم گناه کیست غنق من ز راه تقابل که در جهان  
 آتش جان تو قدر عشر پناه کیست من خود . حیرتم که بلای هزار دری  
 گیسوی و غریب در رخ بجز ماه کیست آسوده در زمانه ندیدیم هیچ دل  
 یارب نصیب غنق غم هرگاه کیست از خود ره و ناله جوی پس مرا  
 چنان دد آب خون دل وادخواه کیست از خود ره و ناله جوی پس مرا  
 غرض آنکه دوزخ عشر از زبان نازنین

پرسی قاتل بپرویا از سیاه کیست ۱۶ ترکی که ریخت خون عزیزان نگاه کیست  
 (۱۳۸/۱۳۸) دین که بلا بار زمین جلوه نگاه کیست  
 به سید آنکه ابله طرف نگاه کیست که میرود بلال بعد ناز بر ننگ  
 برق ..... کرده گرد سیاه کیست او نذر آتش بحبان خلق  
 بخوایش ز دودی چشم سیاه کیست ز کس که نود دیده خود خواهدش بهار  
 کای ما چرا و قایح حال نگاه کیست چای نیست جوی خون سرکوی تو خود کن  
 خطای بخون برادر سرتی برآه کیست گریخت بود شیفته است ای فتنه زمان  
 گر برفی . گرم بخت از دل قاتل  
 روح الامین سوخته پرده خواه کیست

بروج آب بقا خطرنا سرور کار است ۱۷  
 تهری عاشق مشکین و نخلدار است  
 تو گر پیام نیایی بگو کب برود  
 ستم کشیده غریبی که زیر دیوار است  
 اجل چه مار سیه خلق گردون نده جنت  
 هنوز دل انجم کاکلت گرفتار است  
 آثار چون جبهنت پری کنند جانرا  
 بدل فرشته عذاب ترا خیار است  
 بهی نصیب بنگر و مراند قرب طیب  
 دوی دود و دم شربت لب یار است  
 سنجید دو چار من آن مر جبین چو شد نفهم  
 که بی رخت سرو کادم بگریخته زار است  
 خدایا بفر کوی خود مرا عباد  
 خدا را داد که خواهی ببرد خواه بزی  
 بهرین که خواهی دود نیسان تا حشر  
 مراند دوستی چون تو نا کسی عار است  
 بهرین که خواهی دود نیسان تا حشر  
 ز خاک تا به شیا که ای چه رفتار است

تخیل رستم میدان عشق بود ولی

ز سحر رنگ آن رنگ حمد و نثار است (در آب)

بیش خلد و رنج و دوزخ آتشی میست ۱۸  
 کفر و ایمان بیش عاشق اعتباری نیست  
 خلوت تو خاک گوی آید چه سر دم مرا  
 لود هیچ چرخ افسس جاد واری بیش نیست  
 از صاحب دوزخ حشر چند پرس می حال من  
 باد و در ساغر بکین کا شاخاری بیش نیست  
 عام ایجا و باخت و دیاجین سا و تو  
 بیش و علم آمدش فضل بباری بیش نیست  
 و دشمن از یک آتش پنهان تو چندان چنان  
 هر چه در میست بود پیدا اثری بیش نیست  
 آنکه در دیبا می عرفان خط بود از خط زو  
 بهشت دیبا در رنگ عشق جویباری بیش نیست  
 شمس و اداسپ در میدان کثرت باخته  
 از زمین تا آسمان گرد و غباری بیش نیست  
 خوش را محروم دست قدرت نقاش کن  
 خط و خال همستان نقش رنگی بیش نیست  
 زو باین دار الفنا منصور آخر نیست تا  
 سر بدوش در میان عشق یاری بیش نیست

چند از حد بگذرانی جان من وصف تخیل

کافر امر و پرستی باده خواری بیش نیست (در آب)

زعفران جلوه آن روی آفتابین پیدا است ۱۹  
 تجلی که غریبش است از زمین پیدا است  
 زابودان کج و طره شکسته تو  
 در عشق قلم صورت آفرین پیدا است  
 دی به خانه نشین چو من بختانه و گر  
 ششم سر راه کسی چنین پیدا است  
 مرد بختانه هر کسی خدای را که ترا  
 نشان حوین شهیدان ز آفتابین پیدا است  
 از آن زمان که قدرت بخت رنگ خدام  
 هنوز نزل کرد به زمین پیدا است  
 ز خاک گشته تا زت گزشت شایر  
 خدای تاده است از پای زمین پیدا است  
 پسند ام خدای نادکی که تا دم مرگ  
 بر حرف که روی شود آفرین پیدا است  
 نمی که با تو ظهور آسمان چکر نه زیر  
 زمر باینست آثار جنگ و کین پیدا است

وَمِنْ أَزْغَالِیِّ آتَنِ عَرِیْنِی زَنَدِ چَرِ قَتِیلِ

کسی که کوکب اقبالش از جبین پیداست (۱۵/۱۰۷)

صد هم بل قلب بجان چه نفس آموذرفت ۲۰ آنچه دانی چه بلا بر سر کس آموذرفت  
کحل جلوه بچشم نمود و صد بار از در گوش من آواز جوی آموذرفت  
دانش حقیقه ادر که چه بود اند ما شعله عمری بطلبگی من آموذرفت  
نشد از برگ گل جیل مسکین خوشدل بار و باج جبین سوزی نفس آموذرفت  
چرخه شتاب امید ندید آه قَتِیلِ

عدنی بدور جانان جوی آموذرفت (۱۵/۱۰۸)

گذر آتش به تن دگر دل و دگر جانم سوخت ۲۱ آسمان بین که چندان و شب جبراف سوخت  
شب گذشت و شده از بلبلیان بزم تنی دل بر دسیه شمع شبستانم سوخت  
همه را گشته چرخبار ز قتل رفیق حسرت آگین غم چشم شهیدانم سوخت  
تو بر غم خیر واد زنی صبری من چقدر با دم گرم دل ناامانم سوخت  
صفت هر غمخوارم کسود و دیه را سوخت دای عشق اما بجای سامانم سوخت  
دوش در بزم کسی گل بجز یسبان کدام امشب آن گل شری گشته گیانم سوخت  
به در سیکده زمزمه ناکر می آتش طرز برافروخت که ایمانم سوخت  
جای جیل جبین آرا شده خاکستر آشیانها ز فغان دل ناامانم سوخت  
بق و آتش خود اینهمه بجز هم قَتِیلِ

ناله بر است ایگه همان جلوه پنهانم سوخت (۱۵/۱۰۹)

ز جبین عشق تو زده شعله و سامانم سوخت ۲۲ طایر سدره ز آه نثر و افشانم سوخت  
آب بر آتش گل ریزه خدا را ای ابر جنبش دامن باد سحری جانم سوخت  
بومل گشت جو افتاد بدستش دستم این چه ضعیف است دیبا که رنگ جانم سوخت  
در غزل سوی گفتن چه گزافم افتاد زانو نالیدن مرغان خوش الحانم سوخت  
آتش افتد بچنین دین و سعادتی من دوش بند و پیری آموذ ایمانم سوخت  
ای دل زار نصیب تو خدا مرگ کند ظالم افشا جانم ز نو مزگانم سوخت  
چون عزیز کرد و فری بود مرا نیز قَتِیلِ

آمد آن شمع شبی سر و سامانم سوخت (۱۵/۱۱۰)

بست معجزه زبان و محکبایل افتاد است ۲۳ هیچ بر سر گوی تو بسمل افتاد است  
کلام گل بدو از پوده زد که در گلشن تنزل ز فغان عیال افتاد است  
سر نفس احوال با شفتی داری رخت به آینه زانو و جبین افتاد است

شد از تخیل حسنی تو عالمی بخود      نظر بروی تو کردی چه مثل افتاد است  
رسید تا حد ازل که دلا مبارک باد      کریم را گذری سوی سایل افتاد است  
تقیل سوخته جانست آنکه بادی نادر

براه آن مه شیرین شمای افتاد است (۳۷/۲)

زند بروی چه ماه تو بر سه با گشت رخ ۲۴ لب خیال ترا کرده ام چا گشت رخ  
کشید رنگ ترا بچو عاشقان مدبر      بر تازمین بدنت شد چنان قبا گشت رخ  
اگر سخی بزم بی اجازت لب تو      ملوک بهر چه شد با تو این گرا گشت رخ  
از آنکه نیست گنای فدای نام تو      باشد شود از روی آشنا گشت رخ  
چنانکه در تنم آتش برنگ لاله خند      نهاده بر کف پای تو سرخا گشت رخ  
خیز کنند ازین زخم تازه بکسل را      که پنجه زد بگریبان گل صا گشت رخ  
چه جای من که ملک هم نیتواند کرد      بر پیش بچو توئی عرض مدعا گشت رخ

همان تقیل تنیده ام من ای بخت چین

که بدست یزدوست بر محر با گشت رخ (۳۸/۵)

فرش آن ساعت که بدست تو بر خونی تیج کنی باشد ۲۵ بی خنده گناه خود سر من بر زمین باشد  
پیام وصل ما هست در گوشم بگر تا صد      مبادا آسمان کینه تو نراند کعبه باشد  
مرا روزی چنین بچرخ خودی بعدش      کنونم داغ غم داغ غمای بر چین باشد  
خیمه شای آن ابروی دامن جبین مرغان      ز جبهه فادت گر جان دلاهی ابل واه باشد  
مرا از آنک باشد غمگرا در آستین بی تو      ترا از غمگرا زینت زیب آستین باشد  
بچشم کم چنین ای چرخ یار نازنینم را      کمر اویده باشی یک کمتر این چنین باشد  
ز آناه وفا کیشان و خوریز مسلمانان      ملک را از نگارست آرزویک آفرین باشد  
چگونگی با تو قربانت شوم انام و نشان خود      شید عشق نام من بدو آخرین باشد  
بنازاری کس سر را خریاردی شود پیا      سرم زیب سنانست ای بت ناز آفرین باشد

ز مجلس رفتی و شوی تقیل خود ندیدی تو

چه سازی گرترا هم چون تو خوشی در کنی باشد (۳۹/۲)

دی که یار سرم بر سنای بجنانه ۲۶ قصه زبان فری الا سانی بجنانه  
بکسر مست از درم روی چه لب      که برگ برگ درختان زبان بجنانه  
سیح مروی خود آرد و کند دعا      گر آن پری لب سحر نشان بجنانه  
ز خواب فتنه خوابیده میکند بیدار      کسیکه خلق آن آستان بجنانه  
زند ز رنگ بخون غوطه ابر دریا یار      چه چشم من مرده و غول نشان بجنانه



جزو آه مشرد باد خورشیدش نازم  
 دود جان انگلیب هزار کس از کفت  
 ز دشت مگر آفتاب خون جوشد  
 کدام چیز بود در جهان جز آن مرگان  
 هزار پروه ناموس را دم بر باد  
 چه باز نمانی بر زمین نهال جان  
 برو دشت نشین لذت بجی  
 توانی که سلسله شوق حوریان هر شیخ  
 در سید کار به عالم کنی ز دوری آمو  
 مرض عشق تو پیروی خویش بر میتر  
 یکیده خفقت است تا لامی ناز  
 ز بیم تیر تو جبهه دل را دعا باشد  
 هزار بار ز مادر دامن گل باشد  
 شک چه تیر نشاند بجا کشش آزار  
 ز باو آه سحرگاه بسیم نشد روزی  
 نشد قتل ز باران که یک کس از دم دود

سری بخش من خسته جان بختبانه (۶۲) برگ  
 پس از مرگ من شاید عشق دیرانی شد  
 در عالم قیمت یک دل کم است ای دشمن جاننا  
 بجزم در دو جهان بود چنان گرد دل امشب  
 اگر سر دشت خم بود در دل دشت باکی نه  
 بدست خویش بود دست من خورشید را کشت  
 نشد چون غنچه تصویر گاهی دلدان من  
 توانی از سر بلای خشم داگردن به تدری  
 چنان نالید زیر خاک در محشر شهید تو  
 ز پشت پانگای از حیا سر بر نیارو

نیایم چه آمد از قتل خسته جان یارب

که از خویش سرگویی کسی رشک همتان شد (۶۳) برگ

مستان و میکاده بجام از سبزه کنند ۶۸ رقص بیاد ز گیس خنود او کنند

آینه جدام از تو عین چو بر کسی  
 یا بر زمین نمی آید از ناز چو نه  
 از چاک بر من جنب پند سینه ما  
 زاده میی بجوشم کم آن زلفت یار ما  
 عروان صوفیان بود احتقار از خویش  
 دامن زگر و پاک مکن گین صحاب سرخ  
 از اظک سرخ می که بجز قومی نکند  
 از عرش بگذرد سرختر فرشته های

نایب قیقل از بستر شیرین بخت است

شرفی که خلق لعل لبش آرزو کنند (۱۴۰ ب)

چه غرو دامت حیات مانده ای تو شود ۴۹ سر پر خورشید زبستان تو شود  
 نه همین که دمی غیر شب و روز مرا  
 ثمر دوستی اینست دلا آخسر کار  
 شب چه خوشا که از سر نمی آید تو شود  
 آمده از سادۀ رخسار دل خط جبر غامت  
 آنکه یاد تو بود دشمن جان تو شود  
 یاد حمدی بشتی نمکن زاهد اگر  
 صد بهار آمد و قربان خزان تو شود  
 نام آن رنگ پری دید زبان تو شود  
 مسند قیصر و تخت جم از آن تو شود

ولیع جور و جفا نیست ظلمی چه قیقل

نمکن افکار که خنجر زبان تو شود (۱۴۱ ب)

نزدی باریبای بر فایضا زبان دارد ۵۰ ملی خواجه نوشانی ناله آتش نشان دارد  
 خدا را گرمی خود کم کن ای جهان من محشر  
 که بخون گوش بر پانگ دمای کامودان دارد  
 بود آراستگی طرغ از خود رنگ ای دل  
 بر خاک که افشاندیم یار آسمان دارد  
 بود فصل بهار پیچیده ای آب و رنگ گل  
 رخ او در خزان از خط بهار بجز آن دارد  
 چه داند تقدیر سستی هر که طرغ جودان دارد  
 بر اندازندگی حفظ آنکه آگاه است از مردن  
 قاشاق بهار دای که دنگین سایبان دارد  
 بداند از غرط ضعف آداب طبعیان را  
 خورشید سرگشته باشکار ناتوان دارد  
 نمک سبزه عذیب از آه خود در آشیان دارد  
 حنائی پنجه تو آب میزد در پتان دارد  
 محرم را فشاری دای و جان در تنم آمد

نکن در عشق خوابی تا سحر گشتی جان تو

قیقل خسته جان با خود دم آتش نشان دارد (۱۴۲ ب)

شب خفته شوق که کدام آتش بجگر زد  
شب آن نگه مست خفته گم بجگر زد  
زنگ چرخ خونی مسلمان شده کوشش  
کمی گرسنه میشی پس ای آنکه بدردت  
گل حبیب دید آتش از آب برآمد  
شیرین و نهان مانع بود پیسج و فانی  
سرگشته دو صد پیسج پا چاره نیاورد  
مندی بقتل تو نشسته گرد و سخن بهم

بگریست تفازیم الم و سین قدند (دم و بزم اف)

ریخت خونم نگه یار بهار است بهار  
گل ز شوق تو صیادت چو صودا ندکان  
پیرایه چاک بیازد بهار است بهار  
ز تلخی پیده ز خسار بهار است بهار  
کرد گل زینت دستار بهار است بهار  
یعنی ای میکش سرشاد بهار است بهار  
گلستان نقش من زار بهار است بهار  
تو هم آای بت حیار بهار است بهار  
ی خند مریم زنگار بهار است بهار  
ساقی اشب نم گلگون بقدر ریخت تخیل

بزم شد عزیز گزار بهار است بهار (۹۹/ب)  
خود شیر شد شبنم نشانی روی مرثا کش نگه  
ای باغبان ای ابرتا چندی از چسبی  
آن عیسی میزبان من گم کرده دامیداد جان  
خون شهیدانه تو تا شیر با داره عیسی  
ای رستم زور آزمای بر روی نازان مشو  
تو کی گشت مشغول بود از سر و دل برداشته  
او کس ندی زنگیان آینه کی گرد و سی  
ای آنکه در دوزخ و قاصصای مردان دین  
امروزه در دوزخ و قاصصای مردان دین

حال تخیل خسته جان تا چند برسی از کسان  
ز خنده زنده او بهین مرغانی کش نکش

گردد با فتح ادا آن رحمت آما کیطوت  
در جستجوی منزلت تا دفته از چشم من  
یارب عباد آفتی آید بر من بیچاره دل  
شب در خیال کشتن با جمعی از مصلحتان  
اما تو هم داری خبریانه که بیرون از دوت  
از بیکه چشم بر زمین با اشک ریزد لغت دل

سبکین قلیل ای بنشین از درد و بجز آید بجای

خنجر بند بر خلق در لطف و مدار کیطوت (۹۰/۶۰ ب)

هر چند شب عارض حواسست زدی گل  
هر جا که داند و رفت ز لعب و همزی  
ز آن دم که دفته بگش من ندای تو  
ای باغبان بیهی رخ آن غیرت بهار  
دارد اگر چه دیده بدریاد دست باز  
ای عذیب سوی غمتان چه خراش  
گر ز گشت اشاره کند سوی او شود  
ای هم که خلق نحو قاشای روی قسمت

رفتم دی بارخ من و او بزم قشیل

من سوی عارض شکران او بوی گل (۱۰۰/۶۲ ب)

و افسا بر بگ از یار ستمگر ملامت  
گاه در خن طعم دگاه زلم بر سر سنگ  
ترسم آوده شود داشت از خون دلم  
ملطت سیر گل و دیحان ز من خسته پیری  
مسندم ... کی پسندم تا کی  
و ده چه مازم که چه امروز کنم رام آورا

چه بگویم بتو حال دل بیتاب قلیل

آستین شب بر شرب بر خورم (۱۰۰/۶۴ ب)

بیاد مردان کوی خود را زنده از سر کن  
کسی از دشتک هم بر حال کس شاد نخواهد شد  
لب بای که داری طبع خورشید عشق کن  
ز غوغا عاشقان تایی توانی آستین بر کن

خدیجه خیرا مشب فذوق مد بند معشوق  
کفی تا چند چشم خیر از دیدار خود روشش

تاشای دل پر خنده بار نوک خنجر کن  
ز شمع عارضت ..... کن

بکار من سیمائی ز لعل روح پرور کن  
خدیجه خیرا از آه دلای پر آذر کن

با شمع چند مغرب ای قلیل آن شمع زنده  
خدیجه خیرا محبت نیست کس ده لکر و لکر کن

ز بس لغت نصیب از تیغ آن گلگون تیارم ۴۸  
گد مشتم از مد عالم تشنه بچون خنجر گدش

ز خنک دیده کردم رنگ گزاردم گوشت  
دل صد پاره مد بر دادم و سر بار دو شتم

ز غم کن ریتو چون بر سر گلگون چنان ز شتم  
ز شرم طاعان تا چند دوی خویش را پر شتم

که دشنام ترا مشتاق از کمری بود گو شتم  
قتیل آن دم که تنها یاری آید به پیش من

می مستی ناله پیش میکند در سافز پر شتم  
(۴۹/۵۰ ب)

در باب که در بادیه شمره جوی است این ۴۹  
از گردش گردن سیه تا مد خدر کن

دو دویم گرم می آتش نفس است این  
کز بهر تو ای طائر قدسی نفس است این

ترسسم که همه آتش داشت نفس است این  
و انم که دم نزع مرا داد نفس است این

رحم آرد که بیخشت ز مرا داد نفس است این  
قوت بلخ دمورد غذای نفس است این

بخای ربخ خود که دم باز نفس است این  
آخر نه جهان یار سیما نفس است این

از آه قلیل احشام آتش تن افتاد

یاران بکه دارد و سرای کی چکس است این (۵۰/۵۱ ب)

دیکه گل بر ساری لاله زار جان زده ۵۰  
نشان صوفیها کرده به پیر ادا

ز عمار بر سر خود رشید و مکران زده  
کجاست سر بر ریاز و دستار زده

چنان ز حال اسیران خود توان آگاه

چپ مدار کردیم از یکس خدیش  
کون که دست خود از کز میانه زود  
تخیل شب زلفت مرده زنده گشت  
مهر

گمان بدم سر پای ما ... زود (در ۱۲۷۲ ب)

پنهان کن از من ز احوال ایام در بخت  
دارم ز آرم آفتاب بر رخسار در بخت  
ببین قدرت جلوه گری از مشت خاک آدمی  
هر زنده چنان بود خود شید تا بانی در بخت  
از حکم چشم مست او کس سر تا بر گزینا  
دارد نگاه باز او سر سببان در بخت  
مگر چون ز بیم خول دل از دیده ای فلکین  
آینه از عکس رخت عابد گلستان در بخت  
از دست دل تلک آدم چون ی بود با بیکر  
چون که چون می باشد شایع خوش جان در بخت  
از بسکه هر شب خون دل از دیده بر ده آیم  
مشرکان خونبار مرا باشد بر نشان در بخت  
دلت آن بلای جان تخیل از خانه شوی میگرد

در گشت سرخ خول که قراچه پنهان در بخت (در ۱۲۷۲ ب)

این چه انصافست ای عکست پری در آینه  
خون ماری زی و خود داری نظر در آینه  
دست از خود رفته با یگر گزینا  
شان در در صفت بود دست و چرخ آینه  
تا زین صفت چه میدانست تیغ انداختن  
نی کند تعظیم حیات ای ستمگر آینه  
آن قد چاک را چون در کتا خود کشید  
بر بخت در صحنای دلا رنک محشر آینه  
گر ز دیوار قوای بیکر بودی کلیه امش  
تا بد میگردد از خم خاک بر سر آینه  
بسکه در در قوا ز هر صفت داند و ده و گ  
گر نکا طول هم بد او راست در بر آینه

خون می جای مدار ای صفا زید تخیل

دارد از این چنین جیش تار مصر آینه (در ۱۲۷۲ ب)

شب ریخته خونا گدازد و حسدیم  
بیردن خرامیده اذان که چه خبریم  
از جانم چون ز تاشای خرامش  
آن جنبش پا دل برود تاب کمریم  
روای جسمم به تنهای نگاری  
کود است دم گرم می و دیده قریم  
این گشت و بر آسود شیدت ز طپیدن  
عدسار که آفرشته ای ستانه صفریم  
میرفت و نیند ز قیامت تو بودم  
چون سایه نکای قومی خاک صبریم  
دیگر چه صبح داشته ایدی تو از ما  
دل شد جفت تا زک تا ز تو خبریم  
گردد برای تیغ کشی از پله خوریز  
هر کار محشر شد از بیم تو بریم  
اندا و کون دعد و صفت یقین است  
خند در خشن از دیده و از ناله اشیم  
خود خونی گمان ریخته و خود زنده گوی بار  
پیش تو فضا آمده انداز و قدریم

برعش تخیل آمده صفت تماشا

خود محب آید اگر آن شک ترسیم (در ۱۲۷۲ ب)

چه بیاری که با تو بر نیاید هیچ بیاری ۴۴ دل از ما برده در یک تبسم کرده کاری  
 زمانی جدّه بنامین از گزیده بای ۴۵ نشیمن تا بجای دور از تو بد بر روی دیواری  
 بی تغییر بر دانا برای قتل هر عاشق ۴۶ ترا زلفت نمی دادند و چشم مست خوشنما روی  
 بنه ضحیه پای جبرئیل از آشیان بیرون ۴۷ که گسترده است دام از طره مشکین ستیغاری  
 رخت در موشان هنگام بولی دیدنی مادر ۴۸ تو گوئی ره غلط کرده است خود در حرفی نداری  
 زخم که که در گوشت برود آورده ام شبها ۴۹ سرانده بر دانه فونم جود روی نه مخفاری  
 قتل بسیر پا را سر و کار مست با دردت

نه حاجت با سبجانی نه الفت با چستاری (۴۴/۴۵)

شد آخر روز گشت آسوده خلق از شور و کاری ۵۰ شب آمد ما و زاری تا سحر که زیر دیواری  
 ز تاراج نگاه کافر او در بساط خود ۵۱ دل آتش نفس می بینم و آه شرر باری  
 نخواهی کرد قصه دیدن آن بی وفا نامح ۵۲ که در بر گوشه دارد ز کس مستش گرفتاری  
 نهادم هیچ سودی زیر دیوار تو تا لیدن ۵۳ سرت گردم بخاری گوش بر آواز بیاری  
 چنان بردم از کوی قوی تمام جان یارای ۵۴ نظر شوی در می دارم سری با سنگ دیواری  
 برگ گشتگان تو سرا باده نمی آید ۵۵ که پس از لب جان پرده خود حال بیاری  
 قیل آسان نباشد بانگ ساره خوابیدن

نیاید تا بکار پاسبانی بخت بیداری ۵۶/۵۷

## واقف

سیر که در قفا فلجیک چشمش روزگار ما ۱ چو گرد سرمه خیزد تیره در محشر خفا و ما  
 مزاج ما بنیسان در نفس تغییر اگر یا به ۲ شد آت و آب و صدای گفتان تا سازگار ما  
 با این گرم خنیا که نوبی نیست امروزش ۳ بطنی روی مای شست چشم اشک و ما  
 ازین خنجه نهالی نیست ما را بعد مروتیم ۴ که با شد یار دای او که غم سنگ مزخوما  
 خدایم از کس و در گریه امید مدد گاری ۵ دل خون نقشه سایه با حق آید بک و ما  
 بعد خون جگر کوبم دل را پرورش یکن ۶ چه طفل شوخ دست آخر به دن از اختیار ما  
 ثبات بندگی مثل کشتن سجد در کوشش ۷ پس از ما چو خاتم مائه عمری - یا دگار ما  
 چه بیرون مینوی از کوی خود ما خاک روی را ۸ که آداب نشست و خاست میل خفا و ما

تمام مثل از تایش اشک و آه خرو واقف

برای سر و آت و آب گرم باشد در دیار ما

حجاب بدعتی مدام می سرگشته سودا را ۲ نمودم بر تو مدار از نقش یا دامان صحرایا  
ترا چشم بوسه در خواب کی بیند باین عصمت  
بود هر زنده ای می مضطرب از مهر خورشیدی  
نباید تلک چشمان را در حق خورشید که در  
چنان با خود ظلم سازد و حق را از حق حقوق  
ز بوی زلفت خرابی سخت در پر کز می با هم  
عزیز آید به چشم هر که نامی از جزین دارد  
چنان صدیده ماند خود نای می که نام آور

ذیفان نیست گردیم از بحث و جدل غافل

چرخ از دیگران طاقت نزاع بیرون ملامت

گر بلب گریخت چاک می سازیم دامان را ۳ که دست حقوق ما نشاند از دامان گریبان را  
لب پای خورده اش در غایت وصل به خشن را  
نظر سوزی خود آسای نباشد درد خندان را  
بهرستی که پیش را کند تقریب خون دینی  
بنگر آن دامن از لب جهان تلک است در چشم  
اگر خوشتر دوست نهد ای در مهر صند است  
از لب خنده می شیرین تواند ساختن ارند  
من مدام چو آید بر سوز از سر زلفش  
چرخش ناخن جیدین بر انگشت می نمایند

سر آمدگی چون می نداید زنج کس طاقت

که پای خفت ام در خواب می بیند باین ما

عکس بی جازگویی خود چو من بی عاقبتی را ۴ غریبی، درد مندی، ناکامی، عاقبتی را  
مکن تکلیف شرح درد دل آلوده جانی را  
غم بسیار من آید بر دلم در خصمت آبی  
سودای کاغذ آمده است و سوره می جو شمع  
مراد و لذتی مانند طوطی جای آن دارد  
شکایت چون کنم در پیش ادا ز خور غنای با  
پای خود ازین گفتار خوارم بودن رفیق  
تلک از سیر و دل خود دارد و نیز ازین مطلب

مزن انگشت بد لب عاقبتی بی نای را  
چنان یارب! او اسازم به طری دانتی را  
که بر جم می زند از یک خانه گردش جنتی را  
که در پی بی روی جاده ام مشق جوانی را  
چرا در تلک گفتن آردم شیرین دهانی را  
نکر چون سایه گیرم مدام سرود دوانی را  
که آمد بر سر نامسودانی مصرانی را



صبا در باران حال منت پیدا بگو، ویرم  
 تمام خنده خود را و لیکن ایچ قدر دایم  
 مشغوم بود از آغوش نرای خریشتی جیس  
 ندادم پیش ازین عاقت که باشم یاسان دل  
 به کشش بد فریب افتاده منتن خندیب من  
 کجا آن قل خیر از رنگ زودی پای من داد  
 سواد خوش آذی سوی من ترا ندیدم بازی  
 عزیز و دلم و دلم به چاه خماری انگشده

نظیری گفت چروتنی بیاد بر سر داشت

«کجا بودی که امشب سوختن آندده جانی را»

باز آتشی به ای دل نگران را ۵  
 از نفس خرابان توان کرد بروغم  
 کده است من خم شده ما شاد به تیری  
 بپای نفس افتاده ای ای شوق و گرنه  
 اجزای دل خویش بتدبیر گسشم جمع  
 ای دل زانی نام تو دیوانه نساخند  
 سرهش چه برقرار بر آید به سبب جو  
 داشت زده جان دگر یار چه پرسی

از هیچ خبر نیست من بیچندان را

چرا دگر آندده چه من آندده جانی را ۶  
 تمام کز صفت مرگانه خرابان دو بگردم  
 ز سرزمین رونق و دهان عشق پیدا شد  
 خدنگ فزونی آتش خرم، بهیاز من چای برشم  
 درین عزم که در شمع قدی خود را کنم، نشا  
 خواب از سبیل کردی خانه آبادان، اجانی را  
 تمام سرخ کرد و خورده خود فک ستانی را  
 چنانچه دایم آفریده و روشن دودمانی را  
 که میگویی به دوحی هر زبان ابرو کانی را  
 بخور دل تو سیم سرفی هر دستان فی را

نظیری گفت چون آن شوق آمد بر سرم داشت

«کجا بودی که احشام سوختن آندده جانی را»

یار گشت به سرم بگر خود ربای را ۷  
 عاشق تیره مدد ما که نظر نیتشده  
 از سرمی که جز خدا و اکلدا ای بجای را  
 به که نصیحت کن ز کس سرور سای را

بادم سرد میروم گرم نه کرده پای ما  
قطره ای اشک بهم نماند دیده ای جدایی را  
کز پس تا نه خواهد از آینه رویای ما  
خیزد فیضی شریح دم دل کشی ما  
جام جان تا کنده کاسی این گدای ما  
کرده نصیب دودی حوصله آذمای ما  
گر تو به کار می کنی غزوه ای غزوی را  
دلبری دغای ما عمر گرینه پای را  
خردن استخوان او چقدر کنه بجای ما  
آه که نیست چاره ای طایع نادای ما  
پس نه گوارش این بوی جنون قزای ما  
آه مگر چاره دایم گریم ای پای ما  
طایع برگ میش کو باطن بی نغای را

واقعیت پر گناه هم برودتست بختی

ای به در توانا کاش تو پادشاهی را

صبا شاید ز روی طاعت بروی نقابش را  
که در طایع کسوف مانده هست آفتابش را  
بمطعم میش می آید نیم قنابل خوابش را  
چرمی بی دست و پا بی دست و پا کیشش را  
خدا سازد که اندر حاجت افتد شمشیرش را  
سایا بپشت و ناخوری بوی کبابش را  
ز نس شوخ است مزگان چاکلی مصلحتش را  
بز آن لعل میسارم که میگوید خوابش را  
نه دامن چیست باعث یاب آنکه هیچ تاخیر را

مشوید مگر تعمیر دل و برای من واقعیت

به عمر خضر خزان کرد آبدار خوابش را

۹ بی سخانی حاجات بر مزار بیا  
تو هم بکن قدمی رنجهای مکار بیا  
ثلثه دوترم ای فیزت بسار بیا

چس به چسین مزن اگر پیش تو آمدم کس  
بنگه به حال نامی گریه زار دارم  
صفت به چشم کسی کند جنوه کب نگار ما  
از دم صبح داشود خنجر اگر ترا دلی است  
طاعت در شاه من اگر شامل حال من شود  
حوصله تنگ تا کجا ضبط نفس که طایع  
غزوه زمانه ام هیچ زبان نمی شود  
چاره حق توان نمود هست برادری بهم  
بی فم عشق آه مرد هیچ سعادتی بنزد  
آه که آه آه می رسد باده من  
گر نه ندیدی ای صبا بر سر زلفت یار ما  
یارم دید جان من خنده ای تاه تاه زار  
لحنت دل دیگر مرا ساز معاش روغن شیب

برادری ندارم تا بهمانند خوابش را  
نامی آن بی مروت روی گدای شد حق داند  
خدا خیرش بعد با من ملوک خوب می دزد  
حالی را خود نگذار و مگر در غنا سوار می  
بایم قریب شاید سر زشت من توان گفت  
دل و دماغش انگندی و من از غصه میسوزم  
شده بی پرده بخشش از تقاضای دل آزاری  
سوال دارم از جنان که جانی تازه میخوام  
دل صد چاک بچو شاه نذر زلفت او کردم

۹ ترجمه مردم جان در انتظار بیا  
دخول من به خزان به کف حاجت بیا  
شود که داشود ای غنای که دل ناملت

اگر به کار منت آسای بجاظر هست  
بیانگ رفت مرا دست عدل نکار بیا

گذرای میل مشتبای ز درخازی ما ۱۱ نفس راست قران کرد بریرانی ما

شوکت عشق جمعه است چنین مجنونی را  
گرچه انبای زمان طفل مزاج اندول  
چون کس گوش نینداخت بافتادی ما  
چون حجاب است یکی شیشه و پیرانی ما  
فصل بیمار درگ خواب ز افشادی ما  
میل قشربخت نیامده بودیرانی ما  
دو جهان است تو گری پر پرورانی ما  
اضطرب دل ما بود ز کونین آرام

گرچه ز دوست کسی دوست بر نفس واقف

دو میکرد بر آشفته شب شادی ما

خواب که یک شب گریه ای میداد و میدادش کنم  
دوست اگر دستم دهد از دست انیداش کنم  
گر دل مده کاری کند و دیده ام یاری کند  
تا چند بیم و بیم دل طاقت مستوری کند  
پایه چه دل بجای خواب که از کوشش دم  
سودا بخت خیرین سودا است میدادش کنم  
از بسکه طاقت کاغذش از ماه و نیم به است  
از جان زار خود و ز گفتم او دای خیر  
دافت غلام آه پسر از شاه من خود خبر

با من سخن عتاب تاک ۱۰  
من با جگر کباب تاک  
چون بجای خواب تاک  
آرام کن اضطراب تاک  
دست تو ای خطابه تاک  
من منتظر جواب تاک  
ای خانه صحرای خواب تاک  
با من ترا غلب تاک  
تو مستی غرور تا چند  
ای بخت اگر غمزه ای تو  
سبب نه ای دلا خدا را  
از دست بشوی خواب اختیار  
غزافه تو عرصه ام کن چاک  
لفظ که خانه تو آیدم

دوستی ز عشق واقف آخر

بپایه کند مقاصب تاک

# غزل غالب در شعر غالب

غالب غزل سرا

غزلیات

ابیات

## غالب غزل سرا

تمام سرودش تا کم به اسماعیلی برآورد تقطیع را در غزل به غالب بلند آوازگی داد هر چند شنی می رسید  
 تمام بر عاشق پرستان بدای قیامستان ماند که بدینده آن چوینده خود را میر بادشاه و خواجه خسروینده  
 چنانچه مدخل غزل خود را در غزل می سری بخانی آمده ام و میگویم -  
 فرد: بر کجی غالب مجلس در غزل یعنی مرا  
 میرا رخ آفراد و منقلب بهایش می فرس

کب ۳۴: تقریظ دیوان خواجه حافظ شیرازی  
 سخن را از خزان بر روی هم افتاده است و در گره گریه می دمن آن میخام که خاک گرم و  
 سود بسیار دهد و شونده آفران خود در یابد و این پیچ و دانی پذیر نیست مگر آنکه گوینده و دانی گوشت و گو  
 منشی از گفتن آفتاب و در تر دو که سرایع هر دو درشت با بعد که توان یافت و نقش کنی حدایت و دیگری  
 خزان یافت -

کب ۳۵: نام و نام خانم مرغانی بخش خانی بهاد  
 جزو چهل سال بزرگادی آنست که فرا هم آوردم و بر فرق فرغانی ساری افشادم آنکه نام جان  
 دهانی عاشق بر آن گری نیست گری پس از گفتن آن کجایی دفت و از سخن هر چه ازل آید من بود  
 گفته شد -

کب ۳۶: نام خانم قزاق بهاد  
 می هم مدیج شیر که جبارت از خانخانی و سخن فرغانی است ننگ در دهی خرمی از قبلت بک  
 سرود پیش چنانکه مرغانی فرمایم - فرد:

کب ۳۷: نام خانم محمدی که هم سیم خانی شیر شاه  
 خدمت بالای طاعت است و مدعی گوی که توانایی قیام ما بعز و همیاد فرنگ مسهم داشته و دانی  
 فدای منی مانعت بشیانی شیوه برافراشته یا شنید که باید گفت که تا کنون طبع مانجانی است و مدایع  
 مایه لذت و دلیج بزرگ خانی است -

کب ۵۲: نام خانم حکیم احمد خانی  
 شعر و سخن را با خدادگترین بیوند مدافعت و خاطر از بد نظرت و در افشانی و آواز و نیت گفتن  
 و به اهدای غزل می برای بدی که پادشاهان و نطق سخن یافت انانی مدای عانی و نیت بر تافت و دلیج شغری  
 اندیشه فرام آورده و آواز مدافعت خانی که پادشاه می سال است که اندیشه پادشاه سگال است

کب ۹۱: نام خانم شمس احمد  
 اکنون که آنست که با طاهر در مدوم و با خداد غزل می که گدیم و بهیاد و نیت که نیت گدای مدای  
 خود چشیده و سرمد و با نیت که پادشاه می سال است که اندیشه پادشاه سگال است  
 کب ۹۲: نام خانم شمس احمد

ہر چہ از دہر باز گفتند: بخت ننگ اہم وہ پارسی نہیں میرا ہم لکھی چون رخسای خاطر حضرت نعل اہم  
صافست کہ از ننگ گفتار بدان حضرت ننگ دلفت از سخنان کی برود باہم تا چہ ز گاہ گاہ رایت ہمیکویم۔

کتاب ۱۱۵ : نامہ بنام قناب علی بیاد۔۔۔

انہیں کہ جو عمر کی چھوڑ دہم و دہم آن سر خوشی جز غزل نہ شدہ ام مانگر لفظی بجادہ تر نام سہم  
ہم بدان خاطر مستانہ نمودہ و دہم ام دیشہ درین دور گاہ کہ دل دہم است۔

کلمہ ۴۴ : سبب تالیف کتاب

۔۔۔ لکھے اپنے اہل کی قسم، میں نے اپنی نظم و نثر کی داو با غلظہ پایست پائی نہیں تاپ ہی  
کہا، آپ ہی سمجھ۔ غلظہ کی داؤ لکھی داؤ تاپہ کرم کے جو دہم کی میرے خالق نے مجھ میں بھر دیئے ہیں بقدر  
ہر زک کہ نمودہ میں نہ آئے۔ خطہ ۱ : ۹۷۰ : خطہ ۲ : بنام علاؤ الدین احمد خان علاؤ  
تجربہ ہوا کہ تپہ کے قاتم فائدہ و شاعروں کے بھر کر میں یہ کچھ ہو کہ راستہ کی غزل یا قصیدہ ماننے  
رکھ لیا یا اس کے قافیہ لکھ لئے ادا لکھ و تپہ پر لفظ ہونے لگے۔

شاعری صحن آفرینی ہے قافیہ پیمائی نہیں ہے۔

خطہ ۱ : ۱۹۰ : خطہ ۲ : بنام ضعی برگر پال غلظہ

میں جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہوں، گویا آپ اپنے پرسان کرتا ہوں :

داسے بر جان ضعی گر بہ سخناں نہ رسد

۔۔۔ قناب صاحب، اب نہ دل میں وہی وقت، نہ نظم میں وہ نہ نہ۔ کئی گسٹری کا ایک حکمرانی

ہے، بے تامل ادا دے کر جو خیال میں آجائے وہ کہہ لیں، ادا نہ لکھی صورت کا منتقل نہیں ہو سکتا۔  
بقول مرزا عبد القادر جیل :

بعد از خود قنابی ست

ضعت یکسر فروغی خواب

خطہ ۱ : ۲۵۴ : خطہ ۲ : بنام خود علاؤ الدین

بر شخص نے تقدیر ال ایک تقدیر ہی پایا، قناب صاحب اختر کو بزرگ داد ہی ملی :

کسم جھونہ پندرت و دہر بازم برد

چراغہ کہ برد تا ز شستہ متناش

یہ شعر میرا ہے۔ دیکھو خسرو دہلی میرزا فتح الملک بیاد معقولہ کے قصیدہ کا۔

خطہ ۱ : ۴۵۹ : خطہ ۲ : بنام میر سبب اللہ زکا

۔۔۔ نہیں اسات میں ہوں، بڑہ شکر کیا کچھ گا، غزل کا ڈھنگ بدل گیا۔ معشوق کس کو تو کہہ دیا

غزل کی روشنی خیر میں آوے ہر قصیدہ، نمودہ و کرم ہے : ادا لکھی گویا میری زبان سے کتا ہے

ای مدحیہ نیست نمونہ کی سزاوارہ مدح

اکا مدحیہ نیست معشوقی سزاوارہ مدح

پھر اپنا ایک شعر لکھتا تھا کہ اگر فرما کر لکھتا ہوں اودیہ نہیں لکھتا کہ یہ شعر میں نے کیوں لکھا ہے۔

سریہ ہے :  
مرا بغیر ذیک نہیں وہ شاعر اودو  
غنائی کہ نیست نہ پرمانہ فرق ہنگش

پھر مای حضرت کو یہ معلوم ہے کہ میں اہل ذہنی کا یہ واحد ہندو میں سوائے میر خسرو دہلوی کے سب کا غلطیوں۔ جب تک خدا اور متافیزی میں غلط ساخت و تقیم و استیلائی کے کام میں لکھی غلط یا ترکیب نہیں، کیونکہ جتنا اس کو نظم و نثری نہیں لکھتا۔

خطوط، رخ : ۵۸۰، خط ۱۰، نام عبد اللہ بن عبد اللہ  
موسا نے ایک حکم کے کہ وہ پچاس پچاس برس کی مشق کا نتیجہ ہے، کوئی قوت باقی نہیں رہی۔ کچھ جو سابق کی اپنی نظم و نثر لکھتا ہوں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ تحریر میری ہے، مگر میرا ہے جتنا ہوں کہ یہ نہیں لکھتا کیوں کہ غرض حق اودیہ شعر کیوں کہ کہے گئے تھے۔ عبد اللہ بن عبد اللہ کا یہ مصرع لکھا میری زبان سے ہے :  
عالم ہر انسانہ ما ملود و ما پانچ

خطوط، رخ : ۵۸۰، خط ۱۱، نام عبد اللہ بن عبد اللہ  
مشاعرہ بیان شری میں نہیں ہوتا۔ قلم میں شعر لکھتا ہوں جو کہ کچھ غزل غزالی کر لیتے ہیں وہ ان کے مصرعہ طرز کی کوئی کچھ لکھا اوداس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھنے گا۔ میں کبھی اس شخص میں جانتا ہوں اوداس میں نہیں جانتا۔ اودیہ محبت خود چند ہندو ہے اس کو تمام کہاں۔ کیا معلوم ہے اس میں نہ ہو تو آئندہ نہ ہو۔  
خطوط، رخ : ۵۸۱، خط ۱۲، نام کاظمی عبد اللہ  
ابتداء سے شکر خانی میں جیل و حاکم و شرکت کے طرز پر ... لکھتا تھا۔ چندہ برس کی عمر سے ۱۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا گیا۔

خطوط، رخ : ۵۸۱، خط ۱۳، نام احمدی عبد اللہ بن خاں  
بندہ ہر کسی کی عمر سے نظم و نثر میں کاغذ کاغذ اپنے لکھتا احمدی کے سپاہ گرد ہوں۔ ہاشم ہوں  
بھر ہوئی۔ پچاس برس اس کی شہید کی وراثت میں گزرتے اب ہم وہاں میں کتاب و قلم نہیں۔  
خطوط، رخ : ۵۸۱، خط ۱۴، نام عبد اللہ بن  
پچتر برس کی عمر۔ چندہ برس کی عمر سے شرکت ہوں۔ ساٹھ برس بلکہ صدی کا صدی۔  
غزل کی مادہ بتول اودیہ ہے۔

اسے دریا نیست لکھتی سزاوار مدح  
وہی دریا نیست عشرتی سزاوار غزل  
سب شعر اسے اور احباب سے متوقع ہوں کہ کچھ ذمہ شعرا میں شاعر کریں۔  
خطوط، رخ : ۵۸۱، خط ۱۵، نام عبد اللہ بن

... مدح کا صلہ طالع غزل کی مدد پائی۔ ہرگز کوئی میں ساری عمر گشتی، بقول غالب آئی میرا رشتہ

لب از گفتنی چنان بستم کہ کوئی

دہن پر چرو نہی بودا بر شد

خطوط، رخ: ۵۸۳؛ خط: بنام عبدالغفور خان قباچ

... غایت حافی العیوب یہ ہے کہ شخصان گزشتہ کا طرز شستا میں اور ابن بزرگ خیالوں کا

پیر و ہون اور بداد فیاض سے جگہ کو اکی کی تقلید میں پایہ تحقیق ملا ہے اور میں صاحب طرز جدید ہوں۔

خطوط، رخ: ۶۴۶؛ خط: بنام مولوی عبدالاحد

ایک شعر میں نے بہت حق سے کہہ رکھا ہے۔ اس خیال سے کہ میرے بعد کوئی میرا دوست

میرا مرثیہ لکھے اور اس شعر کو بند قرار دے کہ ترکیب بندم کرے۔

وہ شعر ہے :

دلک عزتی و فخر غالب مرو اسد اللہ خان غالب مرو

دو صاحبوں کو اس کام کے واسطے اپنے ذہن میں شہزادہ ایک تو نواب مصطفیٰ خان سو

مضی نے شعر لکھنے سے توبہ کی، دوسرے نواب ضیاء الدین خان، وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اور

شعر کم لکھتے ہیں۔ میں اب میں اپنے پیر و مرشد صاحب عالم صاحب سے اس عنایت کا اظہار

ہوں کہ یہ کاغذ اپنے پاس رکھتے ہیں اور وقت بہ ترکیب بند لکھیں۔

خطوط، رخ: ۶۵۲؛ خط: بنام سید تقیبول عالم

## غزلیات طارسی

غزلی کہ اندیش معذرا باز گئی و در دوش بازہ گفتہ ام بعد عقد فرامی آغیز کہ ز قلمی بر عاشقہ بکتب

نہ نگارم، چشم آن دارم کہ خارج محرومی قبول نہ جیند و از رویہ بدل جاگزیند غزل، رقم کہ کنگرہ نقاش

بر آغوش، سما چاہی غزل۔

کپ ۵۵، نام بنام شیخ امام بخش، رخ

غزلی از فکر ہی تازہ ہمیں مدتی میں نگارم و از شاہد ہی عقد امید نام کہ دیشہ از ہر ای کار

باز و دلا گریہ بندید و غزل سامعش بار یا خان کہ بنم ملا لیش (مرجع فیض رسد، علی اکبر پشاور) است

بر خوانید و عرشہ دارد کہ بندہ دستانی بدیج ہنار و دیار سی نہاں منہ میسرایہ الگ آنچہ میگوید و در خدا فریب

است و دستانی تار بگر از ملک و مدتی کام مستحق و بخیل فخر گفتاری شادمان باشد دستہ عدداً شایعہ

ازین گردان آند و مگر عدد ہرگز حق بگر خود غزل : یا کہ قاصد آسمان بگردانیم، سما چاہی غزل

کپ ۵۵، نام بنام مولوی نور الحسن



چون مخدوم مزاج تالابی نادر می سری هست حمد کرده ام که در هر نامه یکده چاهو یعنی حسرتی  
می نگاشته باشم تا فراموشی بجای آورده باشم -

کپ ۶۶ - نامه ۱۹ - بنام مولوی سراج الدین احمد  
فرزانی که در باب فرستادن غزلیهای تازه ازین پیش من مانده ایده هنوز بر جای دول نداشت تا درش  
دل منو تا به فراقی ببرد و ناخن فکر پیشه جگر کادی داشت و هیچ نامه مرانی قزلی نمیده آید اکنون که مخدوم  
آوردن شمای رنگرنگ است قافیه منهنجی تنگ است منم که اگر از دوزخگاه زبانبیار بگذراندک آسایش  
پاشی بر نیروی فکر چرخه ارباب فن بر تافتن سخن کوتاه با اینمد دل افروزی هر چه از قسم شعر زبان خواهد  
گشت بیا بیخبرگی خامه روشن ساز نگاه الهیات خواهد گشت -

کپ ۶۷ - نامه ۲۰ - بنام مولوی سراج الدین احمد  
همید و دم که بعد از چند پیش از رسیدن این عرضداشت سیدانانت علی صاحب رسیده  
آداب نیانرا بوقت قبول و غزلیهای نادر می را بنظر انتقادات رسانده باشند -

کپ ۶۸ - نامه ۲۱ - بنام میر سید علیخان بهادر و عرف حضرت بی  
جگر بلانی خم و با گلزاری یاس و ناسازگاری منشی و اشغال رای و تشنگی دل ویرانگی اندیشه و  
تیرگی خوش اثری از خنده سخندانی را بسختی فراگیر و نفس ناطقه که ننده جامه دانی و شمع آسمانی است دیدگر  
آن منزله فرو میرود - هنگام خنده را بعد از این دیگر خدای هر دم و دم بگوید و دل گفتار تمام داده چنان  
مدی بهر آوازه تمام گفت تا چار بقصیده ماه فزوده قزلی به آورده آورده ام بر ضمیر سخن نمیرود و در داد  
پیشرفته سالانه پیش بشرط کامل شای نخواهد ماند که بستی که بر انگشتش نه در می ناخن نه است  
خوابش خامه را در نگارش قزلی چه خزان است اگر از این جوانان برآی بگویی جز برین چه شگفت و اگر از آن  
غیر دکان نشاندن هرگز ندیده چه بسبب مرا خود را در پیش عالم غلب انگستی است و دل با میداری پاخ  
بستی تا یافت و عطف است چه افتخار فرماید و ازین پرده که پرده سازشیش است چه دروغ نماید -  
قزلی ۱ - تا اینم نظر لطفت بمن تا من مست تمامای قزلی -

کپ ۶۹ - نامه ۲۲ - بنام جناب بمن تا من صاحب  
درد آید چون شب شد دم سخن آراسته شادان رنگ قزلی تلفظ بروم از مشرق تیر سستی  
سر بر پیش ما ستم و در قفس با نخبی خصری بود که هرگز بخاطر شیکند است و با به قرب ضیاء الدین خانی  
سند اندک تانی در فرشته بر من که شبت زین العابدی خانی مارت و رشاد حسنی خانی محمد بی این برود  
ایم پیش شادگاه بخت کده تنهایی من آمدند و غلب آوردند و بر ایشان که شیر ما چون شکار کنند و بخت  
بار گفتار مرا با نخبی برود و بار محمد و محمد اعظم مولوی محمد عبداللہی خانی بجلد تلای درخ ماه کرد  
باری حرفه بر روی بدای بود که مولانا کمالی قدم در نخبه نهاده به اندر قزلی مولانا صبا نی مدتی می طری  
مد سحریت و نظیر داشت با بجلد چون غزل غزلی سر آمد که بر با من نمی آید و ما مانع نمی آید و دیگر نخبه



در باب این سخن فرمود این که در تنگنای غزل هیچ آشفته قرار نگرفت اگر نه از لایق تریم که بخت چنین گفتار مرا خوشامد ششامند می خاتم و دل که چه گفته شود و سخن از دمازی بجا رسد

کپ ۱۰۲ - نامه پنجم از ماله ده ...

پیشداشت ایشان علیه قبول و آواز نه نید و صریح سه غزل در مناسبت میفرستم -

کپ ۱۰۳ - نامه پنجم از ماله ده ...

دیار جلاله رسید و از جانب ملازمانی دو غزل از من طلبید و گفتند و طلب گفتیم که خواننده خط کرده است و شخصی به غزل دانست با بخش همبریه قاعده و گرامر رفت و باز آمد و گفت آنچه که است اول گفته بود گفتیم که وای یار من که چنان بفرستادن بعد غزل خسته ام ای که پس از آن وقت بعد از گاو کا و خورشید پای فراخ و تاب داد که سر رشته خیالهای دوازدهم نظر گرفت که به صاحب فراغ صاحب قید و شکر فرموده اند و گزارنده و در غزل می بیند و بر این پایه و با آن تدق که غزلها صحرای جناب خود معنائی بود که در پای خدای داشتیم

اتفاق سفر افتاده به پیری غالب  
آنچه از پای نیامد عصای آید

## ایات ۱

سمر خوار گدایان دشت و دجله میخند  
کز بجوم ذوق میخند گفت پایم بنود  
غم اسکل چو بنگام بنشانی از هر  
خاک باله بخود و هر یکی خیزد از د  
بسکه لبر ز مست نمانده و سر تا پای من  
تا که میرود چو خار مایه از اعضای من  
خیز که ساز مدح در بنگان و میم  
تا که خود را از خویش داد شنید و بهم  
زمنی هرزه به بیجا صلی علم گشتیم  
بر باد پید چید آمد از آمله ست

بست بسته عرض میکنم که مقصود من از تقریر این ایات آنست که ششتم بر مضامین عصای  
کرده باشم اما چرا اندر این جنگ نام اعدای سعادت خودم مد نظر بود شعری چند که پاره و مناسبت و طعنت  
بعدا داشت مجازاً انتخاب کرده شده

کپ ۱۰۴ - نامه پنجم از ماله ده ...

گاہے میں غزل کے سات شعر کافی ہوتے ہیں۔ درکار ہی غزلیں ... اپنے حائل کی تحویل میں بیٹھا ہوں، بھائی صاحب کی نذر:

از جسم بھائی نقاب تاکہ این گنج درین خراب تاکہ  
دوش کن گدیش ختم نگہ بر روی قلوب چشم سوزی خاک مدنی سخی سوزی توبہ

خطوط: ۶۲: خط ۹: بنام ملا ڈالیدی احمد خاں ملائی  
میں سے سات شعر میر خسرو کی غزل پر لکھ کر ایک مطرب کو دیے، وہ مجلسوں میں گانے لگا۔  
اکبر آباد کھٹوٹک مشہور ہوئے۔ وہ غزل جس کا مطلع ہے:

از جسم بھائی نقاب تاکہ این گنج درین خراب تاکہ

خطوط: ۶۲: خط ۱۰: بنام خواجہ غلام فرخ بھڑ  
شب کرنا گاہ ایک نئی زمیں خیال میں آئی۔ طبیعت نے راہ دی، غزل تمام کی۔ اسی وقت  
میں یہ خیال میں تھا کہ کب حج ہو لکھنؤ یہ غزل تو اب صاحب کر بھیجوں۔ خدا کے آپ پسند کی  
اور میر سے قبل جناب میرا جہد مل صاحب کر سٹا دیں اور میر سے عشق منشی نامہ میں خاں احمد کے  
بھائی صاحب اس کو پڑھیں۔

ای ذوق فاسخی، باختم بہ خودش آود  
فرمای شبنونی، بر بگہ ہوشش آود

خطوط: ۶۵: خط ۲: بنام ملا ڈالیدی احمد خاں ملائی

### ابیات غزلیں ندری

بھائی وہ مذہب اختیار کیا چاہتے ہیں اور تم اس مذہب کو حق جانتے ہو کہ میں جو داسہ  
اس کے اعلان و شیعہ کا ہوتا تو خدا اللہ مجھ کو استحقاق اجڑ پانے کا پیدا ہوتا۔ اپنے باپ کو کوئی  
احد ایک شعر مرزا اور ایک شعر حافظ کا اور ایک شعر مولوی مدم کا سناتا۔  
غالب:

دولت بہ قلع خود از سعی پیشین شر کار خروانی شد، تا چادر مسدای شر

حافظ:

جنگ ہفتاد و دو ملت بر را خدربند چون خیرہ حقیقت و افسانہ نند

مولانا مدم:

مذہب ناشن از مذہب ہدایت داشتند را مذہب، ملت خلاست

خطوط: ۶۰: خط ۸: بنام ملا ڈالیدی احمد خاں ملائی

بہائی صاحب کی رہنمائی کے بغیر کہ منظور دہ غزل عروض ہے۔ میری طرف سے سلام کو :  
از من غزل گیر و بفرمای کہ مطرب دہنی و صفا دہی نوازش دوسہ دم ہا

غزل :  
جز دفع غم زیادہ بخود است کام ما گنگ چراغ رو بہ سیاحت جام ما  
خطوط : خ : ۶۷ : خط ۱۲ : جام علاؤ الدین احمد خان مدنی  
بہائی صاحب اپنی دہلی ہے، یعنی تھہ کو زندہ بچتا ہے۔ میرا سلام کو اندر یہ شعر چھوڑ کر تھہ  
گنگ زینت بود بر منت زلی و دہی

جہاںست مرگ ولی بدتر از گنگی تو نیست  
مجھے کافور کفن کی نگر نہ رہی ہے، وہ سنگر شعر و سخن کا غالب ہے۔ زندہ ہوتا تو وہیں  
کیوں نہ پلا آتا، تھہ سے یہ تکلیف اٹھا لو اور تم اس زمین میں چند شعر کہہ کر بھیج دے میں اصلاح  
دے کہ بھیج دوں گا۔ جہاں سے چر جائے پیر۔ دالند میرا کام ہندی یا فارسی کچھ میرے پاس نہیں ہے۔  
آگے چر کچھ حافظ میں موجود تھا وہ کہہ بھیجا۔ اب چر کچھ یاد آگیا، وہ لکھتا ہوں :

بہائی کہ ما شغف سخن از تنگ نام چیست دعا مر قاص چیست دستور عام چیست  
خطوط : خ : ۶۵ : خط ۲۰ : جام علاؤ الدین احمد خان مدنی  
مہاراجہ کے اجنا اٹھا کر میں سنے آپ کے سامنے ایک غزل اپنی پر مٹی، بس کے دھڑلے

بند ہیں :  
اور تھہ گھر پر چرمی اقد زان نیست خود با بجا کہ رہ گز حیدر نظم  
منصور تر قزو علی الغیبان نظم آوازہ "اتا اسد اللہ" سنگم  
خطوط : خ : ۵۲۸ : خط ۲ : جام عبد الرحمن شکر

شعرت کا تو باب میری نہیں سکتا مگر میں یہ میرا شعر ہے  
ور کٹش کشن ضعیف نہ گند ومان از تھہ  
ایکے سے مٹی میرم ہم ز تھہ توئی است  
خطوط : خ : ۵۵۵ : خط ۱۱ : جام قدر بلکی

انتخابات غالب

## شعرا کی فارسی زبان شہ قارہ

غالب کہتا ہے کہ ہندوستان کے محفروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیٰ الرحمۃ کے سوا کوئی استاد مسلم و مشہور نہیں ہوا۔ خسرو گیسو و فکر و سخن طرز ہی ہے۔ یا ہم چشم نکلائی تجوی دم طرب سحری شیرازی ہے۔ غیر فیضی میں نغمہ گوئی میں مشہور ہے۔ کلام اس کا پسندیدہ مجسود ہے دیکھو عبدالمعتمد یحییٰ کیا کہتا ہے۔ یہ نہ ہے سپاہی نایز یہ آئندہ فقیر لہو شدہ و ببارہ و غیر ہم انہیں میں آگئے۔ ناصر علی اور بعد اللہ شہیت اللہ کی فارسی کیا۔ ہر ایک کا کلام نظر انصاف دیکھئے ہاتھ لگن کر آدھی کیا۔ منت لو کتہ اند ماقت اور قتل یرتقاس قابل بھی جنس کو ان کا نام بیچئے۔ ان حضرات میں عالم علوم عربیہ کے شخص ہیں۔ خیر ہوں فاضل کہنا میں کلام میں ان کے حراکات۔ ایسا خیروں کی سی ادا کیا۔ فارسی کی قاعدہ دانی میں اگر کلام ہے اس میں پیروی قیاس ایک بلا سے عام ہے۔ دارستہ سیا کھٹل نے خانہ آزدگی تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض مجاہد ہے۔ یا ایندہ وہی جہاں اپنے قیاس پر جاتا ہے۔ مذکر کیا ہے۔ ہر وی اصحاب اللہ متحرکوں کی عقلی میں دست گاہ دینی تھی۔ اس شیعہ مدد فی کورب بہت لگئے۔ فارسی وہ کیا جنہیں قاضی محمد صادق اختر عالم ہوں گے۔ شاعری سے ان کو کیا علاقہ۔

خطوط: خ: ۱۳۹۷، خط ۲۲، نام چودھری عبدالغفور سرود

## شعرا کی ایران و شہ قارہ

میرا قیاس اس کا تحقیق ہے کہ چودھری محمد صاحب عالم لکھئے آئندہ ہیں اور وہ اس کی یہ ہے کہ میں نے لکھا کہ اختر کاشمیری کو انہیں گرتا اس میں ایک میزبان عرض کرتا ہوں۔ حضرت صاحب ان صاحب کے کلام کو زمین چندریوں کے اشارہ کو قتل و ماقت سے لے کر بیتل و ناصر علی تک اس میری میں تو لیں۔ میری یہ ہے کہ بعد اللہ و فردوسی سے لے کر خاتانی وستانی و فردوسی و غیر ہم تک ایک گروہ ان حضرات کا کلام ہندو سے تھوڑے سے تفاوت سے ایک واضح پیچ ہے۔ میر حضرت سحر طرز خاص کے مجسود ہوئے۔ سعدی و جہان و بلانی و اخوان متحدہ تھیں۔ خاتانی اور ایک شیعہ خاص کا متحد ہوا خیالنا تازک و معانی ہند۔ اس شیعہ کی کہیں کی فردوسی و نظری و عرقی و دوقی نے سب جان اللہ غالب نہیں جانی چوگن۔ اس مدح کو بعد اس کے صاحبان طبع نے سلاست کا چرچا دیا۔ صاحب و حکیم و سلیم و قدسی و حکیم شفا ان زمرہ میں ہیں۔

خطوط: خ: ۱۵۰۰، خط ۴۴، نام چودھری عبدالغفور سرود

## سبک حای شعرا کی

لعلی داسی و فردوسی یہ شیعہ سعدی کے وقت میں ترک ہوا۔ اندھری کے طرز نے سبب بن متوج ہونے کے رواج نہ پایا۔ خاتانی کا انداز پھیلا اور اس میں نئے نئے ڈنگ پیدا ہوئے گئے۔ غالب

طرز ہی تہی مشہور ہیں (۱)، غنائی اُس کے اقوال و نظم ہی اُس کے اشعار و مراثی اس کے نظائر۔  
 خالصتہً متنازع و غیر محکم کا کلام ان تین طرز دل میں سے کس طرز سے ہے۔ بے شبہ فرمائیے کہ طرز  
 ہندی ہے۔ پس تو ہم سے جانتا کہ یہ طرز جو حق ہے۔ کیا کتب خوب طرز ہے، اچھی طرز ہے، مگر فارسی  
 نہیں بے ہندی ہے۔ دوسرا مغرب شاہی کا کہ سنیں ہے مکمل باہر ہے۔ دلد و اولو، انصاف  
 انصاف ! نکم : اگرچہ شاعرانہ طرز و لغت  
 دے با دے پیچھے چلے گئے تھے  
 قلم چھ ساقی تیر پیوست  
 مشو مکر مدد اشعار ہی قوم  
 خط و رخ : ۱۵۰۰ خط ۲۲ جام پر دہری حیدر انصاف سرور  
 دے اسے شاعری چتر سے دلگست

## فاخر مکیں

فاخر مکیں ایک شاعر تھا شہد العبد و آصف العبد کے حمد میں۔ اس نے سعدی و نظامی و  
 حراتی کے اشعار کو املا میں دی ہیں۔ جب ایک ہندوستانی بے علم تک دایہ امتداد نامی کلم کے  
 کلام کو اصلاح دے۔ اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع میں تصرف کیا تو کیا قباحت لازم  
 آئی۔ خدا کا شکر کہ نجد کو شیراز کی عمر میں جیسا ہندی کی مشق کے بعد استادمیتر آیا۔  
 خط و رخ : ۱۵۰۰ خط ۲۲ جام پر خرابہ غلام فرشت بجز

## ایک غزل عہد شاہجہان

شراب نقل خواہد بگیر سا فرما کر اختیار شکر نیست شیر ماہ و دستم  
 یہ غزل شاہجہان کے حمد کی طرز ہے۔ مراثی و نظمیں و شعرائے ہند سے اس پر غزلیں لکھی ہیں  
 خط و رخ : ۱۸۶۰ خط ۲۲ جام پر مراثی

## مطلع سر غزل

دیکھو لو اور دیکھو لو یہ جہر و لہجہ مشہور ہیں۔ حافظ و صاحب و نسیم و کیم ان کی آغاز کی غزل کے  
 مطلع دیکھو اور صورت و الفاظ کا متبادر کر دیکھو ایک صحت، ایک ترکیب ایک ذہن ایک بھرپور نغمہ  
 خط و رخ : ۱۵۵۲ خط ۱۷ جام قدر بگلرانی  
 چہ چائے اتحاد و دوست و مائتک۔

## استناد شعر

دیکھو کہ فردوسی سے ملے کہ ربانی تک اور جامی سے مراثی و کیم تک کسی نے نصت کی کوئی کتاب  
 کسی بزرگوں فرخنگ جمیع کی ہو تو ہمیں دکھائے۔ اس کو گہر میں نہ ازل اور سند نہ جانوں تو میں گنہگار۔  
 خط و رخ : ۱۵۷۲ خط ۲۲ جام پر بگلرانی



## عماد فقیر

عماد عماد شعر سے قدیم میں سے ہے اُسی کے پاس سات بیت کی ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

پای سرتا نشود راہ تو رفتی نخوان جز بہ جامدب مزہ کوئی تو رفتی نخوان۔

خطوط، رخ: ۳۶۵، خط ۱۴، بنام مفتی حبیب اللہ ذکا

## غزل و آواز خوانی

گانے میں غزل کے سات شعر کافی جوتے ہیں۔

خطوط، رخ: ۶۲، خط ۹، بنام ملا والدین احمد خان ملانی

## مغربی و قدسی

مغربی "عرفا" میں سے ہے۔ بیشتر اس کے کلام میں مضامین حقیقت آئیں ہیں، لیکن "مادری کوئلہ" اس میں نہیں ہے اس کے غزل نہیں دیکھی۔ حاجی محمد جالب قدسی کی غزل اسی نمبر میں ہے۔

وہ بزم وصال تو بہ ہنگام تماشا نظارہ زنجبیدی مژگانی گلہ داد

یہ شعرا ایک اُس کا کچھ یاد ہے۔ بھائی تمہارا باپ بگلیاں ہے، یعنی کچھ کوئلہ کہتا ہے۔

میرا سلام کوئلہ یہ شعر پڑھ کر ستاؤ:

گمان ز نیست بعد بر منت توئی مددی

براست مرگ ولی بدتر از گمان تو نیست

خطوط، رخ: ۷۵، خط ۲، بنام ملا والدین احمد خان ملانی

## بیت نظیری

نظیری مدیا لہجہ کا شعرا ایک کاغذ پر کلمہ کر میرے گھر میں ڈال دیے کچھ اندر زمرہ شعرا میں سے کچھ کوئلہ دیے کچھ۔

جوہر بخش میں وہ تیرا نگار بماند

آنکہ آئینہ میں ساخت تیرا پخت دیدیغ

خطوط، رخ: ۴۹۶، خط ۳۲، بنام عبدالمغفور سرمد

## تکمیل ذوق و علم زبان فارسی

فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل اصول بناسبت طبیعت کی ہے، پھر جمیع کلام اہل زبان ایکسا نہ اشعار قلیل و واقعت و شعر اسے جند و ستای کہ یہ اشعار سراسر اس کے کہ ان کی سمندنی طبع کا نتیجہ کیجے اور کسی قمر لعین کے شایاں نہیں ہیں۔ نہ ترکیب فارسی، نہ صنف نازک۔ ہاں الفاظ فرسودہ و عامیہ از جو اطفال دبستان جانتے ہیں اور جو قصیدی خرمیں درج کرتے ہیں، وہ الفاظ فارسی یہ رنگ نظم میں خراج کرتے ہیں۔ جب رودکی و عنصری و خاقانی و درویش و خطاط اور ان کے اشل و نظائر کا کام بالاحتیاج دیکھا جائے اور ان کی ترکیبوں سے آشنائی بہم پہنچے اور ذہن اعراب کی طرف نہلے جائے، تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے۔

خطوط، مخ: ۲۲۳؛ خط ۶: جام محمدی عبدالغفور سرحد

## غنیمت و قلیل

... غنیف شاہ محمد داد و حورام و غنیمت و قلیل ... راہ سخن کے قول ہیں، آدمی کے گمراہ کرنے والے۔ یہ فارسی کو کیا جانیں! ہاں طبع سمند رکھتے تھے۔

خطوط، مخ: ۴۴۰؛ خط ۱: جام الزملا در شفق

## بیت حزین

انجمن آردازی متقدم و ابتدائی آردازی متاخرین شیخ علی حزین سراپا،

فرد: شعرا بدو ام از صدق بجاک خدا

تامل و دیدہ خزانہ نشانی دادند

کپ ۲۶، دیباچہ دیوان فارسی

## بیت صاحب

صاحب کہ مراد از بی مذکر ہی و جرد و مختش را ہی است حسن را با راستگی زبرد تشبیہ

بشرش میستاید جائیکہ میفرماید۔ فرد: غلامی صبی خدا داد او شوم کہ سراپا

چو شعر حافظ شیراز انتخاب نہاد

کپ ۳۷، تقریب دیوانی خواجه حافظ شیرازی

## بیت فیضی

هر نیست که بدی بیت ابرافعی فیضی ز سر زدی تخم و بدی بر سر نشاطی اندوختم که چرخ پای  
در دست از گرد راه باب دیده فردوشیم و غلام که بدلا چند بختار چشم بدشتی گویم بهیچ و در صرع فیضی دو  
بال پرواز طائر آواز من باشد - فرد :

حاجی باید چنان زکی ای آئی

خبر دمی اگر از ده مقصود یار

کپ ۱۸۵ شماره ۲ بنام خراب معطوق خان بهادر

## صائب و عرفی و نظیری و حزین

از دوزم پادسی گریان کلام صائب و عرفی و نظیری و حزین مد نظر داشت باشند در نظر داشتنی که  
صدا و دوق از دیده بدل فردو نیاید بلکه هر گوشش صدای رسد که هر خط داشت شده فروغ صحنی ماکرند  
مره را از تاسره را از تاسره جدا کنند - کپ ۱۱۱ شماره ۲ بنام خراب علی بهادر - ..

## واسوخت ملا خوشی

چه مایه سخن ریزه ای پر گنده گرد باید آورد تا بباری زبان و شیره در نثر واسوخت قوی نبشت  
از سپهر نایب پیروی گوی یکس را خنده ام که بدیج مدخلش ز دور آید و در با خنده بدیج بهمان دوزم سروده  
باشد مدوشتی که از سخن چرخای خراسانی است و در جریه نظم مصداق داد که در دهان واسوخت نامزد  
هر چند بر جانک خودم اعتماد نیست اما خفگیست که این بیت هم انصاف صدس باشد - بیت :

تو نه آئی که علم عاشقی فادست باشد

در شود خاک بر آن خاک گزارت باشد

حسب تشدد و افغان دیده در فراجم آید واسوخت ملا با واسوختی اندوخت با مان لکسر منجی نشا  
که غاری بایندی در شور انگیزی و ذوق افزائی برابر تواند بود شای پیروی پادسی بلند تر از این است که  
چین پای فرودش آورند که شمر ای اولین بندد خود شای و اولوگان : خطایه جز زبان : خطایه گزارش  
تندید و ای طکره تر است در خود و گفتار پادسی زبان صورت قبول نگردد - حتی چند اندیشه گویانه و بی و لکسر  
طرح کند و نیز اندوختن از زبان زبان نوای دل آنگاه آید سرانده گوی آن پرده بر دست میزنند  
و این چنین شعر را بر می آید انداختن واسوخت مد زبان مدی زبان باشد که درین محبت زبان یک  
گویند و در ای سخن چشش واسوخت و غاری خنای گفت در نثر خود امکا ندارد و در نظم ذوق دارد  
زبان خار و نام برین پوزش انجام می پذیرد که غالب بی برگ و نثار صد دست و از خواهر بر پیر نقش  
پوزش امید دارد - کپ ۱۰۶ شماره ۲ بنام عشق رحمت الله خان

فرعنگ غالب

## حال و احوال

حال کی جگہ حالات یا احوال کہتا ہے جس میں ہے خصوصاً احوال کو یہ ہے معنی واحد مستقل ہے اور استعمال میں تک پہنچا ہے کہ احوال معنی جمع مستقل نہیں ہوتا جیسے حمد کہتے ہیں حمد کے اہل قادم کو صیغہ واحد قرار دے کر الف نون کے ساتھ اس کی جمع لیتے ہیں۔ صدی گنت ہے۔

حمد ہی ہشتی را عدد رخ بود اعراض از روز خیالی پرس کہ اعراض ہشت است  
جگہ حمد کہ حمدی کہ کہ اس کی جمع حمدیان لگتے ہیں۔ حافظ کہتا ہے۔  
حمدیان رقص کنان ساعز شکر از نون  
یہ نصف مطلع میں حال کی جگہ احوال لکھا ہے۔

جہاں غالب تک گفتار ہے گالی دلی ہنوز سخت سیدی کہی پر سی دعا احوال دار (م: ۳۲۳: ۲۶۱) مطلع  
آخر غزل کو اور فنی کو معترض ہے زیادہ اساتذہ علم کے کلام پر اطلاع ہے وہ آہستہ کیوں لکھا اور  
میں احوال کیوں لکھا صاحب کی ایک غزل جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔  
مر لفظ دارم نیت چون قرعہ رانما

اس غزل میں اسکی نے ایک جگہ احوال لکھا ہے۔ داد کا طالب غالب  
خطوط: رخ: ۵۴۳: خط ۴: تمام قدر بگڑی

خراب و خرابہ | از صم بھائی نقاب تا کہ: یہ اس غزل میں خراب تا کہ (۳۲۳: ۲۶۱) مطلع  
ایک گروہ معترض جہاں کہ گنج کو "خراب" "مکروہ" نہ خراب "میں خیر" کہ یا لب کسی سے کہیں "خرابہ"  
مزید عیدہ خراب "ہے۔ مثل دیوان و دیوانہ و مروج و مروج۔ الحاق ہائے ہونہ سے لغت  
دوسرا نہیں پیدا ہوا۔ بارے صاحب کے دیوان میں ایک مطلع نظر آیا۔

ملکہ دلی نہ تھا دے بیچ باب و دینے یہ گنج ماہ نہ بروی و دینے خراب و دینے  
یہ مطلع لکھ کر معترض صاحبوں کو بھیج دیا کہ غالب کو دوسرے دیکھے جو پوچھتا ہے وہ صاحب سے  
پوچھ لیجئے۔ خطوط: رخ: ۳۴۳: خط ۱۰: تمام خراب غلام خراب خیر

مغان شیوہ و لبران: ایسے مشرق کو جو مغان شیوہ ہیں۔ اور مغرب کی جہاں اور مغرب  
یہ ایک یہ بھی ہے کہ باغی میں منہ لگائے رہتے ہیں۔ لہذا مشرقوں کے  
ہاتھ بھی ملتا جلتے ہیں۔

تعارفات: ۵۸: خط ۴

اشرار آتش زور داشت و نہ دم بود کہ صم بہ افغان شیوہ و لبران سوخت

[دیوان معترض من: ۵: ۱۶: ۱۱: بیگہ]

**نقاب و حجاب ؛ گل و خراب** | نقاب اس شعر میں بمعنی مائل ہے۔ حوالہ کو جو دو شعر کی خصوصیت نہیں۔ دو چیزوں کے بیچ میں جو شے آجاتی ہے۔ اُس سے بعد کہ یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے۔ اُس شے نامرئی کا رخ بنا سبب نقاب مقدم ہے اس پر یہ نظریہ برقرار اور پہنچ ہے۔ ”حجاب“ کا یہاں اوپر ہی بمعنی بے گلی اور تا علم ہوتا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے۔ ”گل“ ”فلک“ ”باب آئینہ“ ”کو کہتے ہیں۔ وہ کرخ آفتاب تک کہاں پہنچے۔ ہاں کو وہ بخار میں آفتاب چھپ جاتا ہے۔ اُس کا استعمال ان دونوں مجاز جائز ہے۔ ”گلخ در دیانہ تاکے“ یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اُس گلخ کے بیکار ہونے کا۔ ”گلخ“ سے غرض یہی توفیق کہ جنگل میں مدد فرما رہے وہ تو یہ جانتا ہے کہ مدد فرما سے نکلے اور صرف ہوا اور لوگ اس کے وجود سے قطع پائیں۔ یہاں ایک اسد قیامت ہے کہ اس شعر میں ”گلخ“ مشتبہ یا اسد روح انسانی مشتبہ ہے۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہیں۔ پس ایک قیامت ہے اگر ایک نمرودہ ستم زندہ قطع حلق روح کا خطر اور مشتاق ہو۔ مثلاً ایک میلادی تجویس سر قنداز شمس کے کہ اقی رہ دن کب اُسے گا کہ میں قید سے نجات پاؤں۔ کب تک سڑک کاٹوں۔ کب تک رنج اٹھاؤں۔

خطوط : خ : ۴۴۴ : خط ۴۴۴ : تام خراج غلام غوث یحجر

**ہم عالم بدون اضافت** | جزو سے از عالم داند ہم عالم ہیشم۔ پھر موعی کہ زبان داز میاں بخیزو [۹: ۱۰۶: ۲۸] خستہ مرا خستہ مرا خستہ ہوا ہے۔ خطا را خستہ را خستہ کہ ”عالم“ معنوی ہے اس کا ربط ”ہم“ کے ساتھ بحسب اجتہاد قلیل مستدع ہے۔ قصار اُس زمانہ میں شاہزادہ کامران دہلی کا رفیق گرد فٹش میں آیا تھا۔ کنایت خاں اُس کا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہنچا اس نے اساتذہ کے پاس سات شعر ایسے پڑھے جس میں ”ہم عالم“ ”و“ ”ہم روز“ ”و“ ”ہم جا“ ”مترجم تھا اسدہ اشعار قاطع برہاں میں مندرج ہیں۔

خطوط : خ : ۵۲۶ : خط ۵۲۶ : نام سرولی عبدالرزاق شاہ

# عروض غزلیات











# کلید فرست بحور و اوزان غزلیات

ترتیب : شماره غزل ، شماره بحر و مثلاً وزن و فرست بحر و مثلاً وزن

۱ : ۵ : الف	۲۶ : ۷ : الف	۱ : ۶ : ب
۲ : ۵ : هـ	۲۷ : ۵ : هـ	۲ : ۷ : الف
۳ : ۵ : م / الف	۲۸ : ۵ : هـ	۳ : ۷ : ب
۴ : ۵ : م / الف	۲۹ : ۳ : الف	۴ : ۳ : الف
۵ : ۵ : هـ	۳۰ : ۵ : ج	۵ : ۳ : الف
۶ : ۵ : هـ	۳۱ : ۵ : ج	۶ : ۷ : الف
۷ : ۵ : ب	۳۲ : ۷ : الف	۷ : ۷ : الف
۸ : ۵ : ج	۳۳ : ۷ : الف	۸ : ۳ : ج
۹ : ۵ : ج	۳۴ : ۲ : ب	۹ : ۳ : ج
۱۰ : ۷ : ج	۳۵ : ۵ : ج	۱۰ : ۳ : ج
۱۱ : ۵ : ج	۳۶ : ۵ : ج	۱۱ : ۵ : ج
۱۲ : ۵ : ج	۳۷ : ۷ : الف	۱۲ : ۵ : ج
۱۳ : ۳ : الف	۳۸ : ۳ : ج	۱۳ : ۷ : الف
۱۴ : ۳ : الف	۳۹ : ۳ : ج	۱۴ : ۷ : الف
۱۵ : ۷ : الف	۴۰ : ۷ : الف	۱۵ : ۵ : الف
۱۶ : ۵ : هـ	۴۱ : ۷ : الف	۱۶ : ۵ : هـ
۱۷ : ۵ : هـ	۴۲ : ۳ : ج	۱۷ : ۵ : هـ
۱۸ : ۷ : ب	۴۳ : ۳ : ج	۱۸ : ۷ : ب
۱۹ : ۳ : الف	۴۴ : ۷ : الف	۱۹ : ۳ : الف
۲۰ : ۵ : ج	۴۵ : ۷ : ب	۲۰ : ۵ : ج
۲۱ : ۷ : الف	۴۶ : ۵ : هـ	۲۱ : ۷ : الف
۲۲ : ۷ : الف	۴۷ : ۷ : الف	۲۲ : ۷ : الف
۲۳ : ۷ : ب	۴۸ : ۶ : ب	۲۳ : ۷ : ب
۲۴ : ۷ : ب	۴۹ : ۵ : ج	۲۴ : ۷ : ب
۲۵ : ۷ : الف	۵۰ : ۵ : ج	۲۵ : ۷ : الف

١٢٥ : ٧' ب	١٠٤ : ٣' ج	٧٧ : ٥' د
١٢٥ : ٥' د	١٠٤ : ٣' ج	٧٧ : ١' ب
١٢٥ : ٥' د	١٠٧ : ٧' ب	٧٨ : ٣' ج
١٢٧ : ٧' ب	١٠٨ : ٧' د	٧٩ : ٥' ج
١٢٨ : ٥' ج	١٠٩ : ٥' ج	٨٠ : ٣' ج
١٢٩ : ٥' ج	١١٠ : ٥' ج	٨١ : ٧' ب
١٣٠ : ٧' ب	١١١ : ٥' د	٨٢ : ٧' ب
١٣١ : ٧' ب	١١٢ : ٥' د	٨٣ : ٥' ج
١٣٢ : ٣' ج	١١٣ : ٧' الف	٨٣ : ٥' د
١٣٣ : ٥' ج	١١٤ : ٧' ب	٨٥ : ٥' د
١٣٣ : ٣' د	١١٥ : ٥' د	٨٦ : ٥' د
١٣٥ : ٧' الف	١١٦ : ٥' ج	٨٧ : ٣' الف
١٣٦ : ٢' الف	١١٧ : ٥' ج	٨٨ : ١' ب
١٣٧ : ٣' الف	١١٨ : ٧' الف	٨٩ : ٥' د
١٣٨ : ٣' الف	١١٩ : ٣' ج	٩٠ : ٥' ج
١٣٩ : ١' الف	١٢٠ : ٣' ج	٩١ : ٥' ج
١٤٠ : ٥' د	١٢١ : ٣' ج	٩٢ : ٣' الف
١٤١ : ٥' د	١٢٢ : ٧' ب	٩٣ : ٧' ب
١٤٢ : ٥' ج	١٢٣ : ٧' ب	٩٤ : ٣' الف
١٤٣ : ٣' ج	١٢٤ : ٥' د	٩٥ : ٣' ج
١٤٣ : ٧' الف	١٢٥ : ٥' د	٩٦ : ٥' ج
١٤٥ : ٧' الف	١٢٦ : ٢' ب	٩٧ : ٣' ج
١٤٦ : ٣' ج	١٢٧ : ٣' د	٩٨ : ١' الف
١٤٧ : ٥' د	١٢٨ : ٥' ج	٩٩ : ٥' د
١٤٨ : ٧' ب	١٢٩ : ٥' ج	١٠٠ : ٥' د
١٤٩ : ٣' ج	١٣٠ : ٣' الف	١٠١ : ٣' ب
١٥٠ : ٧' د	١٣١ : ٧' الف	١٠٢ : ٧' الف
١٥١ : ٣' الف	١٣٢ : ٣' ج	١٠٣ : ٣' ج
١٥٢ : ٧' ب	١٣٣ : ٣' ج	١٠٤ : ٣' د

۷۲۱ : ۷۲۱ الف	۱۹۲ : ۱۹۲ ب	۱۶۴ : ۱۶۴ ب
۷۲۲ : ۷۲۲ ج	۱۹۳ : ۱۹۳ ج	۱۶۴ : ۱۶۴ ج
۷۲۳ : ۷۲۳ د	۱۹۴ : ۱۹۴ د	۱۶۵ : ۱۶۵ د
۷۲۴ : ۷۲۴ هـ	۱۹۵ : ۱۹۵ هـ	۱۶۶ : ۱۶۶ هـ
۷۲۵ : ۷۲۵ و	۱۹۶ : ۱۹۶ و	۱۶۷ : ۱۶۷ و
۷۲۶ : ۷۲۶ ز	۱۹۷ : ۱۹۷ ز	۱۶۸ : ۱۶۸ ز
۷۲۷ : ۷۲۷ ح	۱۹۸ : ۱۹۸ ح	۱۶۹ : ۱۶۹ ح
۷۲۸ : ۷۲۸ ط	۱۹۹ : ۱۹۹ ط	۱۷۰ : ۱۷۰ ط
۷۲۹ : ۷۲۹ ق	۲۰۰ : ۲۰۰ ق	۱۷۱ : ۱۷۱ ق
۷۳۰ : ۷۳۰ ک	۲۰۱ : ۲۰۱ ک	۱۷۲ : ۱۷۲ ک
۷۳۱ : ۷۳۱ گ	۲۰۲ : ۲۰۲ گ	۱۷۳ : ۱۷۳ گ
۷۳۲ : ۷۳۲ ف	۲۰۳ : ۲۰۳ ف	۱۷۴ : ۱۷۴ ف
۷۳۳ : ۷۳۳ ب	۲۰۴ : ۲۰۴ ب	۱۷۵ : ۱۷۵ ب
۷۳۴ : ۷۳۴ ج	۲۰۵ : ۲۰۵ ج	۱۷۶ : ۱۷۶ ج
۷۳۵ : ۷۳۵ د	۲۰۶ : ۲۰۶ د	۱۷۷ : ۱۷۷ د
۷۳۶ : ۷۳۶ هـ	۲۰۷ : ۲۰۷ هـ	۱۷۸ : ۱۷۸ هـ
۷۳۷ : ۷۳۷ و	۲۰۸ : ۲۰۸ و	۱۷۹ : ۱۷۹ و
۷۳۸ : ۷۳۸ ز	۲۰۹ : ۲۰۹ ز	۱۸۰ : ۱۸۰ ز
۷۳۹ : ۷۳۹ ح	۲۱۰ : ۲۱۰ ح	۱۸۱ : ۱۸۱ ح
۷۴۰ : ۷۴۰ ط	۲۱۱ : ۲۱۱ ط	۱۸۲ : ۱۸۲ ط
۷۴۱ : ۷۴۱ ق	۲۱۲ : ۲۱۲ ق	۱۸۳ : ۱۸۳ ق
۷۴۲ : ۷۴۲ ک	۲۱۳ : ۲۱۳ ک	۱۸۴ : ۱۸۴ ک
۷۴۳ : ۷۴۳ گ	۲۱۴ : ۲۱۴ گ	۱۸۵ : ۱۸۵ گ
۷۴۴ : ۷۴۴ ف	۲۱۵ : ۲۱۵ ف	۱۸۶ : ۱۸۶ ف
۷۴۵ : ۷۴۵ ب	۲۱۶ : ۲۱۶ ب	۱۸۷ : ۱۸۷ ب
۷۴۶ : ۷۴۶ ج	۲۱۷ : ۲۱۷ ج	۱۸۸ : ۱۸۸ ج
۷۴۷ : ۷۴۷ د	۲۱۸ : ۲۱۸ د	۱۸۹ : ۱۸۹ د
۷۴۸ : ۷۴۸ هـ	۲۱۹ : ۲۱۹ هـ	۱۹۰ : ۱۹۰ هـ
۷۴۹ : ۷۴۹ و	۲۲۰ : ۲۲۰ و	۱۹۱ : ۱۹۱ و

۳۸ : ۵۱ ب	۲۷۹ : ۵۱ ج	۲۵۰ : ۵۱ ج
۳۹ : ۲۱۳ ج	۲۸۰ : ۵۱ ج	۲۵۱ : ۵۱ ج
۴۰ : ۲۱۰ ج	۲۸۱ : ۱۰ ب	۲۵۲ : ۲۱۳ الف
۴۱ : ۲۱۱ ب	۲۸۲ : ۲۱۲ ب	۲۵۳ : ۲۱۲ ب
۴۲ : ۲۱۲ ج	۲۸۳ : ۲۱۳ ج	۲۵۴ : ۲۱۳ ج
۴۳ : ۲۱۳ ج	۲۸۴ : ۵۱ ج	۲۵۵ : ۲۱۷ ب
۴۴ : ۲۱۴ ج	۲۸۵ : ۵۰ ج	۲۵۶ : ۲۱۷ الف
۴۵ : ۲۱۵ ج	۲۸۶ : ۲۱۵ ج	۲۵۷ : ۲۱۷ ب
۴۶ : ۲۱۶ ج	۲۸۷ : ۲۱۳ ج	۲۵۸ : ۲۱۷ الف
۴۷ : ۲۱۷ ج	۲۸۸ : ۵۱ ج	۲۵۹ : ۲۱۵ ج
۴۸ : ۲۱۸ الف	۲۸۹ : ۲۱۷ الف	۲۶۰ : ۲۱۵ الف
۴۹ : ۲۱۹ ج	۲۹۰ : ۲۱۳ ج	۲۶۱ : ۲۱۵ ب
۵۰ : ۲۲۰ ج	۲۹۱ : ۲۱۳ ج	۲۶۲ : ۲۱۵ ج
۵۱ : ۲۲۱ ج	۲۹۲ : ۲۱۵ ج	۲۶۳ : ۲۱۵ ج
۵۲ : ۲۲۲ ج	۲۹۳ : ۲۱۵ ج	۲۶۴ : ۲۱۵ ج
۵۳ : ۲۲۳ ج	۲۹۴ : ۲۱۷ الف	۲۶۵ : ۲۱۳ الف
۵۴ : ۲۲۴ ب	۲۹۵ : ۲۱۷ ب	۲۶۶ : ۲۱۵ ج
۵۵ : ۲۲۵ ج	۲۹۶ : ۲۱۵ ج	۲۶۷ : ۲۱۳ الف
۵۶ : ۲۲۶ ج	۲۹۷ : ۲۱۷ ب	۲۶۸ : ۲۱۳ الف
۵۷ : ۲۲۷ ج	۲۹۸ : ۲۱۵ ج	۲۶۹ : ۲۱۷ ب
۵۸ : ۲۲۸ الف	۲۹۹ : ۲۱۳ ج	۲۷۰ : ۲۱۷ ب
۵۹ : ۲۲۹ ج	۳۰۰ : ۲۱۲ الف	۲۷۱ : ۲۱۷ ب
۶۰ : ۲۳۰ ج	۳۰۱ : ۲۱۳ ج	۲۷۲ : ۲۱۳ الف
۶۱ : ۲۳۱ ب	۳۰۲ : ۲۱۳ الف	۲۷۳ : ۲۱۲ ب
۶۲ : ۲۳۲ ج	۳۰۳ : ۲۱۳ ج	۲۷۴ : ۲۱۵ ج
۶۳ : ۲۳۳ ج	۳۰۴ : ۲۱۳ ج	۲۷۵ : ۲۱۷ الف
۶۴ : ۲۳۴ ج	۳۰۵ : ۲۱۷ ب	۲۷۶ : ۲۱۲ ب
	۳۰۶ : ۲۱۵ ج	۲۷۷ : ۲۱۷ ب
		۲۷۸ : ۲۱۷ الف

# جمع ابیات



شماره سفر	شماره منزل	شماره ایلات	شماره سفر	شماره منزل	شماره ایلات
۴	۱	۱۱	۲۱	۲۹	۷
۳	۲	۱۲	۲۲	۳۰	۱۰
۳	۳	۱۳	۲۲	۳۱	۱۰
۴	۴	۱۱	۲۲	۳۲	۱۷
۵	۵	۱۲	۲۳	۳۲	۱۰
۶	۶	۱۵	۲۵	۳۳	۹
۷	۷	۱۴	۲۵	۳۵	۱۲
۷	۸	۷	۲۶	۳۶	۱۳
۸	۹	۱۰	۲۷	۳۷	۱۰
۸	۱۰	۱۰	۲۷	۳۸	۱۱
۹	۱۱	۱۰	۲۸	۳۹	۱۲
۱۰	۱۲	۱۳	۲۹	۴۰	۱۰
۱۱	۱۳	۹	۲۹	۴۱	۱۱
۱۱	۱۴	۱۰	۳۱	۴۲	۱۰
۱۲	۱۵	۱۲	۳۲	۴۳	۱۰
۱۳	۱۶	۱۲	۳۲	۴۴	۹
۱۳	۱۷	۱۱	۳۳	۴۵	۹
۱۴	۱۸	۹	۳۴	۴۶	۱۰
۱۵	۱۹	۱۰	۳۵	۴۷	۱۴
۱۵	۲۰	۹	۳۶	۴۸	۱۲
۱۶	۲۱	۱۲	۳۶	۴۹	۱۰
۱۷	۲۲	۱۰	۳۷	۵۰	۱۰
۱۷	۲۳	۹	۳۸	۵۱	۱۰
۱۸	۲۴	۱۲	۳۸	۵۲	۱۳
۱۹	۲۵	۱۰	۳۹	۵۳	۱۱
۱۹	۲۶	۱۳	۴۰	۵۴	۱۱
۲۰	۲۷	۹	۴۰	۵۵	۹
۲۱	۲۸	۱۰	۴۱	۵۶	۱۰

شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات
۴۱	۵۷	۱۰	۵۹	۸۵	۱۰
۴۲	۵۸	۱۰	۶۰	۸۶	۱۲
۴۲	۵۹	۱۰	۶۱	۸۷	۱۲
۴۳	۶۰	۱۲	۶۱	۸۸	۱۱
۴۴	۶۱	۱۰	۶۲	۸۹	۱۰
۴۴	۶۲	۱۰	۶۳	۹۰	۱۰
۴۵	۶۳	۱۰	۶۵	۹۱	۱۱
۴۶	۶۴	۱۰	۶۶	۹۲	۱۰
۴۶	۶۵	۱۰	۶۷	۹۳	۱۰
۴۷	۶۶	۱۰	۶۸	۹۴	۱۰
۴۸	۶۷	۱۰	۶۹	۹۵	۱۰
۴۸	۶۸	۱۰	۷۰	۹۶	۱۲
۴۹	۶۹	۱۰	۷۱	۹۷	۱۰
۵۰	۷۱	۱۵	۷۲	۹۸	۱۲
۵۱	۷۲	۱۰	۷۳	۹۹	۱۰
۵۲	۷۳	۱۱	۷۴	۱۰۰	۱۳
۵۲	۷۴	۱۱	۷۵	۱۰۱	۱۰
۵۳	۷۵	۱۰	۷۶	۱۰۲	۱۵
۵۳	۷۶	۱۲	۷۷	۱۰۳	۹
۵۵	۷۷	۱۲	۷۸	۱۰۴	۱۰
۵۶	۷۸	۱۱	۷۹	۱۰۵	۱۱
۵۶	۷۹	۱۰	۸۰	۱۰۶	۱۰
۵۸	۸۰	۱۰	۸۱	۱۰۷	۱۰
۵۸	۸۱	۴	۸۲	۱۰۸	۱۱
۵۸	۸۲	۱۲	۸۳	۱۰۹	۱۰
۵۹	۸۳	۱۰	۸۴	۱۱۰	۱۰

شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات
۸۲	۱۱۳	۱۰	۱۰۲	۱۳۱	۱۲
۸۳	۱۱۴	۱۰	۱۰۳	۱۳۲	۱۰
۸۴	۱۱۵	۱۰	۱۰۴	۱۳۳	۱۰
۸۵	۱۱۶	۹	۱۰۵	۱۳۴	۱۰
۸۶	۱۱۷	۱۰	۱۰۶	۱۳۵	۱۲
۸۷	۱۱۸	۱۳	۱۰۷	۱۳۶	۱۱
۸۸	۱۱۹	۱۰	۱۰۸	۱۳۷	۱۰
۸۹	۱۲۰	۱۰	۱۰۹	۱۳۸	۹
۹۰	۱۲۱	۱۲	۱۱۰	۱۳۹	۱۰
۹۱	۱۲۲	۱۰	۱۱۱	۱۴۰	۱۲
۹۲	۱۲۳	۱۲	۱۱۲	۱۴۱	۱۱
۹۳	۱۲۴	۱۲	۱۱۳	۱۴۲	۱۰
۹۴	۱۲۵	۱۲	۱۱۴	۱۴۳	۱۰
۹۵	۱۲۶	۱۲	۱۱۵	۱۴۴	۱۱
۹۶	۱۲۷	۱۲	۱۱۶	۱۴۵	۱۲
۹۷	۱۲۸	۱۳	۱۱۷	۱۴۶	۱۱
۹۸	۱۲۹	۱۱	۱۱۸	۱۴۷	۹
۹۹	۱۳۰	۱۰	۱۱۹	۱۴۸	۱۰
۱۰۰	۱۳۱	۱۲	۱۲۰	۱۴۹	۱۲
۱۰۱	۱۳۲	۱۳	۱۲۱	۱۵۰	۱۲
۱۰۲	۱۳۳	۱۲	۱۲۲	۱۵۱	۱۳
۱۰۳	۱۳۴	۱۲	۱۲۳	۱۵۲	۱۲
۱۰۴	۱۳۵	۱۲	۱۲۴	۱۵۳	۱۲
۱۰۵	۱۳۶	۱۲	۱۲۵	۱۵۴	۱۰
۱۰۶	۱۳۷	۱۰	۱۲۶	۱۵۵	۱۰
۱۰۷	۱۳۸	۱۰	۱۲۷	۱۵۶	۱۰
۱۰۸	۱۳۹	۱۰	۱۲۸	۱۵۷	۹
۱۰۹	۱۴۰	۱۲	۱۲۹	۱۵۸	۱۰

شماره صفحہ	شماره قزل	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره قزل	تعداد ابیات
۱۴۳	۱۷۹	۱۴	۱۵۰	۱۹۶	۱۲
۱۴۴	۱۸۰	۲۰	۱۵۱	۱۹۷	۱۰
۱۴۵	۱۸۱	۱۰	۱۵۲	۱۹۹	۱۰
۱۴۶	۱۸۲	۱۰	۱۵۳	۲۰۰	۱۱
۱۴۷	۱۸۳	۹	۱۵۴	۲۰۱	۱۳
۱۴۸	۱۸۴	۱۰	۱۵۵	۲۰۲	۱۰
۱۴۹	۱۸۵	۱۵	۱۵۶	۲۰۳	۱۰
۱۵۰	۱۸۶	۱۲	۱۵۷	۲۰۴	۹
۱۵۱	۱۸۷	۱۱	۱۵۸	۲۰۵	۱۴
۱۵۲	۱۸۸	۱۱	۱۵۹	۲۰۶	۹
۱۵۳	۱۸۹	۱۰	۱۶۰	۲۰۷	۱۰
۱۵۴	۱۹۰	۱۰	۱۶۱	۲۰۸	۱۰
۱۵۵	۱۹۱	۱۰	۱۶۲	۲۰۹	۱۲
۱۵۶	۱۹۲	۱۰	۱۶۳	۲۱۰	۱۱
۱۵۷	۱۹۳	۱۰	۱۶۴	۲۱۱	۱۰
۱۵۸	۱۹۴	۹	۱۶۵	۲۱۲	۱۴
۱۵۹	۱۹۵	۱۰	۱۶۶	۲۱۳	۱۴
۱۶۰	۱۹۶	۱۰	۱۶۷	۲۱۴	۱۵
۱۶۱	۱۹۷	۹	۱۶۸	۲۱۵	۱۰
۱۶۲	۱۹۸	۱۰	۱۶۹	۲۱۶	۱۲
۱۶۳	۱۹۹	۱۰	۱۷۰	۲۱۷	۱۲
۱۶۴	۲۰۰	۱۰	۱۷۱	۲۱۸	۱۰
۱۶۵	۲۰۱	۱۰	۱۷۲	۲۱۹	۱۰
۱۶۶	۲۰۲	۱۰	۱۷۳	۲۲۰	۱۵
۱۶۷	۲۰۳	۱۰	۱۷۴	۲۲۱	۱۰
۱۶۸	۲۰۴	۱۰	۱۷۵	۲۲۲	۱۰
۱۶۹	۲۰۵	۱۰	۱۷۶	۲۲۳	۱۰
۱۷۰	۲۰۶	۹	۱۷۷	۲۲۴	۱۴

شماره سفر	شماره منزل	تعداد ایات	شماره سفر	شماره منزل	تعداد ایات
۱۶۹	۲۲۵	۱۰	۱۹۲	۲۵۲	۱۰
۱۷۰	۲۲۶	۱۰	۱۹۳	۲۵۴	۱۳
۱۷۱	۲۲۷	۱۵	۱۹۴	۲۵۵	۹
۱۷۲	۲۲۸	۱۱	۱۹۵	۲۵۶	۱۰
۱۷۳	۲۲۹	۱۲	۱۹۶	۲۵۷	۱۰
۱۷۴	۲۳۰	۱۵	۱۹۷	۲۵۸	۱۱
۱۷۵	۲۳۱	۱۰	۱۹۸	۲۵۹	۱۲
۱۷۶	۲۳۲	۱۳	۱۹۹	۲۶۰	۱۱
۱۷۷	۲۳۳	۹	۲۰۰	۲۶۱	۱۰
۱۷۸	۲۳۴	۱۱	۲۰۱	۲۶۲	۱۰
۱۷۹	۲۳۵	۱۱	۲۰۲	۲۶۳	۱۰
۱۸۰	۲۳۶	۱۵	۲۰۳	۲۶۴	۱۱
۱۸۱	۲۳۷	۱۱	۲۰۴	۲۶۵	۱۰
۱۸۲	۲۳۸	۱۱	۲۰۵	۲۶۶	۱۰
۱۸۳	۲۳۹	۹	۲۰۶	۲۶۷	۱۰
۱۸۴	۲۴۰	۱۲	۲۰۷	۲۶۸	۱۰
۱۸۵	۲۴۱	۱۱	۲۰۸	۲۶۹	۱۰
۱۸۶	۲۴۲	۱۰	۲۰۹	۲۷۰	۱۰
۱۸۷	۲۴۳	۱۲	۲۱۰	۲۷۱	۱۰
۱۸۸	۲۴۴	۱۲	۲۱۱	۲۷۲	۱۰
۱۸۹	۲۴۵	۹	۲۱۲	۲۷۳	۱۱
۱۹۰	۲۴۶	۱۱	۲۱۳	۲۷۴	۱۰
۱۹۱	۲۴۷	۱۲	۲۱۴	۲۷۵	۱۵
۱۹۲	۲۴۸	۱۰	۲۱۵	۲۷۶	۹
۱۹۳	۲۴۹	۱۰	۲۱۶	۲۷۷	۱۱
۱۹۴	۲۵۰	۱۰	۲۱۷	۲۷۸	۱۰
۱۹۵	۲۵۱	۱۰	۲۱۸	۲۷۹	۱۳
۱۹۶	۲۵۲	۱۲	۲۱۹	۲۸۰	۱۰

شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات
۲۱۹	۲۸۱	۹	۲۴۴	۳۱۰	۹
۲۱۹	۲۸۲	۱۲	۲۴۵	۳۱۱	۱
۲۲۰	۲۸۳	۱۰	۲۴۵	۳۱۲	۵
۲۲۱	۲۸۴	۱۰	۲۴۶	۳۱۳	۱۱
۲۲۲	۲۸۵	۱۲	۲۴۷	۳۱۴	۱
۲۲۲	۲۸۶	۱۰	۲۴۷	۳۱۵	۱۰
۲۲۳	۲۸۷	۱۷	۲۴۸	۳۱۶	۱۵
۲۲۴	۲۸۸	۱۱	۲۴۸	۳۱۷	۱۰
۲۲۵	۲۸۹	۱۱	۲۴۹	۳۱۸	۹
۲۲۶	۲۹۰	۱۰	۲۵۰	۳۱۹	۱۵
۲۲۶	۲۹۱	۱۱	۲۵۱	۳۲۰	۱۰
۲۲۷	۲۹۲	۹	۲۵۱	۳۲۱	۱۳
۲۲۸	۲۹۳	۹	۲۵۲	۳۲۲	۱
۲۲۸	۲۹۴	۱۰	۲۵۲	۳۲۳	۱۰
۲۲۹	۲۹۵	۹	۲۵۳	۳۲۴	۹
۲۳۰	۲۹۶	۱۲	۲۵۳	۳۲۵	۵
۲۳۰	۲۹۷	۱۰	۲۵۴	۳۲۶	۴
۲۳۱	۲۹۸	۱۱	۲۵۴	۳۲۷	۱۰
۲۳۱	۲۹۹	۱۰	۲۵۸	۳۲۸	۹
۲۳۲	۳۰۰	۱۱	۲۵۹	۳۲۹	۱۳
۲۳۲	۳۰۱	۱۰	۲۵۹	۳۳۰	۹
۲۳۳	۳۰۲	۱۱	۲۶۰	۳۳۱	۱۰
۲۳۵	۳۰۳	۱	۲۶۰	۳۳۲	۱۱
۲۳۵	۳۰۴	۱۰	۲۶۱	۳۳۳	۷
۲۳۶	۳۰۵	۱۰	۲۶۲	۳۳۴	۷
۲۳۶	۳۰۶	۱۲	مجموع ابیات غزلیات: ۳۶۱		
۲۳۷	۳۰۷	۱۷	غزلیات ۲۶۵		
۲۳۸	۳۰۸	۱۳	مجموع کل ابیات = ۶۲۶		
۲۳۹	۳۰۹	۱۲			

انشخاص و اماکن عزلیات





حافظ  
 حزیق، [شیخ علی] ۳۸ : ۵۱ : ۷ : ۶۴ : ۹۰ : ۹ : ۱۲۳ : ۱۶۹ : منقطع  
 (بزرگ : شیخ علی)

حسرتی (نواب مصطفی خان شیخ) ۲۵ : ۳۴ : منقطع : ۲۱۲ : ۲۷۶ : منقطع : ۲۲۵ : ۳۰۴ : ۹ :  
 (بزرگ : شیخه : مصطفی خان)

حسین  
 حضرت علی (مراد از نواب محمد یوسف علی خان، نواب دامپور) ۲۶۰ : ۳۳۱ : ۳ : منقطع  
 ۸ : ۱۵۱ : ۱۹

حلاج  
 حیدر ۶۲ : ۸۹ : ۲ :  
 ۱۵۴ : ۲۰۱ : ۱۲ : ۱۵۴ : ۲۳ : منقطع : ۱۶۶ : ۲۲۰ : ۱۴ :

حاکمان اعظم  
 خانجوان خان ۲۳۶ : ۳۰۶ : ۱۱ :  
 ۲۵۷ : ۳۲۶ : ۱۱ : (بزرگ : بخشش الدوله)

خضر  
 ۱۲۲ : ۱۳۷ : ۴ : ۱۴۰ : ۸ : ۹ : ۶ : ۷ : ۴۳ : ۴۵ : ۴ :  
 ۱۲۲ : ۱۳۷ : ۴ : ۱۳۴ : ۱۳۸ : ۶ : ۱۲۲ : ۱۷۷ : ۴ : ۱۳۴ : ۱۹۳ : ۱۴۱ :

۱۵۵ : ۲۰۵ : منقطع : ۱۷۷ : ۲۲۵ : ۱۱ : ۲۲۲ : ۲۸۰ : منقطع : ۲۲۹ : ۳۰۹ : ۴ :  
 ۲۵۷ : ۳۲۷ : ۹ : ۳۲۰ : ۳۲۲ :

خسرو (پدین)  
 خلیل (حضرت ابابکر) ۵۷ : ۸۱ : ۴ : ۱۵۰ : ۱۹۷ : منقطع : ۱۵۶ : ۲۲۰ : ۵ :

دارا  
 ۱۳۰ : ۱۷۸ : ۵ : ۲۲۶ : ۲۹۰ : منقطع  
 ۲۳۸ : ۳۰۸ : ۱۲ :

داؤد  
 رستم ۱۳۰ : ۱۷۸ : ۵ : ۱۹۵ : ۲۵۶ : ۲ :  
 ۱۱۳ : ۱۵۵ : ۷ : ۱۳۶ : ۱۸۳ : ۹ :

رضوان  
 روح الامیر ۴۳ : ۲۷۸ : ۹ :  
 ۷ : ۷ : منقطع : ۵۰ : ۷۱ : ۴ : ۹۴ : ۱۴۰ : ۹ :

زودشت  
 ۱۹۹ : ۲۶۱ : ۳ :  
 ۶ : ۴ : ۶ : ۳۷ : ۶۶ : ۶ : ۱۲۹ : ۱۷۷ : ۳ : ۲۲۳ : ۲۸۸ : ۵ :

زین  
 ۲۲۶ : ۲۹۰ : ۷ :  
 ۱۹۶ : ۲۵۹ : ۵ :

سامری  
 سراج الدین احمد (مولی -) ۱۵ : ۱۹ : منقطع  
 ۲۴۷ : ۳۱۵ : منقطع



۹۳ : ۱۲۸ : ۳ : ۹۲ : ۱۳۰ : متعلق : ۱۱۹ : ۱۱۶ : ۱۲۹ : ۱۲۷ : ۱۳۱ :

۲۰۹ : ۲۶۶ : ۳ : ۲۰۳ : ۲۰۸ : ۲۰۶ :

۱۵۷ : ۱۹۳ : ۹ :

رک : ۷ : ۱۱۱ : ۱۱۲ :

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۹ :

۱۸۳ : ۱۸۳ : ۳ :

۷ : ۱۹۸ : ۱۵۱ :

۷۳ : ۱۰۰ : متعلق :

۱۰۰ : ۱۳۷ : متعلق :

۱۵۰ : ۱۹۷ : متعلق :

۱۵۱ : ۷۳ : ۵۵ : ۹۸ : ۱۳۵ : ۷ : ۲۰۱ : ۲۶۶ : ۳ : ۲۹۲ : ۲۹۲ :

۱۰۰ : ۱۳۳ : ۷ :

۱۱۰ : ۱۵۲ : ۲۰۳ : ۲۰۸ : ۲۰۶ :

۵ : ۳۲۳ : ۲۵۶ :

۵ : ۲۳۰ : ۱۲۶ : ۱۰۰ : ۱۵۱ : ۱۰۹ : ۱۰۰ : ۱۱۱ : ۱۱۲ :

۲۲۶ : ۲۱۳ : متعلق :

۲۶۶ : ۹۲ : ۶ : ۹۱ : ۱۱۱ : ۷ : ۱۲۲ : ۲۱۵ : ۲ :

۳۶ : ۲۵۱ : ۳ : ۵۷ : ۸۱ : ۳ :

۵۱ : ۷۲ : ۵ : ۸۵ : ۱۱۷ : ۸ : ۱۳۳ : ۱۱۹ : ۱۲۹ : ۱۲۷ : ۱۳۱ :

۱۹۰ : ۲۵۱ : ۵ : ۱۹۸ : ۲۶۱ : متعلق : ۲۶۲ : ۲۹۰ : ۳ :

۱۰۵ : ۱۳۵ : ۱۰۰ : ۱۱۹ : ۱۶۳ : ۳ : ۱۳۳ : ۱۹۰ : ۲ :

۱۵۲ : ۲۰۰ : ۱۰۰ : ۱۹۸ : ۲۰۰ : متعلق : ۲۶۲ : ۲۹۰ : ۳ :

۱۳ : ۲۲۳ : ۲۵۷ :

۲۶۳ : ۳۱۰ : متعلق : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : متعلق :

۲۵۰ : ۳۱۹ : ۹ :

۲۱۳ : ۲۷۸ : ۹ : ۲۲۶ : ۱۹۱ : ۱۰ :

۲۰۶ : ۷ : ۱۵ : ۲۰ : ۲۰ : ۵۷ : ۹۱ : ۸ : ۱۳۶ : ۱۹۳ : ۳ :

۳۰ : ۲۶۴ : ۳ :

۱۰۰ : ۱۳۶ : متعلق : ۱۱۱ : ۱۱۲ : ۱۱۱ : ۱۱۲ :

فریدون

فریزر

فرعون

فتانی [- پیرانی]

قللاطون [- اغلاطون]

قیضی [- رابانیضی - فیاضی]

قارمک

قیس

قیس

کاؤس

کسرئی

کلب علی خاں [- نواب - نواب امپور]

کلیم [- حضرت موسیٰ - الله]

کلیم [- کاشانی]

کورن

کورسپ

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

کین

مکانی بیاد [سردی ۴-] : ۱۷۸ : ۱۳۰ : منقطع

۱۷ : ۳۳ : ۳۰ : ۶۰ : ۹۳ : ۱۰۹ : ۱۳۰ : ۱۳۶ : ۱۸۳ : ۱۷۰

۱۵۳ : ۲۰۱ : ۲۱۳ : ۲۷۷ : ۳۰۳

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۱۹۲ : ۱۵۲ : ۳۰۰ : ۳۰۰ : ۳۵۹ : ۳۲۹ : ۳۰۳

۳۲۲ : ۳۲۲

تغیری [۱- نیشاوردی] : ۱۶۲ : ۱۱۰ : منقطع : ۱۱۶ : ۱۶۰ : منقطع : ۱۶۹ : ۱۶۳ : منقطع :

۱۳۲ : ۱۸۳ : منقطع : ۱۸۸ : ۱۳۱ : منقطع : ۱۹۷ : ۱۵۰ : منقطع : ۱۹۹ : ۱۳۸ : منقطع

۲۱۳ : ۲۷۹ : منقطع : ۲۲۰ : ۲۹۷ : منقطع

۸۰ : ۱۰۹ : ۹۰

۶۲ : ۳۰ : ۳۰

ختر [نوب نیا، الهی - نیشاوردی] : ۲۲۵ : ۳۰۴ : ۹۰

۱۳۶ : ۱۹۳ : منقطع

۱۵۲ : ۲۰۰ : ۹۰ : ۲۷۸ : ۲۱۳

۱۵۱ : ۱۹۸ : ۵۰

۱۰۹ : ۱۵۱ : ۱۰۰

۱۲۹ : ۱۷۷ : ۳۰

۹۷ : ۱۳۳ : ۵۰ : ۱۰۱ : ۲۱۳ : منقطع : ۲۲۸ : ۲۹۳ : منقطع :

۲۳۶ : ۲۰۶ : ۷۰ : ۲۵۶ : ۳۲۲ : ۵۰ : ۲۵۹ : ۳۲۸ : ۸۰

## اماکن غزلیات

۲۰۵ : ۱۷۱ : ۲۲۷ : منقطع : ۲۰۳ : ۲۵۸ : منقطع

۱۵۲ : ۲۰۰ : ۹۰

۵۲ : ۷۳ : ۶۰ : ۱۰۳ : ۱۴۱ : منقطع

۵۵ : ۷۸ : ۹۰ : ۹۳ : ۱۲۸ : منقطع

۵۵ : ۷۸ : ۵۰

۷۷ : ۱۰۵ : ۸۰

۸۰ : ۲۶۸ : منقطع

۵۵ : ۷۸ : ۹۰

۲۵۷ : ۲۲۶ : ۱۰۰

اصفهان

بابل

شکار

نقدار

بسطام

پارس

تبریز

مشاور

چادرد



آزادہ، مفتی صدر الدین کشمیری دہلوی وفات واصل ہر جمعہ الاول ۱۲۸۵ھ و جون ۱۸۶۸ء بمجرعہ سال  
تاسیس (جیس) و دولت دار احمد کرج و انگلستان ۲۰ مئی ۱۸۰۲ء و بیگز ڈی حکومت ہند، کلکتہ، ۱۲۳۰ تا ۱۸۴۰ء  
پیشاگرہ ۱۸۳۰ء و واپس انگلستان ۱۸۳۹ء و واپس بہ آگرہ ۱۸۴۰ء و بیگز ڈی کا ام ۱۸۴۰ء و امیر ہندو آف  
ہندو ۱۸۴۰ء و واپس بیگز ڈی حکومت ہند ۱۸۴۲ء ایلیفینٹ گارڈ صاحبہ شمال مغربی ۱۲۸۱ء و کبر ۱۸۴۲ء  
توفات و وفات بریلی ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۳ء۔

جیمس تاسمن، رکن تاسمن

حسرتی فراب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ، و۔۔۔ وفات، دہلی ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۶ء، ایشامت و ترکہ کشی  
بے خان ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۷ء و اسر جانی دواگی ازلی، ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۵۴ھ و واپس دہلی ۲۳ ذی الحجہ  
۱۲۵۶ھ و فروری ۱۸۳۱ء و وفات دہلی ریچا شانی ۱۲۸۶ھ/ جولائی ۱۸۶۹ء۔

خانبھال خان، رکن غنیمت اللہ

سراج الدین احمد، مولوی، رکن خانب کے خاص خاص دوستوں میں تھے (حدود صفحہ ۱۶۶)  
جب ہمیں کہ لاچر کے باشندے ہوں (تفرقات صفحہ ۳۵ و صفحہ ۸) جدا کر کے ہر منشی و فرکے فارسی  
یا خلیل الدین خانی بدوئی سے رشتہ دار کی ہوتی بھی دودا دنیا میں جنیں (تفرقات صفحہ ۳۵ و ۳۶)  
۲۶ حدود صفحہ ۳۹۲ میں وقت غالب گزرتے ہیں یہ ایمان و فرنگوں سے تھے (صفحہ ۳۲) اس کے بعد  
ایک تپان زندہ بچا تھے کہ یہ زینت بخش پیش کاہ صدیات ہو گئے تھے (صفحہ ۳۲) جانب فر فرنگی کہ  
کدیا کے سلسلے میں قائم گزرتے تھے و غالب صفحہ ۱۱۵، بیچ جنیں عمل دینا کی ترتیب ان کی تحریک سے ہوا  
اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے۔ دیوان فارسی میں بھی انہیں یاد کیا ہے:

سراج الدین احمد چارہ جز تسلیم نیست

دینہ غالب کی گزند ذوق غزل خوانی ما

مخلوق کی انسانی شکل ہے۔ دیوانہ و جبریں صریح آخری کچھ تغیر کیا ہے۔ اے کے نام کے، ہندو  
میں دوام تفرقات میں ہیں ان سے کیا وہ دونوں میں شریک ہیں غالب نے اوائل ۱۸۵۹ء میں بدخو  
کا ایک سفر انہیں ملوایا تھا ایک خانیہ جو رضوانہ ۱۲۷۰ھ کے کچے جدا کیا ہوا ہے ان کے نام  
کے ساتھ رحمت اللہ علیہ لکھا ہے۔ (حدود صفحہ ۱۶۶) نہ اکثر غالب (صفحہ ۵۷)۔

ان کے وطن کے بارے میں جناب تاسنی عیدامو صاحب نے غزلہ بالا بیان کیے تھے میں اشترا  
کیا ہے بعض خطوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کھٹو مسکن تھا (صفحہ ۶۲)۔

مقابلے کے لئے باغ و دودن میں جو ہر کے نام کے پہلے دو خط بھی دیکھیں جی میں سراج الدین  
احمد اکبر آبادی کا ذکر ہے (باغ و دودن صفحہ ۱۱۵ تحقیق نادر صفحہ ۳-۸)۔

شیفتہ، رکن، حسرتی۔

طلسم معنی

م

۳	:	۱۲۳	:	۱۱۹
۳	:	۱۲۵	:	۱۲۰
۸	:	۱۲۵	:	۱۲۰
۸	:	۱۲۷	:	۱۱۹
۹	:	۱۲۸	:	۱۲۰
۷	:	۱۲۹	:	۱۲۲
۵	:	۱۳۵	:	۱۳۸
۴	:	۱۹۰	:	۱۳۴
۲	:	۱۹۲	:	۱۳۵
مطلع	:	۲۰۱	:	۱۵۳
۷	:	۲۰۳	:	۱۵۴
۳	:	۲۱۶	:	۱۶۳
مطلع	:	۲۱۷	:	۱۶۳
۸	:	۲۲۱	:	۱۶۷
۵	:	۲۲۹	:	۱۶۴
۷	:	۲۳۱	:	۱۶۴
۳	:	۲۳۲	:	۱۸۴
۱۳	:	۲۳۲	:	۱۸۴
مطلع	:	۲۳۸	:	۱۸۷
۳	:	۲۴۹	:	۱۸۹
مطلع	:	۲۵۱	:	۱۹۰
۱۲	:	۲۵۴	:	۱۹۲
۶	:	۲۹۳	:	۲۳۸
۱۲	:	۲۹۹	:	۲۴۱
۱۴	:	۲۹۹	:	۲۴۱
مطلع	:	۳۰۴	:	۲۴۵
مطلع	:	۳۰۷	:	۲۴۷
۲	:	۳۰۷	:	۲۴۷
۲	:	۳۱۱	:	۲۴۵

۵	:	۱	:	۲
۵	:	۲	:	۳
۲	:	۹	:	۸
۳	:	۱۸	:	۱۴
۲	:	۲۴	:	۱۸
۵	:	۳۰	:	۲۲
۳	:	۳۲	:	۲۳
۸	:	۳۹	:	۲۸
۲	:	۵۶	:	۴۱
۳	:	۷۲	:	۵۱
۹	:	۷۹	:	۵۷
۵	:	۸۲	:	۵۸
۷	:	۹۳	:	۶۷
۸	:	۹۵	:	۶۹
۶	:	۹۹	:	۷۴
۲	:	۱۰۹	:	۸۰
۴	:	۱۰۹	:	۸۰
۷	:	۱۰۹	:	۸۰
۴	:	۱۱۲	:	۸۲
۳	:	۱۱۴	:	۸۳
۴	:	۱۱۸	:	۸۶
مطلع	:	۱۱۸	:	۸۶
۶	:	۱۲۱	:	۸۸
۳	:	۱۲۰	:	۹۴
۳	:	۱۵۰	:	۱۰۹
۲	:	۱۵۱	:	۱۰۹
۳	:	۱۵۷	:	۱۱۴

میرت

مطلع	:	۱۹	:	۱۵
۴	:	۲۱	:	۱۶
۵	:	۲۳	:	۱۷
۴	:	۲۴	:	۱۸
مطلع	:	۲۴	:	۲۲
۲	:	۵۸	:	۳۲
۲	:	۹۴	:	۶۸
۵	:	۱۴۱	:	۸۸
مطلع	:	۲۱۵	:	۱۴۲
مطلع	:	۲۳۰	:	۱۷۸
۲	:	۲۵۰	:	۱۹۰
۵	:	۲۵۰	:	۱۹۰
مطلع	:	۲۵۶	:	۱۹۵
۸	:	۲۵۶	:	۱۹۵

دشنة

۹	:	۳۹	:	۳۶
۶	:	۷۷	:	۵۴
۶	:	۱۰۸	:	۷۹
۲	:	۱۲۳	:	۹۹
۷	:	۱۲۸	:	۹۳
۱۰	:	۱۲۹	:	۹۴
۷	:	۱۵۰	:	۱۰۸
۳	:	۱۶۸	:	۱۲۳
۵	:	۱۸۲	:	۱۳۷
۲	:	۲۵۶	:	۱۹۵
مطلع	:	۲۹۰	:	۲۲۶



۲ : ۳۱۹ : ۲۵۰

تاز

۸ : ۳ : ۳

۱۱ : ۲ : ۳

۸ : ۳ : ۳

۲ : ۲ : ۲

۸ : ۲ : ۲

مطلع : ۷ : ۷

۹ : ۷ : ۷

۵ : ۱۳ : ۱۱

۸ : ۱۴ : ۱۱

۸ : ۱۷ : ۱۳

۲ : ۲۳ : ۱۷

۲ : ۲۲ : ۱۹

۷ : ۲۲ : ۱۹

۸ : ۲۲ : ۱۹

۹ : ۲۸ : ۲۱

۳ : ۳۰ : ۲۲

مطلع : ۳۰ : ۲۲

۷ : ۳۱ : ۲۷

۳ : ۳۳ : ۲۲

۸ : ۳۵ : ۲۵

مطلع : ۳۷ : ۲۷

۷ : ۳۷ : ۲۷

۲ : ۳۹ : ۲۸

۸ : ۳۹ : ۲۸

۲ : ۴۰ : ۲۹

۳ : ۴۲ : ۳۲

۲ : ۱۹۷ : ۱۲۲

۸ : ۱۷۷ : ۱۲۹

۵ : ۲۱۳ : ۱۲۱

۲ : ۲۱۳ : ۱۲۱

عزیز

۱۱ : ۷ : ۷

۳ : ۵۱ : ۳۸

۲ : ۵۷ : ۳۱

۲ : ۱۵۱ : ۱۰۹

۵ : ۱۲۳ : ۱۱۹

۷ : ۱۲۷ : ۱۲۲

۷ : ۱۸۴ : ۱۳۷

۳ : ۲۰۲ : ۱۵۳

۹ : ۲۳۱ : ۱۸۱

مطلع : ۲۵ : ۱۹۰

۵ : ۲۵۳ : ۱۹۲

۹ : ۲۶۲ : ۱۹۹

۷ : ۲۶۸ : ۲۰۳

۲ : ۲۶۷ : ۲۱۳

۲ : ۲۶۷ : ۲۱۳

۳ : ۳۰۶ : ۲۳۲

۹ : ۳۰۷ : ۲۳۷

۵ : ۳۲۱ : ۲۵۱

منظر

۱۰ : ۹۲ : ۷۰

۲ : ۳۰۱ : ۱۵۲

۲ : ۲۱۹ : ۱۲۵

۹ : ۲۹۱ : ۲۲۲

مطلع : ۳۱۵ : ۲۴۷

شوخ شترخی

۱۲ : ۷۲ : ۱۹

مطلع : ۲۸ : ۲۱

۹ : ۳۰ : ۲۷

۷ : ۳۲ : ۲۳

۷ : ۵۳ : ۳۹

۲ : ۲۳ : ۳۵

۹ : ۲۲ : ۳۷

۳ : ۱۰۱ : ۷۴

۷ : ۱۰۱ : ۷۴

۲ : ۱۲۵ : ۹۱

مطلع : ۱۲۲ : ۹۱

مطلع : ۱۵۲ : ۱۱۰

۳ : ۱۵۲ : ۱۱۳

۲ : ۱۷۱ : ۱۱۷

۲ : ۱۷۵ : ۱۲۸

۸ : ۲۶۲ : ۲۰۰

عشرت

۸ : ۳ : ۳

۵ : ۱۰۲ : ۷۵

۲ : ۱۱۲ : ۸۲

۳ : ۱۲۸ : ۹۳

۸ : ۱۳۰ : ۹۴

۵ : ۱۴۵ : ۹۸

۵ : ۱۶۲ : ۱۲۱

مطلع : ۱۷۲ : ۱۲۷	۷ : ۱۰۷ : ۷۹	۷ : ۱۰۷ : ۷۹
۴ : ۱۷۲ : ۱۲۹	مطلع : ۱۰۹ : ۸۰	۱۲ : ۱۷۷ : ۱۳۵
۳ : ۱۷۲ : ۱۲۹	۵ : ۱۱۰ : ۸۱	۸ : ۱۷۹ : ۱۳۷
۹ : ۱۷۷ : ۱۲۹	۵ : ۱۱۲ : ۸۲	۹ : ۵۱ : ۳۸
۱۰ : ۱۷۷ : ۱۲۹	۷ : ۱۱۲ : ۸۲	۴ : ۵۴ : ۴۹
۸ : ۱۸۰ : ۱۳۳	۳ : ۱۱۳ : ۸۲	مطلع : ۵۵ : ۴۰
۷ : ۱۸۵ : ۱۳۸	۸ : ۱۱۳ : ۸۳	۷ : ۵۷ : ۴۱
۷ : ۱۸۷ : ۱۳۹	۷ : ۱۱۴ : ۸۴	۴ : ۵۷ : ۴۱
۷ : ۱۸۷ : ۱۴۰	۸ : ۱۱۴ : ۸۳	۵ : ۵۷ : ۴۱
۴ : ۱۸۹ : ۱۴۲	۳ : ۱۱۸ : ۸۷	۸ : ۵۸ : ۴۲
۷ : ۱۹۲ : ۱۴۵	مطلع : ۱۲۲ : ۸۸	۴ : ۵۹ : ۴۲
۳ : ۱۹۳ : ۱۴۷	۷ : ۱۲۴ : ۹۰	۷ : ۶۱ : ۴۴
۱۰ : ۲۰۵ : ۱۵۵	۹ : ۱۲۹ : ۹۳	۲ : ۷۳ : ۴۵
۳ : ۲۱۱ : ۱۵۹	۷ : ۱۳۰ : ۹۳	۸ : ۷۳ : ۴۵
مطلع : ۲۱۹ : ۱۶۵	۱۱ : ۱۳۲ : ۹۷	۲ : ۷۱ : ۵۰
۹ : ۲۱۹ : ۱۶۵	مطلع : ۱۳۲ : ۹۲	۵ : ۷۱ : ۵۰
۹ : ۲۲۱ : ۱۶۷	۹ : ۱۳۳ : ۹۷	۱۰ : ۷۱ : ۵۰
۸ : ۲۲۲ : ۱۶۷	۲ : ۱۳۸ : ۱۰۰	۴ : ۷۳ : ۵۲
۷ : ۲۲۳ : ۱۶۸	۷ : ۱۳۸ : ۱۰۰	۲ : ۷۳ : ۵۲
۸ : ۲۲۴ : ۱۶۹	مطلع : ۱۳۹ : ۱۰۱	مطلع : ۷۹ : ۵۷
۱۱ : ۲۲۴ : ۱۶۹	۱۰ : ۱۳۱ : ۱۰۲	۸ : ۸۱ : ۵۷
۵ : ۲۲۵ : ۱۶۹	۴ : ۱۳۵ : ۱۰۵	۷ : ۸۷ : ۶۱
۳ : ۲۲۷ : ۱۷۱	مطلع : ۱۳۷ : ۱۰۷	مطلع : ۸۸ : ۶۱
۲ : ۲۲۹ : ۱۷۳	۷ : ۱۳۷ : ۱۰۷	۲ : ۹۱ : ۶۵
۵ : ۲۳۳ : ۱۷۷	۹ : ۱۳۹ : ۱۰۸	۲ : ۹۳ : ۶۷
۷ : ۲۳۴ : ۱۷۷	۳ : ۱۵۴ : ۱۱۰	۹ : ۹۷ : ۷۱
۹ : ۲۳۷ : ۱۷۸	۸ : ۱۵۵ : ۱۱۳	۳ : ۱۰۱ : ۷۴
مطلع : ۲۳۸ : ۱۷۹	۳ : ۱۵۷ : ۱۱۴	۱۰ : ۱۰۲ : ۷۵
مطلع : ۲۳۸ : ۱۷۹	۷ : ۱۶۳ : ۱۱۹	۴ : ۱۰۳ : ۷۷

۳ : ۱۰۰ : ۷۴	۵ : ۳۱۹ : ۲۵۰	۷ : ۲۳۹ : ۱۸۰
۴ : ۱۰۱ : ۷۴	۵ : ۳۲۱ : ۲۵۱	۵ : ۲۴۰ : ۱۸۱
۸ : ۱۰۹ : ۸۰	۹ : ۳۲۲ : ۲۵۲	۵ : ۲۴۱ : ۱۸۱
۹ : ۱۱۳ : ۸۲	مطلع : ۳۲۳ : ۲۵۳	۵ : ۲۴۲ : ۱۸۲
۸ : ۱۲۲ : ۸۸	۱۳ : ۳۲۴ : ۲۵۴	۱۵ : ۲۴۳ : ۱۸۳
۲ : ۱۲۷ : ۹۲	۵ : ۳۲۶ : ۲۵۶	۱۰ : ۲۴۴ : ۱۸۴
۴ : ۱۲۹ : ۹۳	۷ : ۳۲۸ : ۲۵۸	۲ : ۲۴۹ : ۱۸۹
مطلع : ۱۳۰ : ۹۴	۱ : ۲۲۵ : ۱۹۰	۷ : ۲۵۰ : ۱۹۰
۵ : ۱۳۱ : ۹۵	وقتا	۸ : ۲۵۴ : ۱۹۲
۳ : ۱۳۲ : ۹۳		۷ : ۲۵۷ : ۱۹۵
مطلع : ۱۳۹ : ۱۰۸	۲ : ۳ : ۳	مطلع : ۲۵۷ : ۱۹۵
۸ : ۱۳۳ : ۱۲۷	۵ : ۱۷ : ۱۳	۳ : ۲۵۸ : ۱۹۷
۲ : ۱۳۹ : ۱۳۲	مطلع : ۲۲ : ۱۷	۹ : ۲۶۲ : ۱۹۹
مطلع : ۱۸۰ : ۱۳۳	۹ : ۳۰ : ۲۲	۲ : ۲۶۳ : ۱۹۹
مطلع : ۱۸۱ : ۱۳۴	مطلع : ۳۴ : ۲۵	۷ : ۲۶۴ : ۲۰۰
۷ : ۱۸۲ : ۱۳۵	۷ : ۳۴ : ۲۲	۷ : ۲۶۸ : ۲۰۴
۳ : ۱۸۹ : ۱۳۷	۵ : ۳۷ : ۲۵	۷ : ۲۷۵ : ۲۰۷
۲ : ۱۹۰ : ۱۳۳	۳ : ۵۲ : ۳۸	۱۲ : ۲۷۵ : ۲۰۷
۸ : ۲۰۷ : ۱۵۲	۷ : ۵۲ : ۳۸	۳ : ۲۸۱ : ۲۱۹
۷ : ۲۰۷ : ۱۵۷	۵ : ۵۳ : ۳۹	۳ : ۲۸۱ : ۲۱۹
۲ : ۲۱۹ : ۱۷۵	۷ : ۵۸ : ۴۲	۲ : ۲۸۵ : ۲۲۲
۵ : ۲۲۱ : ۱۷۴	۷ : ۶۱ : ۴۲	مطلع : ۲۹۰ : ۲۲۷
۸ : ۲۲۱ : ۱۷۴	۳ : ۶۲ : ۴۴	۸ : ۲۹۲ : ۲۲۷
۸ : ۲۲۹ : ۱۸۰	۳ : ۷۴ : ۵۲	۷ : ۲۹۷ : ۲۳۰
۳ : ۲۳۴ : ۱۸۵	۳ : ۸۲ : ۵۸	۲ : ۳۰۰ : ۲۳۴
۵ : ۲۳۴ : ۱۸۵	۱۰ : ۸۴ : ۵۸	۵ : ۳۰۳ : ۲۳۵
۷ : ۲۳۷ : ۱۸۷	۹ : ۸۹ : ۶۲	۷ : ۳۰۷ : ۲۳۷
۱ : ۲۵۵ : ۱۹۳	۹ : ۹۹ : ۷۲	۱۱ : ۳۰۹ : ۲۳۹
۲ : ۲۵۹ : ۱۹۷	مطلع : ۱۰۰ : ۷۴	۲ : ۳۱۲ : ۲۴۹

۴ : ۱۱۹ : ۸۷	۴ : ۱۷۲ : ۱۱۹	۵ : ۲۷۱ : ۱۹۸
۵ : ۱۱۹ : ۸۷	۴ : ۲۲۷ : ۱۸۲	مطلع : ۲۲۲ : ۱۹۹
۵ : ۱۲۲ : ۸۸	مطلع : ۲۲۰ : ۲۵۱	۲ : ۲۲۲ : ۱۹۹
۹ : ۱۵۲ : ۱۱۴		۷ : ۲۲۳ : ۱۹۹
۲ : ۱۵۹ : ۱۱۷	زنگاره	۷ : ۲۲۷ : ۲۰۱
۴ : ۱۷۲ : ۱۲۲	مطلع : ۱ : ۲	۵ : ۲۷۷ : ۲۱۴
۵ : ۱۷۲ : ۱۲۷	۵ : ۲ : ۲	۷ : ۲۷۸ : ۲۱۳
۱۱ : ۱۷۷ : ۱۲۹	۳ : ۱۳ : ۱۱	۷ : ۲۷۹ : ۲۱۴
۴ : ۲۰۱ : ۱۵۳	مطلع : ۱۵ : ۱۲	۹ : ۲۸۷ : ۲۲۳
مطلع : ۲۶۱ : ۱۸۸	۱۱ : ۲۹ : ۲۸	۷ : ۲۹۸ : ۲۳۱
۴ : ۲۲۸ : ۱۸۷	۸ : ۳۷ : ۳۵	مطلع : ۳۱۵ : ۲۴۷
۹ : ۲۲۸ : ۲۰۲	۸ : ۷۲ : ۳۴	۷ : ۳۲۲ : ۲۵۲
۷ : ۲۲۹ : ۲۰۲	۳ : ۷۳ : ۳۵	
۷ : ۲۷۱ : ۲۰۴	۴ : ۷۵ : ۳۷	نت
۷ : ۲۹۷ : ۲۳۰	۸ : ۷۵ : ۳۷	۹ : ۱۱ : ۹
۲ : ۲۹۹ : ۲۳۱	۷ : ۷۸ : ۵۵	۷ : ۳۸ : ۲۷
مطلع : ۳۰۲ : ۲۳۴	۷ : ۸۰ : ۵۷	۱۰ : ۹۱ : ۷۵
۷ : ۳۰۳ : ۲۳۵	۵ : ۸۷ : ۷۱	۷ : ۹۸ : ۷۲
۴ : ۳۰۷ : ۲۴۲	۸ : ۹۵ : ۷۹	۷ : ۱۰۴ : ۷۵
۷ : ۳۱۱ : ۲۴۵	۹ : ۱۰۲ : ۷۵	۷ : ۱۲۲ : ۱۰۳

غالب کا علم خیال

شاعر

۷ : ۱۶ : ۱۳	۳ : ۱۰ : ۸	شاعر	۲ : ۲ : ۳
۸ : ۱۶ : ۱۳	۸ : ۱۰ : ۸	مطلع	۱ : ۳ : ۳
۱۱ : ۱۶ : ۱۳	۹ : ۱۰ : ۸	مطلع	۳ : ۳ : ۳
مطلع : ۱۶ : ۱۳	مطلع : ۱۰ : ۸	۲ : ۳ : ۳	۲ : ۳ : ۳
۸ : ۱۷ : ۱۳	مطلع : ۱۱ : ۹	۷ : ۳ : ۳	۸ : ۳ : ۳
۶ : ۱۸ : ۱۴	۲ : ۱۱ : ۹	۹ : ۳ : ۳	۱۰ : ۳ : ۳
۳ : ۱۸ : ۱۴	۹ : ۱۱ : ۹	مطلع : ۳ : ۳	۳ : ۵ : ۵
۲ : ۱۸ : ۱۴	مطلع : ۱۱ : ۹	۳ : ۵ : ۵	۵ : ۵ : ۵
۷ : ۱۸ : ۱۴	۲ : ۱۲ : ۱۰	۲ : ۵ : ۵	۷ : ۵ : ۵
مطلع : ۱۸ : ۱۴	۳ : ۱۲ : ۱۰	۸ : ۵ : ۵	۹ : ۵ : ۵
مطلع : ۱۹ : ۱۵	۲ : ۱۲ : ۱۰	۱۰ : ۵ : ۵	۱۱ : ۵ : ۵
۲ : ۱۹ : ۱۵	۸ : ۱۲ : ۱۰	مطلع : ۵ : ۵	۲ : ۷ : ۷
۳ : ۱۹ : ۱۵	۹ : ۱۲ : ۱۰	۱۰ : ۷ : ۷	۴ : ۷ : ۷
۵ : ۱۹ : ۱۵	۱۰ : ۱۲ : ۱۰	۵ : ۷ : ۷	۱۲ : ۷ : ۷
۲ : ۱۹ : ۱۵	۱۱ : ۱۲ : ۱۰	مطلع : ۷ : ۷	۵ : ۸ : ۷
۷ : ۱۹ : ۱۵	مطلع : ۱۳ : ۱۱	۸ : ۹ : ۷	
۸ : ۱۹ : ۱۵	۸ : ۱۳ : ۱۱		
۹ : ۱۹ : ۱۵	۵ : ۱۳ : ۱۱		
مطلع : ۱۹ : ۱۵	مطلع : ۱۴ : ۱۱		
مطلع : ۲۰ : ۱۵	مطلع : ۱۵ : ۱۲		
۸ : ۲۰ : ۱۵	۳ : ۱۵ : ۱۲		
مطلع : ۲۰ : ۱۵	۵ : ۱۵ : ۱۲		
مطلع : ۲۱ : ۱۶	۲ : ۱۵ : ۱۲		
۳ : ۲۱ : ۱۶	مطلع : ۱۵ : ۱۲		
۲ : ۲۲ : ۱۶	مطلع : ۱۶ : ۱۳		
۵ : ۲۲ : ۱۶	۳ : ۱۶ : ۱۳		
۷ : ۲۲ : ۱۶	۵ : ۱۶ : ۱۳		
مطلع : ۲۲ : ۱۸	۲ : ۱۶ : ۱۳		
مطلع : ۲۵ : ۱۹			



۳ : ۳۶ : ۲۲

۴ : ۳۶ : ۲۲

۷ : ۳۶ : ۲۲

۸ : ۳۶ : ۲۲

۹ : ۳۶ : ۲۲

۳ : ۳۷ : ۲۷

۹ : ۳۸ : ۲۷

مطلع : ۳۹ : ۲۸

۲ : ۳۹ : ۲۸

۳ : ۳۹ : ۲۸

۳ : ۳۹ : ۲۸

۵ : ۳۹ : ۲۸

۶ : ۳۹ : ۲۸

۷ : ۳۹ : ۲۸

۹ : ۳۹ : ۲۸

مطلع : ۳۹ : ۲۸

مطلع : ۴۰ : ۲۹

۵ : ۴۰ : ۲۹

۶ : ۴۰ : ۲۹

مطلع : ۴۱ : ۲۹

۳ : ۴۱ : ۲۹

۵ : ۴۱ : ۲۹

۳ : ۴۲ : ۳۱

۵ : ۴۲ : ۳۱

۶ : ۴۲ : ۳۱

۷ : ۴۲ : ۳۱

گورستان

مطلع : ۲ : ۳

۹ : ۲۶ : ۱۹

۱۲ : ۲۶ : ۱۹

۵ : ۲۷ : ۲۰

۲ : ۲۸ : ۲۱

۳ : ۲۸ : ۲۱

۵ : ۲۸ : ۲۱

۹ : ۲۸ : ۲۱

۵ : ۲۹ : ۲۱

مطلع : ۳۰ : ۲۲

۲ : ۳۰ : ۲۲

مطلع : ۳۱ : ۲۲

۵ : ۳۱ : ۲۲

۶ : ۳۱ : ۲۲

۸ : ۳۱ : ۲۲

۹ : ۳۱ : ۲۲

مطلع : ۳۱ : ۲۲

۷ : ۳۲ : ۲۳

۹ : ۳۲ : ۲۳

۱۱ : ۳۲ : ۲۳

مطلع : ۳۳ : ۲۳

۴ : ۳۳ : ۲۳

۵ : ۳۴ : ۲۵

۷ : ۳۴ : ۲۵

۲ : ۳۵ : ۲۵

۳ : ۳۵ : ۲۵

۸ : ۳۵ : ۲۵

۹ : ۳۵ : ۲۵

۱۱ : ۳۵ : ۲۵

مطلع : ۳۶ : ۲۶

۵ : ۱۰ : ۸

۳ : ۱۱ : ۹

۶ : ۱۱ : ۹

۸ : ۱۱ : ۹

۷ : ۱۲ : ۸

۹ : ۱۳ : ۸

۸ : ۱۴ : ۱۱

۶ : ۱۵ : ۱۲

۷ : ۱۵ : ۱۲

۲ : ۱۶ : ۱۳

۱۰ : ۱۶ : ۱۳

مطلع : ۱۷ : ۱۳

۲ : ۱۷ : ۱۳

۳ : ۱۷ : ۱۳

۴ : ۱۷ : ۱۳

۵ : ۱۷ : ۱۳

۶ : ۱۷ : ۱۳

۷ : ۱۷ : ۱۳

۸ : ۱۷ : ۱۳

۹ : ۱۷ : ۱۳

مطلع : ۱۸ : ۱۴

۵ : ۱۸ : ۱۴

مطلع : ۲۲ : ۱۴

۳ : ۲۳ : ۱۴

۴ : ۲۳ : ۱۴

مطلع : ۲۵ : ۱۹

۶ : ۲۵ : ۱۹

۳ : ۲۶ : ۱۹

۷ : ۲۶ : ۱۹



## یکه

۳	۳	۳
۹	۷	۶
مطلع	۹	۸
۹	۱۲	۱۰
۸	۲۱	۱۲
۶	۲۸	۲۱
۵	۳۲	۲۳
۱۲	۳۵	۲۵
۷	۳۶	۲۶
۴	۳۱	۲۹

## خواج

۴	۲	۳
۵	۲	۳

## تبدیست

مطلع	۲	۳
۳	۲	۳
مطلع	۱۶	۱۱

## خدا

۲	غزل	۱
مطلع	۲	۳
۲	۲	۳
۴	غزل	۲
۱۱	۱۳	۹
۲۵	۳۵	مطلع
۲۹	۳۰	۷

۵

۱۰	۱	۶
۸	۲	۳
۹	۲	۳
۷	۳	۳
۶	۶	۶
۹	۶	۶
مطلع	۸	۷
۱۱	۱۲	۱۰
۱۰	۱۷	۱۳
۸	۱۸	۱۴
۶	۲۱	۱۶
۸	۲۱	۱۶
۸	۲۵	۱۹
۲	۲۶	۱۹
مطلع	۲۶	۲۰
۵	۲۷	۲۰
مطلع	۲۸	۲۱
۵	۲۸	۲۱
مطلع	۲۸	۲۱
۸	۳۱	۲۲
۹	۳۱	۲۲
مطلع	۳۱	۲۲
۳	۳۲	۲۳
۱۰	۳۲	۲۳
۳	۳۳	۲۴
مطلع	۳۴	۲۵
۸	۳۵	۲۵

۳	۳۶	۲۶
۱۰	۳۶	۲۶
۵	۳۷	۲۷
۳	۳۸	۲۷
۳	۳۸	۲۷

## محر

۷	۱	۶
۹	۱	۶
۸	۶	۶
مطلع	۹	۸
۳	۱۰	۸
۶	۲۰	۱۵
مطلع	۲۱	۱۹
۵	۲۶	۱۸
۳	۲۶	۲۰
۲	۲۹	۲۱
۸	۳۰	۲۲
۱۳	۳۲	۲۳
۳	۳۳	۲۵
۹	۳۹	۲۸

## کوه و بیابان

۸	۱	۶
۹	۲	۳
۲	۵	۵
۱۳	۶	۶
۹	۹	۸
مطلع	۱۰	۸

۱۵ : ۳۹ : ۲۸

۳ : ۳۱ : ۲۹

۹ : ۳۱ : ۲۹

آئینه

۱۰ : ۳ : ۳

۵ : ۳ : ۳

۷ : ۵ : ۵

۷ : ۸ : ۷  
مطلع

۳ : ۸ : ۷

۱۲ : ۱۲ : ۱۰  
مطلع۱۲ : ۱۲ : ۱۰  
مطلع

۱۵ : ۱۵ : ۱۲

۳ : ۲۳ : ۱۸

۲ : ۲۸ : ۲۱

۸ : ۳۲ : ۲۳

۸ : ۳۶ : ۲۶

۶ : ۳۷ : ۲۷

۲ : ۳۲ : ۳۱

۶ : ۳۲ : ۳۱

۸ : ۳۲ : ۳۱

آتش

۳ : ۲ : ۳

۷ : ۰ : ۳

۳ : ۷ : ۲

۱۱ : ۷ : ۲

۷ : ۷ : ۷  
مطلع

۳ : ۱۱ : ۹

۲ : ۳۰ : ۲۹

۳ : ۳۰ : ۲۹

۳ : ۳۰ : ۲۹

۲ : ۳۰ : ۲۹

عرش، انلاک و سیارگان

۹ : ۱ : ۲

۲ : ۲ : ۳

۳ : ۱۳ : ۱۱

۳ : ۲۰ : ۱۵

۱۱ : ۲۱ : ۱۲

۶ : ۲۲ : ۱۷

۲ : ۳۱ : ۲۲

۷ : ۳۱ : ۲۲

۲ : ۳۱ : ۲۵

۳ : ۳۲ : ۲۵

۶ : ۳۲ : ۲۵

۱۲ : ۳۶ : ۲۶

بازار

۱ : ۱ : ۲  
مطلع

۵ : ۳ : ۳

۸ : ۷ : ۱۷

۲ : ۲۰ : ۱۵

۷ : ۲۳ : ۱۸

۱۰ : ۲۶ : ۱۹

۱۱ : ۲۶ : ۱۹

۲۷ : ۳۰ : ۳۰  
مطلع

۶ : ۳۳ : ۲۳

۷ : ۱۲ : ۱۰

۱۰ : ۱۲ : ۱۰

۸ : ۱۵ : ۱۲

۹ : ۱۵ : ۱۲

۷ : ۲۰ : ۱۵

۹ : ۲۱ : ۱۲

۱۰ : ۲۱ : ۱۲

۶ : ۲۳ : ۱۸

۲ : ۲۵ : ۱۹

۳ : ۲۵ : ۱۹

۴ : ۲۵ : ۱۹

۹ : ۲۶ : ۱۹

۵ : ۲۶ : ۱۹

۵ : ۳۰ : ۲۲

۱۶ : ۳۲ : ۲۳

۸ : ۳۳ : ۲۳

۹ : ۳۳ : ۲۳

۵ : ۳۶ : ۲۶

۳۸ : ۲۷  
مطلع

۷ : ۱۵ : ۲۹

شاهراه

۶ : ۱ : ۲

۳ : ۱۰ : ۸

۳ : ۲۱ : ۱۲

۲۲ : ۱۷  
مطلع

۸ : ۲۳ : ۱۲

۸ : ۲۳ : ۱۸

۸ : ۲۶ : ۱۹

۱۳ : ۱۷ : متعلق  
 ۱۳ : ۱۸ : ۳  
 ۱۵ : ۱۹ : ۴  
 ۱۵ : ۲۰ : ۳  
 ۱۸ : ۲۳ : ۲  
 ۲۲ : ۳۰ : ۵  
 ۲۳ : ۳۲ : ۳  
 ۲۴ : ۳۳ : ۷  
 ۲۶ : ۳۶ : ۱۰  
 ۲۸ : ۳۹ : ۸

### خاتمه

۱۰ : ۱۲ : ۱۲  
 ۱۳ : ۱۶ : ۱۰  
 ۲۳ : ۳۲ : ۱۶

### دربار

۳ : ۲ : ۳  
 ۲۷ : ۳۷ : متعلق

### دی

۳ : ۳ : متعلق  
 ۸ : ۱۴ : ۳

### بهشت

۲ : ۱ : متعلق  
 ۳ : ۲ : ۷  
 ۳ : ۳ : ۳  
 ۷ : ۷ : ۱۰

۱۹ : ۲۵ : ۵  
 ۱۹ : ۲۶ : ۴  
 ۲۰ : ۲۷ : ۷  
 ۲۱ : ۲۸ : ۳  
 ۲۱ : ۲۹ : ۴  
 ۲۱ : ۳۰ : ۵  
 ۲۱ : ۳۱ : ۶  
 ۲۳ : ۳۲ : ۱۱  
 ۲۳ : ۳۲ : ۱۲  
 ۲۸ : ۳۹ : متعلق  
 ۳۸ : ۳۹ : ۲  
 ۴۱ : ۴۱ : ۸

### باغ - (خزاں)

۳ : ۳ : ۳  
 ۱۷ : ۲۲ : ۷  
 ۲۷ : ۳۸ : ۳

### بزم

۳ : ۱ : ۵  
 ۴ : ۱ : ۷  
 ۳ : ۲ : ۴  
 ۳ : ۲ : ۵  
 ۳ : ۲ : متعلق  
 ۴ : ۲ : ۳  
 ۶ : ۷ : ۱۰  
 ۸ : ۹ : ۲  
 ۸ : ۱۳ : ۳  
 ۱۶ : ۱۵ : متعلق

۱۸ : ۱۳ : ۸  
 ۱۶ : ۱۵ : ۹  
 ۱۳ : ۱۸ : ۳  
 ۱۶ : ۲۱ : ۷  
 ۲۱ : ۲۸ : ۳  
 ۲۴ : ۳۰ : ۶  
 ۲۳ : ۳۲ : ۱۳  
 ۲۴ : ۳۳ : ۵  
 ۲۵ : ۳۵ : ۳  
 ۲۶ : ۳۶ : ۱۶  
 ۲۷ : ۳۷ : ۲  
 ۲۷ : ۳۸ : ۴  
 ۲۷ : ۳۷ : ۸  
 ۲۹ : ۳۱ : ۳

### باغ - (بهار)

۲ : ۱ : متعلق  
 ۲ : ۲ : متعلق  
 ۳ : ۳ : ۴  
 ۷ : ۱۶ : ۸  
 ۱۰ : ۱۶ : ۳  
 ۱۱ : ۱۳ : ۲  
 ۱۳ : ۱۶ : ۳  
 ۱۳ : ۱۷ : ۳  
 ۱۴ : ۱۸ : ۲  
 ۱۶ : ۲۱ : ۵  
 ۱۶ : ۲۱ : ۷  
 ۱۶ : ۲۱ : ۷  
 ۱۷ : ۲۲ : ۷

زمران

۸ : ۱۵ : ۱۲  
 ۷ : ۲۳ : ۱۷  
 مطلق : ۲۳ : ۱۷  
 مطلق : ۲۴ : ۱۸

دوزخ

۷ : ۲ : ۳  
 مطلق : ۳ : ۳  
 ۴ : ۱۱ : ۹  
 مطلق : ۲۲ : ۱۹  
 ۳ : ۳۳ : ۲۵

زمانه و روزگار

۸ : ۱۴ : ۱۱  
 مطلق : ۲۲ : ۱۷  
 ۴ : ۲۲ : ۱۷  
 ۷ : ۲۷ : ۲۰  
 ۳ : ۳۰ : ۲۲  
 مطلق : ۳۲ : ۲۴  
 ۷ : ۳۲ : ۲۶  
 ۹ : ۴۲ : ۳۱

۳ : ۳۷ : ۲۷

۸ : ۴۲ : ۳۱

مسجد (واحد) منبر شیخ زاهد

۸ : ۳ : ۳  
 ۹ : ۱۴ : ۱۱  
 ۱۱ : ۱۵ : ۱۲  
 ۵ : ۲۰ : ۱۵  
 ۴ : ۲۴ : ۱۸  
 ۷ : ۲۵ : ۱۹  
 ۸ : ۳۴ : ۲۵  
 ۵ : ۴۰ : ۲۹

در رسم

۸ : ۳۷ : ۲۷

سمندر (بکر گدیا)

۹ : ۱۹ : ۱۵  
 ۷ : ۲۷ : ۱۹  
 مطلق : ۲۳ : ۲۴  
 ۷ : ۳۲ : ۲۲  
 ۷ : ۳۷ : ۲۷

۳ : ۱۱ : ۹

۸ : ۱۹ : ۱۴

۹ : ۲۳ : ۱۹

۱۰ : ۳۲ : ۲۴

مطلق : ۲۵ : ۲۴

۴ : ۳۴ : ۲۵

شب

۸ : ۳ : ۳  
 ۲ : ۸ : ۷  
 مطلق : ۸ : ۷  
 مطلق : ۱۳ : ۱۱  
 ۹ : ۱۲ : ۱۳  
 ۴ : ۲۳ : ۱۸

۷ : ۲۷ : ۲۰

۳ : ۳۱ : ۲۲

۱۵ : ۳۲ : ۲۴

۸ : ۴۲ : ۳۱

روز

مطلق : ۲ : ۳

۹ : ۱۲ : ۱۳

رفع اعتراض

انیسویں صدی میں غائب گاہ خاوری میں غزل پر خلیق پر جان کے شکار سے میں عزت عزت کی طرف سے ہر صورت ایک ہی اعتراض کیا ہے، جو ہرگز اجماع کیلئے ایک ہی شخص نے کیا ہے۔ (قرآن، ساحل برطانوی، ص ۱۴۰)

تقریبات، اور ان کی بات کے خلیق میں آتا ہے۔

«چنانچه خود بر سرین پاشا که مقرر است قلع رها داشته که درین بیت بروی مفتوح پاشا  
و این غیر مسلح و بی سلاح باشند»

و بعد از این چون در محضر حضرت امام علی علیه السلام حاضر گردیدم و عرض کردم که ای امام من این دعا را برای من بخوان تا مرا از شر دشمنان حفظ کنی فرمود:

میاں ہے۔  
حدیث میں اس عرصے کا نام ہے۔

نهاد از شرشاک دست بر شمع  
ستایش کرد و دادش باز با سحر

اسی اعتراض کا کوئی جواب نہ نکال سکے دیا، نہ غالب کی عزت سے دیگیا۔ نہ اے غالب! میں بھی اس کی عزت کوئی شاعر نہیں۔

غالب کا زیر بحث شعر اس مطلع کی غزل میں ہے :

گشت کرمان صان از دوزخ

لفظ پارسج کی حقیقت یہ ہے کہ یہ مرکب ہے "پاد" اور "سج" سے۔ "پاد" کے معنی ہیں خدا، خالق اور  
 تبار۔ یہ پیرا جہاد، ظہر میں موجود ہے، یعنی خدا، نہ نہیں تریان، "دوسرا جو وہ کائنات کے معنی میں ہے اور کائنات کے ساتھ  
 مستعد اصل ہے۔ لفظ کائنات کی طرف سے صرف تین ہیں، "معنی حقیقی، کائنات، یعنی جہنم، اقل، و پنج ثانی، اور کائنات یعنی  
 و غیر تان۔ اس لفظ کی قدیم تر صورت "ہو" مشق میں کے کلام میں خاص طور پر جو کائنات اور پانچویں صدی ہجری  
 میں لکھی ہے "سج" ہے، "الفتح" اول۔ "پارسج" کا تلفظ الفتح میں ضرورتاً غیر متوقع نہیں بلکہ اس کے  
 خدا اور اسناد میں مل جائیگا کہ یہاں سند میں کتبہ ہو گئے ہیں یہ التزام طریقہ ہے کہ نائب کے کتبہ اور  
 صحیحاً قریب العصر شاعر کے لہجے سے اس لفظ کی شکل فقیر فارسی کلام میں پیش کر رہی تاکہ یہ سوانح

میں نقشہ فرمایا کہ پاسح صبح سہی، غالب کے عہد میں متروک ہو چکا ہو گا یا فصیح غلام میں اس کا استعمال نہ ہوتا ہو گا  
پاسح، کا تعلق غالب نے تاجی میں استعمال کیا، ابویب المہاک (فرمانی کا تعلق) اور دستہ ۱۰۰-۱۰۱ وقات ۱۰۰-۱۰۱  
کے نام ملتا ہے، جتیں ایسا کے مشہور محقق اور ابویب و مید دستگودا نے، بزرگ کرچے استاد سخن (راقی  
و دیگر) اختیار کیا ہے۔

ابویب المہاک نے اپنی ایک طویل نظم پر سترہ رنگ پارسی کے بند شہتم میں، جس کی فنی ہیئت  
قصیدے کی ہے پاسح پنج سہیں احتمال کیلے وہ بھی مطلع میں۔

ای، نگہ گذار ترا برش و دودان پاسح برد!  
مژ آتش عشقت و دم کا بندہ چوں دوش برد!  
اس قصیدے کے دو شعر یہ ہیں، دوسرے شعر میں پھر بھی تائید آتا ہے:  
و ستا خاگست خبا و دنان و شران ماخبا  
خامی گران فبا خبا ہم پختہ گر مطلع برد!

زہرہ منج و شہرچی و ستیں و خری عرق:  
دیگر چاہ و بادق این ہر دو پاسح بود

دلیلیں کامل ابویب المہاک مشہرین، ۱۳۳۳ھ  
ص: ۷۳۵-۷۳۶

### ایک قصینتی مقطع

غالب کے اس قطع میں: غالب کہ بہ است از غزل معراج استاد  
بادام صفائی گلہ بادام نادر و

استاد کے رویہ مصری مصری کا ایک خاصہ صفت، صفت ہے جس کا یہ شعریت مشہور ہے:

بادام گلہ میثم تو از چشم تو خوشتر  
بادام صفائی گلہ بادام نادر و

# مانند

آتشکده، آلوده من سادات، تاملی، تهران، ۱۳۳۵ هـ. ش.

ایوب، امیر الکبیر، امانی، ویرانی کامل، دید و شنیدی، تهران، ۱۳۳۵ هـ. ش.

ارمغان آصفی، جلد ۱، آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

ارمغان آصفی، جلد ۲، آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

ارمغان پاک، شیخ محمد امام، چاپ سوم، تهران، ۱۳۳۵ هـ. ش.

ایر خورشید، ویرانی کامل، پ. ۱ - ۱۳۳۵ هـ. ش. - ویرانی، کتابخانه، مکتب سید حسین علی نقاشی، ویرانی، مکتب سید حسین علی، ۱۳۳۵ هـ. ش.

انشاء، کلام، - ویرانی، مکتب سید حسین علی، ۱۳۳۵ هـ. ش.

نوری، ویرانی، - سید نفیسی، تهران، ۱۳۳۵ هـ. ش. - کلیات، نظم نوری، ویرانی، ۱۳۳۵ هـ. ش.

نفس العاشقین، ویرانی، پ. ۱ - ۱۳۳۵ هـ. ش.

پایان دود و مرقم، ویرانی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

پایان، ویرانی، - صفائی، پ. ۱ - ۱۳۳۵ هـ. ش.

پایان، - صفائی، پ. ۱ - ۱۳۳۵ هـ. ش.

پایان، ویرانی، - پ. ۱ - ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

کلید، ویرانی، - آیت محمد مهدی، طبعه اوله، ۱۳۳۵ هـ. ش.

قرطبه و اهره خیزد ریاضی خلیفه ای جانم ، طبع مختلط کا چند ، ۱۲۷۱ م  
 خزانه مسمیه ، آنداکرائی ، نوکشتور ، کشت ، ۱۸۰۰ م  
 خطیط قلب ، مرتبه جناب غلام رسول مر ، طبع دوم ، ۱۸۰۰ م  
 خواجہ ، دیوان اشعار ————— کسائی ، حضرت ، تبصیح احمد بیکلی خوشنویس ، چاپ پرتو  
 شیر ابلهان ، آنگره ————— اندر گشت  
 دیوان الی اکبری ، طبع کوہنہ ، ۱۷۹۰ م

رومی ، دیوان کبر خمس تبرج ، علامہ یحییٰ گلستان فرداغزو و تهرانی ، نوکشتور ، کشت  
 رباعی الطارفین ، دیوان گل بدایت ، تهرانی ، ۱۸۰۰ م  
 زخمی ، دیوان ، دکنی شکر پ ————— ۱۸۰۷ م ( شیرانی )

سالمی برادران ، رگم ، ۱۲۴۰ م  
 سالک قزوینی ، دیوان ————— ۱۸۰۷ م  
 سرمد آزاد ، آزاد نگرائی ، تبصیح میرا شادان و سرمدی میرا شادان ، آنگہ ۱۸۰۳ م  
 سرمد کشمیری ، دیوان پسر دهم ————— ۱۸۰۷ م  
 سیدی ، کلیات ————— ۱۸۳۰ م

سید ، دیوان ————— ۱۸۰۷ م  
 شایب ، دیوان ————— ۱۸۰۷ م ( شیرانی )  
 شمس الدین ، زب صمدی حسن ، بھال ، ۱۸۰۳ م  
 شوکت بخاری ، دیوان ————— نوکشتور ، ۱۸۰۷ م  
 صاحب ، دیوان ————— نوکشتور ، کا چند ، ۱۸۰۳ م  
 صبح گلشن ، سید علی سر ، بھال ، ۱۸۰۹ م  
 صحبت لدی ادیبان ————— چاپ شیراز ۱۸۳۳ م  
 صنی قزوینی ، دیوان ————— ۱۸۰۷ م  
 طالب ، دیوان ————— ۱۸۰۷ م  
 ظفر ، کلیات ————— ۱۸۰۷ م

ظہوری ، دیوان ————— طبع نوکشتور ، کا چند ، ۱۸۰۷ م  
 ظہیر ، دیوان ————— ظہیری ، آنگہ ۱۸۰۷ م  
 ظہیری ، کلیات فست خان ————— ۱۸۰۷ م  
 ظہیری ، کلیات ————— تبصیح سید نقیبی ، تهرانی ، ۱۸۰۷ م  
 ظہیری ، دیوان ————— شیرازی ، ۱۸۰۷ م





حسن تاثیر، دیوان پ — PI 3565

عقبنی، دیوان — گنبد، درگشود ۱۸۷۷ م

مسعود سعد سلمان، دیوان —، مرتبه رشیدی، چاپ تهران ۱۳۱۸ م

مشتاق، دیوان —، مصنفی، تصحیح حسین کی، تهران ۱۳۲۰ م

مغربی، دیوان — پ — PI 3566

مقالات الشرفاء، تذکره گنبد —، تألیف غلامرضا تبسج و دواغی مستید صمام الیهی، ماضی، مذلل، ادبی، پوری، کراچی

ملک آبی، دیوان — پ — PI 3567

مشتاق، دیوان — تعلی

موارد المصائد، تألیف، براسف، سید علی، مطبوعه آگه

مولوی، دیوان —، تجرید، تصحیح، علامه، روح الزمان، فروغی، تهران

نادرست، غالب، مرتبه آفاق حسین، آفاق و پوری، کراچی ۱۹۶۱ م

ناصر علی، دیوان — پ — PI 3568

نسبتی، دیوان —، نسو، تعلی، در کتاب، خانه، مولوی، پنجاب، لاہور

نیکیزی، دیوان —، پیشاپوری، مرتبه، مظاہر، حلقه، چاپ تهران ۱۳۲۰ م

نعمت اللہ ولی، دیوان —، شاد، چاپ، تهران، علی ۱۳۲۸ م

نگار، ج ۱، ۱۹۹۰ م، نگار: غالب کی فارسی تصانیف، ناگس، دام

واقف، دیوان — پ — PI 3569

والد، دیوان، علی، نکی، تناس —، واخستانی، پ — PI 3570

وحید قزوینی، دیوان —، نسو، تعلی، در کتاب، خانه، مولوی، پنجاب، لاہور، شماره ۲۵۳۷

آلف، دیوان —، مصنفی، ۱۳۲۰ م

اصفندی، آفیم، تألیف، امین، محمدناری، ۱۹۱۸ م

پهلوی، دیوان —، سید، نقیسی، تهران ۱۳۲۲ م

جسام، تجریدی، دیوان —، همیشه، یقی، و تهران ۱۳۳۳ م

یادگار، غالب، اطلس، حسین، عالی، گنبد، ۱۹۱۲ م

یوسفی، دیوان —، پ —، آذر، ۱۹۶۷ م

## مندرجات

۵	روش نقد : ۱۔ عظیم اقبالؒ
۶	تعلیمی اور طبیعتی نقطہ میں سے نزولیات
۷	کی ترتیب میں مردانہ گئی
۷	انتساب
۸	ترتیب نامہ
۱۳	روایت نامہ
۲۱	ہفتہ دادی خیالی
۲۹	دیباچہ غالب
۱	طوفانی آب گوہر —
۲۱	— روش تازہ
۲۱۶	جستجوئی طرح خدا داد
۲۳۲	نفس شرارہ نشان
۲۵۴	غالب آتش بیاں
۲۶۶	چشمہ آب حیات
۲۶۶	دلیپین نوا
۲۶۶	اختلاف دفع

۲۸۰	اشارات غالب
۲۸۹	شرح غالب
۲۹۲	شرح حالی
۳۳۴	انتخاب معاصرین
۳۵۲	مراد و اشعار غالب
۳۶۲	تعبیر غالب
۳۶۸	سرزمین سخن گستران
۳۸۲	لدا و سرزمین گستران یثیمین
۴۲۸	غزل غالب در نظر غالب
۴۳۸	انتقادات غالب
۴۵۴	فرهنگ غالب
۴۵۸	عروض غزلیات
۴۶۸	جمع ابیات
۴۷۷	اشخاص و الماکن غزلیات
	علم معنی
	غالب کا عالم خیالی
۴۹۸	رفیق احترامی
۵۰۰	مآخذ
۵۰۴	مندرجات
	تعدادیر

ضمیمہ

## دستارِ غالب

(غالب کی تصویر سے متعلق جو اس مجموعے میں شامل ہے)

غالب کی مشہور ٹوپی 'کلاہِ ہااخ' میں کیڑا لک گیا تھا اور وہ پہننے کے قابل نہیں رہی تھی۔ یہ واقعہ یکم دسمبر ۱۸۴۸ء سے کچھ دن پہلے کا ہے۔ اس کی اطلاع غالب نے اپنے ایک شاگرد جواہر سنگھ جوہر کو اپنے ایک فارسی خط میں دی تھی جو ان کی 'ہنج آہنگ' میں شامل ہے۔ ان دنوں جوہر کا قیام لاہور میں تھا۔ غالب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ میں شکے سر رہ گیا ہوں اور اب چاہتا ہوں کہ دستار باندھا کروں۔ تم مجھے دستار کا ریشمی کیڑا بھیجو جو پشاور اور ملتان میں بنا جاتا ہے۔

فارسی خط کی متعلقہ عبارت یہ ہے :-

”فرایاد شما خواهد بود کہ کلمی از پوست برہ داشتم۔ حالاً آنرا کرہ خورد و سرم بے کلاہ ماند، اگرچہ کلمہ نمی جویم، اما رنگ ابریشمی چنانکہ در پشاور و ملتان سازند و اعیان آن قلمرو بسر بیچند می خوابم۔ اما رنگے کہ رنگہای شوخ برنایانہ نداشتہ باشد و حاشیہ سرخ نبود و معہذا پردازہای نازک و طرازہای نفز داشتہ باشد و تارہای زرو سم را دران صرف نکردہ باشند و ابریشم سیاہ و سبز و کیود و زرد دریافتن آن بکار رفتہ باشد و غالب کہ دران دیار اینچنین متاع زود و آسان بد دست آید،

۱۔ 'ہااخ' چغتائی ترکی کا لفظ ہے جس کے معنی (جہاں تک ہم اپنے مطالعے سے معلوم کر سکتے ہیں) 'آرائش' کے ہیں۔ ہااخ کا دوسرا تلفظ 'ہاخ' بھی ہے۔ دیکھیں ابریشک ترک بہ روسی، مطبوعہ روس۔

۲۔ اکبر الحسن صاحب فریدی نے تصویر بنانے میں اس کا لحاظ رکھا ہے۔

۳۔ ہماری سرکاری ہنج آہنگ شائع کردہ مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۹ء میں متعلقہ عبارت صفحہ ۵۹۶، ۵۹۷ پر ہے۔ یہ لفظ وہاں طبعاتی غلطی سے 'پرداز' چھپ گیا ہے۔

بجورند و ہم رسانند و سوی من در خاک روان دارند و قیمت آن بردارند ،  
 نایاب نخواهند نوشت نخواہم سند - بدیدہ و ارمغان آنست کہ ناخواستہ فرستند و  
 آغہ خواستہ " کسی باشد بدیدہ نمی تواند بود - از گفتار من آن نستجد  
 کہ بدیدہ از شا تہذیرم " ، لابلکہ لتک را خریدارم و برچہ ناخواستہ باشد آنرا  
 ہذا رفتار - بہر حال در فرستادن لتک درنگ و در نگاشتن قیمت تکلف نکنند  
 و نیز سلام من بہ شوق تمام بخست سیدی و مولائی مولوی رجب علی خان  
 بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ رسانند والدہا نکشتہ صبح آدینہ یکم دسمبر ۱۸۳۸  
 چہارم محرم الحرام ۱۲۵۱ ہجری ۔"

اس اقتباس میں ہم نے آخر کے وہ جملے بھی لے لئے ہیں جن میں  
 غالب نے سید رجب علی ارسطو جاہ کو سلام لکھا ہے اور خط کی تاریخ  
 نگارش درج کی ہے - یہاں ان الفاظ :

" در نگاشتن قیمت تکلف نکنند و نیز سلام من بہ شوق تمام بخست  
 سیدی و مولائی.....وسانند" میں حسن طلب ہے - مولوی سید رجب علی  
 اس حسن طلب کو سمجھ گئے - چنانچہ غالب کے ایک فارسی خط میں جو  
 باغ دودر میں ہے اس سلسلے کی بات ملتی ہے -  
 ۲۳ دسمبر ۱۸۳۸ تک غالب نے دستار کے کپڑے کا انتظار کر کے  
 جوہر کو بھر لکھا :

- (۱) اقبال نشانا ، تمہارا ۱۳ دسمبر کا لکھا ہوا خط ملا ، دل خوش  
 ہوا اور اس خط میں مولانا [سید رجب علی خان بہادر] کا خط دیکھ کر  
 خوش اور بھی بڑھ گئی - معلوم ہوا کہ مولانا نے کوئی بدیدہ بھیجا ہے -  
 میرے لئے یہ بدیدہ بخشش ایزدی اور توفیق سرفرازی ہے -
- (۲) لوگ شاہوں اور شہزادوں کے آگے زمین ہوس ہوتے ہیں اور ان  
 سے خلعت یا کمر ہزار فخر کرتے ہیں ، میں جو بندہ علی بن ابیطالب  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں مجھ کو ان کی اولاد میں سے ایک منتخب ہستی کی  
 طرف سے عطیہ ملے تو اپنے اوپر ناز کیوں نہ کروں؟
- (۳) مولانا کے خط کا جواب ابھی میں نے نہیں لکھا ہے - چاہتا ہوں

کہ میرے لئے یہ سامانِ فقر و نازِ محبہ نیک پہنچے تو جواب میں سہانگساری کا اظہار کروں۔

(ج) اور ہاں [جوہر] عزیز تر از جان ، یہ کیا معاملہ ہے کہ حضرت [مولانا] دو چادریں یعنی دو لنگیاں لکھنے ہیں اور تم ایک بتا رہے ہو ! خط چونکہ خود حضرت مولانا نے لکھا ہے ، یہ سہو کاتب بھی نہیں ہو سکتا۔ یقیناً جیسا کہ مولانا نے لکھا ہے [موصوف نے] دو چادریں دی ہیں ! تم نے فی الحال ایک بھیجی ہے ، دوسری رکھ چھوڑی ہے کہ چند دن کے بعد اپنی طرف سے بھجوا اور میری فرمائش پوری کرنے سے بچ جاؤ۔

(د) اس لطیفے کے بعد جو ازراہ محبت و مسرت ہے یہ بات کہنی ہے کہ تمہارے خط میں تھا کہ لنگی کا پارسل آج بھجوا ہے اور یہ بات ۱۳ دسمبر کی تھی ، لیکن آج دسمبر کی تیس ہو گئی ، پارسل مجھے نہیں ملا۔ تم نے لکھا ہے پندرہ دن کے اندر مل جائے گا۔ یا الہی انگریزی ڈاک کو کیا ہو گیا ہے کہ لاہور سے دہلی دو ہفتے میں پہنچے گی ! کیا یہ چھ مہینے کی مسافت ہے ؟ مظفر الدولہ [سید الدین حیدر خان ، نواب حسین مرزا (یعنی معین الدولہ ذوالفقار الدین حیدر خان ذوالفقار جنگ) کے بڑے بھائی] نے لکھنؤ سے ایک کتاب کا پارسل بھجوا ہے ، تین دن میں لکھنؤ سے دہلی پہنچ گیا ہے۔ [دہلی سے] ان دونوں مقامات ، لاہور اور لکھنؤ کی مسافت برابر ہے۔ خدا کی پناہ اگر وہ چادر کسی منزل بہ منزل زیادہ چلنے والے مسافر کو دی ہوتی تو کیا ہوتا۔ لامحالہ دسمبر ۱۸۴۹ء یعنی آئندہ سال جاڑوں میں پہنچتی۔ [اس مقام پر اصل متن میں 'برسد' ہے لیکن قریب سے ظاہر ہے کہ 'میرسد' نہا جو غلطی سے 'برسد' لکھا گیا]۔ بہر حال یہ مسئلہ جواب چاہتا ہے۔

(۶) تمہارے والدین ، تمہارا بھائی اور تمہارے متعلقین سب بخیر و عافیت ہیں۔ از اسد اللہ ، سلسلہ شنبہ ۲۳ دسمبر ۱۸۴۹ء۔

(ترجمہ از تحقیقی نامہ" باغِ نور" ص ۱۸)

۲۰ شنبہ ۲۰ فروری ۱۸۴۹ء کو غالب نے جوہر کو ان کے

۱۶ فروری ۱۸۳۹ء کے خط کے جواب میں جو فارسی خط لکھا ہے اس میں کہا ہے:

ان مبارک ایام میں ول نعمت [سید رجب علی] کی طرف سے دو دوپٹوں کا ریشمی کپڑا، ایک سر کی شال اور دو توفیق نامے مجھے ملے۔ اور میں نے ان دونوں عطیوں اور دونوں مکرمات ناموں کا الگ الگ سپاس ادا کیا اور جواب لکھا۔

(ترجمہ از تحقیق نامہ\* باغ دودر، ص ۱۸ و ۱۹)

اس سے ظاہر ہے کہ غالب نے پہلی مرتبہ فروری ۱۸۳۹ء کے آغاز میں دستار زیب سر کی ہوگی۔ اس کے بعد بھی انہوں نے جوہر سے دستار منگوائی تھی:

(۱) نورددہ و سرورسینہ\* غالب منشی جو اہر سنگھ عمر و دولت میں کاسگار رہیں۔ خط پہنچا، لنگی پہنچی، غزل پہنچی۔ خط سے تمہاری خیر و عاقبت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ سہر نیروز تمہیں مل گئی ہے۔ یقیناً خط آنے کی خوشی ہوئی، چوما اور آنکھوں سے لگایا، لنگی اور غزل کی بات یہ ہے کہ دونوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ لنگی مجھے اس لئے درکار ہے کہ سر پر باندھوں۔ تم خود ہی انصاف کرو کہ کیا یہ لنگی سر پر باندھی جا سکتی ہے! ہارے بے مصرف بھی نہیں ہے! گرمیوں میں رات کو بستر کی چادر، اور جاڑوں میں دن کو حجام کی لنگی بن سکتی ہے، دستار نہ بن سکے نہ سہی۔ اسی طرح غزل بھی سہل ہے۔ لنگی دوبارہ بھیجو اور غزل دوسری کہو، والدعاء۔

از لدائقہ، نکشتہ\* شنبہ ۲۰ مارچ ۱۸۵۵ء

(ترجمہ از تحقیق نامہ\* باغ دودر، ص ۲۷)

”(۱) سیاسی کزان نامہ نامی شود سخن در گزارش گرامی شود

خدا کے حضور میں شکر اور اُس خواجہ مرتضوی تبار کی خدمت میں

سیاس بجا لانا ہوں۔



(۲) پہلی دولت وسعدت جو مجھے حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ سعادت نشان منشی خواہر سنگھ جوہر کے خط کے ساتھ جناب کا والا نامہ ملفوف ملا ، اور دوسری نعمت وہ سنہرے حاشیے کی بہار بدایاں سبز سرخ چادر ہے ، جو آپ نے بھیجی ہے ۔ گورنر کے دربار سے خلعت پا کر جو مجھے بارہا ملا ہے اور سلطان دہلی کی طرف سے پیراہن ملبوس خاص ملنے پر جو ایک بار ازراہ مہر شاہانہ مجھے عطا ہوا تھا وہ خوشی نہ ہوئی تھی جو خدا گواہ ہے آپ کی طرف سے اس سبز و سرخ چادر کے ملنے پر ہوئی ۔ یہ شاہانہ خلعت نہیں کہ آزاد مرد اسے نگاہ میں نہ لائیں اور ارباب بصیرت اسے اپنے لئے مایہ فخر نہ سمجھیں ۔ یہ خلعت خاندان آل عبا کا عطیہ ہے ، اس میں ظاہر کی سرفرازی بھی ہے اور باطن کی سعادت بھی ۔

(۳) آج سنگل کا دن ، دسمبر کی چھبیس ہے ، آدھا دن گزرا تھا ۔ زیر اعظم سمت الرأس پر پہنچا تھا کہ یہ دولت گنج آباد آورد کی طرح مجھے ملی ۔ فوراً آدمی بھیج کر سبز ریشم منگایا ، دونوں ٹکڑوں کو اسی وقت سلوایا ، آئینہ سامنے رکھا اور بعد فخر دستار سر پر باندھ کر یہ عریضہ لکھنا شروع کیا ۔

(۴) آپ نے تحریر کیا ہے کہ یہ چادر مانگے بغیر بھیجی جا رہی ہے ، گستاخی نہ ہو تو یہ کہوں کہ بے مانگے نہیں ملی ہے ۔ بظاہر فرمائش میں نے خواہر سنگھ سے کی تھی مگر ملنے کی امید خدا سے رکھتا تھا ۔ آپ کو قرب الہی حاصل ہے ، کچھ عجب نہیں ہے کہ میرے دل کی مراد اظہار میں آنے سے پہلے آپ کے علم میں آگئی ہو ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

کرد ظرف خواہش ما کوئی      قطرہ آبی ز دریا خواستیم

والسلام بالوف الاحترام ہندہ درگاہ ابد اللہ : ۲۶ دسمبر ، ۱۳۸۸ء ۔

۲۶ ستمبر ۱۳۸۸ء کو غالب نے خواہر سنگھ جوہر کو اپنے ایک فارسی خط میں دستار کے کپڑے کے بارے میں لکھا تھا ۔ متعلقہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے :

”آج منگل کا دن ، دسمبر کی چھبیسویں تاریخ ہے وہ گراں بہا عطیہ ، یعنی دستار کا کپڑا مجھے ملا ۔ خط اس کے ساتھ نہ تھا ۔ ڈاک کے پرکارے نے بھی مجھ سے کچھ نہ مانگا ۔ عنوان پر پوسٹ پیٹ لکھا تھا ، لیکن چونکہ میں جانتا ہوں کہ اس میں کیا ہے ، لائے والے کو انعام دے دیا ۔ ہارسل کھولا ۔ کپڑے کو دیکھ کر جامے میں بھولا نہ سہا ۔ اسی وقت کپڑے کے دونوں ٹکڑے جوڑ کر سر پر دستار باندھی ۔

مگر بھائی مجھے یہ کپڑا اس لئے چاہئے تھا کہ سر پر باندھوں اور دستار پر سر نکالوں ۔ دہلی والوں کی طرح [رومال سموسہ بنا کر] شانوں پر نہیں ڈالتا ۔ ہارے مولانا کو جواب اور عطیے کا سپاس لکھ کر اس ورقے میں تمہارے نام کا خط لکھ کر حضرت مخدوم [مولانا رجب علی خان بہادر] کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ۔“

اگرچہ غالب جو برے ۱۸۵۵ء تک دستار کے کپڑے کی فرمائش کرتے رہے ، لیکن ان کے ایک فارسی خط سے جو انھوں نے جوہر کو ۲ مارچ ۱۸۵۰ء کو لکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کے پاس دو دستاریں نہیں ، ایک رجب علی ارسطو جاہ کی لاہور سے بھیجی ہوئی اور ایک وہ جو دہلی میں کالے صاحب سے انھیں عطیے میں ملی تھی :

”لنگی (دستار) کا کپڑا ہم نے ڈاکخانے کے ذریعے بھیجا تھا رائے جی کے آنے پر ڈاک سے انہیں اور ان سے مجھے ملا ۔ چونکہ میرے ڈھب کا نہ تھا ، تمہیں واپس کر دیا ، یعنی تمہارے والد کو لوٹا دیا ۔ اب اس ہارے میں فکر نہ کرنا ۔ میں نہ رقم مانگتا ہوں نہ لنگی ۔ میرے حکم کی تعمیل کرنا اور اب جو کچھ لکھتا ہوں ہرگز اس کے خلاف نہ کرنا ، یعنی نظر میں رکھنا کہ جب ملتان کا راستہ کھلے اور وہاں کی لنگیاں لاہور آئیں ، تو ایک لنگی خرید کر مجھے بھیجو ، ایسی جیسی میں لکھتا ہوں ، لیکن جلدی نہیں ہے ، جب اپنی عمدہ میری پسند کی اور ارزاں ملے ، اس وقت لے کر بھیجتا ۔ یہ لنگی ایسی ہو کہ ریشم اور -وٹے کے تار اس کی بناوٹ میں قطعاً نہ ہوں ، نہ تانے میں نہ بانے میں ۔ فقط رساں (=نخ) کی بنی ہوئی ہو ، جسے ہند کی زبان میں سوت کہتے

ہیں۔ کنارے سیاہ یا نیلے ہوں اور کپڑا ہارنیک دھاریوں کا، کالی یا نیلی یا زرد دھاریوں کا، ہارنیک بناوٹ کا نرم اور سبک کپڑا ہو، غرض ایسے نمونے کا کپڑا ہو، جیسا پیرانہ سال قلندر منشا لوگوں کو زیب دیتا ہے۔ اس وقت میرے پاس مولانا [سید رجب علی] کی عطا کردہ دو لنگیوں میں سے ایک اور ایک حضرت کالے صاحب [حاجی غلام نصیر الدین] کی بخشیدہ ہے۔ یہ دونوں میرے استعمال میں ہیں، سو ہر باندھتا ہوں۔ مولانا کی عطا کردہ لنگیوں میں سے ایک میں نے بون کہا کہ ”زین طلسان“ میں نے اپنے گھر میں دے دی ہے۔ دیکھو نقد رقم یا قبضی زرتار لنگی نہ بھیجنا، خدا کی قسم میں نہیں لوں گا۔“

(ترجمہ از تحقیق نامہ، باغ دودر، ص ۲۲ و ۲۳)

اس خط میں غالب نے جس طرح کے کوڑے کی فرمائش کی ہے اس کو نظر میں رکھ کر اکبر الحسن صاحب فریدی نے غالب کی وہ تصویر بنائی ہے جو اس ایڈیشن میں شائع کی جا رہی ہے، اس میں غالب دستار باندھے ہیں اور یہ ان کے بالکل بڑھاپے کا زمانہ ہے۔

یہ تصویر اکبر الحسن صاحب فریدی نے کلیات غالب کے تحقیقی ایڈیشن کے لئے ہماری درخواست پر بڑے فنکارانہ اہتمام سے تیار کی ہے، جس کے لئے ہم ان کے مانون اور سپاس گزار ہیں۔ مرتب

سلطان الشعراء ، برہان الفضلاء ، سالک عالی منزلت ، موسیقار  
 با عظمت ، طوطی شکر مقال ، مخدوم سعدی و البال اور عظیم طباع و مخترع  
 حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی ہفت صد سالہ تقریبات کی جانب پہلا قدم

## خسرو شیریں زبان

تصنیف

اقبال صلاح الدین

- \* یہ کتاب جامع جمیع کہالات "خسرو" کی تازیانی ہی منظر میں  
 سوانح حیات کا آئینہ ہے ۔
- \* یہ کتاب خسرو کی فارسی اور اردو شاعری ، فارسی نثر نویسی ،  
 موسیقی دانی اور تصانیف کا تجزیہ و تبصرہ پیش کرتی ہے ۔
- \* یہ کتاب خسرو کے فارسی اور اردو کلام کی مختلف اصناف کے بہترین  
 انتخاب کی حامل ہے ۔
- \* یہ کتاب خسرو کی گوناگوں شخصیت اور ان کے آفاقی فن پر  
 مشاہیر عالم کی اردو ، فارسی ، عربی اور انگریزی زبان میں آراء کا ایک  
 خوبصورت مرقع ہے ۔
- \* یہ کتاب اردو ، فارسی ، تاریخ اور تصوف کے عام قاری اور اہم ۔ اے  
 کے درجہ تک کے طالب علم کی علمی ضروریات کو پورا کرنے والی  
 حوالے کی ایک منفرد تصنیف ہے ۔
- \* یہ کتاب "خسرویات" پر مصنف کے پانچ سالہ عہدی اور دقت طالب  
 مطالعہ کا حاصل ہے ۔

آئسٹ طباعت ، خاص ایڈیشن : ۹۰۰۰ مہری لاہوری میں ۱۰۵۰ م

ناشر مکتبہ مہری لاہوری لاہور ۲۔